NOOR ASIF NOVELS

بدکردار

(مکمل ناول)

ازقلم: نورآصف

zubinovelszone.com

بدکردار

از قلم نور آصف

شاہ میر میری بات سنیں،

کیا سنوں تماری بات؟ہاں صرف یہی چاہتا تھا کہ میری بیوی کی زندگی میں آنے والا میں پہلا مرد ہوں اس نے صرف مجھے محسوس کیا ہو، صرف مجھے چاہا ہو، لیکن۔ تم تو۔

میں صرف اپ کی ہوں، میں نے اپ ک علاوہ کبھی کسی کو نہیں چاہا، میری بات کا یقین کریں، وہ بات کرتے کرتے سسک پڑی تھی۔

جو لڑکی رات رات بھر لڑکوں سے چیٹ کرتی ہو لڑکوں سے پیار بھری باتیں کرتی ہو، وہ اپنے شوہر سے کہے اس کا کردار صاف ہے۔ میری نظر میں وہ بدکردار ہے۔ اس نے غصے سے مٹھیاں بھینچیں تھیں۔

شاہ میر بس وہ غصے سے چلائی تھی۔ چلاو مت میرے سامنے وہ اس سے بھی زیادہ غصے سے چلایا تھا، اور پانی کا گلاس زور سے دیوار پر دے مارا۔ جس کے کانچ کے ٹکڑے دور دور تک پھیل گیئے تھے۔ وہ ڈر کے مارے کانپنے لگی تھیشاہ میر کی آنکھیں لہو رنگ ہو رہی تھی۔ اٹھاؤ ان کرچیوں کو شاہ میر نے اسے فرش پر دھکا دیا۔ شاہ میر وہ سسکی تھی، اس نے بے یقینی سے شاہ میر کو دیکھا۔ میں نے کہا اٹھاؤ اسے ڈیم اٹ اب, کی بار وہ پوری قوت سے چلایا تھا کہ کمرے کے در و دیوار کانپنے لگے تھے۔

بدکردار

اسنے کانپتے ہاتھوں سے گلاس کی کرچیوں کو سمیٹنے کی کوشش کی تو بہت سی کرچیاں اس کے ہاتھ کو زخمی کر گئی تھیں۔اہ! کی صورت میں اس نے سسکاری بھری تھی۔اس نے اپنے ہاتھ کو دیکھا جو لہولہان ہو چکا تھا، فرش پر اس کا خون قطرہ قطرہ گر رہا تھا۔

شاہ میر نے اسے بازو سے پکڑ کے اٹھایا اور اس کے ہاتھ پر اپنے ہاتھ کا دباؤ بڑھایا تو اس کی چیخیں نکل گئی تھیں۔ جس پر شاہ میر استھزائیہ ہنسی ہنسا تھا۔جانتی ہو عورت کا کردار اس شیشے کے گلاس سے بھی زیادہ نازک ہوتا ہے۔ جسے سمیٹتے سمیٹتے اس کا وجود زخمی ہو جاتا ہے مگر وہ یہ کرچیاں نہیں سمیٹ سکتی۔بتاؤ سمیٹ سکی تم اس کانچ کو بولو، نہیں سمیٹ سکی نہ !تم چاہ کر بھی نہیں سمیٹ سکتی اب. چاہے تم اپنا آپ پور پور زخمی کر ڈالو شاہ میر اس پر قہر بھری نظر ڈالتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔۔

****

طلحہ بھائی میں نے آپ کے لیے آج اپ کی فیورٹ ڈش بنائی ہے میرال نے کچن سے آواز لگائی۔

یااللہ خیر !پچھلی بار جو کیک کھلایا تھا تم نے اسے کھانے کی کوشش میں میرے دانت اللہ کو پیارے ہوتے رہ گیئے۔ طلحہ ڈرامائی انداز میں بولا۔

ماما دیکھ رہی ہیں آپ بھائی کو ایک تو میں ان کے لئے مزے مزے کی چیزیں بناؤں. اور یہ کس طرح مزاق اڑاتے ہیں۔ میرال ڈائننگ روم میں داخل ہوتے ھوے بولی جہاں ریحانہ بیگم اور طلحہ بیٹھے ھوے تھے۔

بلکل غلط! تم میرے لئے کھانا نہیں بناتی بلکے مجھ پہ ایکسپیریمنٹ کرتی ہو۔ طلحہ خود پر معصومیت طاری کرتا ہوا بولا تھا۔

ٹھیک ہیں رہنے دیں مت کھائیں یہ بریانی، آیندہ سے کبھی بھی آپ کو اپنے ہاتھ کا کھانا ٹیسٹ نہیں کرواؤں گی میرال ناراضگی سے بولی۔

طلحہ بری بات کتنے پیار سے بنائی ہے تمہارے لئے، ریحانہ طلحہ کو ڈانٹتے ھوے بولی تھیں۔

رہنے دیں مما! جب ان کی بیوی ان کے سامنے بدمزہ کھانا بھی رکھے گی، نہ تو اپ دیکھنا کیسے تب چپ کر کے کھایا کریں گے الٹا تعریفوں کے پل باندھا کریں گے میرال غصے سے بولی۔۔

ویسے بلکل ٹھیک کہا تم نے میں تو ایسا ہی کروں گا آخر کو وہ میری بیوی ہو گی، اور تم بہن ہو! طلحہ نے اسے چڑایا تھا۔۔

بدکردار

دیکھ رہی ہیں مما بھائی ابھی سے بدل گیئے ہیں غلامی کر لی ہے انہوں نے رافیہ بھابی کی، فون پر بھی ہر وقت منمناتے رہتے ہیں ان کے سامنے،، میرال نے طلحہ کو دیکھتے ھوے معصومیت سے آنکھیں جھپکی تھیں۔

جس پر طلحہ نے گھور کر میرال کو دیکھا۔

گھور کر کیا دیکھ رہے ہیں، مجھے ہر وقت تو میری بات سنو رافیہ! ایسا نہیں ہے ویسا نہیں ہے رافیہ۔۔ وضاحتیں ہی دیتے رہتے ہیں فون پر۔ اب کی بار میرال طلحہ کو چڑاتے ھوے بولی۔۔

بہت فضول بولتی ہو تم لاؤ بریانی ٹیسٹ کرواؤ طلحہ نے اس سے بریانی کی پلیٹ لینے کی کوشش کی۔

جس پر میرال نے پلیٹ پیچھے کی تھی رہنے دیں میں پاپا کو ٹیسٹ کرواؤں گی وہ میرا مزاق تو نہیں اڑائیں گیں۔ میرال نے روہانسے ہوتے ہوے ڈائننگ روم سے باہر کی جانب قدم بڑھائے۔

ارے ارے رکو! میری پیاری بہنا! میں تو مزاق کر رہا تھا۔ طلحہ نے اسے خود کے ساتھ پیار سے لگاتے ھوے اس سے بریانی کی پلیٹ لی۔

بہت مزے کی ہے۔ طلحہ پلیٹ سے بریانی کھاتے ھوے بولا۔

کیا واقعی میں اپ سچ کہہ رہے ہیں؟ میرال نے بھنویں اچکاتے ھوے طلحہ کو دیکھا تھا۔

بدکردار

سو فیصد سچ! بہت اچھی بنی ہے۔ ایک پلیٹ نہیں کھاوں گا آج تو پوری ٹرے کھاوں گا۔ طلحہ میرال سے بولا۔

میں ابھی لے کر آتی ہوں۔ مما اپ کے لئے بھی لاؤں وہ خوشی سے چہکتی ہوئی بولی۔

ہاں بیٹا! لے اؤ میں بھی تو دیکھوں میری بیٹی نے کیسی بنائی ہے بریانی؟ ریحانہ پیار سے میرال کو دیکھتے ھوے بولی۔

ویسے ماما اب تو میرال نے کوکنگ بھی سیکھ لی ہے۔ کیوں نہ اس کی شادی کر دی جائے۔ طلحہ نے ریحانہ سے کہا۔ جس کا مقصد صرف میرال کو تنگ کرنا تھا۔

جی نہیں، کوئی ضرورت نہیں ہے ابھی تو میں نے سیکنڈ ایئر کے پیپر دیے ہیں۔ مجھے آگے پڑھنا ہے۔ میرال ڈائننگ روم سے جاتے ھوے بولی۔

کیوں تنگ کرتے ہو بہن کو۔ چھوٹی ہے تم سے، ریحانہ بیگم نے میرال کے ڈائننگ روم سے جانے کے بعد طلحہ کو سرزنش کیا۔

چھوٹی ہے، اس لئے تو تنگ کرتا ہوں طلحہ مزے سے بریانی کھاتا ہوا بولا۔۔

اشفاق صاحب اور ریحانہ بیگم کے دو ہی بچے تھے۔

طلحہ اور میرال۔۔ طلحہ میرال سے آٹھ سال بڑا تھا۔ طلحہ پڑھائی مکمل کرنے کے بعد ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں جاب کر رہا تھا۔

بدکردار

میرال نے تھرڈ ائیر میں ایڈمشن لیا تھا۔۔ نئی کالجز نئی فرینڈز۔۔۔۔۔

میرال کو ایڈمشن لیے ہوئے چند ہی دن ہوئے تھے۔

کیا ہو رہا ہے؟ وہ اپنی فرینڈز کو ڈھونڈتے گراونڈ ایریا کی طرف آئی۔۔

جہاں اس کی تینوں فرینڈز بیٹھی تھیں۔

پیار........ماہم ہنستی ہوئی بولی۔۔

پیار مطلب میرال نے ناسمجھی سے پوچھا۔۔۔

ارے میرال تم کتنی معصوم ہو۔۔ تم اچھا بتاؤ تمھیں کبھی کسی سے پیار ہوا ہے۔ دانیہ نے پوچھا۔۔

ہاں اپنے ماما پاپا سے بہت پیار ہے۔۔ اپنے بھائی سے بہت پیار ہے۔۔ میرال نے معصومیت سے بتایا۔۔ ارے وہ والا پیار نہیں۔۔۔۔ یہ بتاؤ کبھی بوائے فرینڈ بنایا ہے.. ردا نے پوچھا۔۔

میں کیوں بنانے لگی بوائے فرینڈ۔۔ میرال غصے میں آئی تھی۔

پھر تم. زندگی کا مزا نہیں لے سکتی۔۔ میری مانو تم ایک فیس بک سے ایک فیک آئی ڈی بناؤ اور بات کرو۔۔ میرال ان کی باتین حق دق سے سن رہی تھین۔ انہوں نے اس کا موبائل لے کر ایک فیک آئی ڈی بنا ڈالی تھی۔۔۔۔ جس کا نام پاپا کی پری رکھا تھا۔۔

میرال خاموشی سے سب کو دیکھ کر رہ گیی تھی۔

بدکردار

طلحہ میرال کی ضد پر کالج سے واپسی پر اسے ایک قریبی رسٹورنٹ لے آیا تھا۔

جس پر میرال بہت خوش تھی۔۔اسی اثناء میں طلحہ کے موبائل پر کال آئی تھی۔۔

اچھا میرال تم آرڈر کرو میں کال سن لو۔۔ طلحہ فون پکڑے بولا۔۔

مگر بھائی میں اکیلی۔۔۔میرال گھبرائی۔۔

کیا ہو گیا ہے میرال!؟امپورٹنٹ ہے آفس سے ہے آتا ہوں۔۔ طلحہ کہتے نکل گیا تھا۔۔

میرال کو آرڈر دیے ہوئے دس منٹ ہوئے تھے۔۔وہ ابھی تک نہیں آیا تھا۔۔۔میرال کو اکیلا بیٹھنا بہت آکورڈ لگ رہا تھا۔وہ بہت گھبرائی سی بیٹھی تھی۔

شامیر جو اپنے دوستوں کے ساتھ لنچ پر آیا تھا۔۔ تھوڑی دور ایک ٹیبل کو یونیفارم میں ملبوس بیٹھا. دیکھ کر چونکا تھا۔جسے قدرت نے بے تحاشا حسن سے نوازا تھا۔۔سفید دوپٹے میں اس کا شفاف چہرہ چمک رہا تھا۔

شامیر کو اس کے حسن نے نہیں بلکہ اس کے گھبرائے ہوئے انداز نے متوجہ کیا تھا۔۔

شامیر کی نظر عورت کا اصل حسن اس کی حیا ہوتی ہے۔شامیر نے ترحم بھری نظر اس پر ڈالی تھی۔

بدکردار

یقیناً یہ لڑکی کسی لڑکے کے ساتھ آئی ہو گی۔۔ یہ لڑکیاں اپنے ماں باپ کی عزت کیسے داؤ پر لگاتی ہیں۔

ماں باپ ان پر اعتبار کرتے ہیں۔۔ اور یہ لڑکیاں ہوٹل کے بند کمروں میں اپنی عزت نچھاور کرتی ہیں۔۔ وہ اس لڑکی پر نظریں گاڑھتے ہوئے سوچ رہا تھا۔۔۔ اتنے میں اس ٹیبل پر لڑکا آتا دکھائی۔ دیا۔ اس لڑکے کو دیکھ کر لڑکی کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔۔

شامیر اس پر افسوس بھری نظر ڈالتا کھانے کی پیمنٹ کرتا نکل آیا تھا۔۔

میرال نے طلحہ کو دیکھتے سکھ کا سانس لیا تھا۔۔

کھانا آرڈر کر دیا طلحہ نے پوچھا۔۔

ہاں کر دیا۔۔۔ میرال نے جواب دیا۔۔

شامیر کے ماں باپ ایک کار ایکسڈینٹ میں چل بسے تھے۔۔ شامیر کی ایک بڑی بہن فرخندہ تھی۔۔ جو شادی شدہ تھی۔۔ ایک چھوٹی بہن لائبہ جو کالج میں پڑھ رہی تھی۔

شامیر اپنا بزنس سنبھال رہا تھا۔۔

فرخندہ شامیر کے لیے لڑکی تلاش کر رہی تھی۔۔ شامیر کی ایک ہی ڈیمانڈ تھی لڑکی اعلی کردار کی ہو۔۔ وہ اس کی زندگی میں آنے والا پہلا مرد ہو۔

میرال کے فون پر فیک آئی ڈی بنے ہوئے کافی دن ہو گیے تھے۔۔ مگر ابھی تک لاگ ان نہیں کیا تھا۔۔ مگر وہ اس کے بارے میں سوچنے لگی تھی۔۔ میرال نے ڈرتے ڈرتے وہ وہ آئی ڈی ان کی۔۔

ابھی اسے اون کیے کچھ دیر ہی ہوئی تھی۔۔ اسے فرینڈ ریکویسٹ موصول ہوئی۔۔ لو سیکر کے نام سے۔۔۔ اس نے وہ ایکسیپٹ کیا ہی تھا کہ اسے ڈھیروں میسج موصول ہوئے۔ اس نے گھبراتے ہوئے موبائل آف کر دیا۔۔ مگر اسے لو سیکر نام بہت اٹریکٹ کیا تھا۔۔

میرال طلحہ کے ساتھ اپنے لیے کچھ ڈریسز دیکھنے آئی تھی۔۔ میرال نے وائٹ کیپری پر ریڈ کلر کی شارٹ شرٹ پہن رکھی تھی۔ جس پر ریڈ دوپٹہ گلے میں ڈال رکھا تھا۔۔ وہ سمپل سی قیامت ڈھا رھی تھی۔

طلحہ جینٹس سیکشن میں اپنے لیے کچھ کچھ دیکھ رہا تھا۔ میرال لیڈیز سیکشن میں اپنے لیے کچھ دیکھ رہی تھی۔ اسے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔۔

ایکسکیوز می۔۔۔ مجھے آپ کی ہیلپ کی ضرورت ہے۔ ایکچو ئلی مجھے اپنی بہن کے لیے کچھ خریدنا ہے۔۔ مجھے سمجھ نہیں آرہا۔۔ وہ آواز سن کر پلٹی۔۔

شامیر اپنے سامنے اس رسٹورنٹ والی لڑکی کو دیکھ حیرت زدہ ہوا۔۔

بدکردار

میں آپ کی ہیلپ کر دیتی ہوں۔۔۔میر ال شائستگی سے بولی۔۔

مجھے لگتا ہے میری ہیلپ کرنے سے پہلے اپنی ہیلپ کرنی چاہیے۔۔

شامیر اسے گھورتے ہوئے تلخی سے بولا۔۔

ایکسکیوزمی۔۔۔کیا مطلب ہے آپ کی بات کا؟؟میر ال نے ناسمجھی سے شامیر کو دیکھا۔

مطلب یہ مجھے آپ جیسی لڑکی کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔۔آپ بس یہ سوچیں۔۔۔

جس انسان کے ساتھ آئی ہیں۔اس سے پیسے کیسے نکلوانے ہیں۔شامیر ایک ایک لفظ چبا کر بولا۔۔

میر ال نے اپنے سامنے کھڑے انسان کدیکھا جو اچھا خاصا مہزب لگ رہا تھا۔۔بلکہ اچھی خاصی پرسنیلٹی کا ملک تھا۔

مگر بہت عجیب باتیں کر رہا تھا۔۔

میر ال خود پر کنٹرول کرنے کے باوجود تپ گئی۔۔

مطب کیا ہے مجھ جیسی لڑکی۔۔۔زبان سنبھال کر بات کرو۔۔۔۔میں کیوں سوچوں کہ مجھے اس انسان سے پیسے کیسے نکلوانے ہیں۔۔وہ بنا کہے مجھ پر خرچ کر دیتے ہین۔۔عجیب انسان ہیں۔۔پاگلوں کی طرح باتیں کر رہے ہیں۔۔میر ال غصے سے بولی۔۔

میں پاگل نہیں بلکہ آپ جیسی لڑکیاں پاگل ہوتی ہیں۔۔جو کہ اپنی عزت کو اس طرح۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دیکھیے مسٹر۔۔۔۔اب آپ حد سے آگے بڑھ رہے ہیں۔۔

وہ شامیر کی بات کاٹتے ہوے بولی۔۔

اوہ۔۔۔۔تو اب سمجھ آیا آپ مجھ پر لائن مار رہے ہین۔۔بہت ءم اچھا طریقہ ڈھونڈا ہے آپ نے۔۔

آنے دیں میرے بھائی کو وہ۔۔۔۔۔۔آپ کو ٹھیک کریں گے۔۔

میرال شامیر کے الفاظ سن کر غصے سے آگ بگولا ہوئی۔۔

وہ آگیے میرے بھائی۔۔میرال طلحہ کو دیکھتے ہوے بولی۔۔جو ان کی ہی طرف آرہا تھا۔۔

یہ آپ کا بھائی ہے۔۔شامیر حیرت ذدہ ہولا۔

نہیں میری بہن ہے۔۔۔میرال اس کو حیرت ذدہ دیکھتے طنزیہ بولی۔۔

کیا ہوا ہے میرال؟؟طلحہ میرال کے پاس آتے ہوے بولا جو ایک اجنبی سے باتیں کر رہی تھیں۔

کچھ نہیں بھابی ان کو پاگل خانے کا پتہ سمجھا دیں۔۔اپنا علاج کروا رہے ہیں۔۔۔دماغی مرض کی وجہ سے یاداشت کمزور ہو چکی. ہے۔بیچارے کی۔۔میرال غصے سے. بولی۔۔

جس پر شامیر نے میرل کو اچھنبے سے دیکھا جو اس کے منہ پر ہی اسے پاگل کہہ رہی تھی۔۔
طلحہ نے کچھ. کہنے پر منہ کھولا ہی تھا کہ میرال اسے کھینچتی ہوئی وہاں سے لے گیی۔۔کیونکہ وہ اب اس خطبی انسان کو مزید برداشت نہین کر سکتی تھی۔۔

\-------------------

میرال کہاں ہو تم طلحہ میرال کو آواز لگاتے ہوئے لاونج کی طرف آیا۔جہاں میرال موبائل پر چیٹ کرنے میں مصروف تھی۔اچانک سے اس کے ہاتھ سے موبائل چھوٹ گیا اور گھبراہٹ کے مارے اس کے ماتھے پر پسینے کی ننھی ننھی بوندیں نمودار ہوئیں۔ میرال! کیا ہوا ہے؟ طلحہ نے اسے دیکھ کر تشویش زدہ انداز میں پوچھا۔کچھ نہیں بس، وہ میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں۔وہ بولی۔

بدکردار

طبیعت ٹھیک نہیں ہے تو ریسٹ کرو۔ چلو اُٹھو فون چھوڑو اور کمرے میں چل کر آرام کرو۔ طلحہ نے تشویش زدہ انداز میں میرال کے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔ کرلوں گی آرام۔

آپ کو کوئی کام تھا بھائی؟

میرال نے پوچھا۔

ہاں! بس یہ شرٹ پریس کروانی تھی لیکن اب میں خود کرلیتا ہوں تم آرام کرو طلحہ کے انداز میں کافی تشویش تھی۔ اس کے لیے میرال دل ہی دل میں بہت شرمندہ ہوئی تھی۔ وہ اتنے پیار کرنے والے بھائی کو اور اپنے ماں باپ کو دھوکا دے رہی ہے۔ مگر یہ شرمندگی چند ہی پل کی تھی۔

نہیں میں کوئی ایسا غلط کام نہیں کر رہی۔ میں تو بس تھوڑی دیر کے لیے چیٹنگ کر لیتی ہوں اس میں کیا بُرائی ہے۔ ورنہ لڑکیاں کیا کچھ نہیں کرتیں۔ اس کی اپنی فرینڈز تو اب لڑکوں سے باہر ملنے لگی تھیں۔ وہ تو بس تھوڑی دیر چند باتیں کر لیتی ہے۔

میں نے تو صرف دوست بنایا ہے۔ وہ خود کو تسلی دیتی ہوئی دل ہی دل میں سوچنے لگی۔ مگر وہ یہ بُھول گئی تھی کہ ہمارے معاشرے میں ایک غیر محرم کبھی بھی ایک عورت کا دوست نہیں ہو سکتا۔ میرال نے اس آئی ڈی لَوسِیکر سے بات کرنی شروع کر دی تھی۔ مگر میرال اُس سے ایک حد میں رہ کر بات کرتی تھی۔ اِس نے اُسے پہلے دن باور کروا دیا

بدکردار

تھا کہ وہ صرف اس کا دوست ہے۔اِس سے آگے کچھ نہیں۔نہ کبھی اپنی تصویر سینڈ کی اور نہ ہی کبھی کوئی ولگر یا کوئی پیار بھری بات کی۔ لیکن وہ اس سے بات کیے بغیر رہ نہیں سکتی تھی۔

کیونکہ یہ بات تو طے ہے کہ صنفِ مخالف میں کشش ہے۔وہ اس دلدل میں گر چکی تھی۔چاہتے ہوئے بھی نکل نہیں سکتی تھی۔وہ ہر بار خود کو یہی باور کرواتی کہ کوئی گناہ نہیں کر رہی۔اگر گناہ ہے بھی تو چھوٹا سا گناہ ہے۔ مگر وہ یہ بھول گئی تھی کہ گناہ چھوٹا ہو یا بڑا کفارہ ضرور ادا کرنا پڑتا ہے۔

سچ کہتے ہیں بُری صحبت سے کانٹے اچھے جو ایک ہی دفعہ زخمی کرتے ہیں۔اب تو یہ وقت ہی بتائے گا کہ میرال کو اس کا کیا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔

شامیر میں نے تمھیں وٹس ایپ پر کچھ لڑکیوں کی تصویریں سینڈ کی ہیں۔ان میں سے تمھیں کوئی پسند آئی۔فرخندہ آپا آج شامیر کی طرف آئی ہوئی تھیں۔انہوں نے شامیر سے پوچھا۔

شامیر اور فرخندہ سِٹنگ ایریا میں بیٹھے ہوئے تھے شامیر گلاس وِنڈو سے برستی ہوئی بارش کو دیکھ رہا تھا اور کچھ سوچ رہا تھا۔

فرخندہ کی بات پر چونکا۔جی آپ نے کچھ کہاوہ فرخندہ کی طرف متوجہ ہوا۔کہاں ہے تمھارادھیان۔میں کب سے تم سے باتیں کررہی ہوں۔فرخندہ آپا تھوڑاغصے سے بولیں۔کچھ نہیں۔میں توبس،وہ کچھ سوچ کر مسکرایا۔

آپ کیا کہہ رہی ہیں؟وہ سوالیہ انداز میں گویا ہوا۔تمھیں کوئی لڑکی پسند آئی۔میں نے جو تصویریں سینڈ کی تھیں۔

چھم سے شامیر کی نظروں کے سامنے ایک چہرہ آیا تھا۔اوراس کے دل کی دھڑکن بھی ایک پل کو معدوم ہوئی تھی۔

کون سی لڑکیاں،میں نے نہیں دیکھیں،ٹائم ملے گاتودیکھ لوں گا۔وہ اپنے دل کی آواز کو ڈپٹے ہوے فرخندہ سے مخاطب ہوا۔۔۔

کیاہوگیاہے شامیر!

میں تمھارے لیے لڑکی تلاش کررہی ہوں اور تم کوئی اِنٹرسٹ ہی نہیں دکھارہے۔

فرخندہ شامیر پر غصہ ہوئی۔

اگر آج امی ابوزندہ ہوتے تووہ یہ فریضہ سرانجام دیتے۔مگراب وہ نہیں ہیں۔پتہ ہے مجھے کتنی فکر ہوتی ہے تمہاری۔فرخندہ آبدیدہ ہوئی۔

کیاہوگیاہے؟اتنی جذباتی کیوں ہورہی ہیں۔میری ماں کی جگہ آپ ہیں۔شامیر اٹھ کر فرخندہ کے پاس ہی صوفے پر بیٹھتے ہوئے فرخندہ کے ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا۔

بدکردار

بس میں چاہتی ہوں تمھاری شادی ہو جائے کسی بہت اچھی لڑکی سے۔ اس بار وہ مسکراتے ہوئے شامیر سے بولی۔

جی نہیں اچھی لڑکی نہیں بہت خوبصورت بھی ہونی چاہیے۔ جیسے میرا بھائی ہے گُڈ لُکنگ۔ لائبہ سِٹنگ ایریا میں داخل ہوئی۔

جس پر فرخندہ نے پیار سے شامیر کو دیکھا۔ اونچا لمبا قد سفید رنگت، ستواں ناک، ماتھے پر بکھرے ہوئے سیاہ بال، عنابی ہونٹ ہلکی ہلکی بیرڈ۔۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ شامیر مردانہ وجاہت کا اعلیٰ شاہکار تھا۔ ارے کیوں نہیں ایسی لڑکی ڈھونڈوں گی کہ سب دیکھتے رہ جائیں گے۔ بالکل پریوں جیسی۔ فرخندہ نے بولتے ہوئے صوفے سے ٹیک لگائی۔

پَرَی ہو، بس ایک خیال کیجیے گا پاپا کی پرَی نہ ہو۔ شامیر لائبہ کو پیار سے چپت لگاتے ہوئے فرخندہ سے بولا۔

****

شامیر نے فرخندہ کے جانے کے بعد اپنے کمرے میں بیٹھا ان کی بھیجی ہوئی تصویریں دیکھنے لگا۔

"ہر چہرے میں آتا ہے نظر ایک ہی چہرہ

بدکردار

لگتا ہے کوئی میری نظر باندھے ہوئے ہے۔؛؛

شامیر نے موبائل سائیڈ پر رکھتے ہوئے گُنگناتے ہوئے یہ اشعار پڑے۔

بَیڈ سے ٹیک لگائی ہی تھی، وہ دشمن جاں پھر سے اس کی نظروں کے سامنے آگئی۔ شامیر چاہ کر بھی میرال کو بھول نہیں پارہا تھا۔

ہر جگہ اُسے وہی نظر آرہی تھی بند آنکھوں سے تو اس کی شبیہہ اور واضح ہو جاتی۔ یہ تو طے تھا۔ شامیر نے آج کی رات بھی جاگنا تھا۔ اب نینداس کے مقدر میں نہیں تھی۔ میرال اس کی نیندیں اُڑا چکی تھی۔

طلحہ اور رافعہ کی شادی کی ڈیٹ فِکس ہو چکی تھی۔ میرال بہت ایکسائٹڈ تھی آخر کو اس کے اکلوتے اور پیارے بھائی کی شادی تھی۔ میرال کی تیاریاں دیکھنے کے لائق تھیں۔ آج طلحہ اور رافیہ کی مہندی کا فنکشن تھا۔ یہ ایک بہت بڑا اوپن گراونڈ ایریا تھا۔ جہاں سٹیج لگایا گیا تھا۔ انٹری سے لے کر سٹیج تک بہت خوبصورت۔یَلو اور وائٹ کنٹراسٹ کے پھول لگائے گئے تھے۔ اور جگہ جگہ پھولوں کے واز رکھے گئے تھے۔ سبز گھاس پر دبیز کالین بچھے ہوئے تھے۔ لائٹوں سے جگمگاتی یہ مارکی بہت ہی خوبصورت سماں پیش کر رہی تھی۔ ہر طرف رنگ و بُو کا سیلاب بکھرا ہوا تھا۔ شامیر اپنے عزیز جان دوست کی

بدکردار

بہن کی مہندی کے فنکشن پر بہت منت سماجت کے بعد آیا تھا۔اور اب بیزار سا بیٹھا ہوا تھا۔اِسے کچھ دنوں سے کِسی بھی چیز میں کوئی دلچسپی محسوس نہیں ہو رہی تھی۔شامیر نے سفید شلوار قمیض زیبِ تن کی ہوئی تھی۔اور بے انتہا ہینڈسم لگ رہا تھا۔بہت سی لڑکیاں اسے دیکھ کر آہیں بھر رہی تھیں۔جس پر شامیر کے دوست اس کا ریکارڈ لگا رہے تھے۔اور شامیر ان کی باتوں کو نظر انداز کر کے بیزاری سے اِدھر اُدھر نظریں دوڑا رہا تھا کہ اچانک اُسے وہ دشمنِ جاں نظر آئی۔شامیر کے دل میں جیسے ہزاروں پھول کِھل اُٹھے۔بیزاریت پل میں دور ہو گئی۔اُس نے حیرانگی سے اُس کی طرف دیکھا۔کیا یہ وہی ہے؟جسے دل دیکھنے کو شدت سے تمنا کر رہا تھا۔شامیر کے دل کی دھڑکنوں نے ایک دَم سے سپیڈ پکڑی

۔میرال نے آج گرین اور یَیلو امتزاج کا خوبصورت شرارا پہنا ہوا تھا۔جس کی شرٹ پر نفیس سا کام ہوا تھا۔اور گرین کلر کا بڑا سانیٹ کا دوپٹہ گلے میں ڈالا ہوا تھا۔اپنے براؤن بالوں کو کُھلا چھوڑ رکھا تھا۔اور ماتھے پر خوبصورت سی نازُک بندیا سجائی ہوئی تھی۔بلاشبہ میرال آج آسمان سے اُتری ہوئی پَری لگ رہی تھی۔اور ہال میں بہت سوں کی نظریں میرال پر تھیں۔اور اُن میں ایک نظر شامیر کی بھی تھی۔میرال پھولوں سے بھرا ہوا تھال لے کر آرہی تھی۔اچانک کوئی اس سے ٹکرایا۔اور سارے پھول اُس پر برسے۔

میرال نے غصے سے اُس شخص طرف دیکھا۔ مگر اپنے سامنے اُس مال والے شخص کو دیکھ کر اُس کا غصہ سوا نیزے پر پہنچا۔

یہ کنفرم ہے کہ آپ پاگل ہیں۔ مگر اندھے بھی ہیں یہ مجھے نہیں معلوم تھا۔ میرال آنکھوں میں شرارے لیے شامیر کو گھور رہی تھی۔ جس پر شامیر نے بہت مشکل سے اپنی ہنسی ضبط کی۔ وہ تو خود جان بوجھ کر اُس سے ٹکرایا تھا۔

شامیر آنکھوں کے رستے اُس کے خوبصورت چہرے کو دل میں اُتارنے لگا۔ پاگل کا تو پتا نہیں، لیکن اندھے ہونے کا الزام بلکل غلط ہے۔ اگر اندھا ہوتا تو اتنی خوبصورتی کو دیکھنے سے محروم رہتا۔ جو کہ مجھے پاگل کر رہی ہے۔ وہ معنی خیزی سے میرال کے سجے سنورے رُوپ کو دیکھتے ہوئے بولا۔

دیکھو مسٹر! تمیز کے دائرے میں رہو۔ ورنہ! میرال نے تنبیہ کی۔

ورنہ آپ اپنے بھائی کو بولا لیں گی۔ اب کی بار شامیر کی آنکھوں میں واضح شرارت موجود تھی۔ جس پر میرال نے قہر بھری نظروں سے شامیر کو گھورا۔ ویسے میں اچھا خاصہ ہینڈ سم بندہ ہوں۔ کہو تو اپنی سلفی تمہیں سینڈ کر دیتا ہوں۔ اُسے تسلی سے گھورتی رہنا۔ شامیر میرال کے گھورنے پر شرارتی نگاہوں سے اُسے دیکھنے لگا۔

اوہ! اتنی خوش فہمیاں پال رکھی ہیں آپ نے تو۔ کہیں کے پرنس ہیں کیا؟

جی بلکل! کوئی شک ہے آپ کو۔ وہ میرال کے نزدیک ہوا۔ جس پر میرال نے دو قدم پیچھے لیے تھے۔ مجھے تو زہر سے بھی بُرے لگ رہے ہیں۔ میرال یہ کہہ کر جانے کے لیے مڑی ہی تھی کہ شامیر نے جھٹکے سے اُس کی کلائی کھینچ کر اُسے خود کے قریب کیا۔ وہ کٹی ہوئی ڈال کی طرح اُس کے سینے سے آلگی۔ لیکن تم سے تھوڑا کم۔ وہ اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے بولا۔ میرال شامیر کی اس حرکت پر کھول کر رہ گئی۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے شامیر کو پوری قوت سے دھکا دیا کہ جس پر شامیر نے اپنی گرفت اور مضبوط کی۔ جس پر میرال اس کی بانہوں میں پھڑ پھڑا کر رہ گئی ۔اور تلملا کر شامیر کو دیکھا۔ شامیر نے ایک جھٹکے سے اسے چھوڑا تھا کہ وہ گرتے گرتے بچی، اس نے ایک دم سے شامیر کو کی شرٹ کو سینے سے مٹھیوں میں دبوچتے ہوئے خود کو گرنے سے بچایا۔ اب میرال پھر سے شامیر کی بانہوں میں تھی میرال کا چہرہ شامیر کے اتنے نزدیک تھا کے شامیر کی گرم سانسیں اس کے چہرے کو جھلسا رہی تھیں ۔دونوں کی آنکھیں ایک دوسرے سے ٹکرائیں، شامیر کو لگا تھا کے وہ ان خوبصورت جھیل سی گہری انکھوں میں ڈوب ہی نہ جائے کہیں۔ اس نے غصے سے شامیر کو کو ایک بار پھر سے گھورا جس کا شامیر پر رتی برابر اثر نہ ہوا۔ کیا ہوا مجھے چھوڑنے کو دل نہیں کر رہا نہ، شامیر نے ایک بار پھر میرال کا دل جلایا تھا اپنی بھرپور مسکراہٹ سے۔ میرال کا

بدکردار

دل کیا تھا اس بیہودہ انسان کا سر پھاڑ دے۔ جس نے اس کا دل جلانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رکھی تھی۔ میرال نے شامیر کو دھکا دیا

مگر اس انسان کو ایک انچ بھی نہ ہلا سکی۔ شامیر نے مسکراتے ہوئے آنکھ وینک کی اور بہت احتیاط سے میرال کو چھوڑا۔ اور مسکراتے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔۔۔

میرال نے اس کے جانے کے بعد اسے ہزاروں صلواتوں سے نوازا تھا۔ اور خود کو کنٹرول کرتے ہوئے سٹیج کی طرف بڑی۔ وہ ایک اجنبی شخص کی وجہ سے اپنے بھائی کی مہندی کا فنکشن نہیں خراب کر سکتی تھی۔

میرال کو آج اُس شخص نے زِچ کرر کھا تھا۔ وہ خود کو اُس کی نظروں کے حصار میں مسلسل محسوس کر رہی تھی۔ جس پر کتنی بار اِس نے اُسے گھور کر دیکھا۔۔

جس پر شامیر نے ہر بار اُسے اپنی مسکراہٹ سے نوازا تھا۔ وہ شامیر کو ڈھیٹ اور جانے کیا کیا القابات سے دل ہی دل میں نواز چکی تھی۔ اب کی بار اِس نے اُسے مکمل نظر انداز کرنے کا سوچا۔ شاید ایسے ہی اُس ڈھیٹ شخص سے اس کی جان چھوٹ جائے۔ شامیر کی نظروں اور میوزک کی تیز آواز سے اُس کے سر میں درد شروع ہو چکا تھا۔ کتنا کچھ پلان کیا تھا اس نے۔ اس مہندی کے فنکشن کے لیے۔ مگر اس جاہل اور بے ہودہ انسان نے آج اس کا موڈ ہی خراب کر دیا۔ میرال خود سے باتیں کرتے ہوئے ایک الگ اور سکون

بدکردار

وہ ایریا کی طرف آئی تھی تاکہ کچھ پَل سکون سے گزار سکے۔ شامیر میرال کو دیکھ کر اُس کے پیچھے گیا۔ میرال کی ہنسی کی آواز سُن کر اُس کے قدم وہیں تھم گئے۔ میرال کِسی لڑکے سے بات کر رہی تھی۔ احسان تم کب آئے؟ ماموں، ممانی اور فرح نہیں آئے کیا؟ میرال نے اُس لڑکے سے سوالیہ انداز میں پوچھا۔ آئے ہیں، اندر ہیں، میں تو تمہیں ڈھونڈ رہا تھا۔ دُلہا کی بہن آج کہیں نظر نہیں آ رہی۔ خیر ہو سہی۔ وہ شرارت سے مسکراتے ہوئے میرال کو دیکھنے لگا، جس پر میرال کِھل کِھلا کر ہنسی تھی۔ شامیر کو میرال کی ہنسی بہت بُری لگی۔ وہ لڑکا میرال کے بہت قریب کھڑا تھا۔ اور بہت میٹھی نظروں سے اُسے دیکھ رہا تھا۔ جسے دیکھ کر شامیر نے اپنی مٹھیاں غصے سے بھینچی، آنکھیں ضبط کے مارے لال سُرخ ہوئیں، ماتھے پر شکنوں کا جال بچھا تھا۔ میرال کے کزن کا اُس کے اتنا نزدیک کھڑا ہونا شامیر سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔ میرال نے ہنستے ہوئے سامنے دیکھا۔ تو شامیر کی خونخوار نظروں سے اس کا سامنا ہوا۔ وہ جبڑے بھینچے اسے ہی دیکھ رہا تھا اُسے لگا جیسے وہ شخص اُسے کچا ہی چبا جائے گا۔ میرال نے خوف سے جُھرجُھری لی۔ اُسے شامیر کی نظروں سے بے حد خوف محسوس ہوا۔ میرال نے اُسے نظرانداز کیے اندر کی جانب قدم بڑھائے۔ شامیر میرال کی پُشت کو قہر بھری نظروں سے گھورتا ہوا وہاں سے واک آؤٹ کر گیا۔

* * * * * * * *

بدکردار

عجیب جنگلی انسان تھا میرال مہندی کے فنکشن کے ختم ہونے کے بعد اپنے کمرے میں جیولری اُتارتے ہوئے شامیر کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ مجھے گھور کیسے رہا تھا۔ توبہ! میرال نے ایک بار پھر خوف سے جُھر جُھری لی تھی۔ ایسے دیکھ رہا تھا جیسے میں اس کی پروپرٹی ہوں۔ میرال کی شامیر کے لیے ناپسندیدگی میں پہلے سے زیادہ اضافہ ہو چکا تھا۔ اللہ جی! کل مجھے وہ شخص نظر نا آئے۔ بلکہ کبھی بھی نا دکھے۔ اللہ کرے کل کا انوٹیشن ہی اسے نا ملا ہو۔ مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ ہر دُعا قبولیت کے لیے نہیں ہوتی۔

****

شامیر اپنے کمرے سے بنے ملحقہ ٹیرس میں کھڑا مسلسل سگریٹ پی رہا تھا۔ ٹیرس سے وسیع و عریض سرسبز لان نظر آرہا تھا جو کے دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ ہلکی ہلکی بارش برس رہی تھی۔ رات کا اندھیرا مدھم سی روشنی ایک عجیب پرسوز منظر پیش کر رہی تھی۔ یہ نومبر کا مہینہ تھا بارش کی وجہ سے سردی میں اضافہ ہو رہا تھا۔ شامیر اس بارش میں کھڑا مسلسل بھیگ رہا تھا۔ جس کا شامیر پر کوئی اثر نہی ہو رہا تھا۔ اس کے سینے میں کوئی آگ لگی تھی جیسے۔ یہ بارش بھی اس کے سینے کی جلن کو کم نہی کر پا رہی تھی۔ اپنے غصے کو کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اُس کا کزن کیسے اُسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ اور وہ اُس کے نزدیک کیسے کھڑی تھی۔ کیا اُس کو پتہ نہیں چل رہا تھا کہ وہ اُسے کن نظروں سے دیکھ رہا ہے۔ شامیر سگریٹ پیتے ہوئے مسلسل میرال کو سوچ رہا تھا۔

جو بھی تھا میرال بس اُس کی تھی۔ اب کوئی بھی اُسے دیکھنے کا حق نہیں رکھتا تھا۔ اُسے دیکھنے کا، چھونے کا، پیار کرنے کا حق صرف میرا ہے۔ وہ دل ہی دل میں خود سے مخاطب تھا۔ بہت جلد تمہارے سارے حقوق اپنے نام کروالوں گا۔ مِس میرال! تمہارا ہنسنا، رونا، تمہارا سجنا سنورنا صرف میرے لیے ہو گا۔ وہ اب کی بار میرال کا چہرا آنکھوں کے سامنے لاتا ہوا بولا۔ شامیر نے سِگریٹ کو منہ سے نکال کر اپنے جُوتے کے نیچے مسلا۔۔ اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

******

شامیر نے آئینے میں خود کو طائرانہ نظروں سے دیکھا۔ شامیر نے اوف وائٹ شرٹ کے ساتھ بلیک کوٹ اور بلیک ہی پینٹ پہن رکھی تھی۔ جَیل سے سلیکے سے بال سیٹ کیے ہوئے تھے۔ آئینے میں دیکھتے ہوئے خود پر پرفیوم چھڑکتا ہوا کچھ سوچ کر مُسکرایا۔ لائبہ دروازہ نوک کر کے اندر داخل ہوئی۔ شامیر کو اتنا تیار دیکھ کر مسکرائی۔ ویسے آج کس کے دل پر بجلیاں گرانے کا ارادہ ہے۔ لائبہ شامیر کی پُشت پر آکر بولی۔ جو ڈریسنگ مِرر کے سامنے کھڑا رِیسٹ واچ کلائی پر باندھ رہا تھا۔ اُسی پر جس کے قدموں میں شامیر دُرانی کا دل بچھ چکا ہے۔ کیا مطلب بھائی۔ لائبہ حیرانگی سے چیخی۔ آپ کو کوئی پسند آگئی ہے۔ شامیر لائبہ کی بات پر مسکرایا۔۔۔

بھائی کون ہے؟ کہاں رہتی ہے؟ ہمیں فرخندہ آپا کو بتانا چاہیے۔ پرپوزل لے کر جانا چاہیے۔ لائبہ کافی ایکسائٹڈ ہو رہی تھی۔ ابھی تو مجھے کہیں جانا ہے۔ بعد میں بات کروں گا فرخندہ آپا سے۔ ویسے بھی سب ڈیسائڈ ہو چکا ہے۔ شامیر نے معانی خیزی سے مسکراتے ہوئے باہر کی جانب قدم بڑھائے۔ لائبہ شامیر کی بات سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔ سب ڈیسائڈ ہو چکا ہے۔ کیا مطلب تھا بھائی کا؟ خیر مجھے کیا۔ بھائی کو سمجھنا بہت مشکل کام ہے۔ وہ کندھے اُچکاتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

میرال نے ہال میں قدم رکھتے ہی پورے ہال میں نظر دوڑائی۔ اُسے شامیر کہیں نہیں دِکھا۔ دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کرنے لگی کہ اس بیہودہ، جنگلی انسان سے اس کی جان چھوٹ گئی۔ میرال لمبا سانس خارج کرتے ہوئے ایک چیئر پر بیٹھ کر موبائل میں مصروف ہو گئی۔ موزک کی تیز آواز کی وجہ سے کان میں پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ رِدا کا لنگ پر وہ موبائل کان سے لگاتے ہوئے ہوٹل ایریا سے باہر لابی میں آئی۔ اُس کی فرینڈز ابھی تک نہیں آئیں تھیں۔ شاید انھیں ہال کی لوکیشن نہیں مل رہی تھی۔ کوئی اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے ایک طرف لے گیا۔ اور دیوار سے پن کیا۔ اس کی بیک بہت زور سے دیوار پر لگی۔ اپنے سامنے شامیر کو دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہو گئے۔ آآآپ، تم، تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے اس طرح پکڑ کر یہاں لانے کی۔ اس نے کراہتے ہوئے شامیر کی طرف دیکھا۔ کیا ہوا بہت زور سے لگی ہے میری جان۔

بدکردار

شامیر نے اپنا ہاتھ میرال کے گال پر رکھا جو میرال نے غصے سے جھٹک دیا۔شامیر نے میرال کے منہ کو غصے سے دبوچا۔میرا ہاتھ گال پر رکھنا بہت بُرا لگا ہے۔اور وہ تمہارے کتنے پاس کھڑا تھا۔کن نظروں سے دیکھ رہا تھا؟تب تو تم بہت ہنس رہی تھی۔ہمت بھی کیسے ہوئی اُس کی تمہیں اُن نظروں سے دیکھنے کی۔آئندہ کے بعد تمہارا وہ کزن تمہارے آس پاس بھی نا دِکھے۔شامیر نے سرد لہجے میں میرال کو وارن کیا۔چھوڑو مجھے جنگلی انسان۔میں کسی کے ساتھ بھی کھڑی ہوں باتیں کروں تمہیں اس سے کیا؟تم ہوتے کون ہو مجھے روکنے والے۔میرال اُس کا ہاتھ اپنے منہ سے ہٹاتے ہوئے چیخی۔میں کون ہوں؟یہ تو تمہیں بہت جلد پتا چل جائے گا۔لیکن ابھی میں جو تم سے کہہ رہا ہوں اس بات پر عمل کرو۔ورنہ! شامیر نے خود پر کنٹرول کرتے ہوئے اس بار پیار سے میرال کو سمجھایا۔ورنہ کیا کرلوگے تم؟میرال اُس کی دھمکی سُن کر ہتھے سے ہی اُکھڑ گئی۔ورنہ تمہارے اُس کزن کو میں اس صفہ ہستی سے مٹا دوں گا۔اور اس کی ذمہ دار ہوگی تم۔شامیر نے اب کی بار بھی اپنے لہجے کو نرم رکھا۔ہو کون تم جو کسی کو بھی غائب کروالوگے۔تمہارا راج چلتا ہے کیا یہاں؟وہ تڑپ کر بولی۔پھر تم ابھی مجھے جانتی ہی نہیں۔جب جان جاؤ گی تو ایسے نہیں بولو گی۔شامیر دُرانی نام ہے میرا۔میری پاور کو جانتی نہیں تم۔میں تمہارے اُس کزن کا چیپٹر منٹوں میں کلوز کرسکتا ہوں۔اب کی بار وہ غرایا۔میرال کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی۔ہتھلیاں پسینے سے تر

ہوئیں۔اس نے خوف سے شامیر کو دیکھا۔شامیر کواُس کی بڑی بڑی آنکھوں میں خوف نظر آیا۔تو وہ ایک دم نرم پڑ گیا۔تم کیوں گھبرا رہی ہو؟ تمہارے لیے تو میں صرف شامیر ہوں۔تمہارا شامیر۔وہ اس کے گال پر ہاتھ رکھتے ہوئے پیار سے بولا۔اب کی بار میرال نے اس کا ہاتھ جھٹکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔شامیر نے غور سے میرال کو دیکھا۔جو وائٹ کلر کی لونگ میکسی پہنے ہوئے ہونٹوں کو رَیڈ لپ سٹک سے سجایا ہوا تھا۔کُھلے بالوں میں وہ قیامت لگ رہی تھی۔شامیر دیوانہ ہوا تھا۔شامیر میرال کے سرخ ہونٹوں کو دیکھ کر بہت مشکل سے اپنے جذبات کو کنٹرول کیا۔شامیر نے اپنے انگھوٹھوں سے میرال کی لِپ سٹک صاف کی۔آئیندہ کے بعد تمہارے ہونٹوں پر میں یہ لال رنگ نہ دیکھوں۔شامیر نے اس کے گلے سے دوپٹا اتار کر اس کے شانوں پر پھیلایا۔اور یہ دوپٹا بھی میں گلے میں نہ دیکھوں۔ہوں! شامیر نے ہنکار بھرتے ہوئے میرال کے خوبصورت چہرے پر نظریں جمائے سرد لہجے میں اسے وارن کیا۔جس پر میرال نے ڈرتے ڈرتے اثبات میں سر ہلایا۔وہ اس وقت صرف شامیر سے جان چھوڑانا چاہتی تھی۔ورنہ دل ہی دل میں اسے ایک سو ایک گالیوں سے نواز چکی تھی۔میرال کے جلدی جلدی گردن ہلانے پر شامیر کے عنابی ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی۔وہ سمجھ چکا تھا کہ میرال اس سے جان چھوڑانے کے لیے اثبات میں سر ہلا رہی ہے۔شامیر نے اپنے دونوں ہاتھ اس کے ارد گرد دیوار پر پِن کیے۔اس کے کان میں سرگوشی کی۔آج

کے بعد شامیر دُرانی کی نظریں تم پر ہوں گی۔ اور شامیر دُرانی جو کہتا ہے وہ کرتا ہے۔ اُمید کرتا ہوں تم میری باتوں کو سیریس لو گی۔ میرال کی بڑی بڑی آنکھیں خوف سے اور کُھل گیئں۔ وہ ڈر کے مارے کانپنے لگی۔ اسے کانپتے دیکھ کر شامیر نے اپنے ہاتھ اس کے گرد سے ہٹائے۔ راہِ فرار ملتے ہی میرال جلدی سے وہاں سے تقریباً وہاں سے بھاگی تھی۔ شامیر اس کی اُجلت پر مسکرا کر رہ گیا۔

کیا ہو گیا ہے میری جان! طلحہ اس وقت میرال کے پاس اس کے کمرے پر اس کے پاس بیٹھا تشویش زدہ انداز میں پوچھ رہا تھا۔ جو کہ کل بارات کے فنکشن سے گھر آنے کے بعد اپنے کمرے میں بند ہو گئی تھی اب دن کے دو بج رہے تھے۔ اور ابھی تک کمرے سے نہیں نکلی تھی۔ اس وقت رافعہ بھی طلحہ کے ساتھ میرال کے کمرے میں موجود تھی۔ یہ منظر رافعہ کو ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔ تھک گئی ہو گی طلحہ۔ اچھی بات ہے آرام کر لیا۔ گھر میں شادی ہو عموماً لڑکیاں تھک جاتی ہیں۔ میرال کی جگہ رافعہ نے طلحہ کو جواب دیا۔ وہ بظاہر مسکرا رہی تھی مگر دل ہو دل میں طلحہ کی اتنی زیادہ تشویش اپنی بہن کے لیے اُسے ایک نظر نہیں بھائی تھی۔ بھلا ایک دن کی دلہن سے زیادہ اپنی بہن کی پرواہ کون کرتا ہے؟ ایسا کہاں ہوتا ہے؟ صبح سے طلحہ کتنی دفعہ میرال کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹا چکا تھا۔ جس پر رافعہ کے دل میں میرال کے لیے گڑھا پڑ چکی تھی۔

جی بھائی! شاید تھک گئی ہوں۔ پُر مسرت لہجے میں بولی۔ وہ طلحہ کو شامیر کے بارے میں بتانا چاہتی تھی مگر شامیر کی دھمکی سے ڈر گئی تھی۔ میرال نے گھر آکر شامیر دُرانی کے نام سے موبائل سے سرچ کیا۔ شامیر دُرانی سٹیٹ آف بلڈرز کمپنی کا مالک تھا جو کہ ایک بہت بڑی کمپنی تھی۔ یعنی وہ بلکل صیح کہہ رہا تھا اپنی پاور کے بارے میں۔ وہ ایک عام انسان نہیں ہے۔ وہ ویسے بھی طلحہ کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔ آج اُس کا اتنا اہم دن تھا۔

اسی لیے ناچاہتے ہوئے بھی وہ ولیمہ کے فنکشن کے لیے تیار ہوئی۔ ڈَل گولڈن کلر کی ٹیل والی میکسی پہن کر بے دلی سے اپنے بال بنائے۔ ہونٹوں پر صرف لِپ گلوز لگایا جو کہ پِنک کلر کا تھا۔ میرال کو میک اَپ کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ گولڈن کلر کی میکسی اس کے سراپے پر کافی جچ رہی تھی۔ کانوں میں چھوٹے چھوٹے گولڈ کے ٹاپس پہنے جس پر چمکتے ہوئے بیٹز لگے ہوئے تھے اور ساتھ ہی اس کے ساتھ کا نازک سا پینڈیٹ جو طلحہ نے رافعہ کے لیے گولڈ کی جیولری لیتے ہوئے اس کے لیے خریدا تھا۔ بالوں کو اس نے اگے سے مانگ نکال کر دونوں سائڈ سے ٹوسٹ کر کے گولڈن کلر کی پِنز لگائیں تھیں۔ میرال اس وقت بہت خوبصورت اور بے انتہا معصوم لگ رہی تھی۔ اُداسی اس کے چہرے کو اور پُر کشش بنا رہی تھی۔

بدکردار

شامیر کو آج کے فنکشن میں دیکھ کر فراز جو شامیر کے بچپن کے دوستوں میں سے تھا بہت حیران ہوا۔شامیر اس وقت بلیک شلوار قمیض پہنے، گلے میں اجرک (چادر) بہت باروب لگ رہا تھا۔شامیر کی پرسنیلٹی کو کوئی نہیں بیٹ کر سکتا تھا۔فراز نے شامیر کو دیکھتے ہوئے سوچا۔

کیا بات ہے؟ آج تو بِنا انوٹیشن کے ہی آگیا۔تُو تو ہزاروں منت سماجت کے بعد اپنا چہرا دیکھاتا ہے۔کل بھی تو نے آکر مجھے حیران کیا تھا آج تو میں پریشان ہو گیا ہوں تمہیں یہاں دیکھ کر۔خیر تو ہے۔تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے۔شامیر دُرانی سٹیٹ آف بلڈر کا مالک نے آج مجھے سرپرائز ہی کر دیا۔فراز نے اُس پر طنز کیا۔کیا ہو گیا ہے یار۔تُو تو شرمندہ کر رہا ہے مجھے۔اب ایسی بھی بات نہیں ہے۔تمہیں پتا تو ہے کہ مجھے وقت ہی نہیں ملتا کہیں آنے جانے کو۔مہندی پر سب دوستوں سے ملاقات کر کے اچھا لگا۔اسی لیے سوچا آج بھی سب دوستوں سے ملاقات ہو جائے تو کیا ہی بات ہے۔شامیر نے فراز کی بات پر لمبی چوڑی تمہید باندھی۔ارے میں تو بہت خوش ہوا ہوں تمہیں دیکھ کر۔شامیر دُرانی نے میرے فنکشن میں آکر اسے چار چاند لگا دیئے۔فراز شامیر کے گلے لگتے ہوئے مسکرایا۔.ہال کی انٹرینس میں داخل ہوتے ہی میرال کا سب سے پہلے شامیر سے سامنا ہوا۔جو اپنے دوستوں کے ساتھ کھڑا باتیں کر رہا تھا۔مگر شامیر کی پوری توجہ میرال کی طرف تھی۔اس نے سر سے لے کر پاؤں تک میرال کا بھرپور

جائزہ لیا۔ میرال نے شامیر کو دیکھ کر نا محسوس انداز میں اپنا دوپٹہ شانوں پر پھیلایا۔

جسے دیکھ کر شامیر کے عنابی ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔

توبہ ! نظریں ہیں یا ایکسرے اس انسان کی۔ کیسے دیکھ رہا تھا مجھے ؟ اللہ کرے اندھا ہو جائے۔ میرال نے کبھی کسی کو بد دعا نا دی تھی مگر اس انسان کو پچھلے دو دن سے جتنی بد دعائیں دے سکتی تھی اسے دے ڈالیں۔ میرال نے گردن گھما کر دیکھا شامیر اس کی ساتھ والی ٹیبل پر ہی بیٹھا تھا۔ اور نظریں اس پر ہی تھیں۔ وہ اس پر ایک بار پھر سے لعنت بھیج کر سٹیج کی طرف بھڑ گئی۔ میرال سٹیج پر رافعہ اور طلحہ کے ساتھ تصویریں بنوا رہی تھی۔ جب شامیر کی سٹیج پر انٹری ہوئی۔ طلحہ اس سے کافی خوش اسلوبی سے ملا تھا۔ جس پر میرال کی حیرانگی سے آنکھیں کھل گئی تھیں۔ شامیر نے میرال کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے آنکھ وینک کی۔ طلحہ بھائی کی شامیر سے ملاقات کب ہوئی۔ وہ یہی سوچ رہی تھی کہ شامیر اس کے ساتھ ہی آکر کھڑا ہو گیا۔ فوٹو گرافر نے میرال کو سامنے دیکھنے کو کہا۔ شامیر نے میرال کی کمر پر پیچھے سے اپنا ہاتھ رکھا۔ جس پر میرال نے شامیر کو گھورا۔ اور یہ لمحہ کیمرے کی آنکھ نے قید کر لیا۔

مجھ سے اتنی آسانی سے تم پیچھا نہیں چھڑا سکتی۔ بلکہ آسانی سے کیا اب کبھی بھی تم مجھ سے پیچھا نہیں چھڑا سکتی۔ ابھی تو شروعات ہے میری جان آگے آگے دیکھو ہوتا ہے کیا؟

Just wait and watch

بدکردار

شامیر نے اس کی کمر پر اپنے ہاتھ کا دباؤ بڑھاتے ہوئے سرگوشی نما آواز میں اسے باور کروایا۔ میرال کا اس فنکشن سے دل ہی اُچاٹ ہو چکا تھا۔ وہ چہرے پر ڈھیر ساری بیزاری لیے اور اُداسی سے موبائل پر نظریں جمائے بیٹھی تھی۔ اسے ایک میسج رسیو ہوا۔ اداسی تمہارے چہرے پہ جچتی ہے۔ مگر یہ اداسی صرف شامیر دُرانی کے لیے ہونی چاہیے۔ تمہارے چہرے کا ہر رنگ مجھ سے منسوب ہونا چاہیے۔ پھر چاہے وہ غصہ، شرم، پیار یا حیاء کا ہی رنگ کیوں نہ ہو۔ اس کی وجہ صرف اور صرف شامیر دُرانی ہونا چاہیے۔ اگر وجہ کچھ اور ہوئی تو شامیر دُرانی تمہارے چہرے کا ہر رنگ چھیننے میں ایک لمحہ نہیں لگائے گا۔ تم جنون ہو شامیر دُرانی کا۔

میسج پڑھتے ہی میرال کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑ گئی۔ گلے میں گھٹلی سی اُبھر کر معدوم ہوئی۔ دل بہت تیزی سے دھڑکنا شروع ہوا۔ میرال میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ نظر اُٹھا کر شامیر کی طرف دیکھتی۔ وہ دھڑکتے دل کے ساتھ ہی سوچ رہی تھی۔ اسے میرا نمبر کیسے ملا۔ یقیناً شامیر دُرانی کے لیے اس کا نمبر ڈھونڈنا مشکل نہیں تھا۔ اتنا تو اسے اندازہ ہو گیا تھا۔

شامیر اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھا باتوں میں مصروف تھا۔ اس کی نظریں سامنے سٹیج پر پڑیں جہاں میرال ایک طرف کھڑی اپنی تصویریں کھنچوا رہی تھی۔ فوٹوگرافر اس سے ڈفرینٹ پوز بنوا رہا تھا۔ ایک پوز کے لیے فوٹوگرافر نے میرال کے شولڈر کو ٹچ کر کے

بدکردار

اس کے اینگل کو سیدھا کیا۔شامیر کے لہو میں انگارے دوڑنے لگے۔اس نے بامشکل اپنا غصہ کنٹرول کیا۔ورنہ دل تو کیا تھا کہ فوٹو گرافر کی جان لے لے۔وہ ایسا کر بھی گزرتا۔اگر اسے میرال کی عزت کی پروانہ ہوتی۔اس کا حساب وہ میرال سے بعد میں لینے کا ارادہ رکھتا تھا۔وہ کیسے کسی کو خود کو ہاتھ لگانے دے سکتی ہے؟وہ ان ہی سوچوں میں گم تھا کہ اسے اپنے ایک دوست کی آواز سنائی دی۔جو کہہ رہا تھا۔یار میں تو دلہا کی بہن پر فدا

ہو چکا ہوں۔کیا چیز ہے،سر سے لے کر پاؤں تک قیامت۔شامیر کا پارا پل میں ہائی ہوا۔چہرا ضبط کے مارے سرخ پڑا۔ماتھے پر ویز صاف دیکھائی دینے لگیں۔ہاتھ میں پکڑے گلاس پر شامیر کے ہاتھ کا دباؤ بڑھا تو گلاس ٹوٹ گیا۔جس کا کانچ بہت بُری طرح شامیر کے ہاتھ کو زخمی کر گیا۔ہاتھ پل میں خون سے بھر گیا۔سب دوست شامیر کی طرف متوجہ ہوئے۔شامیر نے وہی ٹوٹا ہوا گلاس اُٹھا کر ثاقب کے گلے پر رکھا جس نے میرال کے متعلق بکواس کی تھی۔ثاقب تو آنکھیں پھاڑا شامیر کی لہو رنگ آنکھیں دیکھ رہا تھا۔اور کانچ کو اپنے گلے پر دیکھ کر کانپنے لگا۔شامیر نے اس کے منہ پر زور دار مکہ مارا اس کے ناک سے خون کا فوارا چھوٹ پڑا۔آئیندہ کے بعد تمہاری گندی زبان سے اس کا نام بھی نہ سُنوں۔وہ صرف شامیر دُرانی کی ہے۔اس نے ایک جھٹکے سے اسے چھوڑا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چلا گیا۔

بدکردار

میرال کروٹیں بدل بدل کر تھک گئی تھی۔ مگر وہ ایک کھڑی بھی سکون سے نا سو سکی۔ اس نے دُور سے شامیر دُرانی کو ٹیبل پر کسی سے لڑتے دیکھ لیا تھا۔ اس کا خون خوار روپ دیکھ کر وہ جی جان سے لرز گئی تھی۔ کتنا سنکی انسان ہے؟ کیسے اس بیچارے کی گردن پر کانچ کا ٹکڑا رکھا ہوا تھا۔ وہ ایک دم سے اُٹھ کر بیٹھی سائڈ ٹیبل پے پڑے جگ سے پانی کا گلاس بھر کر لبوں سے لگایا اور جھٹ سے خالی کر ڈالا۔ سمجھ نا آیا تو موبائل آن کیا فیس بُک آن کرتے ہی لَو سیکر سے کال موصول ہونے لگی۔ اس نے بے دلی سے کال اٹنٹ کی۔ کیسی ہو؟ کہاں تھی تم؟ کتنے دن ہو گئے ہماری بات نہیں ہوئی۔ اس نے بے تابی سے پوچھا۔ ٹھیک ہوں۔ بھائی کی شادی میں مصروف تھی۔ میرال نے بے دلی سے جواب دیا۔ اچھا تو پھر اپنی تصویر ہی سینڈ کر دو۔ اس نے اصرار کیا۔ کیا ہو گیا ہے؟ بار بار ایسی باتیں کیوں کرتے ہو۔ کتنی بار کہا ہے۔ ہم جسٹ فرینڈ ہیں۔ میں صرف پل دو پل تم سے بات کر لیتی ہوں اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں دوسری لڑکیوں کی طرح تمہیں اپنی تصویریں سینڈ کرتی پھروں۔ میرال نے غصے سے کہہ کر فون کاٹ دیا۔ اور موبائل آف کر کے سائیڈ داداز میں رکھ کر سونے کی کوشش کرنے لگی۔

وہ کالج کے گیٹ پر کھڑی طلحہ کا انتظار کر رہی تھی۔ جو آج لیٹ ہو گیا تھا۔ اتنے میں اس کے سامنے ایک گاڑی آ کر رکی۔ اس میں سے شامیر دُرانی نکلا۔ جسے دیکھ کر میرال کے اوسان خطا ہو گئے۔ اسے اپنی ٹانگوں پر کھڑا رہنا مشکل لگا۔ موسم میں خنکی ہونے کے

بدکردار

باوجود اسے اپنا پورا وجود پسینے میں تر ہوتا ہوا محسوس ہوا۔ گاڑی میں بیٹھو۔ شامیر میرال کے پاس آکر بولا۔ کک۔ کیا کہہ رہے ہو۔ مم۔ میں کیوں بیٹھوں۔ وہ ہکلاتے ہوئے بولی۔ کیونکہ میں تم سے کہہ رہا ہوں اس لیے۔ اس کے آگے کوئی وجہ رہتی ہے کیا؟ وہ اُلٹا اس سے سوال کرنے لگا۔ نن۔ نہیں۔ میں تمہارے ساتھ آ آپ کے ساتھ کہیں نہیں جاؤں گی۔ اس نے اپنے خشک لبوں پر زبان پھیری۔ میرال مجھے زبردستی کرنے پر مجبور مت کرو۔ چُپ کر کے گاڑی میں بیٹھو۔ وہ اس کے اور پاس آکر سرد لہجے میں بولا۔

دیکھو! اگر آپ یہاں سے نا گئے تو میں شور مچاؤں گی۔ اس نے بمشکل یہ الفاظ ادا کیے۔ ٹھیک ہے۔ مچاؤ شور۔ میں بھی تو دیکھوں جس کے منہ سے لفظ مشکل سے نکل رہے ہیں وہ شور کیسے مچاتی ہے۔ وہ اس کا تمسخر اُڑاتا ہوا بولا۔ اور تمہیں کیا لگتا ہے تم شور مچاؤ گی تو سب تمہیں مجھ سے بچانے آئیں گے۔ وہ ہنسا تھا۔ کسی کی بھی اتنی ہمت نہیں ہے کہ وہ مجھے ٹچ بھی کر سکیں۔ اس لیے سین مت کریٹ کرو اور چُپ کر کے گاڑی میں بیٹھو۔ میرال نے جلدی سے اپنا موبائل بیگ سے نکالا۔ اور طلحہ کو کال ملائی۔ شامیر نے جھٹ سے اس کے ہاتھ سے موبائل چھین کر کال ڈِسکنیکٹ کی اور اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے گاڑی کی فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر اسے اندر دھکیلا۔ اور اسے کوئی موقع دیے بغیر خود

بدکردار

ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر کار ڈرائیو کرنے لگا۔ گاڑی میں بیٹھنے کے بعد شامیر نے میرال کے موبائل کو آن کیا جس پر میرال نے پاسورڈ لگایا ہوا تھا۔ پاسورڈ بتاؤ۔ اس نے میرال کے آگے اس کا موبائل لہراتے ہوئے پاسورڈ مانگا۔ میرال کو تو ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے اسے سانس ہی نہیں آرہی۔ وہ ہلکا ہلکا کانپ رہی تھی۔ پاسورڈ! شامیر نے اس بار سرد لہجے میں اس سے پوچھا۔ جس پر میرال نے جلدی سے پاسورڈ بتایا۔ شامیر نے موبائل آن کر کے کسی کو میسج کیا تھا۔ اور سنجیدگی سے ڈرائیو کرنے لگا۔ اور گاہے بگاہے میرال پر نظر بھی ڈالتا۔ جو بے آواز رونے میں مصروف تھی۔ میرال کو نہیں پتا تھا کہ شامیر اسے کہاں لے کر جا رہا ہے۔ آخر اس نے ڈرتے ڈرتے شامیر سے پوچھا۔ مجھے کہاں لے کر جا رہے ہو۔ کڈنیپ کر کے لے کر جا رہا ہوں۔ اب کہاں جا رہے ہیں۔ یہ تو جسے کڈنیپ کیا جاتا ہے اسے بتایا نہیں جاتا۔ وہ سنجیدگی سے بولا۔ یہ سننا تھا میرال نے جھٹ سے دروازہ کھولنے کی کوشش کی۔ کوئی فائدہ نہیں۔ دروازہ لاکڈ ہے۔ اور ویسے بھی جتنی تیز یہ گاڑی چل رہی ہے کودو گی تو جان سے جاؤ گی۔ کیوں کر رہے ہو میرے ساتھ ایسا۔ وہ چیخی۔ شامیر نے ایک جھٹکے سے گاڑی روکی تھی۔ میرال کا سر ڈیش بورڈ سے لگتے لگتے بچا۔ شامیر نے میرال کی طرف جھک کر اس کا منہ دبوچا۔ اتنی زور سے کے اس کی انگلیاں اسے اپنے گالوں میں دھنستی ہوئی محسوس ہوئیں۔

جب میں نے تم سے کہا تھا۔ تم صرف شامیر دُرانی کی ہو۔ تمہیں کوئی چھو بھی نہیں سکتا تو فوٹو گرافر نے تمہیں چھوا بھی کیسے۔ ہاں جواب دو۔ شامیر اس پر چیخا۔ میرال کے رونے میں اور اضافہ ہو چکا تھا۔ شامیر نے خود پر کنٹرول کرتے ہوئے اپنے ہاتھ اس کے منہ سے ہٹائے۔ میں تم پے سختی نہیں کرنا چاہتا۔ تمہارے معاملے میں میں بے بس ہوں۔ پتا نہیں مجھے کیا ہو جاتا ہے۔ اور ویسے بھی کسی غیر محرم کو یہ حق نہیں ہونا چاہیے کہ وہ کسی بھی لڑکی کو چھوئے چاہے وجہ کوئی بھی ہو۔ اس بات کا سٹینڈ تو عورت کو خود لینا چاہیے۔ دو تھپڑ لگانے تھے اس فوٹو گرافر کے منہ پر۔ شامیر کو پھر سے وہ منظر یاد کر کے غصہ آیا تھا۔

آ آ آپ آپ بھی تو چھوتے ہیں مجھے۔ وہ روتے ہوئے بولی۔ جس پر شامیر مسکرایا۔ میرا جو صنم ہے ذرا عقل مند ہے۔ شامیر نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔

میری بات تو الگ ہے۔ تم تو میری ہو صرف میری۔ مجھے تو سارے حق ہیں۔ آج سے ہزاروں سال پہلے تم میرے نصیب میں لکھ دی گئی تھی۔ شامیر میرال کے انسو صاف کرتے ہوئے پیار سے بولا۔ لیکن آپ میرے لیے غیر محرم ہیں۔ میرال نے بمشکل الفاظ ادا کیے۔ جس پر شامیر کی مسکراہٹ اور گہری ہو گئی۔ تو تم میری محرم بننا چاہتی ہو۔ نہیں رہوں گا غیر محرم۔ اب میں تمہارے سامنے تب آؤ گا جب تم میری محرم ہو

گی۔ تمہارے سارے حقوق اپنے نام لکھواؤں گا۔ اسے ہفتے تم پوری طرح شامیر کی ہو جاؤ گی۔

کک کک کیا کہہ رہے ہیں۔ مطلب کیا ہے۔ میرال نے حیرانگی سے شامیر کو دیکھا۔ مطلب یہ! ہمارا نکاح ہے اسی ہفتے۔ شامیر نے اُسے بتایا۔ یہ کیسے ہو گا۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں ایسا نہیں ہونے دوں گی۔ میرال نے روتے ہوئے شامیر سے کہا۔ ایسا تو ہو ہی نہیں سکتا کہ تم انکار کر دو۔ اگر پھر بھی تم نے انکار کیا مجھے تم سے نکاح تمہارے گھر والوں کے بغیر کرنا پڑے گا۔ شامیر نے پُراسرار لہجے میں کہا۔ کیا مطلب ہے آپ کا اس بات سے؟ میرال نے شامیر سے پوچھا۔ مطلب یہ۔ تم یہ نہیں چاہو گی نا کہ میں تمہیں کڈنیپ کر کے تم سے تمہارے ولی کے بغیر نکاح کروں۔ شامیر نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر سرد لہجے میں کہا۔ آپ ایسا نہیں کر سکتے۔ میرال چیخی۔ میں بہت کچھ کر سکتا ہوں میری جان۔ اس لیے اب تم زیادہ نہ سوچو۔ گھر جا کر آرام کرو۔ اپنا خیال رکھو۔ میں چاہتا ہوں ہمارے نکاح والے دن تم بہت خوبصورت لگو۔ شامیر نے یہ کہتے ہوئے گاڑی میرال کے گھر کی طرف ڈالی۔ میرال خاموشی سے کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے رونے میں مصروف ہو گئی۔ گاڑی میرال کے گھر کے سامنے روک کر شامیر نے موبائل میرال کو دیا۔ میں نے طلحہ کو میسج کر دیا تھا کہ تم اپنی فرینڈز کے ساتھ ہو اس لیے لیٹ ہو جاؤ گی میں نہیں چاہتا تھا کہ تمہیں کسی بھی سوال وجواب کا سامنا

Zubinovelszone.com
Sidra Asif Novels

ہو۔ تمہیں کوئی کچھ بھی کہے۔ یہ مجھ سے برداشت نہیں ہو گا۔ چاہے تمہارے گھر والے ہی کیوں نہ ہوں۔ میرال نے جلدی سے اپنا موبائل پکڑا اور جھٹ سے گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلی۔ شامیر اس کی اتنی عجلت پر مسکراتا گاڑی نکال کر لے گیا۔ بھائی یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ آپ لوگ ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟ شامیر دُرانی کا پرپوزل کیسے ایکسیپٹ کر سکتے ہیں؟ مجھ سے پوچھا بھی نہیں آپ نے۔ میرال طلحہ کو بے یقینی سے دیکھتے ہوئے چیخی۔ جو میرال کو شامیر کے پرپوزل کے بارے میں بتانے آیا تھا۔ میرال کیوں اوور رِیکٹ کر رہی ہو۔ تم سے پوچھنے تو آیا ہوں۔ تمہاری مرضی کے بغیر تھوڑی نہ کچھ ہو گا۔ طلحہ نے پیار سے میرال کو اپنے ساتھ لگاتے ہوئے کہا۔ ٹھیک ہے۔ آپ کو میری مرضی جاننی ہے نا۔ مجھے شامیر دُرانی کا پرپوزل قبول نہیں ہے۔ میرال نے اٹل لہجے میں طلحہ کو اپنا فیصلہ سُنایا۔ کوئی وجہ؟ اب کی بار طلحہ نے سنجیدگی سے میرال کو دیکھا۔ کوئی اور پسند ہے تمہیں۔ طلحہ نے میرال کو مشکوک انداز میں دیکھا بھائی۔ مجھے شامیر پسند نہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کے میں کسی اور کو پسند کرتی ہوں۔

میرال کو طلحہ کی بات پسند نہیں آئی تھی۔ شامیر کو ناپسند کرنے کی وجہ! اچھا خاصہ ہے۔ دُرانی سٹیٹ آف بلڈرز کا CEO ہے۔ اتنا اونچا گھرانا، اتنا شاندار سٹیٹس ہے شامیر کا۔ اور سب سے بڑھ کر اس نے بہت عزت سے تمہارا پرپوزل مانگا ہے۔ طلحہ نے نرم لہجے

میں میرال کو سمجھایا۔ اوہ! تو آپ کو اس کا اونچا سٹیٹس نظر آرہا ہے۔ اس کی امارات نظر آرہی ہیں۔ مگر میرے نزدیک اس کی کوئی اہمیت نہیں۔ کتنا جنگلی، سنکی انسان ہے۔ آپ نے شاید دیکھا نہیں۔ آپ کے ویسے والے دن کیسے کسی کی گردن پر کانچ رکھ کر کھڑا تھا۔ میرال نے طلحہ کو شامیر کے اُس دن والے جھگڑے سے آگاہ کیا۔ شامیر نے مجھے بتایا ہے اُس بارے میں کسی نے غلط الفاظ بولے تھے۔ اُس بات کا تعلق اُس کی غیرت سے تھا۔ اور ویسے بھی مرد کی غیرت پے بات آجائے تو وہ جان لینے سے دریغ نہیں کرتا۔ شامیر نے تو، سمجھو کچھ نہیں کیا تھا اس دن۔ طلحہ نے شامیر کی سائیڈ لی۔ بھائی کیا ہو گیا ہے آپ کو؟ شامیر کی سائیڈ کیوں لے رہے ہیں۔ وہ آپ کو کچھ بھی کہے گا آپ اُس کی بات پر یقین کریں گے؟ جو بھی ہو میں اُس جنگلی انسان سے شادی نہیں کروں گی۔ میرال اٹل لہجے میں بولی۔ میں نے شامیر کو ہاں کر دی ہے۔ تمہارا نکاح ہے اس ہفتے شامیر کے ساتھ۔ طلحہ نے سخت لہجے میں اپنا فیصلہ سُنایا۔ بھائی آپ کو شامیر اتنا پیارا ہو گیا ہے کہ اپنی بہن نظر نہیں آرہی۔ آپ کو شامیر کا اونچا سٹیٹس نظر آرہا ہے۔ اور اس کے آگے میں کچھ نہیں۔ آپ تو کہتے تھے میں لاکھوں میں ایک ہوں۔ کسی شہزادی سے کم نہیں۔ اور اب شامیر دُرانی کے آگے میں کچھ بھی نہیں۔ میرال روتے ہوئے طلحہ سے بولی۔

شہزادی ہو اس لیے جب ایک شہزادہ خود چل کر آیا ہے تو میں کیسے انکار کر دوں۔ اور مجھے اپنی بہن کے لیے ایسے ہی کسی شہزادے کا انتظار تھا۔ میں کفران نعمت کر کے نا شکرا نہیں ہو سکتا۔ تمہارے بہتر مستقبل کے لیے میں نے یہ فیصلہ لیا ہے۔ شامیر دُرانی کی آنکھوں میں میں نے تمہارے لیے بہت عزت اور محبت دیکھی ہے۔ مجھے یقین ہے۔ شامیر دُرانی تمہارے لیے میری بیسٹ چوائس ہے۔ طلحہ میرال کے آنسو صاف کرتے ہوئے پیار سے بولا۔ مگر بھائی مجھے وہ پسند نہیں۔ مجھے اُس سے ڈر لگتا ہے۔ میرال نے آخری بار طلحہ کو سمجھانے کی کوشش کی۔ تم اُس دن کے واقعے کو لے کر شامیر سے بد گمان ہو رہی ہو۔ ورنہ شامیر بہت اچھا انسان ہے۔ میں نے پرسنلی طور پر شامیر کے بارے میں معلومات لی ہیں۔ اور جہاں تک پسند کی بات ہے نکاح میں بہت طاقت ہوتی ہے۔ نکاح کے بعد تمہارے دل میں خود اُس کے لیے محبت ڈل جائے گی۔ نکاح ایک پاک رشتہ ہے۔ پھر تم کہو گی تمہیں دنیا میں شامیر سے زیادہ کسی سے محبت نہیں۔ طلحہ نے شریر نظروں سے میرال کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اچھا تو آپ کو رافعہ بھابھی سے مجھ سے زیادہ محبت ہو گئی ہے؟ میرال نے بچوں کی طرح منہ بسورتے ہوئے طلحہ کو دیکھتے ہوئے سوال کیا۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ مجھے سب سے زیادہ محبت صرف اپنی بہن سے ہے۔ طلحہ نے پیار سے میرال کو خود سے لگاتے ہوئے کہا۔ تو پھر مجھے بھی آپ سے زیادہ کبھی کوئی پیارا نہیں ہو سکتا۔ وہ جنگلی شامیر تو کبھی نہیں۔ میرال طلحہ کے سینے سے لگتے ہوئے

روتے ہوئے بولی۔ لیکن بھائی آپ منگنی بھی تو کر سکتے ہیں۔ نکاح کی کیا ضرورت ہے؟ شامیر نے تم سے نکاح کرنے کو کہا ہے۔ منگنی اس کے نزدیک فضولیت ہے۔ اور مجھے بھی اس کی بات صیح لگی ہے۔ اور ابھی صرف نکاح ہو رہا ہے۔ رُخصتی کچھ عرصے بعد ہی ہو گی۔

* * * * * * * * *

تم نے پرپوزل بھی بھیج دیا۔ سب کچھ طے کر چکے ہو۔ اب بھی مجھے بتانے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ میں مہمانوں کی طرح تمہارے نکاح میں شرکت کر لیتی۔ بلکہ مجھے لگتا ہے اس کی بھی ضرورت نہیں۔ تم میرے بنا بھی یہ نکاح کر سکتے ہو۔ فرخندہ آپا صدمے کی کیفیت میں شامیر سے بولی۔ جو انھیں ابھی اپنے اور میر ال کے نکاح کے بارے میں بتا رہا تھا۔ ایسی بات نہیں ہے فرخندہ آپا۔ آپ میرے لیے بہت اہمیت رکھتی ہیں۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ میں آپ کے بغیر نکاح کروں۔ شامیر نے بہت احترام سے فرخندہ آپا کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اہمیت کیا ہے تمہاری نظر میں آج پتا چل گیا ہے۔ تم نے سب کچھ طے کر لیا۔ ایسی بھی کیا ایمرجینسی تھی کہ تم نے لڑکی سے ملوانا بھی ضروری نہیں سمجھا۔ فرخندہ کا غصہ ختم ہی نہیں ہو رہا تھا شامیر کے نکاح کا سُن کر۔ آپا میں کیا بتاؤں آپ کو۔ شامیر نے سرد آہ کھینچی۔ میں جلد از جلد میر ال کو اپنا بنانا چاہتا تھا اور اس کے لیے میں انتظار نہیں کر سکتا تھا۔ مجھے جلد از جلد وہ اپنے نکاح میں چاہیئے۔ میر ا دل اس کو کھونے

سے ڈرتا ہے۔ اس لیے میں نے وہی کیا جو مجھے بہتر لگا۔ شامیر اس بار پُراعتماد اور اٹل لہجے میں بولا۔ اور جہاں تک آپ کا اُس سے ملنے کا سوال ہے میں لے چلتا ہوں آپ کو اُس سے ملوانے۔ بلکہ آپ اس کی تصویر دیکھیں۔ شامیر موبائل نکال کر اس میں سے میرال کی تصویریں فرخندہ آپا کو دیکھانے لگا۔ جو اس نے طلحہ کی مہندی، بارات اور ولیمہ کے فنکشن میں میرال کی دُور سے ڈفرینٹ اینگل سے لیں تھیں۔ فرخندہ نے تو موبائل کو دیکھا بھی نہیں۔ البتہ لائبہ نے جھٹ سے شامیر کے ہاتھ سے موبائل چھینا۔ بھائی یہ تو بہت خوبصورت ہیں۔ اُف! لائبہ خوشی سے چیخی۔ مجھے تو بہت پسند آئی ہیں۔ بلکہ بہت سے بھی بہت زیادہ۔ اُف! یہ تو ایک شہزادی ہیں۔ لائبہ جلدی جلدی تمام تصویریں دیکھتی ہوئی ایکسائیٹڈ لہجے میں بولی۔ فرخندہ آپا آپ بھی تو دیکھیں کتنی خوبصورت ہیں۔ بلکل جیسے جنت کی حُور۔ آپ کبھی بھی ایسی لڑکی بھائی کے لیے نہیں ڈھونڈ سکتی تھیں۔ لائبہ فرخندہ کے آگے موبائل لہراتے ہوئے پُرجوش لہجے میں بولی۔ صیح کہہ رہی ہو۔ میں نہیں ڈھونڈ سکتی تھی۔ تب ہی تو شامیر نے خود ڈھونڈ لی۔ ٹھیک ہے شامیر۔ نکاح کا دن اور ایڈریس مجھے سینڈ کر دینا میں آجاؤں گی۔ تم تو مجھے بھول گئے میں تمہاری ماں کی جگہ ہوں مگر میں یہ نہیں بھول سکتی کہ تمہیں اپنے بیٹے کا درجہ دیتی ہوں۔ اس لیے مجھے تو اس نکاح میں شرکت کرنا پڑے گا۔ وہ یہ کہتے ہوئے اُٹھ کر غصے سے باہر نکل گئی۔ جس پر شامیر لب بھینچ کر فرخندہ کو دیکھتا رہ گیا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

میرال لاؤنج میں بیٹھی بے بی پنک کلر کی لانگ میکسی دیکھ رہی تھی۔ جو شامیر دُرانی نے نکاح کے لیے میرال کے لیے بھیجی تھی۔ یہ ایک بہت بڑے ڈیزائنر کی میکسی تھی۔ میکسی پر لگے بیڑ، ان کی چمک آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی۔ دیکھنے میں یہ میکسی بے انتہا مہنگی لگ رہی تھی یقیناً ملینز میں تھی یہ میکسی۔ ساتھ ہی ہیرے کا نازُک سا نیکلس، جس پر لگے سفید نگینوں کی چمک ہی الگ تھی۔ ریحانہ توصدقے واری جا رہی تھی میرال پر کہ اتنا اچھا ملینئر داماد مل رہا ہے۔ اور رافعہ کو رشک اور حسد محسوس ہو رہا تھا میرال سے۔ وہ ان چیزوں کو دیکھتے ہوئے غصے سے یہی سوچ رہی تھی بھلا کیا ضرورت تھی بھائی کو شامیر کو شادی پر انوائٹ کرنے کی۔

میرال اُداسی سے بیٹھی ہوئی ان چیزوں کو دیکھ رہی تھی۔ اُس کے دل میں کوئی خوشی کی رمک نہیں تھی۔ اس کے موبائل پر میسج بیپ ہوا۔ انتظار ہے مجھے آج رات کا جب تم یہ ڈریس پہن کر پوری طرح میری بن کر میرے سامنے آؤ گی۔ بے چینی سے انتظار ہے مجھے اس وقت کا۔ تمہارا شامیر۔ میسج پڑھ کر میرال نے لمبا سانس کھینچا۔ اسے شامیر کی جنونیت سے خوف آتا تھا اس کا دل سوکھے پتے کی طرح لرز رہا تھا۔

بدکردار

نکاح نامے پر سائن اور قبول و ایجاب کے بعد ہر طرف مبارک باد کی آوازیں گونجنے لگیں۔شامیر دُرانی مسکراتے ہوئے سب کے گلے لگ رہا تھا۔شامیر آج بہت خوش تھا جس سے وہ دیوانوں کی طرح محبت کرتا تھا آج وہ اس کی ہو چکی تھی۔

شامیر وائٹ شلوار قمیض پہنے بے انتہا ہینڈسم لگ رہا تھا۔شامیر کے چہرے کی چمک نے اس کی پرسنیلیٹی میں چار چاند لگا دیے تھے۔لائبہ تو بے چینی سے اپنی بھابھی کا انتظار کر رہی تھی۔جسے ابھی سٹیج پر لانا تھا۔البتہ فرخندہ آپا لیے دیے انداز میں بیٹھی تھیں۔وہ شامیر کے لیے خوش تھیں مگر شامیر کا ان کی مرضی کے بغیر نکاح کا فیصلہ کرنا انھیں اچھا نہیں لگا تھا۔اور آج اُنھیں یہاں آکر اندازہ ہوا تھا کہ میرال ایک مِڈل کلاس فیملی سے بلانگ کرتی ہے۔اس بات سے انھیں بہت دھچکا لگا تھا کہ اتنے اونچے اونچے گھرانے کے رشتے شامیر کے لیے تھے جنھیں چھوڑ کر شامیر نے ایک عام سی لڑکی سے شادی کرلی۔

یہ ایک بہت خوبصورت اور کافی بڑی مارکی لگا کر تقریب والی جگہ کو سجایا گیا تھا۔طلحہ نے ہر ممکن کوشش کی تھی کہ شامیر دُرانی کی حیثیت کے مطابق انتظام کرسکے مگر وہ جتنی بھی کوشش کرلیتا ایسا ممکن نہیں تھا۔خیر طلحہ نے اپنی بہن کے لیے اپنی حیثیت سے بڑھ کر کیا تھا۔میرال اس کے لیے بیٹیوں سے بڑھ کر حیثیت رکھتی تھی۔وہ میرال

کے لیے اپنا آپ بھی گروی رکھ سکتا تھا۔شامیر کی طرف سے چند ہی عزیز و اقارب آئے تھے اور آفیشلی اناؤنس کر دیا گیا تھا

شامیر دُرانی کے نکاح کے بارے میں۔شامیر نے میڈیا اور اپنے دوستوں کو اس تقریب میں انوائٹ نہیں کیا تھا۔کیونکہ اسے اپنی عزت کو اس طرح نمائش بنانا پسند نہیں تھا۔ میرال کو سٹیج پر لایا گیا تو شامیر دُرانی کی نظریں اس کے حُسن کو دیکھ کر خیرہ رہ گئیں۔وہ خوبصورت لگے گی اُسے پتا تھا مگر اتنی خوبصورت لگے گی یہ شامیر نے نہیں سوچا تھا۔ شامیر میرال کو پورے حق سے اُوپر سے نیچے تک دیکھ رہا تھا۔شامیر کا بس نہیں چل رہا تھا اسے سب سے دُور لے جائے۔جہاں صرف وہ اور میرال ہوں۔میرال اپنے آنسو کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔جو شامیر کو دیکھتے ہوئے اس کی آنکھوں سے چھلک پڑے تھے۔

اتنی خوبصورت آنکھوں پر کیوں ظلم کر رہی ہو میں کون سا رُخصتی کروا رہا ہوں۔آپ کو کیا مسئلہ ہے یہ میری آنکھیں ہیں۔میں روؤں یا نہیں۔یہ میری آنکھیں ہیں۔اس نے جان بوجھ کر میری آنکھوں پر زور دیا تھا۔کیونکہ شامیر کا خود پر حق جتانا اسے زِچ کرتا تھا۔شامیر میرال کا بچوں کی طرح بات کرنے پر اور معصومیت سے اسے میری آنکھیں جتانے پر میرال کے دل کی بات سمجھ گیا تھا۔تبھی اسے مزید تنگ کرنے لگا۔

تمہیں کس نے کہا ہے کہ یہ تمہاری آنکھیں ہیں۔اب تو نکاح کے بعد تمہاری آنکھیں، تمہارے ہونٹ، تمہارا بدن، تمہارا جاگنا، تمہارا سونا، تمہارا ہنسنا، تمہارا رونا صرف میرے لیے ہو گا۔اب تو تم سانس بھی میری مرضی سے لو گی۔میرال کا یہ سب سُن کر سانس ہی رُک گیا تھا۔اس نے بے یقینی سے شامیر کو دیکھا۔مگر اس کے چہرے پر سنجیدگی دیکھ کر اسے اور رونا آنے لگا۔البتہ وہ شامیر کی آنکھوں میں چھپی شرارت کو نا دیکھ سکی۔

ویسے میں بہت ہینڈسم ہوں مجھے پتا ہے

۔لیکن یوں سب کے سامنے مت گھورو میری جان! لوگ کیا کہیں گے۔اتنی بے شرم دلہن ہے۔ہاں تمہیں الگ لے جا کر خوب موقع دوں گا جتنا مرضی دیکھنا۔شامیر اسے مزید تپانے لگا میرال نے جلدی سے نظریں جھکائیں تھیں۔مگر ہر بار کی طرح شامیر کو اس نے بے انتہا القابات سے نوازا تھا مگر دل ہی دل میں۔۔۔۔سامنے کہنے کی اس میں ہمت نہیں تھی۔

ابھی نکاح کی تقریب ختم نہیں ہوئی تھی جب شامیر طلحہ کو انفارم کر کے میرال کو اپنے ساتھ لے گیا تھا۔میرال گاڑی میں بیٹھی مسلسل رو رہی تھی۔اسے طلحہ پر بے حد غصہ آ رہا تھا کہ کیسے شامیر کو اجازت دے دی کہ شامیر اسے اپنے ساتھ لے جائے۔لیکن شامیر نے اجازت مانگی ہی کب تھی اس نے تو صرف انفارم کیا تھا۔شامیر اسے کہاں

لے کر جارہا ہے۔ میرال مسلسل روتے ہوئے سوچ رہی تھی۔ یااللہ! کہیں شامیر مجھے کڈنیپ کر کے تو نہیں لے جارہا۔ میرال نے ہمیشہ کی طرح اُلٹا ہی سوچا۔ آ آپ آپ مجھے کڈنیپ کر کے لے جارہے ہیں۔ میرال نے شامیر سے روتے ہوئے ہچکیوں کے دوران پوچھا۔

جس پر شامیر کا میرال کے بے وقوفانہ سوال پر سر پیٹنے کو دل چاہا۔ میں نے سُنا تھا خوبصورت لڑکیوں کے پاس دماغ نہیں ہوتا اس کا آج تم نے پروف بھی دے دیا ہے۔ بے وقوف لڑکی! بھلا کوئی شوہر بھی اپنی بیوی کو کڈنیپ کرتا ہے؟ میں تمہیں کہیں بھی لے جاسکتا ہوں اس کے لیے مجھے تمہیں کڈنیپ کرنے کی ضرورت نہیں۔ شامیر نے میرال کی عقل پر ماتم کیا تھا۔ خود کو بے وقوف کہنے پر میرال کا دل کیا تھا کہ شامیر کو بے نقط سُناڈالے۔ مگر چپ رہی کہ پتا نہیں کب دورہ پڑ جائے اس سنکی انسان کو۔ گاڑی ایک جھٹکے سے رُکی تھی۔ شامیر نے گاڑی سے اُتر کر میرال کی سائیڈ والا دروازہ کھولا اور میرال کا ہاتھ پکڑ کر اسے گاڑی سے اُتارا۔ میرال شامیر کا ہاتھ تھامے شامیر کے ساتھ قدم بڑھائے ہی تھے کہ یہ منظر دیکھ کر میرال کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ سی سائیڈ پر اس جگہ کو خوبصورت لائٹوں سے سجایا گیا تھا۔ انٹرنس سے لے کر پوری جگہ پر پھولوں کی قالین بچھی ہوئی تھی۔

بدکردار

چاروں اطراف لائٹس جگ مگ کر رہی تھیں۔ میرال کو یہ جگہ بہت خوبصورت لگی تھی۔ وہ ٹرانس کی کیفیت میں شامیر کے ساتھ چل رہی تھی۔ سامنے ہی خوبصورت گول ٹیبل لگی ہوئی تھی۔ جس کے گرد آمنے سامنے دو چیئرز رکھی گئیں تھیں۔ ٹیبل پر کیک رکھا گیا تھا جس پر کینڈلز جل رہی تھیں۔ ایک طرف ارٹیفیشل دیوار جس پر لائٹوں اور پھولوں سے ویلکم ٹو مائی لائف لکھا تھا ہلکی ہلکی ٹھنڈی ہوا، سمندر کی لہروں کا شور اس خوبصورت منظر کو اور خوبصورت اور دلکش بنا رہا تھا۔ وہ یہ منظر دیکھ کر سٹل ہو گئی۔ اور شامیر میرال کو دیکھ کر ٹرانس کی کیفیت میں تھا۔ شامیر نے آگے بڑھ کر میرال کا چہرہ ہاتھوں میں بھرا۔ خوش آمدید! میری زندگی! میری زندگی میں آنے کے لیے۔ شامیر یہ کہتے ہوئے اُس کے ہونٹوں پر جھکا۔ میرال کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ شامیر ایسے اپنا حق جتائے گا۔ اور اس میں اتنی ہمت نہیں تھی شامیر کو پیچھے کرتی۔ میرال کو شامیر کی جنونئیت سے خوف آتا تھا۔ اس دفعہ بھی وہ جنونی ہو رہا تھا جیسے۔ کافی دیر بعد شامیر میرال سے الگ ہوا تھا۔ شامیر کے چھوڑنے پر میرال لڑکھڑائی۔ میرال کا اپنے قدموں پر کھڑا رہنا مشکل تھا۔ شامیر نے جلدی سے میرال کو تھاما اور مسکراتے ہوئے میرال کے ماتھے پر اپنی محبت کی مہر ثبت کی۔ اور اس کا ہاتھ پکڑ کر ٹیبل کی طرف لے گیا۔ میرال تو ابھی بھی کانپ رہی تھی۔ شامیر نے میرال کو

ZubiNovelsZone.com Noor Asif Novels

بدکردار

چھری تھما کر خود میرال کے پیچھے سے اس کا ہاتھ پکڑ کر کیک کٹ کیا۔ اور کیک کا ٹکڑا اُٹھا کر میرال کے منہ میں ڈالا اور میرال کے ہاتھوں سے خود بھی کیک کھایا۔ شامیر نے میرال کو پیچھے سے بانہوں میں بھر کر اس کے کندھے پر اپنی ٹھوڑی رکھی۔ میرال تم میرے لیے بہت اہم ہو بے انتہا پیار کرتا ہوں اتنا کہ تم سوچ بھی نہیں سکتی۔

تم جنون ہو میرا۔ کبھی مجھ سے دُور مت جانا۔ ورنہ مر جاؤں گا میں۔ شامیر نے اب کی بار میرال کے دونوں ہاتھ تھام کر اُس کے دونوں ہاتھوں کو چوما۔ جس پر میرال نے سرخ چہرے کے ساتھ اپنی نظریں جھکا لیں تھیں۔ شامیر اس کی شرم سے جھکی نظریں دیکھ کر دیوانہ ہوا تھا۔ اس کا دل کیا تھا میرال کو ہمیشہ کے لیے اپنے ساتھ لے جائے۔ اس کے لیے شامیر کو کسی کی پرواہ بھی نہیں تھی۔ نہ ہی کسی کی اجازت کی ضرورت۔ اُس نے صرف میرال کی وجہ سے رُخصتی نہیں کروائی تھی۔ کیونکہ میرال ابھی کم عمر اور معصوم تھی اور اس سے ڈرتی بھی تھی۔ وہ اسے ٹائم دینا چاہتا تھا۔

میرال گھر آ کر بھی کافی دیر تک شامیر کو سوچتی رہی۔ اس کی جنونئیت، اس کا پیار اسے انجانے خوف میں مبتلا کر رہا تھا۔ شامیر بہت شدت پسند تھا۔ شامیر کے شدت بھرے انداز نے اسے کل رات ہی باور کروا دیا تھا۔ وہ اسے گھر چھوڑنے کے بعد بھی کال کرتا

رہا۔شاید اُسے نیند نہیں آرہی تھی۔میرال کی تھوڑی سی قربت نے شامیر کی پیاس اور بڑھادی تھی۔میرال نے اُس کی کال اٹینڈ نہیں کی۔اُس نے موبائل سائلنٹ پر لگا کر دراز میں ڈال دیا۔وہ ابھی شامیر کی پچھلی جنونئیت اور پیار کے حصار سے نکل نہیں پا رہی تھی۔اب شامیر سے بات کرنے کا مطلب تھا پھر اُس کے شدت بھرے جملوں کو سہنا۔جو میرال کے بس کی بات نہیں تھی۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥

رات کو ٹھیک طرح سے نا سونے کی وجہ سے اس کی آنکھ دیر سے کُھلی۔اُٹھتے ساتھ ہی چھم سے اُس کے سامنے رات کے مناظر آئے۔وہ ایک دَم سے اُٹھی اور موبائل دراز سے نکالا۔رات کے بعد شامیر دُرانی نے اسے کال نہیں کی تھی۔جس پر وہ بے حد حیران ہوئی۔منہ ہاتھ دھو کر وہ لاؤنج میں آئی جہاں طلحہ،رافعہ اور ریحانہ بیٹھے ہوئے رات کی تقریب کے بارے میں ڈِسکس کر رہے تھے۔میرال نے سفید ٹی شرٹ جس کے ہاف سلیوز تھے اور ساتھ میں کُھلا وائٹ ٹراؤزر اس کے ساتھ کا پہن رکھا تھا۔ اور بالوں کا اُونچا سارَف جوڑا بنا کر کیچر لگایا تھا۔طلحہ نے اسے دیکھ کر ہمیشہ کی طرح اُٹھ کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔اور اسے خود سے لگائے اپنے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھا لیا۔ رافعہ نے شعلہ بھری نگاہوں اور حسد سے میرال کو گھورا تھا۔ٹھیک ہے میری پیاری

بہنا۔۔۔۔۔وہ اس سے پوچھنے لگا۔ ٹھیک ہی ہو گی۔ اتنا امیر اور ہینڈسم بندہ جو مل گیا ہے۔ رافعہ کے منہ سے الفاظ نکلے۔ جس پر طلحہ نے گھور کر رافعہ کو دیکھا۔ میرا مطلب ہے شامیر دُرانی جیسے انسان کو پاکر کون خوش نہیں ہو گا۔ اور ہماری میرال تو بہت خوش قسمت ہے۔ جی نہیں۔ میں نہیں شامیر خوش قسمت ہے اسے مجھ جیسی بیوی ملی۔ وہ اتراتے ہوئے اور لاڈ سے بچوں کی طرح منہ بناتے ہوئے طلحہ سے بولی۔ طلحہ نے اس کی بات پر قہقہہ لگایا تھا۔ اور ریحانہ مسکرا کر رہ گئی۔ طلحہ کا تو فرض ہے اپنی بہن کی ہر سٹوپڈ بات پر ہنسنا۔ اس نے زہر خند ہوتے میرال کو گھورتے ہوئے سوچا۔ رافعہ میرال کے لیے اچھا سا ناشتہ بنا کر لاؤ۔ طلحہ نے رافعہ کو میرال کے لیے ناشتہ بنانے کو کہا۔ طلحہ میرے تو سر میں بہت درد ہے۔ ابھی تو میں سارے کاموں سے فارغ ہوئی ہوں۔ اور آج برتن دھونے والی بھی نہیں آئی۔ اس لیے مجھے سارے کام کرنے پڑے۔ آپ میرال کو ہی کہہ دیں۔ رافعہ نے یہ کہہ کر اپنے کمرے کی جانب قدم بڑھائے۔ طلحہ نے افسوس سے رافعہ کو جاتے ہوئے دیکھا۔ جسے پتا نہیں میرال سے کیا مسئلہ تھا۔ میں خود ہی بنا لیتی ہوں بھائی۔ آپ کچھ لیں گے میرال اُٹھتے ہوئے بولی۔ ہاں تمہارے ہاتھوں کی اچھی سی چائے! طلحہ نے موبائل ہاتھ میں پکڑے میرال کو کہا۔ جس پر میرال نے کچن کی جانب قدم بڑھائے۔

بدکردار

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

شامیر نے نکاح کی رات کے بعد میرال کو کال نہیں کی تھی۔ آج دو دن ہو گئے تھے اسے میرال کی آواز سنے ہوئے۔ میرال کو دیکھے ہوئے۔ اس رات شامیر نے جب اُسے کال کی تو میرال ایک منٹ پہلے وٹس ایپ پر آن لائن تھی پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اس نے اس کی کال نا دیکھی ہو۔ اور میسجز بھی اس نے سین نہیں کیے تھے۔ کیوں؟ شامیر کب سے اپنے کمرے میں بیٹھا سوچ رہا تھا۔ وہ کتنی محبت کرتا ہے میرال سے۔ کیا میرال کو نظر نہیں آتا؟ میرال کی آنکھوں میں شامیر کو صرف خوف نظر آتا تھا محبت نہیں جسے دیکھنے کو اسے شدت سے تمنا تھی۔ اس نے نکاح کسی دباؤ میں آکر کیا ہے۔ میرے ڈر یا اپنے گھر والوں کی وجہ سے۔ کہیں وہ کسی اور کو تو پسند نہیں کرتی۔ یہ سوچ آتے ہی شامیر ایک دَم سے بے چین ہوا تھا۔ اسے لگا جیسے کسی نے کسی تیز نوک دھار آلے سے اس کے دل کو زخمی کر ڈالا ہو۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ میرال صرف میری ہے۔ اس کی سوچوں پر صرف میرا حق ہے۔ جان سے مار ڈالوں گا میرال کو اگر اس نے کبھی ایک لمحے کے لیے بھی کسی اور کے متعلق سوچا بھی۔ اس نے بے چینی سے سگریٹ سلگا کر منہ کو لگایا تھا۔

بدکردار

میرال کالج جانے کے لیے تیار ہو رہی تھی۔ آئینے میں اپنے بال بناتے ہوئے شامیر کو سوچ رہی تھی۔ عجیب انسان ہے یہ شامیر بھی۔ اس دن کیسے محبت کا اظہار کر رہا تھا۔ کتنا جنونی ہو رہا تھا۔ کہ میرے بغیر مر جائے گا۔ اب دو دن سے اس نے کال بھی نہیں کی۔ تمہیں کیا میرال تم کیوں اتنا سوچ رہی ہو۔ اچھا ہوا کال نہیں کی۔ کتنا سکون ہے شامیر کے بغیر۔ میرال نے سوچتے ہوئے اپنی چٹیا کو بَل ڈالے اور دوپٹہ اوڑھتے ہوئے باہر گیراج میں آئی جہاں طلحہ اُسے کالج ڈراپ کرنے کے لیے گاڑی گیٹ سے نکال رہا تھا۔ وہ جلدی آگے بڑھی۔ آگے طلحہ کو آج آفس سے لیٹ ہو گیا تھا۔ میرال گیٹ سے باہر آئی ہی تھی کہ طلحہ اُسے بغیر دیکھے گاڑی بڑھا کر لے گیا۔

وہ حیران، ششدر، پریشان کھڑی رہ گئی۔ یہ کیا بھائی! اُسے لیے بنا ہی چلا گیا۔ طلحہ ایسے تو کبھی نہیں کرتا۔ ہمیشہ وہ ہی تو اسے کالج چھوڑتا ہے۔ وہ روہانسی ہو رہی تھی کہ زَن سے اس کے سامنے شامیر کی گاڑی آکر رُکی۔ وہ ایک دم سے پیچھے ہوئی تھی۔ جاہل انسان! گاڑی میرے اُوپر چڑھانی تھی کیا اس نے۔ میرال نے شامیر کو دیکھ کر دانت کچکچاتے ہوئے سوچا۔ شامیر سَن گلاسس لگائے بلیک کلر کی شلوار قمیض پہنے کندھوں پر مردانہ چادر ڈالے گاڑی سے باہر نکلا۔ کیا ہوا؟ کس کا ویٹ ہو رہا ہے؟ اس نے بغور میرال کا غصے سے لال چہرا دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

آپ کا تو بلکل بھی نہیں۔ اس نے سوچا۔ طلحہ بھائی مجھے بغیر لیے آفس نکل گئے۔ اس نے شامیر سے نظریں چراتے ہوئے کہا۔ ہمم! شامیر نے گلاسز اُتار کر استحقاق بھری نظریں اُس پر ڈالی تھیں۔ آج کے بعد تمہیں پِک اینڈ ڈراپ میں دوں گا۔ میرے کہنے پر ہی طلحہ تمہیں لیے بغیر گیا ہے۔ کیا مطلب ہے اس بات کا۔ میرال نے فَق چہرے سے اس سے پوچھا۔

مجھے لگتا ہے میرال تمہیں میری لینگویج سمجھ نہیں آتی۔ میری سیدھی بات کا بھی مطلب پوچھنے لگ جاتی ہو۔ گاڑی میں بیٹھو۔ شامیر گلاسز دوبارہ آنکھوں پر چڑھائے سنجیدگی سے کہتا ہوا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔ میرال چاروناچار قدم بڑھاتی گاڑی کی فرنٹ سِیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھی۔ جس پر شامیر زَن سے گاڑی بھگا کر لے گیا۔ گاڑی کالج کے رستے رواں دواں تھی۔ شامیر سنجیدگی سے نظریں سامنے جمائے ڈرائیونگ کر رہا تھا جیسے اس سے ضروری کوئی کام نہیں۔ میرال خاموش بیٹھی حیران تھی آج اسے کیا ہوا؟ یہ اتنا سنجیدہ کیوں ہے؟ ابھی تک اس نے کوئی چِیپ بات کیوں نہیں کی۔ ایک دَم گاڑی میں شامیر کی آواز گونجی تھی۔ دیکھو میرال! تم میری صرف بیوی نہیں میری عزت بھی ہو۔ اللہ پاک نے شوہر کا درجہ بیوی سے اُوپر رکھا ہے۔ کیونکہ عورت پر مرد کی اطاعت فرض ہے۔ اور یہ ضروری بھی ہے۔ پتا ہے اللہ نے شوہر کو مجازی خُدا

کیوں کیا ہے؟ وہ رُکا تھا۔ میرال نے سوالیہ نظروں سے شامیر کو دیکھا کیونکہ جیسے اللہ اپنے اور بندے کے درمیان شراکت داری برداشت نہیں کرتا اس طرح مرد کی یہ صفت کہیں نہ کہیں خُدا سے ملتی ہے۔ مرد بھی اپنی عورت کے معاملے میں کسی کی پرچھائی بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ میں تمارے بارے میں بہت پوزیسو ہوں۔ ہر مرد ہوتا ہے اپنی بیوی کو لے کر پوزیسو۔ اور اگر عورت اس کی پسندیدہ ہو تو ہوا بھی اُسے چھوئے تو وہ برداشت نہیں کر سکتا۔ اور تمہارے معاملے میں میں ایسا ہی ہوں۔ وہ بے انتہا سنجیدہ تھا۔ میرال کی ہتھیلیاں شامیر کی باتیں سُن کر پسینے سے بھیگ چکی تھیں۔ اسے لگا تھا اس کا دل ابھی باہر آ جائے گا۔ شامیر کی باتیں سُن کر اسے کچھ یاد آیا تھا۔ اگر کبھی شامیر کو پتا چل گیا تو یہ سوچ کر ہی وہ کانپنے لگی۔

شامیر نے کالج کے سامنے گاڑی روکی اور اس کا دوپٹہ اس کے سر پر دیا اور اپنی چادر اُتار کر میرال کے گرد اچھی طرح لپیٹی۔ آج کے بعد میں تمہیں دوپٹے کے بغیر نا دیکھوں۔ اُس نے بغور میرال کی آنکھوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ خوفزدہ نظروں سے شامیر کو دیکھ رہی تھی۔ ناچاہتے ہوئے بھی شامیر آج پھر اُسے خود سے خوفزدہ کر گیا تھا۔ اُسے کانپتے اور خوف سے بھری آنکھوں کو دیکھ کر شامیر نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر لبوں سے لگایا اور باقی

تم جو بھی کرو میں تمہارا ہر نخرہ اُٹھانے کو تیار ہوں۔اُس نے ہلکے پھلکے انداز میں اُس کا خوف زائل کرنے کی کوشش کی۔

کالج میں میرال کافی گُم سُم رہی۔ پیریڈز اٹینڈ کرنے کے دوران بھی میرال کا دھیان لیکچر کی طرف نہیں شامیر کی باتوں پر تھا۔وہ جب جب شامیر کی باتوں کو سوچتی اُس کا خوف بڑھتا جارہا تھا۔گھر آکر میرال نے سب سے پہلے اپنا فیس بُک اکاؤنٹ ڈلیٹ کیا تھا۔اُسے شدت سے احساس ہوا تھا کہ اُس سے بہت بڑی غلطی ہوئی ہے۔اگر کبھی شامیر کو پتا چل گیا تو وہ یقیناً اس کی جان لینے سے دریغ نہیں کرے گا۔ویسے بھی وہ اب اُس کی منکوحہ تھی۔کیسے وہ کسی کی منکوحہ ہوتے ہوئے کسی غیر محرم سے بات کر سکتی ہے؟ چاہے وہ اُس کا دوست ہی کیوں نا ہو۔اپنی طرف سے وہ یہ فیس بُک اکاؤنٹ ڈلیٹ کرکے وہ یہ سارا قصہ ختم کر چکی تھی۔مگر یہ قصہ ختم ہوا تھا کے نہیں۔یہ تو وقت ہی بتائے گا۔

میرال لاؤنج میں بیٹھی ایل ای ڈی پر کوئی مووی دیکھ رہی تھی۔تب رافعہ آکر اُس پر چلائی۔اُس نے حیرانگی سے رافعہ کو دیکھا۔کیا ہو گیا ہے میرال۔تمہارا فون کب سے بج

رہا ہے۔ پورے گھر میں آواز سنائی دے رہی ہے مگر تم یہ مووی لگا کر بیٹھی ہو یہ نہیں کہ کچن میں آ کر میری ہیلپ کروا دو۔ بے شک تم شامیر دُرانی کی بیوی ہو۔ اُس کے گھر میں ہے نوکروں کی درجن بھر فوج۔ مگر یہاں ایسا کوئی سِین نہیں ہے۔ یہاں چند کام ہی ملازمہ کرتی ہے باقی کے کام مجھے کرنے پڑتے ہیں۔ اس نے بے نقط ہی سُنا ڈالیں۔

میرال بِنا کوئی جواب دیئے اپنا فون سُننے کے لیے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ ہوں! نخرے دیکھو مہارانی کے۔ ارے کیوں نہیں کرے گی نخرے شامیر دُرانی کی بیوی ہے اور ایک میرے نصیب میں مڈل کلاس شوہر لکھا تھا۔ اس نے اپنے نصیب پر لعنت بھیجی۔

میرال نے کمرے میں آ کر موبائل دیکھا جس پر شامیر کالنگ جگمگا رہا تھا۔ ابھی کل ہی تو اس کی مِڈ ٹرم کے پیپرز ختم ہوئے تھے۔ گھر آ کر اس نے بھرپور نیندلی تھی۔ ابھی سو کر اُٹھی ہی تھی کہ شامیر کی کال آ گئی۔ اس نے کال اٹینڈ کی تھی شامیر کی بارعب آواز سنائی دی۔ کیسی ہو؟ اتنی دیر سے فون کیوں اُٹھایا؟ وہ بے قراری سے بولا۔ وہ میں مووی دیکھ رہی تھی۔ میرال نے اُسے بتایا۔ اُفففف! شامیر نے سرد آہ بھرتے ہوئے آفس کی چیئر سے ٹیک لگائی تھی۔ کبھی اپنے شوہر کی بھی فکر کر لیا کرو۔ کہ وہ ٹھیک بھی ہے کہ

نہیں۔شامیر نے اُسے احساس دلایا۔ابھی کل ہی تو ہماری ملاقات ہوئی ہے۔ٹھیک ہی ہوں گے۔میرال نے اُس کی بے فضول بات پر غصہ ضبط کرتے ہوئے سوچا۔

اچھا سُنو۔کیسی لگ رہی ہو؟میرال نے موبائل کو گھورا تھا کہ یہ کیسا سوال ہے؟بہت بُری! اُس نے چباتے ہوئے کہا۔رافعہ کی باتیں سُن کر اُسے بے انتہا غصہ آیا تھا۔اب شامیر اپنی باتوں سے زِچ کر رہا تھا۔ایک دم سے شامیر کی ویڈیو کال آنے لگی۔اُس کا دِل تو کیا تھا ڈِسکنکٹ کرنے کو۔مگر اُس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ شامیر دُرانی کی کال ڈِسکنکٹ کرتی۔اس لیے اُس نے بیک کیمرا آن کرکے کال اٹینڈ کی۔جس پر شامیر کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

میرا جو صنم ہے زرا عقل مند ہے۔

وہ میرال کی اس حرکت پر سوچتے ہوئے مسکرایا۔خیر! وہ شامیر دُرانی کو ہلکا لیتی تھی۔وہ بھی اپنے نام کا ایک ہی تھا۔میرال سے بات کیسے منوانی ہے اُسے پتا تھا۔ویسے تم اتنی بُری لگ رہی ہو مجھے نہیں پتا تھا کہ تم فرنٹ کیمرا آن کرنے سے اتنا ڈر رہی ہو کہ میں تمہارا نیند سے اُٹھا چہرا دیکھ کر ڈر ہی نا جاؤں کہیں۔وہ مسکراتے ہوئے بولا۔اور

بدکردار

ہمیشہ کی طرح میرال تَپ گئی۔جی نہیں! میں صبح اُٹھ کر بہت حسین لگتی ہوں۔میرال کو شامیر کی بات سُن کر صدمہ پہنچا تھا کہ اُس کے اتنے خوبصورت چہرے کو وہ ڈراؤنا کہہ رہا تھا۔

یہ بات مجھے کیسے پتا۔اکثر صبح اُٹھ کر لڑکیوں کا چہرا بے حد ڈراؤنا لگتا ہے۔شامیر ایسے کہہ رہا تھا جیسے پتا نہیں کتنی لڑکیوں سے اس کا واسطہ ہو۔

ویسے کتنی لڑکیوں کو جانتے ہیں آپ؟اسے غصہ آیا تھا شامیر کی بات سُن کر۔شامیر کا قہقہ بلند ہوا اس کی بات پر۔ویسے آج لگی ہو تم بیوی۔وہ محفوظ ہوا۔

خیر! اب تمہارا چہرا اس قابل نہیں کہ وہ دیکھا جا سکے۔کوئی بات نہیں تم میک اَپ کر لو میں بعد میں کال کرتا ہوں۔شامیر کے کہنے پر میرال نے جھٹ سے فرنٹ کیمرا آن کیا۔اس کا غصے سے لال تمتماتا ہوا حسین چہرہ دیکھ کر شامیر کو ڈھیروں سکون ہوا۔

شامیر کو وہ صبح کی پہلی کرن کی طرح بے انتہا خوبصورت لگی۔میک اَپ سے پاک چہرہ، چہرے کے ارد گرد بکھری لٹیں اور ہلکا ہلکا اُس کے چہرے پر غصہ۔شامیر کا دل اُسے چھونے کو بے قرار ہوا۔دیکھ لیا آپ نے۔مجھے میک اَپ کی ضرورت نہیں۔میرال نے شامیر کو جتایا۔

اب مجھے کیا پتا تم میک اَپ کے بغیر ہو۔ ہو سکتا ہے تم نے بیک کیمرا آن ہی اسی لیے کیا ہو کہ تم میک اَپ کر سکو۔ میرال کا دل کیا تھا شامیر کی گردن دبا دے۔ اس نے غصے سے شامیر کی کال کاٹی۔ جس پر شامیر نے آنکھیں بند کر کے چیئر کے ساتھ ٹیک لگائی تھی اور مسکراتے ہوئے میرال کو سوچنے لگا۔

میرال نے ابھی ابھی گرم پانی سے شاور لیا تھا۔ ایگزیمز کی تھکن تھی کہ اُترنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ ابھی وہ شاور لے کر نکلی ہی تھی۔ میرال نے پنک شارٹ شرٹ اور ٹراوزر پہن رکھا تھا۔ اپنے بال ٹاول سے خشک کر رہی تھی کہ شامیر کمرے میں داخل ہوا۔ میرال نے شامیر کو دیکھ کر جھٹ سے دوپٹہ لیا تھا۔ شامیر کو کمرے کا دروازہ لاک کرتے دیکھ کر میرال کے اوسان خطا ہوئے۔ شش شامیر یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟ کوئی آ گیا تو! وہ خوف سے بولی۔ شامیر نے جھٹ سے اُس کی کلائی کھینچ کر اُسے بانہوں میں بھرا تھا۔ اُس کے بدن سے اُٹھتی بھینی بھینی سی مہک سے وہ مدہوش ہوا۔

میرال کا یہ رُوپ دیکھ کر شامیر کی بے چینی دُوگنی ہوئی تھی۔ اس لیے وہ میرال کے چہرے کے ایک ایک نقش کو اپنے لبوں سے چھونے لگا۔ میرال کی تو حالت ہی غیر ہو

گئی۔ہمیشہ کی طرح شامیر کی قربت اُسے ایسے ہی خوفزدہ کر دیتی تھی۔شامیر پلیز! اُس نے شامیر سے التجا کی۔شامیر نے اُس کی التجا نظر انداز کیے اپنا رُخ ہونٹوں کی طرف کیا۔میرال کی تو جیسے جان ہی نکل گئی۔کافی دیر وہ اپنا جنون اُس کے ہونٹوں پر اُتارتا رہا۔میرال کے آنسو محسوس کرکے اُس سے الگ ہوا۔شامیر نے اُس کے ماتھے کے ساتھ اپنا ماتھا ٹِکا کر اپنی آنکھیں بند کی تھیں۔میرال تمہارے بِنا رہنا اب مشکل ہوتا جا رہا ہے۔تم سے دوری میری جان پے بن آتی ہے۔میں تم سے دُور نہیں رہ سکتا میری جان۔مجھے جلد از جلد تمہاری رُخصتی چاہیے۔لیکن میں چاہتا ہوں اس میں تمہاری رضامندی شامل ہو۔وہ گہری سانس بھرتا ہوا بولا۔

میں کیسے ؟میری رضامندی کیسے،شامیر میری ابھی پڑھائی بھی مکمل نہیں ہوئی وہ بے ربط جملوں سے بولی۔شامیر گہرا سانس بھر کر میرال سے الگ ہوا۔خیر تمہاری پڑھائی آفٹر رخصتی بھی ہو سکتی ہے۔اب تم اپنی رُخصتی کے متعلق سوچو۔اپنے ذہن کو تیار کرو اس کے لیے۔میں اب اور انتظار نہیں کر سکتا۔شامیر یہ کہہ کر میرال کے سراپے سے نظریں چُراتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥

بدکردار

شامیر آفس میں بیٹھا لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا۔ جب اُس کا پارٹنر اندر داخل ہوا۔ شامیر نے ایک نئ کمپنی کھولی تھی جس میں اُس کی پارٹنرشپ تھی۔ زیان قیوم اُس کے بچپن کا دوست تھا۔ بلکل شامیر کے بھائیوں جیسا۔ شامیر اُس پر خود سے بھڑ کر اعتبار کرتا تھا۔ اُسے دیکھ کر شامیر کے لب واہوئے۔ وہ مُسکراتے ہوئے لیپ ٹاپ چھوڑ کر اُس کی طرف متوجہ ہوا۔ یار کبھی تو کام کو چھوڑ دیا کر۔ جب دیکھو تجھے کام کر رہا ہوتا ہے۔ وہ شامیر کے سامنے والی چیئر پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ کبھی تو تُو بھی کام کر لیا کر۔ جب دیکھو کام چھوڑنے کی بات کرتا ہے۔ شامیر نے دُوبدُو اُسی کے لہجے میں جواب دیا۔ جس پر زیان قیوم کا قہقہہ بلند ہوا۔

کیا لے گا کافی یا چائے؟ شامیر نے انٹر کام اُٹھاتے ہوئے زیان سے پوچھا۔ کافی، زیان نے جواب دیا۔ اب بول کیا کہہ رہا تھا تو؟ وہ زیان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ یار! نیو ائیر آرہا ہے میرے فارم ہاؤس پے پارٹی ہے۔ شراب بھی ہے اور شباب بھی۔ زیان نے آنکھ مارتے ہوئے کہا۔ شرم کر نکاح ہو چکا ہے میرا۔ شامیر نے زیان قیوم کو شرم سے لتاڑتے ہوئے کہا۔ وہ زیان قیوم ہی کیا جسے شرم آجائے؟ وہ بے شرموں کی طرح چھت پھاڑ کر قہقہہ لگانے لگا۔ تو کوئی بات نہیں۔ شباب کا انتظام تو لیٹ نائٹ ہی ہے ویسے

تو یہ کپل پارٹی ہے۔سب دوست اپنی گرل فرینڈز یا اپنی بیویوں کے ساتھ آ رہے ہیں۔ تُو بھی بھابھی کو لے آ۔۔۔۔

اچھا! دیکھتا ہوں۔ شامیر اُسے ٹالتے ہوئے بولا۔شامیر نے کبھی بھی میرال کو اُس پارٹی پر لے کر نہیں جانا تھا۔اُسے اس طرح اپنے دوستوں میں اپنی بیوی کو لے کر جانا سخت نا گوار لگتا تھا۔زیان کی بات تو الگ تھی وہ تو اُس کے بھائیوں جیسا تھا۔اُس کا بیسٹ بڈی۔ زیان کا شامیر کے گھر بھی کافی آنا جانا تھا۔لائبہ اور فرخندہ تو اُسے بلکل بھائیوں جیسا مان دیتی تھیں۔نکاح کے ٹائم زیان قیوم مُلک سے باہر تھا اسی لیے نکاح میں شرکت نہ کر سکا۔

میرال نے ویلوٹ کی لانگ شرٹ جس کے ساتھ جامہ وار کا خوبصورت تنگ ٹراوزر پہنا ہوا تھا۔بلیک ویلوٹ کی شرٹ کے سلیوز پر خوبصورت دھاگے کا ملٹی کلر کا کام ہوا تھا۔ ساتھ ہی اس نے بڑا سا بلیک نیٹ کا دوپٹا اوڑھ رکھا تھا۔کانوں میں شامیر کے دلائے

ہوئے ہیرے کے ٹاپس پہنے ہوئے تھے۔اُس نے گہرا سانس لیتے ہوئے اپنے بالوں کو کیچر میں مقید کیا۔

شامیر کو اُس کا کھلے بالوں میں باہر جانا پسند نہیں تھا۔یہ ڈریس بھی شامیر نے اُسے دلوایا تھا۔اس کے ساتھ دوپٹہ شامیر نے الگ سے لے کر دیا تھا کیونکہ اس ڈریس کے ساتھ دوپٹہ نہیں تھا۔وہ اس کے ساتھ نیو ائیر منانے باہر ڈِنر پر جانے کے لیے تیار ہو رہی تھی۔

شامیر کا لنگ پر اس نے اپنا دوپٹہ اچھی طرح سر پر جمایا اور بلیک شال کو اپنے گرد اچھی طرح لپیٹ کر باہر آئی جہاں گاڑی میں شامیر اُس کا انتظار کر رہا تھا۔شامیر نے ہمیشہ کی طرح گاڑی سے نکل کر میرال کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے اُس کے ماتھے پر کِس کی اور گاڑی کا فرنٹ ڈور اُس کے لیے کھولا۔باہر کا موسم بہت غضبناک ہو رہا تھا۔دھند نے ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا۔

شامیر میرال کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے کر ڈرائیو کر رہا تھا۔گاہے بگاہے میرال پر بھرپور نظر ڈالتا۔میرال ہمیشہ کی طرح اُس کی نظروں سے پزل ہو رہی تھی۔شامیر کی

جذبے لٹاتی نگاہوں سے میرال کے گال دہک رہے تھے۔ گاڑی ایک بہت بڑے اور عالی شان ہوٹل کے آگے رُکی۔ وہاں کے ملازم نے شامیر کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولا اور شامیر سے گاڑی کی چابی لی۔ میرال اپنی سائیڈ کا دروازہ کھول کر اُتری۔ شامیر میرال کا ہاتھ پکڑے ہوٹل میں داخل ہوا۔ شامیر میرال کو کئی دفعہ باہر کھانا کھلانے لے جا چُکا تھا۔ لیکن یہاں پہلی دفعہ لایا تھا۔ یہ بہت ہی عالیشان اور جدید طرز کا ہوٹل تھا۔ یہاں بہت بڑے بزنس مین اور حکومتی وزراء کے لوگ آتے تھے اور شامیر ایک نامی گرامی بزنس مین تھا۔ شامیر میرال کو لیے ایک الگ تھلگ اور پُر سکون ٹیبل کی طرف بڑھا جہاں ایک سائیڈ پر ویلکم مسٹر اینڈ مسز شامیر لکھا تھا۔ یہ کینڈل لائٹ ڈِنر تھا۔ چاروں طرف بڑی بڑی کینڈلز خوبصورت سٹینڈ میں جل رہیں تھیں۔ اور دھیما دھیما میوزک چل رہا تھا۔ گانے کے لرکس تھے،

کبھی تو پاس میرے آؤ کبھی تو نظریں مجھ سے ملاؤ اُو جاناں

۔ جو شامیر کے دل کی آواز کی ترجمانی تھی۔ شامیر پُر حدت نظروں سے میرال کو دیکھ رہا تھا بہت خوبصورت لگ رہی ہو میری جان! شامیر نے میرال کے ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔ پتا ہے مجھے تمہارے چہرے میں سب سے زیادہ خوبصوت کیا لگتا ہے تمہاری خوبصورت اور بڑی بڑی آنکھیں۔ اور تمہاری معصومیت جو تمہیں دوسری لڑکیوں سے

منفرد بناتی ہے۔شامیر نے شدت بھرا لمس اُس کے ہاتھوں پر چھوڑا تھا۔میرال سے تو شرم سے نظریں ہی نہیں اُٹھائی جا رہی تھیں۔

ویسے جب تم ایسے شرماتی ہو اور حیا سے تمہارے گال سُرخ ہوتے ہیں تو شامیر نے گہرا سانس بھرا تھا۔تو شامیر دُرانی تمہارا اور دیوانہ ہو جاتا ہے۔ویٹر کے آنے پر شامیر نے اُس کے ہاتھ چھوڑے تھے۔شامیر اور میرال جب کھانا کھا کر باہر آرہے تھے تو شامیر کو فرخندہ کی کال آئی۔اس ٹائم! وہ حیران ہوا۔

اُس نے میرال کو ایک سائیڈ پر رُکنے کو کہا اور خود تھوڑی دُور کھڑا ہو کر کال سُننے لگا۔شامیر ابھی کال سُن ہی رہا تھا۔جب اُس کی نظر سامنے میرال پر پڑی جس کے ساتھ ایک لڑکا باتوں میں مصروف تھا اور اپنے موبائل میں اُسے کچھ دیکھا رہا تھا۔شامیر کی غصے سے آنکھیں لال ہوئیں۔وہ میرال کے اتنا قریب کھڑا تھا۔شامیر غصے سے اُس لڑکے کی جانب بڑھا۔

وہ لڑکا اپنے دوستوں کے ساتھ جب ہوٹل میں داخل ہو رہا تھا تب اُس کی نظر میرال پر پڑی۔اتنا مکمل حُسن دیکھ کر وہ ایک پل کو مسمرائز ہوا تھا۔۔مگر اُس کے ساتھ شامیر کو

دیکھ کر اُس نے اپنی نظروں کا زاویہ بڑی مشکل سے بدلا۔ مگر جب اُس نے میرال کو اکیلا دیکھا تو اُس کی دوستوں کے ساتھ شرط لگی تھی۔ میرال سے بات کرنے اور اُس کی تصویر لینے کی۔ اس لیے وہ میرال کو اپنے موبائل میں اپنی کسی گرل فرینڈ کی تصویر دیکھا کر اُس سے پوچھ رہا تھا کہ اُس نے اس لڑکی کو دیکھا ہے اور میرال بے وقوفوں کی طرح اُس لڑکے کی نظروں کو سمجھے بغیر موبائل میں دیکھنے لگی۔ جس پر لڑکے نے جھٹ سے فرنٹ کیمرا آن کر کے میرال کے ساتھ سیلفی لی۔ شامیر کو تو اُس لڑکے کو میرال کے اتنا قریب دیکھ کر ہی اُس کے تن بدن میں آگ لگ گئی تھی۔ جب وہ غصے سے آگے بڑھا تو اُس نے لڑکے کے موبائل پر اُس کی اور میرال کی سیلفی بھی دیکھ لی۔ شامیر تو پاگل ہو گیا جیسے۔ کیسے اُس لڑکے نے اسکی میرال کی تصویر بھی لی اور اُس کے اتنا قریب بھی کھڑا تھا۔ شامیر نے جھٹکے سے اُس لڑکے کو گریبان سے پکڑا تھا۔

اور موبائل چھین کر پوری قوت سے زمین پر دے مارا۔ موبائل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اور لڑکے پر بے دریغ مکوں کی بارش کر دی۔ اُس کے دوست آگے بڑھے تھے اُس کی مدد کرنے۔ مگر شامیر کی جنونئیت کا سامنا اُنھیں بھی کرنا پڑا۔ شامیر نے اُسے اور اُس کے دوستوں کو دھنک کر رکھ دیا۔ میرال تو ڈر کے مارے کانپنے لگی تھی۔ اُس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ آگے بڑھ کر شامیر کو روکتی۔ وہ لڑکے کافی زخمی ہو چکے تھے۔ جب

بدکردار

شور شرابہ سُن کر گارڈز اندر داخل ہوئے۔ انہوں نے شامیر سے اُن لڑکوں کی جان چُھڑائی۔ شامیر نے اُن کو چھوڑ کر غصے سے میرال کا ہاتھ پکڑا اور اُسے ہوٹل سے لیے باہر اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔ شامیر بڑے غصے سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔

میرال شامیر سے خوفزدہ ہلکا ہلکا کانپ رہی تھی۔ اُسے شامیر سے بہت ڈر لگ رہا تھا۔ کافی دیر بعد میرال نے شامیر کو مخاطب کیا۔ شامیر مجھے نہیں پتا تھا کہ وہ اس طرح سیلفی لے گا۔ اُس نے روتے ہوئے صفائی پیش کی۔ جس پر شامیر غصے سے اُس پر دھاڑا۔ اپنی بکواس بند کرو گی تم۔ ورنہ یہ گاڑی کہیں بھی ٹکرا کر اپنا اور تمہارا کام تمام کر دوں گا۔ میرال اُس کی دھاڑ پر یک دم خاموش ہوئی تھی اب گاڑی میں میرال کی دبی دبی سسکیاں گونج رہیں تھیں۔ جنہیں میرال بمشکل روک رہی تھی۔ شامیر نے میرال کے گھر کے گیٹ پر گاڑی روکی۔ میرال جلدی سے دروازہ کھول کر باہر نکلی تھی۔ اُس کے گیٹ کے اندر جانے کے بعد شامیر اپنی گاڑی وہاں سے بھگا کر لے گیا۔ میرال جب گھر کے اندر داخل ہوئی اُس وقت لاؤنج میں کوئی نہیں تھا۔ طلحہ بھی اُس وقت گھر پر نہیں تھا۔ میرال کے ڈِنر کا سُن کر رافعہ بھی ضد کر کے طلحہ کے ساتھ باہر ڈِنر کرنے گئی ہوئی تھی۔ اشفاق صاحب اور ریحانہ اپنے کمرے میں تھے۔ میرال روتے ہوئے اپنے کمرے میں چلی گئی۔

\-----------------------------

شامیر گھر آکر کافی دیر تک خود کو کنٹرول کرتا رہا۔ غصہ تھا بڑھتا ہی جارہا تھا۔ اسے سب سے زیادہ میرال کی بے وقوفی پر غصہ آرہا تھا۔ میرال اتنی چھوٹی بھی نہیں ہے۔ اٹھارہ کی ہونے والی ہے۔ حرکتیں کسی بچی کی طرح کرتی ہے۔ جب لڑکے نے اُس سے بات کرنا شروع کی تھی تو میرال نے اُس کی بات سُنی ہی کیوں؟ میرال کو نہیں پتا کہ یہاں جگہ جگہ بھیڑیے ہیں جو اپنی نظروں سے بھی عورت کو نوچنے کے لیے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ شامیر غصے سے سوچتا ہوا ٹیرس پے کھڑا اسگریٹ پینے لگا۔

\-----------------------------

میرال گھر آکر کافی دیر تک روتی رہی تھی۔ وہ شامیر سے حد سے زیادہ بدگمان ہو رہی تھی کہ اب اس میں اس کا کیا قصور۔ کیا اب ہر انسان کے چہرے پر لکھا ہے کہ وہ کیسا ہے؟ اُس نے خود سے تو نہیں کہا تھا کہ وہ اُس کی سیلفی لے۔ اور وہ کیسے اس پر چِلا رہا تھا۔ اس کی تو ویسے ہی شامیر سے جان جاتی تھی۔ آج کے بعد اُس کے ڈر میں اور بھی اضافہ ہوا تھا۔ وہ اس سے کبھی بھی بات نہیں کرے گی۔ اس نے سونے سے پہلے آخری بات یہی سوچی تھی۔

آج پورے تین دن ہو چکے تھے میرال اور شامیر کی آپس میں بات ہوئے۔ دونوں ہی ایک دوسرے سے ناراض تھے اور یہ توطے تھا کہ منانے میں پہل شامیر ہی نے کرنی تھی۔ شامیر کو میرال سے اس خوش فہمی کی توقع بھی نہیں تھی۔ شامیر کا بھی غصہ اُتر چکا تھا۔ اس میں میرال کا کیا قصور تھا۔ اسے کیا پتا کون کیسا ہے؟ لوگوں اور اُن کے رویے کو سمجھنے کے لیے تو ایک عمر لگتی ہے۔ وہ تو ابھی کم عمر اور بے حد معصوم ہے۔ شامیر بیڈ سے ٹیک لگائے کب سے یہی سوچ رہا تھا۔

میں نے خوامخواہ اُس پر غصہ کیا۔ کتنی خوفزدہ تھی وہ اُس دن اور میں نے اُسے اور ڈرا دیا۔ وہ ایسا نہیں چاہتا تھا۔ مگر ہر دفعہ وہ اپنی کسی نہ کسی جنونئیت سے میرال کو خوفزدہ کر دیتا۔

میرال کے کالج کی چھٹیاں ختم ہو چکی تھیں۔ وہ تیار ہو کر بیگ ہاتھ میں لیے ڈائننگ ایریا میں داخل ہوئی۔ بھائی میں تیار ہوں مجھے کالج ڈراپ کر دیں۔ طلحہ ڈائننگ روم میں بیٹھا ناشتہ کر رہا تھا جب میرال نے اُسے کالج ڈراپ کرنے کو کہا۔ کیوں؟ شامیر کچھ ہی دن میں تھک گیا ہے تمہیں پِک اینڈ ڈراپ کرنے میں۔ رافعہ نے اُس سے پوچھا۔ ہاں شامیر

کا آج کل آفس میں بہت کام ہے اس لیے وہ اب نہیں آئے گا۔ بھائی آپ مجھے چھوڑیں گے کے نہیں۔ میرال کو رافعہ کی بات پر غصہ آیا تھا۔ کیوں نہیں میری شہزادی۔ بس میں نے ناشتہ کر لیا ہے تم گیراج میں جاؤ میں چابیاں لے کر آ رہا ہوں۔ طلحہ نے رافعہ کو گھورتے ہوئے میرال سے کہا۔

میرال گیٹ پے کھڑی تھی جب شامیر کی گاڑی اُس کے سامنے آ کر رُکی۔ جسے دیکھ کر میرال کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی اور اُس نے رُخ پھیر لیا۔ جس پر شامیر مسکراتا ہوا گاڑی سے نکلا اور میرال کے سامنے جا کر کھڑا ہوا۔ جس پر میرال نے دوبارہ اپنا رُخ پھیرنا چاہا۔ شامیر نے اس کے کندھوں سے پکڑ کر اُس کا رُخ اپنی جانب کیا اور مسکراتے ہوئے اُسے گہری نظروں سے دیکھنے لگا۔ چلو میں تمہیں ڈراپ کر دوں۔ مجھے طلحہ بھائی ڈراپ کر دیں گے۔ آپ کو زحمت کرنے کی ضرورت نہیں۔ اُس نے نروٹھے انداز میں جواب دیا۔ شامیر کو وہ اس وقت بہت معصوم لگی۔ شامیر کو بے اختیار اُس پر پیار آیا۔ اچھا بس کرو اب ناراضگی ختم کرو اور گاڑی میں بیٹھو۔ اس نے اپنے ازلی پُر اعتماد، اٹل اور سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر میرال کا انتظار کرنے لگا۔ میرال پہلے تو کھڑی رہی پھر وہ چُپ کر کے گاڑی میں بیٹھ گئی۔ وہ جانتی تھی شامیر اُسے لیے بغیر نہیں جائے گا۔

شامیر سنجیدگی سے ڈرائیو کر رہا تھا۔ گاڑی میں بلکل خاموشی تھی۔ یہ خاموشی تب ٹوٹی جب گاڑی کو میرال نے کالج کی طرف نہیں کسی اور راستے پر دیکھا۔

آپ مجھے کہاں لے کر جا رہے ہیں؟ میرال کی گاڑی میں آواز گونجی۔ کڈنیپ کر کے لے جا رہا ہوں۔ بے حد سنجیدگی سے جواب آیا۔ شامیر اور سیدھا جواب دے دے۔ یہ تو توقع رکھنا ہی فضول ہے۔ میرال غصے سے سوچتی ہوئی گاڑی سے باہر دیکھنے لگی۔ گاڑی سی سائیڈ کی طرف آکر رُکی۔ شامیر گاڑی سے نکلا اور میرال اپنی طرف کا دروازہ کھول کر جلدی سے نکلی کہ شامیر دروازہ نہ کھولے۔ یہ شامیر سے ناراضگی جتانے کا انداز تھا۔ شامیر اپنی مسکراہٹ چھپاتا سَن گلاسز لگائے اس کا ہاتھ پکڑ کر سی سائیڈ پر کھڑی شِپ کیطرف رخ کیا۔ میرال نے اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا۔ مگر گرفت سخت ہونے کی وجہ سے ایسا نہ کر سکی۔

اس لیے چارو ناچار شامیر کے ساتھ چل پڑی۔ شامیر اس کا ہاتھ پکڑے شِپ پر چڑھا۔ یہ ایک نارمل سائز کا بحری جہاز تھا جہاں اندر داخل ہوتے ہی شامیر کے حکم پر شِپ سٹارٹ ہوئی۔ شامیر اُسے لیے

ایک ہال کی طرف آیا جس کا آدھا حصہ کور تھا اور باقی کے حصے سے آسمان اور نیلا پانی صاف نظر آرہا تھا۔ ایک طرف چھوٹا سا سِٹنگ ایریا تھا جہاں خوبصورت راؤنڈ صوفہ اور ساتھ ہی ایک بڑی راؤنڈ ٹیبل رکھی تھی۔ جس پر کھانا سرو کیا جا رہا تھا۔ شامیر اسے لیے اس ٹیبل کی طرف آیا اور ویٹر کو جانے کا حکم دیا۔ اور وہ سر تسلیم خم کرتا ہوا چلا گیا۔

شامیر نے میرال کو اپنے قریب کیا۔ آئی ایم سوری میری جان! شامیر گھمبیر تا آواز میں بولا۔ میرال کے ہاتھ پکڑ کر اپنے لبوں سے لگائے۔ میرال میں تم پر غصہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ میرال تمہیں سمجھنا ہو گا۔ یہاں قدم قدم پر بھیڑیے موجود ہیں جو عورت کو نوچنے کو ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ اُن کے لیے نا عمر کی کوئی قید ہے نا صورت کی۔ بچی ہو یا جوان یا چاہے بوڑھی عورت ہو۔ بس عورت ہونی چاہیے۔ اور تم تو بے حد خوبصورت ہو۔ اگر کوئی تم سے بِلا وجہ بات کرنے کی کوشش کرے تو اس کی وجہ تمہاری خوبصورتی ہے۔ اعتبار صرف محرم رشتوں پر کیا جا سکتا ہے۔ جیسے تمہارے لیے میں اور طلحہ ہیں اس کے علاوہ کوئی نہیں۔ ہوں! وہ اسے سمجھاتے ہوئے بولا۔

بدکردار

مگر اس میں میرا کیا قصور ہے کہ میں خوبصورت ہوں۔اس بات کی آپ مجھے سزا دیں گے کیا؟ وہ آنکھوں میں آنسو بھرے اُس سے شکوہ کرنے لگی۔وہ میرال کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر بے چین ہوا۔ آئی ایم سوری میری جان! آئیندہ کے بعد غصہ نہیں کروں گا۔اس بار معاف کر دو ورنہ تمہاری ناراضگی میری جان لے لے گی۔ آئیندہ کے بعد مجھ سے ناراض مت ہونا میں تم پر غصہ کروں تو تم بھی مجھ پر آگے سے ڈبل غصہ کرنا۔وہ میرال کی آنکھوں پر اپنے لب رکھتے ہوئے بولا۔اپنے آپ کو کبھی دیکھا ہے غصے میں۔اگر آپ دیکھیں گے تو آپ بھی خود سے ڈر جائیں گے۔وہ معصومیت لیے روٹھے انداز میں بولی۔جس پر وہ مسکرایا۔

میں کبھی بھی اب آپ سے بات نہیں کروں گی۔میرال اپنی بڑی بڑی آنکھوں میں ناراضگی لیے بولی۔

ٹھیک ہے! بات مت کرنا ایسے ہی میری بانہوں میں رہنا میں تمہاری خاموشی سے کام چلا لوں گا۔شامیر میرال پر جھکتا ہوا بولا۔میرال نے سُرخ چہرے کے ساتھ شامیر سے دُور ہونا چاہا جس پر شامیر نے اُسے خود میں بھینچ کر اُس کی فرار کی تمام راہیں مسدود کر دیں۔

وہ ایسا ہی تھا۔جب جب میرال اُس کو خود سے دُور کرنے کی کوشش کرتی وہ پہلے سے زیادہ شدت بھرے انداز میں اسے اپنے کریب کرتا۔میرال ہار مانتے ہوئے اپنی مزاہمت ترک کر کے شامیر کے دل کی دھڑکنوں کو سُننے لگی۔

میرال کو ابھی شامیر نے گھر ڈراپ کیا ہی تھا کہ ماہم کی کال آئی۔یار! کہاں ہو تم؟ آج کالج کیوں نہیں آئی؟ ماہم نے پوچھا۔ہاں میں وہ بس تھوڑی مصروف تھی۔تم بتاؤ کس لیے فون کیا میرال نے ماہم سے پوچھا۔اِس وِیک میری سالگرہ ہے اور تمہیں پارٹی میں ضرور آنا ہے۔اچھا ویسٹرن تھیم ہے۔مطلب کہ اس میں دوپٹہ شلوار قمیض الاؤ نہیں۔ وہ اسے پارٹی کا تھیم بتانے لگی۔اور تمہارا کوئی بہانہ نا سُنوں۔تم نے آنا ہے۔سب فرینڈز آرہی ہیں۔ماہم انسسٹ کرتی ہوئی بولی۔میرال کو پارٹی میں جانے کا تو کوئی مسئلہ نہیں تھا مگر ویسٹرن ڈریس اسے سوچ کر ہی پریشانی ہوئی۔شامیر کی زندگی میں آنے سے پہلے وہ پھر بھی ایسے کپڑے پہن لیتی تھی مگر اب تو شامیر اسے بغیر دوپٹے کے برداشت نہیں کرتا تھا۔کجا کہ ان کپڑوں میں برداشت کرتا اس لیے اس نے بے دلی سے اس پارٹی پر جانا کینسل کر دیا کہ کوئی بہانہ بنا دے گی۔

بدکردار

وہ لاؤنج میں بیٹھی موبائل میں مصروف تھی۔ میرال نے پلم کلر کی شورٹ شرٹ کے ساتھ وائٹ جینز پہنی ہوئی تھی۔ دوپٹے سے بے نیاز کھلے بالوں میں موبائل میں مصدروف تھی۔ لاؤنج سے ملحقہ ڈرائینگ روم جسے شیشے کے سلائیڈنگ ڈور سے پارٹیشن کی گئی تھی۔

رافعہ کا بھائی آیا ہوا تھا۔ فرخندہ اُسے لیے ڈرائینگ روم میں بیٹھی تھی۔ ڈرائینگ روم سے با آسانی لاؤنج میں دیکھا جا سکتا تھا۔ اسی دوران شامیر دُرانی اندر داخل ہوا۔ میرال کو بغیر دوپٹہ، کُھلے بالوں میں موبائل میں مصروف دیکھ کر شامیر دُرانی کے تَن بدن میں آگ لگ گئی۔ کیونکہ اینٹر ہوتے ہی اس نے رافعہ کے بھائی کو ڈرائینگ روم میں بیٹھا دیکھ لیا تھا۔ اور سامنے ہی میرال اپنی تمام تر رعنائیاں لیے جلوا گر تھی۔ شامیر نے ایک جھٹکے سے میرال کی کلائی پکڑتے ہوئے اس کے کمرے میں لا کر بیڈ پر پٹخا تھا۔ میرال اس اچانک افتاد پر گھبرا گئی۔ اسے تو اپنی غلطی کا بھی پتا نہیں تھا کہ اس سے کیا ہوا ہے؟ لیکن شامیر کو شعلہ بار نگاہوں سے گھورتا دیکھ کر میرال کو اپنا حلق خشک ہوتا محسوس ہوا۔ بیڈ پر پٹخنے کی وجہ سے میرال کی کمر سائیڈ ٹیبل کے کونے سے لگی تھی۔ درد کی لہر اُس کے پورے وجود میں سرائیت کر گئی۔ شامیر کا تو بس نہیں چل رہا تھا کہ میرال کی جان لے لے یا پھر رافعہ کے بھائی کی۔ وہ تو شکر ہے جب وہ اندر داخل ہوا رافعہ کا بھائی رافعہ

سے باتوں میں مصروف تھا۔اس کی نظر میرال کی طرف نہیں تھی۔ورنہ پتا نہیں شامیر کیا کر گزرتا۔ شش شامیر! کک کک کیا ہوا؟ وہ ڈرتے ہوئے بولی۔وہ ایک دم سے اس کے پاس آیا اور اس کے بالوں کو پیچھے سے اپنے ہاتھوں کی مضبوط گرفت میں لیا۔ میں نے تمہیں کیا تھا کہ میں تمہیں کُھلے بالوں اور دوپٹے کے بغیر نہ دیکھوں۔ تو تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی اس طرح بیٹھنے کی؟ وہ غراتے ہوئے اس کے بالوں پر اپنے ہاتھوں کی گرفت مضبوط کرتا ہوا بولا۔ شش شامیر! میں تو اپنے گھر میں ہوں۔ آپ نے کہا تھا کہ باہر نا جاؤں ایسے حلیے میں۔ وہ سسکتے ہوئے بولی۔ گھر میں ہو تو تم غیر مردوں کے سامنے ایسے حلیے میں جایا کرو گی۔ وہ دھاڑا۔

کون سا غیر مرد؟ وہ حیران ہوئی۔ کیونکہ اُسے واقعی میں معلوم نہیں تھا۔اس کی تو لاؤنج میں بیٹھے پوری توجہ موبائل میں تھی۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ وہاں رافعہ کا بھائی ڈرائینگ روم میں موجود تھا۔ غلطی میری ہے جو تمہیں ٹائم دے رہا تھا۔ کرتا ہوں تمہارا علاج! میری نظروں کے سامنے رہو گی تو ایسی فضول حرکتیں تو نہیں کرو گی۔ شامیر نے سرد نگاہ اس کے سراپے پر ڈالی۔ اب کمرے سے باہر مت نکلنا۔ جب تک وہ چلا نہیں جاتا۔ شامیر اسے ایک جھٹکے سے چھوڑتا ہوا کمرے کا دروازہ دھاڑ سے بند کرتا ہوا چلا گیا۔ اور میرال اوندھے منہ لیٹ کر رونے لگ گئی۔

بدکردار

شامیر کے رویے سے میرال کے اندر خود سَری پیدا ہو رہی تھی۔ اُسے لگتا تھا کہ جیسے وہ شامیر کی غلام ہو۔ اُس کا خود پے کوئی اختیار نہیں۔ وہ ہمیشہ ایسے ہی کرتا ہے۔ اسے اس کے بنا غلطی کے ہی سزا دیتا ہے۔ یہ کیسی محبت ہے شامیر کی۔ وہ سوچتی تھی۔ یہ محبت کا رشتہ نہیں ہے گھٹن کا رشتہ ہے۔ اس کا دَم گھٹنے لگا تھا اس رشتے میں۔ اسے شامیر کا پیار نظر نہیں آتا تھا۔ نظر آتا تو شامیر کا ایسے خود پر حق جتانا، اس کی روک ٹوک۔

ماہم کی سالگرہ پر اس کا کوئی موڈ نہیں تھا جانے کا۔ کیا فائدہ؟ جب ڈریس کو ڈھنگ کا نہ پہنوں۔ یہ فضول قسم کے ڈریس پہن کر جاؤں۔ وہ اپنے ڈریسز دیکھ کر سوچ رہی تھی۔ حتیٰ کہ اس کی وارڈوب ایک سے ایک قیمتی جوڑوں سے بھری پڑی تھی۔ سارے ڈریسز شامیر نے اسے دِلوائے تھے۔ ہر ڈریس ایک سے بڑھ کر ایک تھا۔ بس ان ڈریسز میں ایک ہی خرابی تھی۔ اسے پہن کر وہ حیادار لگتی تھی بے حیا نہیں۔

میرال نے تمام ڈریسز دوبارہ وارڈوب میں رکھے اور ماہم کی سالگرہ پہ جانے کا ارادہ ترک کیا۔ وہ ڈریسز الماری میں رکھ کر مڑی ہی تھی اس کا موبائل بجا۔ جس پر ماہم کا نمبر چمگما رہا تھا۔ اس نے فون اُٹھایا۔ یقیناً ماہم اس کے آنے کا انتظار کر رہی ہو گی۔

ہیلو! وہ مرجھائی آواز میں بولی۔ آئی نہیں تم۔ سب فرینڈز آ گئیں ہیں۔ تمہارا پوچھ رہی ہیں۔ ماہم کی جھنجھلاہٹ بھری آواز سُنائی دی۔ نہیں میں نہیں آ رہی۔

کیا؟ ماہم اتنی زور سے چیخی۔ اسے اپنے کان کے پردے پھٹتے ہوئے محسوس ہوئے۔ کیا مطلب تم نہیں آ رہی؟ تم نہیں آ ؤ گی۔ میں کیک نہیں کاٹوں گی۔ تمہیں آنا ہی پڑے گا۔ وہ بضد ہوئی۔

لیکن! لیکن ویکن کچھ نہیں۔ کوئی بہانہ نہیں۔ تم شامیر دُرانی کی بیوی ہو گی مگر ہمیں نخرے دیکھانے کی ضرورت نہیں۔ ہمارے لیے بس ہماری فرینڈ ہو۔ جلدی سے تیار ہو کر پہنچو۔ ماہم نے اس کی بات کاٹتے ہوئے اس کا جواب سنے بغیر ہی اس کا فون بند کر دیا۔ نیوی بلو کلر کی شارٹ فراک ساتھ بلو ٹائٹس اور بڑا سا دوپٹہ میرال نے پہنا ہوا تھا۔ اس نے نیچے سے بال لائٹ سے کرل کر کے کُھلے چھوڑ رکھے تھے۔ کانوں میں چھوٹے

بدکردار

چھوٹے ٹاپس پہنے، آنکھوں میں کاجل لگایا اور پنک کلر کی لِپ سٹک لگائی۔ یہ ڈریس پچھلے دنوں طلحہ اس کے لیے لایا تھا۔ اس کی وارڈروب میں اس سے زیادہ مہنگے اور اچھے ڈریس تھے۔ مگر وہ سارے شامیر دُرانی کے دِلوائے ہوئے تھے۔ اس کے پاس بہت خوبصورت جینز، سکرٹس، شارٹ شرٹس تھیں۔ جو وہ کبھی شامیر کی زندگی میں آنے سے پہلے پہن لیتی تھی۔ مگر اب وہ شامیر کی وجہ سے نہیں پہنتی تھے۔ اس نے سوچا ان میں سے ایک ڈریس پہن لے۔ مگر اُس جنگلی شامیر کا خیال آتے ہی اس نے اپنا ارادہ ترک کیا۔ کیا پتا وہ جنگلی شامیر جِن کی طرح نمودار ہی نا ہو جائے کہیں۔

ماہم کے گھر داخل ہوتے ہی اسے اپنے حلیے پے بہت رونا آیا اس کی تمام فرینڈز بہت خوبصورت سکرٹس، جینز، شارٹ شرٹ اور ڈِفرینٹ ڈریسز میں نظر آئیں۔ اسے ایک دفعہ پھر سے شامیر پر بے انتہا غصہ آیا۔ اس کی وجہ سے اسے آج اتنی سبکی کا احساس ہوا تھا۔

کاش شامیر اس کی زندگی میں نا ہوتا وہ بھی اپنی مرضی کی زندگی گزارتی۔ اس سٹوپڈ، جاہل، سنکی انسان کی روک ٹوک نا ہوتی۔ وہ اپنی سوچوں کی انتہا پر شامیر سے بدگمان ہو

رہی تھی۔ ورنہ اسے اندازہ نہیں تھا وہ ان بے حیاء اور بے پردہ عورتوں سے ہزار گنا بہتر لگ رہی ہے۔ پارٹی پر بہت سے لوگوں کی نظریں اس کے حلیے پر تھیں۔ مگر ان نظروں میں حقارت نہیں بلکہ ان نظروں میں پسندیدگی تھی جو اسے دوسروں سے منفرد بنا رہی تھی۔

ماہم اسے دیکھتے ہی سیدھا اپنے کمرے میں لے گئی۔ یہ کیا پہن آئی تم؟ میں نے تمہیں ڈریس کوڈ بتایا تھا۔ ماہم اس کے حلیے پر چوٹ کرتے ہوئے بولی۔ مجھے یہ ڈریس اچھا لگا تھا میں نے پہن لیا۔ تم کہو تو میں واپس چلی جاتی ہوں۔ میرال غصے سے بولی۔ ماہم کچھ پَل ایسے گھور کر دیکھتی رہی پھر اپنی الماری سے ایک ڈریس نکال کر دیا۔ چلو یہ پہنو۔ یہ میرا نیو ڈریس ہے۔ اسے جلدی سے پہنو۔ میں یہ نہیں پہن سکتی۔

میرال نے ڈریس کو بغور دیکھتے ہوئے انکار کیا۔ کیوں نہیں پہن سکتی؟ بہت خوبصورت لگوگی یہ ڈریس پہن کر۔ ماہم اصرار کرنے لگی۔ وہ شامیر۔۔۔۔ شامیر کو اس قسم کی ڈریسنگ پسند نہیں اس نے ہچکچاتے ہوئے ماہم کو بتایا۔ واٹ؟ شامیر تمہیں اس طرح کے ڈریس نہیں پہنے دیتا۔ وہ بے حد حیران ہوئی۔ میرال کی تو آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے تھے۔ یہ ہائی سوسائٹی کے مرد ایسے ہی ہوتے ہیں۔ خود سب کچھ کرلیں مگر اپنی

بیوی پر پابندیاں لگاتے ہیں۔ شامیر بھی ٹیپکل مرد نکلا۔ تم اس کی پابندیاں سہتی ہی کیوں ہو؟ ماہم افسوس سے بولی۔ رکو میں تمہیں کچھ دیکھاتی ہوں۔ ماہم نے اپنا موبائل نکالا اور اس میں سرچنگ کے بعد ایک تصویر میرال کو دیکھائی جس میں شامیر کسی پارٹی میں ایک بے حد ماڈرن لڑکی کے ساتھ کھڑا مسکرا رہا تھا۔ وہ لڑکی شامیر کے بے حد نزدیک کھڑی تھی۔ اور شامیر کو دیکھ رہی تھی۔ اور شامیر کی نظریں لڑکی کے چہرے پر تھیں۔

شامیر کو دیکھ کر میرال کے دل کی بِیٹ مِس ہوئی۔ وہ بلیک کلر کا پینٹ کوٹ پہنے مسکراتا ہوا بے انتہا ہینڈسم لگ رہا تھا۔ اس لڑکی کو اتنا قریب کھڑا دیکھ کر میرال کو جلن ہوئی تھی۔ دیکھ لو یہ ہائی سوسائٹی کے مرد باہر ایسے ہی ماڈرن لڑکیوں کو پسند کرتے ہیں۔ اور گھر کی عورت کو ہزار پردے میں رکھتے ہیں۔ تم یہ ڈریس پہنو۔ میری پارٹی مت خراب کرو۔ ویسے بھی یہاں شامیر نہیں ہے۔ ماہم اسے ڈریس پکڑاتے ہوئے چلی گئی۔

ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہے ماہم۔ خود باہر پتا نہیں کیا کرتا پھرتا ہے۔ مجھ پر پابندیاں لگاتا ہے۔ یہ میری زندگی ہے میں جو مرضی کروں، جو مرضی پہنوں۔ وہ ڈریس پکڑے ڈریسنگ روم میں چلی گئی۔ جب وہ ڈریس پہن کر پارٹی میں آئی تو اس کے حُسن نے کئی آنکھوں کو چکاچوند کر دیا۔ جن آنکھوں میں پہلے عزت تھی اب اُنہیں آنکھوں میں

بدکردار

میرال کے لیے حوس تھی جو اس کے خوبصورت بدن کو للچائی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ اگر شامیر یہ منظر دیکھ لیتا تو یقیناً سب کی آنکھیں نکال لیتا۔

ابھی اسے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی۔ میرال کے موبائل پر شامیر کی کال آنا شروع ہوئی۔ میرال کا دل اُچھل کر حلق میں آ گیا۔ وہ اس دن کے بعد آج میرال کو کال کر رہا تھا۔ شامیر کال کیوں کر رہا ہے۔ کہیں اسے پتا تو نہیں چل گیا۔ میرال کو پسینہ آنے لگا۔ میرال نے ڈر اور گھبراہٹ کے مارے شامیر کا فون اُٹھایا۔

ہے ہے ہیلو! وہ گھبرائی ہوئی آواز میں بولی۔ شامیر اتنے دن بعد میرال کی آواز سُن کر پُرسکون ہوا۔ کیسی ہو میری جان! وہ بے قرار ہوا۔ مم میں ٹھیک ہوں۔ وہ بے انتہا نروس تھی۔ اسے لگ رہا تھا جیسے شامیر اسے دیکھ رہا ہے۔ میرال کی گھبرائی ہوئی آواز اور پیچھے سے آتی میوزک کی آواز سُن کر شامیر پریشان ہوا تھا۔

کہاں ہو تم؟ وہ میں شامیر۔ وہ ہقلائی۔

بدکردار

میرال کیا ہوا ہے گھبرا کیوں رہی ہو۔اب کی بار شامیر اپنے آفس کی چیئر سے ایک دم اُٹھا تھا۔میرال اس کی بات پر خاموش ہوئی تو شامیر کی پریشانی اور بڑھ گئی۔میرال میں پوچھ رہا ہوں کہاں ہو تم؟اب کی بار شامیر سخت لہجے میں بولا۔

۔وہ میں ماہم کی سالگرہ میں۔شامیر یہ سُن کر پُر سکون ہوا اور دوبارہ اپنی چیئر پر بیٹھا تھا۔

گھبرا کیوں رہی ہو؟ہاں۔وہ بے حد نرم لہجے میں بولا۔تمہیں لگا میں تم پر غصہ کروں گا۔مجھے بُرا لگے گا کہ تم اپنی فرئینڈ کی سالگرہ پے گئی ہو۔ہوں!

وہ اس سے استفسار کرنے لگا۔میرال مجھے تمہاری کوئی بات بُری نہیں لگتی ناہی مجھے تم پر روک ٹوک کرنا پسند ہے۔بس میں چاہتا ہوں میرے علاوہ تمہیں ایسے حلیے میں نا دیکھے جسے دیکھ کر میں بھکنے لگتا ہوں۔

کوئی تم پر بُری نظر نا ڈالے۔تمہیں کوئی نظر بھر کے بھی دیکھتا ہے مرچیں سی بھر جاتی ہیں میرے وجود میں۔شامیر اپنے اُس دن والے رویے کی صفائی دینے لگا۔میرال نے ایک نظر اپنے حلیے پر ڈالی اسے ڈھیروں شرمندگی ہوئی اور ساتھ ہی ماتھے پر پسینے کی بوندیں بھی نموار ہوئیں۔

اچھا مجھے اپنی لوکیشن سینڈ کرو میں تمہیں کچھ ہی دیر میں لینے آرہا ہوں۔ نہیں! میں نے طلحہ بھائی کو بولا ہے وہی مجھے لینے آئیں گے۔ چھوڑنے بھی وہی آئے تھے۔ وہ جلدی جلدی بولی۔ کہیں شامیر اُسے لینے ہی نا آجائے۔ لوکیشن سینڈ کرو میں آرہا ہوں۔ شامیر حتمی لہجے میں کہتا ہوا فون بند کر گیا۔

میرال نے لوکیشن سینڈ کرتے ہی ماہم کے روم میں جا کر اپنا ڈریس چینج کیا۔ شامیر اُسے لینے آیا تو وہ ماہم کے گیٹ پر ہی کھڑی تھی۔ شامیر اسے دیکھ کر بے قراری سے آگے بڑھا اور اسے گلے سے لگا لیا اور کتنی دیر ایسے ہی کھڑا رہا۔ شامیر کو کسی کی پرواہ نہیں تھی کہ وہ باہر سڑک پر کھڑا ہے۔ آتے جاتے لوگوں کی نظریں ہیں ان پر۔ اسے صرف میرال دیکھائی دے رہی تھی اس سے آگے کچھ نہیں۔

کافی دیر بعد وہ میرال سے الگ ہوا اور اسے غور سے دیکھتے ہوئے اس کے ماتھے کِس کی اور اسے لیے گاڑی کی طرف بڑھا۔ گاڑی میں بیٹھتے ساتھ ہی شامیر نے ایک دفعہ پھر غور سے میرال کو دیکھا۔ جو بلو ڈریس میں دوپٹہ سر پر اوڑھے سیدھا اس کے دل میں اُتر رہی تھی۔ کون کون تھا پارٹی میں؟ شامیر گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے بولا۔ وہ بس ہم فرئینڈز ہی تھیں۔ میرال نے جھوٹ بولا۔ وہ میرال کو دیکھتے ہوئے مسکرایا۔

یہ ڈریس کب لیا؟ شامیر نے پھر سے سوال کیا۔ طلحہ بھائی لائے تھے۔ میرال جواب دے کر گاڑی سے باہر دیکھنے لگی۔ جو میں نے دلایا تھا وہ کیوں نہیں پہنا۔۔

تم نے اپنی مرضی سے لیا تھا۔ وہ مسکراتے ہوئے پوچھنے لگا۔ میرال نے پچھلے دنوں شامیر کے ساتھ جا کر ماہم کی سالگرہ کے لیے شاپنگ کی تھی تب اسے ڈریس کوڈ کا پتا نہیں تھا۔ شامیر نے اسے اس کی چوائس کے مطابق بہت مہنگا ڈریس، جیولری اور جوتے دلوائے تھے۔ میرا مَن نہیں تھا وہ پہننے کا۔ اس نے پھر مختصر جواب دیا۔ یعنی کہ وہ ابھی بھی ناراض تھی۔ شامیر نے گہرا سانس لیا تھا۔

آج کاجل بھی لگایا ہوا ہے تم نے۔ وہ ایک ہاتھ سے سٹیرنگ پکڑے ہوئے دوسرے ہاتھ سے اس کی آنکھوں کو چھوتے ہوئے بولا۔ کیا ضرورت تھی کاجل لگانے کی۔ یہ تو پہلے ہی بے انتہا خوبصورت ہیں۔ وہ نرمی سے اس کی پلکوں کو چھوتے ہوئے بولا۔

میرال نے اس بار کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ اور رُخ پھیر کر گاڑی کی ونڈو سے باہر دیکھنے لگی۔ شامیر خاموشی سے ڈرائیونگ کرنے لگا اور تھوڑی دیر بعد اپنی روٹھی ہوئی بیوی پر نظر بھی ڈالتا کیونکہ وہ ناراض اور روٹھی ہوئی اسے بہت اٹریکٹ کر رہی تھی۔

میرال کے موبائل میں کچھ تصویریں بھیجی تھیں رِدانے۔ جنہیں میرال نے بغیر سوچے سمجھے اوپن کیں جو اس کی تھیں۔ اس نے پارٹی میں اپنی فرینڈز کے ساتھ کھنچوائیں تھیں۔ گاڑی کے ٹائر ایک دم سے چرچرائے تھے۔ شامیر نے جھٹکے سے گاڑی روکی تھی اور چھیننے کے انداز میں میرال سے موبائل لیا تھا۔ بلیک ویلوٹ لانگ سکرٹ ساتھ بلیک شارٹ شرٹ جس پر میرال نے اپنے ہلکے کرل زدہ بال کُھلے چھوڑ رکھے تھے۔ دیکھ کر شامیر کی آنکھوں میں مرچیں سی بھر گئیں، گلے کی رگیں اُبھری تھیں۔ شامیر نے موبائل اُٹھا کر زور سے ڈیش بورڈ پر مارا۔ موبائل کی سکرین چکنا چور ہو چکی تھی۔ میرال کی چیخ بلند ہوئی۔ شامیر نے اپنی خون آشام نظریں میرال پر گاڑھی تھیں۔

میرال کا پورا وجود زلزلوں کی زد میں تھا اور ہتھیلیاں پسینے سے تر۔ وہ وہ

شامیر مم میں نے یہ ڈریس ماہم کی ضد پر پہنا تھا۔ میں یہ نہیں پہننا چاہتی تھی میرال روتے ہوئے بولی۔ تم چھوٹی بچی ہو کوئی، تمہیں کوئی کچھ بھی بولے گا اور تم اس کی بات مان لو گی۔ شامیر نے اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے تھے۔ اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔ شامیر دُرانی کی بیوی اس حلیے میں تھی۔ پارٹی میں مرد بھی تھے؟ شامیر کو اپنی آواز

کھائی سے آتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔ نن نہیں تھے وہ تو نہیں تھے. وہ بے ربط بولی۔ جس پر شامیر نے سرد نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔ ہاں ہاں تھے وہ روتے ہوئے بولی۔

شامیر کا دل کیا تھا کہ وہ خود کی جان لے لے۔ اس کی میرال جس کے سر سے دوپٹہ اُتر جائے وہ بے چین ہو جاتا تھا۔ آج اس کی میرال پارٹی میں اس حلیے میں کتنے ہی مردوں کی مرکزِ نگاہ بنی تھی۔ شامیر کا بس نہیں چل رہا تھا وہ ان مردوں کی آنکھیں نکال لے۔

شامیر نے خاموشی سے ڈرائیونگ سٹارٹ کی۔ راستے میں کتنی دفعہ گاڑی کا ایکسیڈینٹ ہوتے ہوتے بچا تھا۔ اور میرال تو گویا کاٹو تو بدن میں لہو نہیں والی حالت تھی۔ گاڑی ایک بہت بڑے عالی شان فارم ہاؤس میں داخل ہوئی۔ میرال خوف زدہ نظروں سے جدید طرز اور عالی شان فارم ہاؤس کو دیکھ رہی تھی۔ شامیر دُرانی کی گاڑی ابھی رُکی ہی تھی ایک ملازم بھاگتا ہوا گاڑی تک آیا۔ شامیر دُرانی نی گاڑی سے اُتر کر ہاتھ کے اشارے سے اسے روکا اور وہاں سے جانے کا اشارہ کیا۔ اس کے جانے کے بعد میرال کو گاڑی سے نکال کر گھسیٹتا ہوا اندر لے گیا۔

شامیر میری بات سنیں پلیز۔۔۔ آپ مجھے کہاں لے کر جا رہے ہیں۔ میری بات تو سنیں وہ روتے ہوئے چلا رہی تھی۔ مگر شامیر پر آج اُس کے رونے کا زرا اثر نہیں ہو رہا تھا۔ شامیر دُرانی میرال کو گھسیٹتا ہوا سیڑھیوں سے اُوپر بنے کمرے کی طرف لے گیا۔ شامیر آپ مجھے یہاں کیوں؟ ابھی اس کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی۔ شامیر کی دھاڑ سنائی دی۔ میرال تمہیں میری پیار سے کہی ہوئی بات سمجھ نہیں آتی نا۔ اب میں تمہارے ساتھ وہ رویہ رکھوں گا جو تم ڈیزرو کرتی ہو۔ آج کے بعد تم اس سٹور میں رہو گی۔۔ جہاں نا لائٹ ہے نا ہی تمہاری کوئی ضرورت کا سامان۔ یہ سٹور بہت عرصے سے بند رہا ہے۔ آج کے بعد تمہارا یہی ٹھیکانا ہے۔ اس نے میرال کو دھکا دیا تھا اور اس کے اُٹھنے سے پہلے ہی دروازہ باہر سے لاک کر دیا۔

شامیر پلیز میری بات سنیں۔ میں آپ کی ہر بات مانوں گی۔ کبھی ایسی ڈریسنگ نہیں کروں گی۔ پلیز مجھے یہاں سے نکالیں۔ شامیر میں مر جاؤں گی یہاں پر۔ میرال چیختے ہوئے دروازہ کھٹکھٹا رہی تھی۔

شامیر باہر بیٹھا سرخ آنکھیں لیے سگریٹ پی رہا تھا۔ میرال کی آوازیں اسے سنائی دے رہی تھیں۔ وہ اس سے التجائیں کر رہی تھی مگر آج شامیر پر اس کی کسی التجا کا اثر نہیں ہو رہا تھا۔ کافی دیر تک میرال چیختی اور روتی رہی۔ اس کا گلہ خشک ہو چکا تھا۔ وہ سسکتی ہوئی خاموشی سے سر گھٹنوں میں دیے بیٹھ گئی۔ اسے بے انتہا ڈر لگ رہا تھا۔ اس اندھیرے

کمرے سے جہاں کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔ دو گھنٹے گزر چکے تھے۔ میرال کو اس کمرے میں بند کیے۔ جب طلحہ کی کال آئی تھی شامیر کے نمبر پر۔

میرال کا نمبر آف جارہا تھا۔ اس نے شامیر کو کال ملائی۔

شامیر نے سُرخ آنکھوں کے ساتھ فون اٹھایا۔ شامیر میرال ابھی تک گھر نہیں آئی۔

کہاں ہو تم لوگ؟ طلحہ نے شامیر سے پوچھا۔

میرال میرے ساتھ ہے اور میرے ساتھ وہ سب سے زیادہ محفوظ ہے۔ تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ وہ درشتگی سے بولا۔

طلحہ شامیر کی درشت آواز سُن کر ایک لمحے کو چپ ہو گیا۔ مجھے پتہ ہے۔ بس وہ ابھی تک آئی نہیں اس لیے مجھے اس کی فکر ہو رہی تھی۔ طلحہ نے اپنی پریشانی ظاہر کی۔

میرال بیوی ہے میری، اور اس کی فکر کرنے کے لیے میں موجود ہوں۔ تمہیں اس کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ شامیر نے سخت لہجے میں جواب دے کر طلحہ کا فون کاٹ دیا وہ ایسا ہی تھا۔ اس سے زیادہ کوئی میرال کی فکر بھی کرے اسے پسند نہیں تھا۔ چاہے اس کا بھائی ہی کیوں نہ ہو۔

میرال کافی دیر سے اس اندھیرے کمرے میں بیٹھ کر سسک رہی تھی۔

یہ کمرہ کافی دیر سے بند ہے اور سٹور روم ہے تو یہاں پر چوہے اور چھپکلیاں بھی ہوں گی۔
یہ خیال آتے ہی میرال کے اوسان خطا ہو گئے۔

وہ ہڑبڑا کر اٹھی اور دوبارہ سے دروازہ کھٹکھٹانے لگی۔ پلیز... شامیر دروازہ کھولیں۔ میں آئندہ کے بعد آپ کی ہر بات مانوں گی۔ آپ جو کہیں گے وہی کروں گی۔ مجھے معاف کر دیں پلییز۔ وہ روتی ہوئی پھر سے ایک بار التجائیں کرنے لگی۔

شامیر اس کی التجائیں سُنی اَن سُنی کرتے ہوئے سگریٹ پینے میں مصروف تھا۔
تقریباً چار گھنٹے گزر چکے تھے میرال رو رو کر تھک چکی تھی کہ کمرے کا دروازہ کُھلا اور شامیر اندر داخل ہوا۔ میرال ایک دم سے اٹھ کر شامیر کے سینے سے لگی تھی۔ شامیر مجھے معاف کر دیں پلیز میں آئندہ کبھی ایسا نہیں کروں گی۔ وہ اس کے سینے سے لگے سسکتے ہوئے بولی۔
شامیر اسے بانہوں میں لیے آگے بڑھ کر سوئچ بورڈ آن کیا تھا کہ پورا کمرہ روشنی میں نہا گیا۔

کمرہ دیکھ کر میرال کی آنکھیں بے یقینی سے کُھل گئیں۔ یہ بہت عالی شان اور خوبصورت کمرہ تھا۔ جہاں پر ہر سہولت موجود تھی۔ شامیر نے میرال کا آنسوؤں سے

بھرا ہوا چہرہ ٹشو سے صاف کیا اور کمرے میں رکھے جگ سے پانی کا گلاس بھر کر میرال کے لبوں سے لگایا۔ جسے میرال نے تھوڑا سا پیا۔

شامیر نے زمین سے دوپٹہ اُٹھا کر اچھی طرح میرال کے گرد اوڑھا کر اس کے سر پر دیا اور اس کے ماتھے پر اپنا نرم بوسہ دیا اور اسے بازوں کے حصار میں ہی لیے سیڑھیوں سے اترا۔ میرال کے آنسو ختم ہو چکے تھے۔ مگر وہ ہچکیاں ابھی بھی لے رہی تھی۔

شامیر نے پیار اور احتیاط سے اُسے گاڑی میں بیٹھایا اور ڈرائیو کرنے لگا۔ گاڑی میرال کے گھر کے سامنے رکی تھی۔ میرال ابھی بھی گاڑی میں بیٹھی تھی وہ شامیر سے اتنی خوفزدہ تھی اس کی ہمت نہیں ہو رہی تھی اُس کی اِجازت کے بغیر گاڑی سے اترتی۔ یہ میری فرسٹ اینڈ لاسٹ وارننگ تھی تمہارے لیے۔ آئندہ کبھی تم نے ایسی حرکت کی تو پٹرول چھڑک کر تمہیں آگ لگا دوں گا۔ شامیر نے اسے دھمکی دی۔ آئندہ تم اپنی فرئینڈز سے رابطہ نہیں رکھو گی۔ گوٹ اٹ..۔ شامیر اس پر جھکتے ہوے سرد لہجے میں اس سے بولا.. جس پر میرال نے جلدی سے گردن ہلائی تھی۔ تمہیں اس طرح کے ڈریس بہت پسند ہیں۔ شامیر اس کی ٹھوڑی پر اپنے ہاتھ کا انگوٹھا پھیرتا ہوا بولا۔

نن نہیں! میرال جلدی سے بولی۔ سچ بتاؤ۔ شامیر نے اپنے انگوٹھے کا دباؤ میرال کی ٹھوڑی پر بڑھایا۔

ہاں! میرال نے اثبات میں گرن ہلائی۔ ٹھیک ہے بہت سارے ڈریسز دلواؤں گا تمہیں اس سے کئی زیادہ خوبصورت۔ مگر تم یہ ڈریسز صرف میرے سامنے ہمارے کمرے میں پہنو گی۔ وہ اس کی ٹھوڑی پر اپنے انگوٹھے کا دباؤ بڑھاتا ہوا بولا۔ سمجھ آ رہی ہے میری بات۔ شامیر نے میرال کی آنکھوں میں دیکھا۔

جس پر میرال نے اپنی بڑی بڑی آنکھوں کو اور کھول کر گردن ہلائی تھی۔

گُڈ! اب جاؤ۔ شامیر سے اِجازت ملتے ہی میرال گاڑی کا دروازہ کھول کر اتری تھی اور گیٹ کے اندر داخل ہوئی اور اپنے کمرے میں جاتے ساتھ ہی بیڈ پر گر کر رونے لگی

****

میرال جب گھر میں داخل ہوئی تو طلحہ لاؤنج میں بے چینی سے میرال کا انتظار کر رہا تھا۔

میرال روتے ہوئے شکوہ بھری نگاہ طلحہ پر ڈالتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

طلحہ میرال کو روتے ہوئے دیکھ کر بے چینی سے میرال کی طرف بڑھا مگر میرال طلحہ کو کوئی موقع دے بغیر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

اس سے پہلے طلحہ کمرے کی طرف جاتا۔ میرال کمرے کا دروازہ لاک کر چکی تھی۔

بدکردار

میرال دروازہ کھولو۔ کیا ہوا تمھیں! کیوں رو رہی ہو تم؟ طلحہ بے چینی سے دروازہ کھٹکھٹانے لگا۔ طلحہ کا دل اندر سے بے حد ڈر رہا تھا۔ شامیر نے طلحہ سے انتہائی رُوڈ انداز میں بات کی تھی۔ نکاح کے بعد طلحہ کو اندازہ ہو چکا تھا کہ شامیر میرال کے لیے بے حد جذباتی ہے۔

ایک حد تک جذباتی ہونا ٹھیک بات تھی مگر شامیر کا میرال کے اوور سینسٹو ہونا کبھی کبھی طلحہ کو بے حد پریشان کر دیتا۔
کہیں اس کا فیصلہ غلط تو نہیں تھا میرال کے لیے۔ وہ سوچنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

میرال کا اس طرح رونا! طلحہ ساری رات وقفے وقفے سے میرال کا دروازہ کھٹکھٹاتا رہا۔ مگر میرال نے دروازہ نہیں کھولا۔ وہ اپنے کمرے میں بھی بے چینی سے ٹہلتا رہا تھا۔ جس پر رافعہ نے کئی دفعہ طلحہ سے پوچھا کہ کیا مسئلہ ہے؟ کوئی مسئلہ نہیں تم سو جاؤ۔ طلحہ نے اسے جواب دیا۔ ہوں! مجھے کیا ہو گا کوئی مسئلہ اپنی بہن سے ریلیٹڈ۔ ورنہ میرے لیے تو کبھی نہ جاگیں۔ رافعہ بڑبڑاتی ہوئی سو چکی تھی۔

بدکردار

صبح کے آٹھ بجے طلحہ نے گھر کی چابیوں سے میر ال کے کمرے کے دروازے کی چابی ڈھونڈ کر نکالی اور میر ال کے کمرے کا دروازہ کھولا۔اس کا دل انجانے خدشے سے لرز رہا تھا کہیں میر ال نے کچھ ایسا ویسا تو نہیں کر دیا۔اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ دروازہ کھولا۔

سامنے ہی میر ال بیڈ پر بے سُدھ پڑی تھی۔میر ال! طلحہ بے چینی سے آگے بڑھا۔

میر ال بخار میں بے سُدھ پڑی تھی۔طلحہ نے اگے بڑھ کر چیک کیا اس کا بدن آگ کی بھٹی کی طرح جل رہا تھا۔

کافی دیر پٹیاں کرنے کے بعد میر ال کا بخار کم ہوا تھا۔ریحانہ بیگم کافی دیر تک پٹیاں کرتی رہی تھی. کہیں ان کی طبعیت نہ خراب ہو جائے۔

طلحہ نے ان کو آرام کرنے کے لئے بیجھا تھا۔ویسے بھی وہ میر ال سے اکیلے میں بات کرنا چاہتا تھا۔وہ میر ال پر نظریں جمائے چیئر پر اس کے پاس ہی بیٹھا تھا۔اس کا دل کڑھ رہا تھا میر ال کی اس حالت پر۔میر ال ایک دم ہڑبڑا کر چیخ مارتی ہوئی اُٹھی۔شامیر مجھے معاف کر دیں آئندہ کے بعد میں ایسا نہیں کروں گی۔

میرال میں ہوں تمھارے پاس، طلحہ ایک دم سے اٹھ کر میرال کے پاس بیڈ پر بیٹھا۔
میرال نے بے یقینی سے طلحہ کو دیکھا جیسے اسے یقین نہ آیا ہو کہ طلحہ اس کے پاس ہے۔

بھائی آپ آ گئے مجھے بچانے۔۔ پلیز مجھے بچا لیں شامیر سے، وہ مجھے مار دے گا۔ وہ طلحہ کے گلے لگتے ہوئے بولی۔

میرال میں تمہارے پاس ہوں کوئی تمہیں کچھ نہیں کہے گا۔ میں ہوں نہ تمہارے پاس۔ میرال نے طلحہ سے الگ ہوتے ہوئے بے یقینی سے اپنے کمرے کو دیکھا تھا اور پھر سے روتے ہوئے طلحہ کے سینے سے لگی۔
بھائی مجھے شامیر کے ساتھ نہیں رہنا۔ میں نے آپ کو بولا تھا نہ کہ وہ پاگل، سنکی انسان ہے۔ وہ مجھے مار دے گا بھائی۔۔۔ وہ پھر سے روتے ہوئے طلحہ سے بولی۔

میرال کیا ہوا ہے مجھے بتاؤ۔ کیا کیا ہے شامیر نے تمہارے ساتھ۔ مارا ہے تمہیں؟ طلحہ بے چینی سے بولتے ہوئے میرال کے گالوں پر ہاتھ رکھا۔ بھائی مجھے شامیر کے ساتھ نہیں رہنا مجھے طلاق چاہیے شامیر سے۔ میں مر جاؤں گی بھائی، وہ ہذیانی ہو رہی تھی۔

طلحہ کو اسے سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا۔ میرال کی حالت دیکھ کر اس کا دل کُڑھ رہا تھا۔ پتا نہیں کیا کیا ہے شامیر نے میرال کے ساتھ۔ طلحہ کڑھتے ہوئے دل سے سوچ رہا تھا۔

کمرے کے باہر کھڑی رافعہ نے میرال کی تمام باتیں سُن لی تھیں۔ اوہ تو یہ وجہ تھی طلحہ کی بے چینی کی! اسی لیے نہیں سویا رات کو۔

کتنے نخرے ہیں میرال کے؟ شامیر دُرانی جیسا بندہ اس کے آگے پیچھے پھرتا ہے اتنا پیار کرتا ہے اس سے۔ اور اسے طلاق چاہیے۔ دے ہی نا دے کہیں شامیر اسے طلاق؟

دونوں بہن بھائی ہی ناشکرے ہیں۔ ورنہ میرال شامیر دُرانی کے لائق نہیں تھی۔ وہ جلے دل کے ساتھ سوچ رہی تھی۔

۔

آج پورے سات دن ہو گئے تھے میرال اور شامیر کی آپس میں بات ہوئے۔ میرال اُداس کھڑی لاؤنج کی کھڑکی سے برستی ہوئی بارش کو دیکھ رہی تھی۔ اُس دن کے بعد طلحہ سے بھی میرال کی کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ وہ زیادہ تر اپنے کمرے میں رہتی۔ شامیر

نے اُسے چار گھنٹے جس اذیت میں رکھا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ شامیر سے پہلے سے زیادہ خوفزدہ ہو گئی تھی۔ لیکن اس کے دل کو ایک اور خوف نے بھی جکڑ لیا تھا۔ شامیر کو کھونے کا خوف۔ اُس دن میرال نے طلحہ سے جب طلاق لینے کا کہا تو وہ پکا ارادہ کر چکی تھی کہ وہ شامیر کے ساتھ اس بندھن میں نہیں رہے گی۔ مگر جب وہ ایسا سوچتی اُس کے دل میں ایک عجیب سا درد اُٹھتا۔ اُس کی بے چینی دوگنی ہو جاتی۔

اُسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ تو شامیر کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔ تو پھر یہ بے چینی کیسی؟ شامیر کو کھونے کا خوف کیوں؟ میرال یہ سب سوچ رہی تھی کہ طلحہ لاؤنج میں داخل ہوا۔ کیسی ہو میرال؟ طلحہ اس کے پاس آکر بولا۔ ٹھیک ہوں وہ بے دلی سے بولی۔

ٹھیک ہو تو چہرے سے کیوں نہیں لگ رہی۔ طلحہ اس کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے بولا۔ میرال تم نے اُس دن جو مجھ سے کہا تھا تم سیریس تھی۔

طلحہ نے میرال سے اُس دن شامیر سے طلاق لینے والی بات کا ذکر کیا۔ دیکھو میرال! میاں بیوی میں بہت سی ایسی باتیں ہو جاتی ہیں مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ بات فورا طلاق تک پہنچ جائے۔ مجھے بتاؤ تمہیں کیا بات ڈسٹرب کر رہی ہے؟ شامیر نے تم سے کیا

کہا تھا؟ مارا تھا تمہیں کیا؟ طلحہ کو اُس دن سے بس یہی بات کھٹک رہی تھی اس لیے وہ اپنے دل کی بات زبان پر لایا۔ نہیں مارا تو نہیں تھا۔ میرال کے جواب پر طلحہ نے اطمینان بھرا سانس لیا۔ میرال شامیر تمہارے لیے بہت سینسیٹو ہے۔ میں مانتا ہوں وہ کبھی کبھی اوور سینسیٹو ہو جاتا ہے۔ جو کہ صیح نہیں ہے۔ مگر وہ تم سے بے حد محبت کرتا ہے۔ تم جانتی ہو وہ کتنا مصروف رہتا ہے؟ اب تو اس نے ایک نئ کمپنی بھی کھولی ہے۔ لیکن پھر بھی وہ تمہارے لیے ٹائم نکالتا ہے۔

تمہیں کہیں بھی لے کر جانا ہو وہ خود ڈرائیو کر کے لے کر جاتا ہے۔ ورنہ اس نے مجھے بتایا تھا کہ اسے ڈرائیو کرنا بلکل پسند نہیں ہے۔ اور شامیر دُرانی کہیں بھی جاتا ہے تو ڈرائیور اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ مگر تمہارے معاملے میں وہ ایسا نہیں کرتا۔ طلحہ نے اُسے پیار سے سمجھایا۔ بھائی اسے میری ڈریسنگ پر اعتراض رہتا ہے۔ آپ بھی تو ہیں کبھی رافعہ بھابھی کو نہیں ٹوکا۔ وہ کچھ بھی پہنے، دوپٹہ لیں یا نہیں۔ وہ شکوہ کرتے ہوئے بولی۔ طلحہ مسکرایا تھا۔ تمہیں کس نے کہا؟ میں رافعہ کو روک ٹوک نہیں کرتا۔ جو چیز مجھے اُس کی نہیں پسند میں اُسے منع کرتا ہوں۔

میں اُسے دوپٹہ لینے یانا لینے سے اس لیے نہیں ٹوکتا کیونکہ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ اگر شامیر کو اس پر اعتراض ہے تو تمہیں اُس کو اعتراض کا موقع نہیں دینا چاہیے۔ یہ بھی تو اُس کی محبت ہے تمہارے لیے۔

مگر بھائی آپ نے رافعہ بھابھی کو کبھی نہیں ڈانٹا، نہ ان پر غصہ کیا کبھی۔ میرال اپنی بات پر قائم تھی۔ مجھے اسے کوئی بات سمجھانی ہو یا غصہ کرنا ہو تو میں سب کے سامنے تھوڑی کرتا ہوں، میں اُسے کمرے میں سمجھاتا ہوں۔ شامیر نے بھی تو کبھی تمھیں کسی کے سامنے نیہں ڈانٹا۔ میں نے تو ایسے نہیں دیکھا۔ طلحہ نے کہا۔ میرال کو یاد آیا تھا اُس دن فارم ہاؤس میں بھی شامیر نے ملازم کو وہاں سے بھیج دیا تھا.. اور دیکھو جب مجھے تمہاری کوئی بات بُری لگتی ہے میں بھی تو تم پر غصہ کرتا ہوں، سختی کرتا ہوں۔ طلحہ نے میرال سے پوچھا۔ جس پر میرال نے اثبات میں سر ہلایا۔۔

اسی طرح شامیر بھی کرتا ہے۔ تمہارا کام ہے شامیر کو ایسا کوئی موقع نہ دینا۔ اور آئیندہ کے بعد تمہارے منہ سے یہ الفاظ نا سُنوں۔ اور غلطی سے بھی شامیر کے سامنے یہ الفاظ مت نکالنا۔ وہ یہ برداشت نہیں کرے گا۔ طلحہ نے اسے تنبیہہ کی۔ مجھے تو لگا تھا طلحہ ابھی تک جذبات میں آکر شامیر دُرانی سے طلاق کا مطالبہ کر دے گا۔ اور میں میرال کی

دُرگت بنتے دیکھوں گی۔ مگر طلحہ نے ساری اُمیدوں پر پانی پھیر دیا۔ رافعہ لاؤنج سے باہر کھڑی چہرے پر شیطانی مسکراہٹ لیے کچھ سوچ رہی تھی۔

میرال گہری نیند سوئی ہوئی تھی جب اُس کے کمرے کا دروازہ کھول کر کوئی اندر داخل ہوا۔ کھٹکے سے میرال کی آنکھ کھلی۔ کسی سایے کو اندر داخل ہوتا دیکھ کر میرال کی جان نکل گئی۔ وہ ایک دم سے اُٹھ کر بیٹھی۔ کک کون؟ وہ سایہ دروازہ لاک کر کے اس کی طرف بڑھا۔ میرال کا حلق خشک ہو چکا تھا۔ اس کی آواز نہیں نکل رہی تھی۔ کک کون ہو تم؟ وہ سایہ اس کے قریب آکر اسے اپنی سخت گرفت میں لے چکا تھا۔ میرال نے مزاحمت کرنے کی کوشش کی مگر اس کی تمام کوششیں ناکام رہیں۔ کیونکہ وہ اسے ایک انچ بھی خود سے دور نا کر سکی۔ میرال نے چیخنا چاہا۔ اس نے سختی سے میرال کے منہ پے ہاتھ رکھا۔ اب میرال پھٹی ہوئی آنکھوں سے اپنے اوپر جھکے اس سائے کو دیکھ رہی تھی۔ اُس سائے نے میرال کے منہ سے ہاتھ ہٹا کر اُس کے ہونٹوں کو اپنی سخت گرفت میں لے لیا۔ میرال بن پانی کے مچھلی کی طرح تڑپ اُٹھی۔ اُس کے لمس میں بے انتہا شدت تھی میرال کو لگا وہ کبھی سانس نہیں لے پائے گی۔

وہ کافی دیر تک جھکا اپنی مَن مانی کرتا رہا۔ میرال کو اپنے ہونٹوں سے خون نکلتا ہوا اپنے حلق میں محسوس ہوا۔ وہ بھی شاید اس کا خون اپنے حلق میں محسوس کرتا ہوا پیچھے ہٹا تھا۔ میرال لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے اُٹھی۔ کک کون ہو تم؟ یہاں کیوں آئے ہو؟ چلے جاؤ یہاں سے پلیز۔ اگر شامیر دُرانی کو پتا چل گیا تو تمہیں جان سے مار ڈالے گا۔ وہ اُکھڑتی ہوئی سانسوں سے بولی۔ جس پر وہ سایہ زہریلی ہنسی ہنسا تھا۔ میرال نے ایک جست سے بیڈ سے چھلانگ لگائے دیوار پر لگے سوئچ بورڈ سے کمرے کی لائٹ آن کی تھی۔ اپنے سامنے بیڈ پر بیٹھی ہستی کو دیکھ کر میرال کے اوسان خطا ہو گئے۔ اس نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

شامیر آفس میں بہت امپورٹنٹ میٹنگ میں مصروف تھا۔ بورڈ آف ڈائریکٹرز کے تمام ممبران اس میٹنگ میں شریک تھے۔ شامیر کے موبائل پر رافعہ کی کال آئی۔ رافعہ کا نمبر دیکھ کر شامیر کے چہرے کے زاویے بگڑے۔ میرال کی بھابھی رافعہ شامیر کو شروع دن سے ہی اچھی نہیں لگی تھی۔ شامیر نے رافعہ کی آنکھوں میں میرال کے لیے حسد اور نفرت دیکھی تھی اس نے کئی دفعہ رافعہ کو میرال سے روڈ انداز میں بات

کرتے دیکھا تھا۔۔ جسے شامیر بہت مشکلوں سے برداشت کرتا تھا۔اس کی میرال کے ساتھ کوئی یہ رویہ رکھے شامیر دُرانی کہاں برداشت کر سکتا تھا۔ وہ اس کا فون کبھی نا اُٹھاتا اور میٹنگ کے دوران تو بلکل بھی نہیں۔ مگر آج کئی دنوں سے اس کی میرال سے بات نہیں ہوئی تھی۔ میرال سے بات نا کرنے کا مطلب یہ نہیں تھا کہ وہ میرال سے لاپرواہ ہو جاتا تھا۔ اسے میرال کے پل پل کی خبر رہتی تھی وہ جانتا تھا میرال پچھلے سات دنوں سے کالج بھی نہیں گئی نا ہی گھر سے باہر نکلی ہے۔ وہ ٹھیک تو ہے کہیں اس کی طبیعت! یہ خدشہ شامیر کے ذہن میں آتے ہی اس نے فوراً سے رافعہ کا فون اُٹھایا۔

ہیلو! اسے رافعہ کی آواز سنائی دی جس پر شامیر نے اس کی ہیلو کا جواب دیے بغیر میرال کا پوچھا تھا۔ میرال ٹھیک ہے؟ وہ بے تابی سے بولا۔

اسی لیے تو آپ کو فون کیا ہے۔ اسے کیا ہوا ہے؟ شامیر رافعہ کی بات پر حیران ہوا اور چیئر پر سیدھے ہو کر پہلو بدلا کیا مطلب؟ مطلب یہ کہ ایسا کیا ہوا ہے کہ میرال کو۔ وہ آپ سے طلاق لینے کا بول رہی ہے۔ میں تو میرال کے لیے بہت پریشان ہوں۔ وہ لہجے میں پریشانی سما کر بولی۔

شامیر ایک دم چئیر چھوڑ کر اُٹھا تھا۔ کیا بکواس ہے؟ شامیر چلایا۔ یہ تو میرال سے ہی آپ پوچھیں۔ رافعہ نے کہتے ہوئے فون بند کر دیا۔ شامیر دُرانی نے موبائل اُٹھا کر زمین پر پٹخا اور غصے سے اپنے دونوں ہاتھ ٹیبل پر مارے۔ بورڈ آف ڈائریکٹرز کے تمام ممبران پریشان ہوئے تھے۔ شامیر چلایا۔ گیٹ آوٹ۔۔۔۔

تمام ممبران ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے وہاں سے چلے گئے۔ شامیر دُرانی کو لگا تھا جیسے کسی نے پگلا ہوا سیسہ اس کے کانوں میں اُنڈیل دیا ہو۔ جیسے کسی نے اس کی روح کو جسم سے نکال دیا ہو۔ تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی میرال یہ بکواس کرنے کی۔۔۔

تم نے سوچا بھی کیسے کہ تم مجھ سے چھٹکارا حاصل کر سکتی ہو۔ شامیر دُرانی کی جب تک سانسیں چل رہی ہیں تب تک تم صرف شامیر دُرانی کی ہو۔۔۔۔
تمہیں مجھ سے ایک ہی چیز رہائی دے سکتی ہے وہ ہے موت! شامیر دُرانی نے ٹیبل پر سے تمام چیزیں نیچے پھینک دی تھیں۔ تمہیں اس کا حساب چکانا ہو گا میرال۔ شامیر دُرانی تمہارے ساتھ وہ کرے گا کہ تمہاری رُوح کانپ جائے گی۔۔۔۔۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

شش شش شامیر آپ! میرال نے خوفزدہ نظروں سے بیڈ پر بیٹھے شامیر کو دیکھا جو بیڈ سے ٹیک لگائے میرال کو دیکھ رہا تھا۔

ہاں میں اور کون ہو سکتا ہے کسی کی اتنی ہمت نہیں کہ وہ شامیر دُرانی کی بیوی کے کمرے کے آس پاس بھی پھٹکے۔

میرال نے تھوک نگلا اور جلدی سے دروازے کی طرف بڑھی۔

ہمت بھی مت کرنا باہر جانے کی میرال! ورنہ تم جانتی ہو، شامیر دُرانی تمہارے ساتھ کیا کرے گا۔ شامیر نے سرد لہجے میں وارن کیا... بیڈ پہ آؤ میرے پاس،

شامیر دُرانی نے حکم دے کر سگریٹ سلگا کر منہ کو لگایا۔

میرال چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھاتی بیڈ کی طرف بڑھی۔ جہاں شامیر سگریٹ پیتے ہوئے میرال کو سرد نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

وہ بیڈ کے پاس آکر رکی تھی۔ سُنا نہیں پاس آؤ میرے! وہ دھاڑا۔ میرال شامیر کی دھاڑ سُن کر لرزی تھی اور جلدی سے قدم بڑھاتی شامیر کے پاس آکر رکی۔

شامیر نے جھٹکے سے اس کی کلائی کھینچ کر اسے اپنے پہلو میں گرایا۔ میرال کی چیخ بلند ہوئی۔

آواز نہ نکلے اب تمہاری ورنہ یہ سانسیں روک لوں گا میں تمہاری۔شامیر نے میرال کے کان میں سرد لہجے میں غراتے ہوئے سرگوشی کی۔۔میرال بے آواز رونے لگی۔

میرال شامیر کے پاس بیڈ پہ لیٹی سسکیوں سے رو رہی تھی۔۔شامیر کافی دیر تک سگریٹ پیتا رہا اور اس کی سسکیوں کو سنتا رہا۔

شامیر سگریٹ پینے کے بعد میرال کے اوپر جھکا تھا۔شامیر پلیز مجھے بہت پین ہو رہی ہے اس نے اپنے زخمی ہونٹ پر زبان پھیری۔شامیر نے جھٹکے سے اس کی کلائی سے پکڑ اسے بیڈ پر بٹھایا۔

جانتی ہو میرال درد کیا ہوتا ہے تم نے وہ درد محسوس کیا ہی نہیں جو میں نے کیا ہے۔ جیسے کسی نے میری روح کو کانٹوں پر گھسیٹا ہو۔کتنا درد ہوا تھا مجھے،دوں تمہیں ویسا درد، وہ اس پر جھکتے ہوئے چیخا۔شامیر پلیز اس نے سسکتے ہوئے التجا کی۔

شامیر ایک دم سیدھے ہو کر بیٹھا اور اپنے بالوں کو مٹھیوں میں دبوچتے ہوئے اپنے غصے کو کم کرنے کی کوشش کی۔ تمہیں مجھ سے! وہ رکا تھا شاید اس سے یہ لفظ بولا نہیں جا رہا تھا۔جو میرال نے اتنی آسانی سے بول دیا تھا۔

تمہیں طلاق چاہیے۔شامیر نے سرد لہجے میں پوچھا۔نن نہیں شامیر مجھے نہیں چاہیے میرال روتے ہوئے بولی۔

پھر کیوں کہا تم نے طلحہ سے کہ تمہیں خلع لینی ہے؟شامیر نے میرال کے بال اپنی مٹھیوں میں دبوچے۔

شامیر میں غصے میں تھی۔مجھے آپ سے خلع نہیں چاہیے۔میں تو خود آپ سے بہت پیار کرتی ہوں۔۔۔

وہ ہچکیوں کے درمیان لرزتے ہوئے وجود سے بولی۔

شامیر کی گرفت ڈھیلی ہوئی تھی۔یہ کیا سُنا تھا،اسے لگا اسے سُننے میں غلطی ہوئی ہے۔

میرال اس سے پیار کا اظہار کر رہی تھی۔یہ الفاظ سُن کر شامیر کے جلتے دل میں پھوار سی پڑی تھی۔کتنی تمنا تھی اسے یہ الفاظ سُننے کی۔

کیا کہا ہے تم نے؟ شامیر نے میرال کی ٹھوڑی پکڑے ہوئے پوچھا جو سسک رہی تھی۔

مم میں نے غصے میں کہا تھا شامیر۔۔۔۔وہ سسکتے ہوئے بولی۔شاید اسے پتا نہیں تھا کہ وہ انجانے میں اپنے پیار کا اظہار کر چکی ہے۔شامیر نے بغور اس کا چہرہ دیکھا۔

کیا میرال نے اس سے خوفزدہ ہو کر پیار کا اظہار کیا ہے؟

شامیر بے چین ہوا تھا۔تم مجھ سے پیار کرتی ہو میرال۔ہاں کرتی ہوں۔وہ سسکتے ہوئے بولی۔شامیر مسکرایا تھا۔اس کے کانوں میں رس گھولا تھا جیسے کسی نے۔شامیر پُر سکون ہوا تھا۔شامیر کو لگا جیسے وہ موت کے دہانے پر کھڑا ہو اور کوئی کھینچ کر اسے زندگی کی طرف لایا ہو۔

میرال نے ایک دم سے شامیر کو دیکھا اس کی بڑی بڑی آنکھیں کھل گئی تھیں۔میرال کو اب احساس ہوا تھا وہ کیا کہہ گئی ہے شامیر سے!

میرال کا خفت اور شرم سے چہرہ لال پڑتا دیکھ کر شامیر مسکرایا۔وہ شامیر وہ میں وہ میں۔

وہ میں کیا میری جان! شامیر نے اس کی بڑی بڑی آنکھوں میں دیکھا۔شامیر کو آج اس کی آنکھوں میں خوف کے ساتھ اپنی پرچھائی بھی نظر آئی۔۔

تیری آنکھوں میں جب سے اپنا عکس دیکھا ہے

شامیر مسکراتے ہوئے اس پر جھکا۔ اب کے بار شامیر کے لمس میں نرمی تھی۔ اس نے میرال کو اپنے سینے سے لگایا۔ میرال کچھ بھی ہو جائے آئندہ کے بعد یہ لفظ میں تمہارے منہ سے نہ سُنوں۔ ورنہ بہت بُرا پیش آؤں گا۔ شامیر نے میرال کے بالوں پر اپنے لب رکھتے ہوئے اسے وارن کیا تھا اور سکون سے اپنی آنکھیں موند لیں۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

شامیر میٹنگ میں مصروف تھا جب میرال کی کالز آ رہی تھیں۔ مگر میٹنگ کی وجہ سے اسے میرال کی کال کاٹنی پڑی۔

میرال نے بے یقینی سے موبائل کو دیکھا۔ شامیر نے اس کی کال کاٹی۔ ٹھیک ہے اب میں بھی شامیر کی کال کبھی نہیں اٹھاؤں گی۔ وہ غصے سے سوچتی ہوئی اپنے نوٹس بنانے لگی۔

جیسے ہی میٹنگ ختم ہوئی شامیر نے فورا میرال کو کال ملائی تھی۔ کیونکہ وہ میرال کی ناراضگی افورڈ نہیں کر سکتا تھا۔

شامیر کے مسلسل کال ملانے کے باوجود میرال نے اس کی کال نہیں اُٹھائی تھی۔ شامیر نے گہرا سانس لیا وہ میرال کو ناراض کر چکا تھا۔ میرال نوٹس بنانے میں مصروف تھی جب شامیر کی کالز آئیں۔ میری تو کال کاٹ دی تھی اب میں کیوں اٹھاؤں؟ اُس نے غصے سے موبائل سائلینٹ پر لگایا۔

شامیر کا میسج دیکھ کر اس نے فورا میسج پڑھا۔ جانم کیا بہت ملنے کو دل کر رہا ہے؟ تو سید ھی طرح بولو میں آجاتا ہوں تمہارے پاس۔۔
ساتھ ہی ڈھیر ساری کِسز اور ہارٹ کے ایموجیز تھے۔ میرال سرخ ہوئی تھی میسج پڑھ کر مگر کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

شامیر سین میسج دیکھ کر مسکرایا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے میرال کا شرم سے لال چہرہ لہرایا اور شامیر کے دل کی دھڑکنیں تیز ہوئیں تھیں۔

\-----------------------

بدکردار

میرال ابھی نوٹس بنا کر فارغ ہوئی تھی جب رافعہ دھندناتی ہوئی اس کے کمرے میں آئی۔

بھابی آپ کو کوئی کام تھا اس نے سیدھے ہو کر رافعہ کا غصے سے لال چہرہ دیکھتے ہوئے کہا۔ ارے میں کوئی کام کہہ کر آپ کی شان میں گستاخی تھوڑی کر سکتی ہوں رافعہ میرال کو گھورتے ہوئے طنزا بولی۔

میال نے نا سمجھی سے رافعہ کو دیکھا۔

دیکھو میرال یا تو تم کالج ہوتی ہو یا پھر شامیر دُرانی کے ساتھ سیر سپاٹے کر رہی ہوتی ہو۔ تم سے اتنا نہیں ہوتا کہ کیچن میں آکر میری ہیلپ کروادو۔

آج برتن دھونے والی بھی نہیں آئی اور کھانا بھی ابھی بنانا ہے۔ میری تو طبیعت ٹھیک نہیں۔ اس لیے اپنا تشریف آوری کا ٹوکرا کچن میں رکھو۔ وہ غصے سے کہتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔

میرال گہرا سانس بھرتے ہوئے اٹھی اس نے آج تک رافعہ سے کبھی کوئی بد تمیزی نہیں کی تھی۔ وہ اس کی کڑوی باتوں کو بھی چپ کر کے برداشت کر لیتی تھی طلحہ بھائی کی وجہ سے۔ پتا نہیں رافعہ بھابھی کو کیا مسئلہ ہے مجھ سے۔ وہ سوچتے ہوئے کچن میں داخل ہوئی۔ کچن کی حالت دیکھ کر وہ پریشان ہو گئی۔

کچن میں گندے برتنوں کا انبار لگا ہوا تھا۔ چولہے پر رکھا دودھ اُبل اُبل کر چولہا گندا کر چکا تھا۔ میرال نے جلدی سے آگے بڑھ کر چولہا بند کیا۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہاں سے کام شروع کرے۔

وہ لمبا سانس لیتے ہوئے اس نے سب سے پہلے چولہا صاف کیا اور پھر برتنوں کو دھونے لگی۔

پتیلہ صاف کرنے کے بعد ہنڈیا چولہے پر چڑھائی اور باقی کے برتن صاف کرنے لگی۔ جب وہ آخری برتن دھو کر فارغ ہوئی تھی کہ شامیر کچن میں داخل ہوا۔ وہ شاید اسے ڈھونڈتے ہوئے کچن میں آیا تھا۔ مگر میرال کو برتن دھوتے دیکھ کر اور شیلف پر ڈھیر سارے دھلے ہوئے برتن دیکھ کر شامیر ایک پل کو ٹھٹک کر ہی رک گیا۔ وہ بے تابی سے آگے بڑھا اور میرال کے ہاتھ پکڑے۔ یہ سارے برتن تم نے دھوئے ہیں شامیر نے فکرمندی سے پوچھا۔

ہاں وہ آج مِیڈ نہیں آئی تو اس لیے! میرال کے جواب پر شامیر کو آگ ہی لگ گئی۔ اگر مِیڈ نہیں آئی تھی تو ڈش واشر استعمال کر لیتی۔ تمہیں برتن دھونے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ غصے سے چِلایا۔

میرال اس کی بات پر حیران ہوئی کہ ان کے گھر میں ڈِش واشر کہاں تھا۔ شامیر کو بھی احساس ہوا تھا کہ وہ کیا کہہ گیا ہے۔ شامیر نے لمبا سانس لے کر اپنے اشتعال پر قابو پایا۔ اور غصے سے اس کا ہاتھ پکڑ کر لاؤنج میں لایا جہاں باقی کے گھر کے افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ طلحہ آج کچن میں بہت کام تھا میں تو آج سارا دن کاموں میں ہی لگی رہی۔ رافعہ کی عادت تھی وہ اپنے کاموں کی لِسٹ وقتاً فوقتاً گنواتی رہتی تھی۔ جسے طلحہ اگنور کر دیتا تھا۔

جی آپ نے کچھ زیادہ ہی کام کر لیے! تبھی کچن کے ڈھیر سارے برتن میرال کو دھونے پڑے۔ شامیر لاؤنج میں آ کر غصے سے بولا۔ شامیر کا سرد رویہ اور میرال کے برتن دھونے کا سُن کر طلحہ اپنی جگہ سے اُٹھا اور باقی کے تمام گھر والے بھی اپنی جگہ سے اٹھے۔ کیا برتن میرال نے دھوئے ہیں؟ طلحہ نے میرال کو دیکھتے ہوئے رافعہ کو گھورا۔

ہاں وہ بھائی بس تھوڑے ہی سے تو۔۔۔شامیر کے گھورنے پر وہ جلدی سے خاموش ہوئی۔یہ اب صرف میرال نہیں مسز شامیر دورانی ہے۔یہاں امانت ہے میری آپ لوگوں کے پاس۔

اور شامیر دُرانی کی امانت کا آپ لوگ یہ خیال رکھ رہے ہیں۔

اگر ایسے ہی خیال رکھنا ہے تو بتادیں مجھے، میں اسے لے جاتا ہوں یہاں سے۔شامیر ایک ایک لفظ چباتا ہوا غصے سے لمبے لمبے ڈھگ بھرتا وہاں سے سے چلا گیا۔۔۔

طلحہ آپ مجھے باتیں کیوں سُنا رہے ہیں؟ ایسا بھی کیا ہو گیا ہے؟ اگر میرال نے برتن دھو لیے۔اور اس نے اپنی مرضی سے دھوئے تھے۔میں نے تو اس سے نہیں کہا تھا رافعہ نے طلحہ سے جھوٹ بولتے ہوئے غصے سے کہا۔

شامیر کے جانے کے بعد طلحہ رافعہ سے کمرے میں باز پرس کر رہا تھا کہ میرال کو برتن دھونے کا کیوں کہا؟ جھوٹ مت بولو رافعہ۔میرال خود سے کبھی بھی برتن نہیں دھوئے گی۔

اس کی برتن دھونے سے جان جاتی ہے۔ اگر وہ کبھی ایک برتن دھولیتی تھی تو سارا دن وہ امی اور مجھ سے ناراض پھرتی تھی۔ اور آج اس نے ڈھیر سارے برتن دھوئے وہ بھی تمہاری وجہ سے۔

طلحہ اس کے لیے آپ کیا مجھے پھانسی پر چڑھائیں گے۔ آپ کو اپنی بہن کی فکر ہے بس۔ اور میں کسی کی بہن نہیں! میں سارا سارا دن کام کرتی ہوں وہ آپ کو نظر نہیں آتا۔ میں بھی شادی سے پہلے ہِل کر پانی نہیں پیتی تھی۔ یہاں سارا دن اپنی ہڈیاں توڑتی ہوں مگر قدر میری پھر بھی نہیں۔ رافعہ اونچا اونچا روتے ہوئے بولنے لگی۔

رافعہ فضول میں چلاؤ مت! کون سی ہڈیاں توڑتی ہو تم؟ ادھر برتن دھونے کے لیے، صفائی کے لیے، کپڑے دھونے کے لیے ملازمہ آتی ہے۔ امی اپنا اور ابو کا ناشتہ خود بناتی ہیں۔ تم مجھے ناشتہ دے کر دن چڑھے تک سوتی ہو۔ ایک ہنڈیا بناتی ہو اس کا بھی واویلہ کرتی پھرتی ہو۔ طلحہ نے اچھی خاصی رافعہ کی کلاس لی۔

ایک شامیر اپنی بیوی کے زرا سے برتن دھونے پر سو باتیں سُنا کر گیا ہے ایک میرا شوہر ہے۔ جو میری بے عزتی کرنے پر شامیر دُرانی کی کلاس لیتا۔۔

اُلٹا مجھ پر چلا رہا ہے۔یہی ہے میری اس گھر میں عزت۔رافعہ اونچا اونچا رونے لگی۔ طلحہ افسوس سے رافعہ کو دیکھتے ہوئے سر ہاتھوں میں تھام کر بیٹھ گیا۔

میرال کو شامیر پر بے انتہا غصہ تھا۔کیسے سب کے سامنے سین کریٹ کر کے گیا ہے اور اوپر سے خود ہی ناراض ہو کر بیٹھ گیا ہے۔میرال کب سے شامیر کو کال ملا رہی تھی۔ مگر اس نے اس کی ایک کال بھی نہیں اُٹھائی تھی۔۔۔

شامیر کو میرال پر بے انتہا غصہ آرہا تھا کہ اس نے اتنے زیادہ برتن دھوئے ہی کیوں۔ شامیر دُرانی کی بیوی ہے وہ۔۔۔۔اور شامیر دُرانی کی بیوی ملازموں کی طرح برتن دھوئے گی اب۔۔۔شامیر نے گاڑی چلاتے ہوئے سٹیرنگ پر غصے سے ہاتھ مارا۔اور دوسرے ہاتھ سے میرال کی کال کاٹی تھی۔

****

میرال نے ریڈ اینڈ بلیک امتزاج کا خوبصورت کلیوں والا فراک جو پیروں کو چھو رہا تھا زیب تن کیا ہوا تھا۔ساتھ ہی اپنے براؤن سلکی بالوں کو میرال نے پیچھے سے پِن اَپ کیا

ہوا تھا۔ کانوں میں خوبصورت سٹائلش سی بالیاں پہن رکھی تھیں۔ اپنے خوبصورت نازک پیروں میں نازک سی ریڈ سینڈل پہن رکھی تھی۔ کلائیوں میں شامیر کے دیئے ہوئے ان کے خاندانی کنگھن پہن رکھے تھے۔ میرال نے ریڈ لِپ سٹِک اُٹھائی تھی لگانے کو مگر شامیر کی وارننگ یاد آنے پر لِپ سٹِک کو بنا لگائے ہی رکھ دیا تھا۔ شامیر چاہتا تھا میرال جب ریڈ لِپ سٹِک لگائے تو ان ہونٹوں کو اس کے علاوہ کوئی نہ دیکھے۔

میرال آئینے میں دیکھتے ہوئے مسکرائی تھی۔ وہ نظر لگ جانے کی حد تک حسین لگ رہی تھی۔ اس نے ریڈ خوبصورت دوپٹہ سر پر لیا تھا کہ اس کی سفید رنگت دوپٹے کے ہالے میں اور چمکنے لگی تھی۔ آج شامیر نے میرال اور اس کی پوری فیملی کو دُرانی ہاؤس میں ڈنر پر انوائیٹ کیا ہوا تھا۔ اس نے شامیر کے اصرار پر اس کا دیا ہوا خوبصورت ریڈ فراک پہنا تھا۔ شامیر کو اس پر ریڈ کلر بہت اچھا لگتا تھا۔

* * * * * * * * * * * * * *

میرال جب اپنی فیملی کے ساتھ دُرانی ہاؤس پہنچی شامیر اینٹرس پر وائٹ پینٹ، وائٹ شرٹ اور وائٹ کیجول کوٹ پہنے اپنی سحر انگیز شخصیت کے ساتھ ان کا انتظار کر رہا تھا۔

جسے دیکھ کر میرال کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی تھی۔۔اور اس نے سرخ چہرے کے ساتھ اپنی نظریں جھکالیں۔۔

جس پر شامیر کے لب مسکرائے میرال کو کئی میل پر پھیلا ہوا سر سبز لان اور اس کے بیچوں بیچ کھڑا گھر کوئی محل ہی لگا تھا۔

شامیر سب سے بہت گرمجوشی سے ملا۔سب کے اندر جاتے ہی میرال نے اندر کی طرف قدم رکھا ہی تھا کہ شامیر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر لان کے ایک طرف لے آیا۔اور اسے دیوار کے ساتھ پن کیا۔

کہاں میری جان! پہلے مجھے تو اچھی طرح دیدار کرنے دو۔شامیر نے اس کے سر سے دوپٹہ اتار کر اس کے نرم سلکی بالوں کو چُھوا۔۔بہت خوبصورت لگ رہی ہو ہمیشہ کی طرح۔یہ کہتے ہوئے اس نے میرال کی گردن میں اپنا منہ چھپایا۔شامیر کی بیئرڈ کی چبھن سے میرال کی سسکاری نکلی تھی۔شامیر میرال کی خوشبو کو اپنے اندر اُتارنے لگا۔
ویسے میرال تمہارا لِپ سٹِک لگانے کا کوئی فائدہ نہیں وہ میرال کے ہونٹوں کو دیکھتے ہوئے شرارت سے مسکرایا۔

میرال اس سے پہلے سمجھتی۔شامیر اس کے ہونٹوں پر جھک چکا تھاوہ کافی دیر اپنی پیاس بجھاتا رہا۔یہ الگ بات تھی۔کہ شامیر کی پیاس بجھتی نہیں تھی بلکہ اور بڑھ جاتی تھی۔

میرال کی جھکی لرزتی پلکیں اور شرم سے سرخ پڑتا چہرہ دیکھ کر شامیر گہری نظروں سے مسکرایا۔

ویسے جانم آپ کا تو اتنی سی قربت میں بُرا حال ہو جاتا ہے۔کیسے سہو گی میری شدتیں؟

وہ میرال کی حالت دیکھ کر محظوظ ہوا۔پلیز شامیر اندر چلیں۔سب کیا کہیں گے؟

وہ شامیر کی بڑھتی جسارتوں اور معنی خیز باتوں سے شرم سے لال پڑتی التجائیہ لہجے میں بولی۔

یہی کہیں گے کہ ہم رومینس کر رہے ہیں۔وہ بے باکی سے بولا۔میرال کی تو آنکھیں پٹ سے کھل گئی۔

کیاشامیر یہ کہیں گے۔وہ معصومیت سے گھبرائے ہوئے لہجے میں بولی۔۔

ارے میری معصوم بیوی! تم صرف میری پرواہ کیا کرو۔شامیر دُرانی تمہارے نزدیک سب سے امپورٹنٹ ہونا چاہیے۔باقی کوئی کیا سوچتا ہے،اس کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔وہ اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتا ہوا بولا۔میرال نے کچھ بولنے کے لیے لب کھولے ہی تھے۔شامیر دوبارہ سے ان پر جھک چکا تھا۔

****

کافی دیر بعد میرال اور شامیر اندر داخل ہوئے تھے۔لائبہ نے تو میرال کو بہت خوش اسلوبی سے ویلکم کیا۔مگر فرخندہ آپا میرال سے نپے تُلے انداز میں ملی۔شامیر کی پھوپھو اور ان کی بیٹی شمائل نے میرال کو دیکھ کر کڑوا سا منہ بنایا تھا۔

کتنی خواہش تھی ان کی کہ شمائل شامیر کی دلہن بنے۔شمائل نے بھی شامیر کو رجھانے کے لیے بہت سے طریقے اپنائے تھے۔مگر شامیر نے اسے چھوڑ کر اس لڑکی سے نکاح کر لیا۔وہ میرال کی ڈریسنگ سینس اور اس کے دوپٹے کو دیکھ کر استہزائیہ مسکراتی ہوئی سوچنے لگی۔

یہ ہے شامیر کی پسند۔ اتنی پینڈو۔۔۔۔ بھلا آج کے زمانے میں کون دوپٹہ لیتا ہے۔ ایسی لڑکیوں کو کون پسند کرتا ہے بھلا۔ صرف شکل ہی اچھی نہیں ہونی چاہیئے۔ کوئی کلاس بھی ہونی چاہیئے۔ شمائل نفرت اور حسد سے میرال کو گھورتے ہوئے سوچ رہی تھی۔

شامیر بھائی آپ کی پسند تو بہت لاجواب ہے عینا شامیر کے ساتھ لگتے ہوئے میرال کو دیکھتی ہوئی بولی۔ تمہیں پسند آئی تمہاری بھابھی! شامیر مسکراتا ہوا عینا سے پوچھنے لگا۔

پسند تو بہت چھوٹا لفظ ہے یہ تو پری ہیں پری! عینا نے معصومیت اور صاف دل سے میرال کی تعریف کی۔ شمائل اور پھوپھو نے گھور کر عینا کو دیکھا تھا۔ شمائل کا تو بس نہیں چل رہا تھا عینا کو دو تھپڑ لگا دے۔ اس کی بہن ہو کر کیسے میرال کی تعریفیں کر رہی ہے۔

ملازم کے کھانا لگنے کی اطلاع دینے پر تمام افراد نے ڈائننگ ایریا کی طرف رُخ کیا۔ یہ بہت بڑا ڈائننگ ایریا تھا جہاں قد اور بڑے بڑے شیشے لگے ہوئے تھے۔۔ اور بہت بڑی ڈائننگ ٹیبل رکھی گئی تھی۔

بدکردار

شامیر نے میرال کا ہاتھ پکڑے اسے اپنے ساتھ والی چیئر پر بٹھایا۔ شامیر نے خود میرال کی چیئر پیچھے کھسکائی تھی اور بہت پیار سے میرال کو بیٹھایا۔۔ یہ منظر بہت سی آنکھوں نے حسد بھری نظروں سے دیکھا تھا۔ شامیر خود اپنے ہاتھوں سے میرال کو ایک ایک چیز پیش کر رہا تھا جس پر میرال نے کئی دفعہ گھور کر شامیر کو دیکھا۔۔

کیونکہ اتنے سارے لوگوں میں وہ صرف میرال کو توجہ دے رہا تھا۔ لیکن وہ شامیر دُرانی ہی کیا، جسے میرال کے گھورنے کا اثر ہو جائے۔

ایک شامیر ہے کیسے اپنی بیوی کو پلیٹیں بھر بھر کر پیش کر رہا ہے اور ایک طلحہ کو دیکھو میری ذرہ پرواہ نہیں۔ رافعہ نے طلحہ کو رغبت سے کھانا کھاتے ہوئے دیکھ کر سوچا۔۔ یہ الگ بات ہے رافعہ کی پلیٹ ضرورت سے زیادہ بھری تھی۔

شامیر نے اچانک سے میرال کا ہاتھ پکڑا۔۔ جس پر میرال نے سٹپٹا کر شامیر کو دیکھا۔ شامیر نے مسکراتے ہوئے میرال کو آنکھ ماری۔ میرال نے بہت کوشش کی اپنا ہاتھ چُھڑانے کی۔۔ مگر شامیر کی سخت گرفت کی وجہ سے وہ اپنا ہاتھ چُھڑوا نہ سکی۔ اب میرال خاموشی سے سب کو کھانا کھاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ اس نے پہلے ہی شامیر کی وجہ سے کھانا بہت کم کھایا تھا۔۔

اور اب شامیر کے ہاتھ پکڑنے کی وجہ سے وہ روہانسی ہوتے ہوئے سب کو کھانا کھاتے دیکھ رہی تھی۔ میرال نے غصے سے ایک دفعہ پھر اپنا ہاتھ شامیر سے چُھڑانا چاہا مگر بے سُدھ۔

ڈارلنگ کوشش بے کار ہے اور ویسے بھی جتنی نازک سی تم ہو، تمہارے لیے اتنا کھانا ہی بہت ہے۔شامیر نے جھکتے ہوئے اس کے کان میں سر گوشی کرتے ہوئے اس کے نازک سراپے پر چوٹ کی۔۔ اور ویسے بھی میں نہیں چاہتا میری بیوی کا اتنا خوبصورت فِگر خراب ہو۔۔

اب کی بار شامیر نے اسے پھر سے آنکھ ونک کی۔ میرال کو تو بہت رونا آرہا تھا۔۔۔

شامیر کی پَل میں تولہ پَل میں ماشہ بدلتے رویے کو سوچ رہی تھی۔۔ ابھی کیسے بھر بھر کر پلیٹیں پیش کر رہا تھا اور اب اس کے کھانے کو کیسے نظر لگا رہا ہے اس کے نِوالے گِن رہا ہے۔۔

کیا ہوا میرال تم کھانا کیوں نہیں کھا رہی؟ فرخندہ نے میرال کو خالی بیٹھے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔سب کی توجہ میرال کی طرف ہوئی تھی۔ہاں میرال تم کھانا کیوں نہیں کھا رہی؟ شامیر نے معصومیت کی انتہا کرتے ہوئے حیرانگی سے میرال سے پوچھا۔۔۔

وہ مجھے بھوک نہیں۔میرال نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا۔

ارے ایسے کیسے۔۔۔۔تمہیں بھوک نہیں ویسے بھی یہ مینرز کے خلاف ہوتا ہے سب کھانا کھا رہے ہوں اور کوئی کھانے سے ہاتھ روکے۔شامیر نے یہ کہتے ہوئے ایک فِنگر فِش کا ٹکڑا اُٹھا کر میرال کے منہ میں ڈالا۔۔۔چلو کھاؤ اسے۔وہ مسکراتا ہوا اسے دیکھنے لگا۔

اب شامیر ہر تھوڑی دیر بعد میرال کے منہ میں کچھ نہ کچھ ڈالتا۔اور اس کے گھورنے پر آنکھ وِنک کرتا۔میرال کا بس نہیں چل رہا تھا کہ شامیر کی جان لے لے جو اسے زِچ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا۔۔۔***************

ڈنر کے بعد سب سِٹنگ ایریا کی طرف آئے تھے۔ میرال جلدی سے آگے بڑھ کر طلحہ کے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھ گئی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ شامیر کے ساتھ بیٹھے۔ پتا نہیں کب کون سی بے باکی کر دے۔

شامیر میرال کو طلحہ کے ساتھ بیٹھتے ہوئے دیکھ کر مسکرایا۔۔

میرال نے نظر اُٹھا کر شامیر کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا میرال کے دیکھنے پر شامیر نے ہونٹوں کو سُکیڑ کر اسے فلائنگ کِس کی۔۔

میرال نے جلدی سے سرخ چہرے کے ساتھ نظریں جھکا لیں۔

میرال خفت سے لال پڑی تھی کہ اس کا بھائی، اس کے پیرنٹس اور شامیر کی آپا، پھوپھو کوئی دیکھ لے تو کیا کہے گا۔ شامیر سب کے ساتھ باتیں کر رہا تھا میرال نے کن اکھیوں سے اسے دیکھا۔ شامیر نے پھر سے میرال کو دیکھ کر فلائنگ کِس کی۔ جس پر میرال ایک دم صوفے سے اٹھی۔۔ اس کے اُٹھنے پر سب اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ وہ میں ذرا لائبہ کو دیکھ لوں۔ میرال نے جھٹ سے سرخ پڑئے چہرے کے ساتھ کہہ کر قدم باہر کی جانب بڑھائے۔ شامیر اسے باہر جاتا دیکھ کر مسکرایا تھا۔

ملازم سے لائبہ کا پوچھنے پر اسے پتہ چلا کہ لائبہ کچن میں ہے تو وہ کچن کی ڈائریکشن پوچھ کر کچن میں آئی۔ جہاں لائبہ ملازمہ کو چائے کے لیے کچھ انسٹرکشن دے رہی تھی۔ وائٹ کلر کا کچن جہاں چمچماتا وائٹ کلر پتھر لگا تھا۔ کچن کی کیبنٹ اور سلیب سب کچھ وائٹ کلر کا تھا۔ اور ایک طرف فُل شیشے کا گلاس تھا جس پر باہر کی طرف پانی جھرنے کی صورت میں بہتا نظر آرہا تھا۔ جو بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔ بہت بڑا اور جدید قسم کا کچن تھا۔ میرال پسندیدگی سے کچن کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

جب اسے شمائل کی آواز سنائی دی جو اس سے مخاطب تھی۔ ویسے اس سے پہلے اتنا بڑا کچن کہاں دیکھا ہو گا تم نے۔ شمائل اس پر طنزیہ مسکراتی ہوئی بولی۔

میرال نے ناسمجھی سے شمائل کو دیکھا۔ ویسے مجھے سمجھ نہیں آرہا شامیر نے تم میں دیکھا کیا ہے؟ نہ ہی کوئی تمہیں ڈریسنگ کرنے کی سینس ہے اور نہ ہی کوئی تم اتنی خوبصورت ہو۔ اتنا عام سا ڈریس پہن کر آئی اور وہ بھی دوپٹہ سر پر اوڑھ کر۔۔۔۔
اس سے تمہاری اوقات کا پتہ چلتا ہے۔ شمائل اس کی ڈریسنگ پر چوٹ کرتے ہوئے طنزیہ بولی۔۔

میرال تو خاموشی سے شمائل کو دیکھ رہی تھی جو چہرے پر بے انتہا نفرت لیے میرال سے مخاطب تھی۔

ٹھیک کہہ رہی ہو اس نے اتنا بڑا کچن پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ شمائل اور میرال نے چونک کر کچن کے دروزے پر دیکھا۔ جہاں شامیر غصے سے ان کی طرف بڑھا۔۔۔

اس نے تو اس سے پہلے ایسا کچن نہیں دیکھا ہو گا یقینا، شامیر رکا تھا۔ مگر تم نے بھی تو بس یہی ایک بڑا کچن دیکھا ہے۔ تمہارے گھر کا کچن کتنا بڑا ہے مجھ سے بہتر تو تم جانتی ہو۔

شامیر اس کے گھر کے کچن پر چوٹ کرتا ہوا بولا اور کیا کہہ رہی تھی۔۔ یہ خوبصورت نہیں ہے۔۔ لیکن تمہارے لہجے کا حسد اور زبان کی کڑواہٹ تو کچھ اور ہی کہہ رہی ہے۔ اور اس ڈریس کو جسے تم عام کہہ رہی ہو اس کی قیمت تمہیں بتاؤں۔ شامیر مسکرایا تھا۔۔ چلو رہنے دیتا ہوں کہیں تم کھڑی کھڑی بے ہوش ہی نہ ہو جاؤ۔ دوپٹہ اس نے میرے کہنے پر لیا ہے کیونکہ شامیر دُرانی نہیں چاہتا کہ اس کی بیوی کو دوپٹے کے بغیر کوئی اور دیکھے۔ اور اس کی اوقات شامیر نے آگے بڑھ کر میرال کا بازو پکڑا تھا۔ اس کی اوقات میں بتاتا ہوں تمہیں۔ وہ رکا تھا۔ شامیر دُرانی کی اوقات اس کے آگے کچھ نہیں

ہے۔۔میرال نے ایک دم سے شامیر کو دیکھا تھا کیا کہہ گیا ہے وہ اتنا متعبر کر گیا اسے۔۔

اس کی آنکھیں پل میں آنسوؤں سے لبریز ہوئیں تھیں۔ آئندہ سے میرال سے اس ٹون میں بات مت کرنا ورنہ میں بھول جاؤں گا کہ تم میرے گھر مہمان ہو۔ وہ غصے سے کہتا ہوا میرال کا ہاتھ پکڑ کر باہر کی طرف لے آیا۔

شمائل نے اپنی اتنی بے عزتی پر لال سرخ چہرہ لیے لائبہ کی طرف دیکھا تھا جس پر لائبہ کندھے اُچکا کر رہ گئی۔

****

تمہارے منہ میں زبان نہیں میرال۔ جب وہ تمہیں باتیں سنا رہی تھی تم کیا منہ میں پتھر دے کر بیٹھی تھی۔ شامیر کا غصہ اُتر ہی نہیں رہا تھا۔۔

اس نے میرال کو بھی اچھی خاصی سُنا ڈالیں۔ شامیر وہ آپ کی پھوپھو کی بیٹی ہے۔ مجھے لگا آپ کو بُرا نہ لگے۔ میرال نے صفائی پیش کی۔ واٹ! تمہارا دماغ خراب ہے مجھے کیوں بُرا لگتا؟ میرے لیے تم سے بڑھ کر کوئی رشتہ نہیں ہے۔ جو تمہاری عزت نہیں کر سکتا وہ میرا کچھ نہیں لگتا۔۔۔ کیونکہ میں اور تم ایک ہیں تمہاری بے عزتی میری بے عزتی ہے۔

شامیر نے آگے بڑھ کر میرال کو بانہوں میں بھرا تھا۔اس لیے میری جان آئندہ سے میری بے عزتی مت کروانا۔۔۔

تمہارے ایسے چُپ رہنے سے شامیر دُرانی کی عزت گھٹے گی۔اور مجھے تمہاری کوئی بات بُری نہیں لگی۔تم کچھ بھی کرو میرال میں کبھی تم پر غصہ نہیں کروں گا۔ تمہیں کسی چیز کے لیے مجھ سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔کچھ سمجھ آیا مائی بیوٹی۔۔۔شامیر نے میرال کے گال چومے تھے۔جس پر میرال نے سرخ چہرے کے ساتھ اثبات میں ہلایا۔۔۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

شامیر اس کا ہاتھ پکڑ کر سِیٹنگ ایریا کی طرف لایا جہاں سب بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ شامیر نے اب کی دفعہ میرال کو اپنے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھایا تھا۔مجھے میرال کی اسی مہینے رخصتی چاہیے۔شامیر کی بات پر میرال کے ہاتھ میں چائے کا کپ لرزا تھا۔اور باقی سب بھی شامیر کی طرف متوجہ ہوئے۔میرال نے جلدی سے کپ ٹیبل پر رکھا تھا اور دھڑکتے دل اور سرخ چہرے کے ساتھ آنکھیں بڑی کر کے پہلے طلحہ اور پھر شامیر کو دیکھا۔میرال کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا شامیر رخصتی کی بات کرے گا۔بلکہ میرال کو ہی کیا کسی کو بھی اس بات کا اندازہ نہیں تھا کہ آج کا ڈنر شامیر نے اسی لیے ارینج کروایا تھا. فرخندہ نے بھی حیرانگی سے شامیر کو دیکھا۔شامیر نے ان سے بھی کوئی

ایسی بات کا ذکر نہیں کیا۔ فرخندہ نے نفرت بھری نگاہیں میرال پر گاڑھیں تھیں. کہ جب سے میرال شامیر کی زندگی میں آئی ہے. شامیر کو اس کے آگے کچھ نظر ہی نہیں آتا۔

طلحہ نے چائے کا کپ واپس ٹیبل پر رکھا تھا. لیکن شامیر تم نے کہا تھا کہ رخصتی نکاح کے کچھ عرصے بعد ہو گی۔ اور ابھی تو نکاح کو چند ماہ ہوئے ہیں۔ طلحہ نے شامیر کو اس کی کہی ہوئی بات یاد دلائی تھی۔ ہاں لیکن تب مجھے یہ نہیں پتہ تھا کہ نکاح کے بعد میرال کے بنا رہنا اتنا مشکل ہو جائے گا۔ شامیر نے چائے کا کپ لبوں سے لگاتے ہوئے ٹانگ پر ٹانگ رکھے بے باکی سے بولتے ہوئے طلحہ کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔ شامیر کا اس طرح سب کے سامنے اتنی بے باکی سے بولنا تو میرال کے اوسان خطا کر گیا۔ میرال سے تو شرم سے نظریں نہیں اُٹھائی جا رہی تھیں۔ اور دل بہت تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ ہتھیلیاں پسینے سے تر تھیں۔

میرال تو کیا سب ہی ایک لمحے کو چپ ہو گئے تھے۔ شامیر ! میرال ابھی چھوٹی ہے وہ ابھی کوئی ذمہ داری۔۔۔۔۔۔

تمہاری بہن ہے اس لیے تمہیں چھوٹی لگتی ہے۔ اٹھارہ سال کی لڑکی اتنی چھوٹی نہیں ہوتی۔ شامیر صوفے پر سیدھا ہو کر چائے کا کپ ٹیبل پر رکھتے ہوئے طلحہ کی بات کاٹتے ہوئے بولا۔

بدکردار

شامیر میں چھوٹی اس لیے کہہ رہا ہوں۔ تم جانتے ہو ابھی میرال میں بچپنا ہے۔ وہ چیزوں کو ہینڈل نہیں کر پاتی اور ویسے بھی اس کی پڑھائی بھی مکمل نہیں ہوئی۔ طلحہ نے تحمل سے شامیر کو سمجھانا چاہا۔ میرال کا بچپنا اور باقی چیزوں کی تم فکر نہ کرو۔ میں ہینڈل کر لوں گا اور جہاں تک بات ہے پڑھائی کی تو رخصتی کے بعد بھی ہو سکتی ہے۔ شامیر نے سنجیدہ لہجے میں طلحہ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ اور ویسے بھی یہ میری شرافت ہے کہ میں رخصتی کا پوچھ رہا ہوں ورنہ ابھی میرال کو کمرے میں لے جاؤں۔ اس کے لیے مجھے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں۔ شامیر نے ایک لفظ چباتے ہوئے طلحہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

ڈرائنگ روم کا ماحول ایک دم تناؤ کی کیفیت اختیار کر گیا تھا۔ سب ایک دوسرے کی شکل دیکھ رہے تھے۔ ریحانہ بیگم بھی جذبذ ہوئی تھیں۔ اشفاق صاحب نے پہلو بدلا تھا۔ طلحہ کا رنگ لال سرخ ہوا تھا. اگر فرق کسی کو نہیں پڑا تھا تو وہ تھا شامیر دُرانی۔ جو بہت تحمل سے سب کو دیکھ رہا تھا۔ میرال کے تو رہے سہے اوسان ہی ختم ہو گئے تھے۔ طلحہ نے کچھ بولنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ اشفاق صاحب نے موقع کی مناسبت کو سمجھتے ہوئے طلحہ کی ٹانگ پر ہاتھ رکھ کر اسے بولنے سے منع کر دیا۔ ٹھیک ہے شامیر.. جیسے تم چاہو۔ کب چاہیے تمہیں رخصتی؟ اشفاق صاحب بات ختم کرتے ہوئے بولے۔ اسی مہینے میں چاہیے رخصتی۔ اسی مہینے میں اپنی میرال کو آپ لوگوں سے لینے آ جاؤں

گا۔شامیر نے اپنی میرال پر زور دیا تھا۔کیونکہ طلحہ کا اس طرح رخصتی سے منع کرنا شامیر کو بہت بُرا لگا تھا۔میرال اس کی بیوی تھی اب۔وہ کون ہوتا تھا رخصتی سے منع کرنے والا۔.. سب سے زیادہ حق صرف اس کا تھا میرال پر۔

طلحہ ایک دم سے اُٹھا تھا صوفے سے۔اسے دیکھتے ہوئے ریحانہ اور اشفاق صاحب اور رافعہ بھی ایک دم سے اس کی تقلید میں اٹھے۔شامیر ابھی بھی صوفے پر بیٹھا تھا اور میرال کی ہمت ہی نہیں ہو رہی تھی ہلنے کی بھی۔اسے لگا تھا جیسے وہ کبھی اُٹھ نہیں سکے گی۔شامیر کا طلحہ کو سرد لہجے میں جواب دینا اور اس بے باکی سے بھرے جملوں سے میرال کا رنگ سفید ہو گیا تھا۔کیا بات ہے میرال تمہارا تو ابھی سے گھر جانے کو دل نہیں کر رہا۔آج ہی رخصتی کا سوچ کر آئی تھی کیا۔رافعہ طنزا بولی

طلحہ کو ایک دم سے میرال کی پوزیشن کا احساس ہوا تھا۔وہ اچھی طرح سے جانتا تھا اپنی بہن کو۔وہ کیسا محسوس کر رہی ہے اس ٹائم۔

وہ ایک دم میرال کی طرف بڑھا تھا۔شامیر کو بھی احساس ہوا تھا۔وہ جانتا تھا میرال بہت سینسٹو ہے۔وہ بھی ایک دم صوفے سے اٹھا تھا۔شامیر نے آگے بڑھ کر اپنا ہاتھ میرال کی طرف بڑھایا اور طلحہ نے بھی اسی وقت اپنا ہاتھ میرال کی طرف بڑھایا۔

میرال کو لگا تھا کہ اس کا سانس ہی رک جائے گا ایک طرف اس کا بائی تھا اور ایک طرف اس کا شوہر۔میرال ہونقوں کی طرح دونوں کو دیکھ رہی تھی۔شامیر اس کی

طرف جھک کر سختی سے اس کی کمر پر ہاتھ ڈال کر کھڑا کیا تھا۔ شامیر کو بُرا لگا تھا کہ وہ اس کا ہاتھ تھامنے کے لیے بھی سوچ رہی ہے۔ طلحہ میرال کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے لے گیا۔ کوئی بات نہیں مسٹر طلحہ۔۔ جتنا حق جتانا ہے جتالو۔ کچھ ہی دن کی تو بات ہے پھر دیکھتا ہوں کیسے حق جتاتے ہو۔ شامیر غصے سے سوچتا ہوا اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔

پاپا آپ کیسے رخصتی کی اجازت دے سکتے ہیں۔۔ دُرانی ہاؤس سے واپسی پر طلحہ نے ڈرائیونگ کرتے ہوئے اشفاق صاحب سے کہا۔ جو طلحہ کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھے تھے اور پیچھے رافعہ، ریحانہ اور میرال بیٹھیں تھیں۔ مجھے اُس وقت وہی بہتر لگا۔ لیکن پاپا آپ جانتے ہیں شامیر میرال کو لے کر بے حد جذباتی ہے اور میرال ابھی کم عمر ہے۔ میں چاہتا تھا میرال تھوڑی بڑی ہو جاتی۔ شادی کے بعد میاں بیوی میں بہت سی نا چاقیاں ہو جاتی ہیں۔ میرال شامیر کو ہینڈل نہیں کر پائے گی اور آپ شامیر کے غصے کو جانتے ہیں۔ طلحہ بہت فکر مند ہو رہا تھا میرال کو لے کر۔

جو بھی وہ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ شامیر میرال کا شوہر ہے۔ میرال شامیر کی بیوی ہے اور ویسے بھی شامیر نے اجازت مانگی ہی کب تھی۔ اشفاق صاحب طلحہ کو سمجھاتے ہوئے بولے۔ بے شک شامیر جذباتی ہے میرال کو لے کر۔۔۔ مجھے

یقین ہے وہ میرال کو خوش رکھے گا۔ کیونکہ شامیر میرال سے پیار بھی بہت کرتا ہے۔

اشفاق صاحب نے بات ختم کی تھی۔ طلحہ لب بھینچ کر رہ گیا۔

میرال کو بہت بُرا لگا تھا شامیر کا اس طرح اس کے بھائی سے بات کرنا اور اس طرح سب کے سامنے بے باکی سے بات کرنا۔ بھلا رخصتی کی بات کوئی ایسے کرتا ہے۔ شامیر ہمیشہ ایسے ہی کرتے ہیں۔ صرف اپنی مرضی چلاتے ہیں۔ میرال کو رخصتی کا سوچ کر ہی خوف آرہا تھا۔ میرال تو تھوڑی دیر شامیر کی قربت برداشت نہیں کرپاتی تھی۔ وہ اسے لے کر کتنا شدت پسند تھا۔ وہ جانتی تھی۔ اس کا خوف سے ہی دل دھڑکنے لگا۔

اب کیا مسئلہ ہے شامیر میرال کو دیکھتے ہوئے بولا۔ جو کب سے گاڑی میں خاموشی سے بیٹھی تھی۔ شامیر میرال کو شادی کا جوڑا دلوانے کے لیے اسے شاپنگ پر لے کر جارہا تھا۔

کوئی مسئلہ نہیں۔۔ میرال سامنے دیکھتے ہوئے بولی۔ اگر کوئی مسئلہ نہیں ہے تو منہ پر بارہ کیوں بجے ہیں۔ شامیر بھی سیریس انداز میں بولا۔

میرا منہ ہی ایسا ہے۔ میرال کا جواب آیا۔ شامیر مسکرایا تھا۔ ویسے منہ تو بہت خوبصورت ہے۔ بارہ بجے بھی آپ کو ہی نظر آئے ہیں۔ میرال نروٹھے انداز میں بولی۔۔۔

میرال ہم شادی کی شاپنگ کرنے جارہے ہیں یہ موقع بار بار نہیں آتا۔ ان حسین لمحوں کو انجوائے کرو۔ نہ کہ میرا موڈ بھی خراب کرو۔ شامیر سیرِیس ہوا تھا۔
جی اچھا جیسے آپ کہیں۔۔۔ میرال نے تابعداری سے جواب دیا۔ شامیر نے اس کی بات پر لَب بھینچے تھے اور گاڑی روکی تھی۔ اب بتاؤ مسئلہ کیا ہے میری جان؟ شامیر اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا۔ رات میرا فون بھی نہیں اُٹھایا۔ اب بھی ناراض ناراض لگ رہی ہو۔ وہ اس کا چہرہ بغور دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولا۔ آپ میری اتنی پرواہ کیوں کر رہے ہیں۔ شاپنگ بھی ہو جائے گی اور شادی بھی۔ آپ کی دی ہوئی تاریخ کے مطابق۔ اس کے لیے آپ کو میری ناراضگی کو فکر نہیں ہونی چاہیے۔ میرال سنجیدگی سے اپنے ہاتھ چھڑاتے ہوئے بولی۔ کیا چاہتی ہو تم؟ یہ رخصتی نہ ہو۔ اگر تم یہ چاہتی ہو تو پھر اچھی طرح اپنے ذہن میں یہ بات بٹھاؤ کہ رخصتی تو ہو گی ہر حال میں ہو گی۔ اور اسی تاریخ کو ہو گی جو میں نے ڈیسائیڈ کی ہے۔ شامیر سنجیدگی سے بولتا ہوا اَسن گلاسز لگاتے ہوئے

دوبارہ سے ڈرائیونگ سٹارٹ کر چکا تھا۔ میرال آنکھوں میں آنسو لیے خاموشی سے باہر دیکھنے لگی۔

شامیر میرال کو لیے ایک بہت بڑی بوتیک میں داخل ہوا۔ یہ بہت بڑے ڈیزائنر کی بوتیک تھی۔

اوہ مائی گڈ نیس! آج شامیر دُرانی نے میری بوتیک کو عزت بخشی۔ مجھے تو یقین ہی نہیں ہو رہا۔ ایک خوبصورت سی ماڈرن لڑکی مسکراتی ہوئی شامیر کے گلے لگی۔ میرال نے اپنی نظروں کا رُخ بدلہ تھا۔ اسے بلکل بھی اچھا نہیں لگا تھا اس لڑکی کا یوں شامیر کے گلے لگنا۔

واٹ آ پلیسنٹ سرپرائز! چامیر وہ بھی بہت حیران تھی اور بہت خوش تھی شامیر کو دیکھ کر۔

شامیر اپنی گلاسز اتار کر مسکراتے ہوئے بولا۔ وہ سوشل سرکل میں ایم ایم کے نام سے مشہور تھی۔ شامیر! ارے تم تو مجھے ایم ایم مت بولو۔ تمہارے لیے میں مونا منظور ہوں اور صرف مونا۔

مونا منظور کا سوشل حلقوں میں ایک نام تھا۔ لیکن آج سے چند سال پہلے وہ کچھ نہیں تھی۔ بہت اچھی ڈیزائنر ہونے کے باوجود اسے اپنے شوک کے لیے کوئی سپانسر نہیں مل رہا

Zubinovelszone.com
Noor Asif Novels

تھا۔تب شامیر دُرانی نے اس کے شو کو سپانسر کیا تھا۔ آج وہ جو کچھ تھی شامیر دُرانی کی وجہ سے تھی۔اس کے ساتھ ساتھ وہ شامیر دُرانی کی شخصیت سے بہت مرعوب تھی اور دل ہی دل میں اسے بے انتہا چاہتی تھی۔اسے لگا تھا شاید شامیر دُرانی بھی اسے پسند کرتا ہے۔ مگر شامیر دُرانی کے نکاح کا سُن کر نہ صرف وہ اور بھی بہت سی لڑکیوں کے دل ٹوٹ چکے تھے۔

شامیر دُرانی نے میرال کو انٹروڈیوس کروایا مونا سے۔ مونا نے شامیر دُرانی کے ساتھ کھڑی میرال کو حیرت سے دیکھا تھا۔ جس نے اچھی طرح دوپٹہ سر پر کیا تھا۔بلاشبہ مونا کو میرال بے حد خوبصورت لگی۔ مگر اسے حیرت بھی ہوئی تھی میرال کی سمپلسٹی اور ڈریسنگ کو دیکھ کر۔۔۔شامیر کے سرکل میں کتنی موڈ لڑکیاں ہیں جو شامیر کے آگے پیچھے پھرتی تھیں۔ ہو سکتا ہے اس لڑکی کی یہ خود کی چوائس ہو۔اس نے کندھے اچکائے۔

کیا بات ہے اس ایم ایم کہاں کھو گئی؟ شامیر نے اس کی آکھوں کے سامنے چٹکی بجائی۔ کیا ہمیں یہاں دروازے پر ہی کھڑا رکھنے کا اِرادہ ہے؟ شامیر کے کہنے پر مونا کو احساس ہوا تھا۔اوہ سوری شامیر! چلو آؤ۔وہ انھیں لیے اپنے آفس کی طرف بڑھ گئی۔

اب بتاؤ شامیر کیا چلے گا ٹھنڈا کہ گرم؟ مونا نے بیٹھتے ساتھ ہی شامیر سے پوچھا۔ جو مسکراتے ہوئے میرال کو دیکھ رہا تھا۔ جو اس کے ساتھ ہی کرسی پر منہ پھُلائے بیٹھی تھی۔ میرال کو بلکل بھی مونا کی بے تکلفی شامیر کے ساتھ پسند نہیں آئی تھی۔ کچھ بھی نہیں۔ ابھی جس کام سے آئے ہیں پہلے وہ کام کر لیا جائے تو زیادہ بہتر ہو گا۔ شامیر نے مسکراتے ہوئے چیئر کے ساتھ ٹیک لگائی۔

ہاں بولو۔۔۔ مونا نے اپنی پوری توجہ شامیر کی طرف کی۔

مجھے اپنے ویڈنگ ڈے کے لیے اپنی خوبصورت سی وائف کے لیے بہت اچھا ڈریس تیار کروانا ہے۔ شامیر میرال کو دیکھتے ہوئے مونا سے بولا۔ شامیر کی ویڈنگ کا سُن کر مونا کے چہرے پر ایک سایہ سا لہرایا تھا۔ اس نے اس پل خود پر قابو پالیا تھا۔ ٹھیک ہے آپ لوگ اپنی چوائس بتائیں میں آج ہی کام شروع کر دیتی ہوں۔ مونا مسکرا کے شامیر کو دیکھتے ہوئے بولی۔ مجھے ایک بہت

ٹریڈیشنل ٹائپ کا ڈریس تیار کروانا ہے۔ بس یہ خیال رکھنا ہے کہ بہت فٹنگ میں نہ ہو اور دوپٹہ بھی باریک نہ ہو۔ شامیر نے اپنی چوائس بتائی۔ مونا نے حیرت سے شامیر کو دیکھا تھا اور باقی کلر اور کام کی بوعیت آپ میرال سے پوچھ لیں۔ شامیر نے اپنی پسند بتائی۔

سب کچھ تو اپنی مرضی سے ڈیسائیڈ کر چکے ہیں یہ بھی احسان کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ میرال نے شامیر کو دیکھتے ہوئے سوچا۔ جی مِس میرال! آپ کو کون سا کلر چاہیے اور ساتھ ہی مونا نے کیٹ لاگ نکال کر میرال کو دکھایا۔۔۔

آپ ان میں سے بھی چُوز کر سکتی ہیں۔ ہم آپ کی پسند کے مطابق جدید اور الگ ڈریس تیار کروائیں گے جو ابھی تک کسی نے نہ پہنا ہو۔ مونا اپنے پیرو فیشنل انداز میں میرال سے مخاطب تھی۔

میرال نے ایک نظر شامیر کو دیکھا اور دوسری نظر مونا کو دیکھا تھا اور پھر مسکراتے ہوئے اپنی پسند کا کلر بتایا۔ مجھ بلیک کلر چاہیے اپنے ویڈنگ ڈے کے لیے۔۔۔ بلیک ۔۔۔ مونا نے حیرت سے کہا۔ آپ بارات ایونٹ کے لیے بلیک چاہتی ہیں۔ جی مجھے بلیک چاہیے میرال نے اس بار شامیر کو مسکرا کر دیکھا تھا۔ جس پر شامیر نے بہت مشکل سے اپنی مسکراہٹ پر قابو پایا۔ وہ میرال کے دل کی بات سمجھ چکا تھا۔

بدکردار

لیکن مِس میرال آپ یہ کلر ولیمہ پر پہن لیں۔ پھر بھی چلے گا مگر بارات! مونا نے میرال کو سمجھانا چاہا۔

مِس مونا! آپ کو پرابلم ہے کوئی؟ اگر میرال کو بلیک کلر پسند ہے تو آپ بلیک کلر کا بنا کر دیں۔ اگر آپ یہ نہیں کر سکتیں تو اور بھی بہت سارے ڈیزائنر ہیں۔ شامیر سنجیدہ لہجے میں بولا۔ جس پر میرال نے شاکڈ ہو کر شامیر کو دیکھا۔ یہ کیا اسے تو کوئی اعتراض نہیں۔ وہ تو صرف شامیر کو تنگ کرنے کے لیے ایسا کہہ رہی تھی کہ وہ ہر جگہ اپنی مرضی کر رہا ہے اب یقیناً اسے اعتراض ہو گا بلیک کلر کا سُن کر۔ مگر یہ کیا؟ اُسے تو کوئی اعتراض ہی نہیں۔

ارے نہیں ایسی کوئی بات نہیں! میرا مطلب تھا کہ۔ مونا نے وضاحت پیش کی۔ شامیر کو وہ ناراض نہیں کر سکتی تھی۔ تو پھر آپ ایسا کریں ولیمہ کا بھی بلیک کلر کا ڈریس تیار کریں۔ کلر بلیک ہونا چاہیے۔ بس ڈیزائن الگ بنا دیجیے گا۔ کیوں میرال؟ شامیر نے بات ختم کر کے میرال کی طرف تائیدی انداز میں دیکھا۔ میرال کو تو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کہے۔ ٹھیک ہے مِس مونا۔ اب کی بار شامیر نے مونا کو دیکھا۔

مونا نے اب کی بار کوئی اعتراض نہیں کیا کہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ شامیر اپنی ویڈنگ ڈے کے لیے کسی اور ڈیزائنر کو ہائر کرے۔ شامیر کے ویڈنگ ڈے کے لیے ڈریس تیار کرنے کا فائدہ اسی کو ہونا تھا۔

بدکردار

شامیر نے ڈرائیو کرتے ہوئے میرال کو دیکھا۔ جو چہرے کے مختلف زاویے بناتے ہوئے کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔ شامیر بہت مشکل سے اپنی ہنسی پر کنٹرول کر رہا تھا۔ وہ جانتا تھا میرال کیا سوچ رہی ہے اس ٹائم۔

میرال کیا مسئلہ ہے اب تو تمہاری پسند کے کلر کا ڈریس سلیکٹ کیا ہے۔ دیکھو! مجھے ڈریس پر کوئی اعتراض نہیں۔ شامیر کی بات پر میرال کا دل کیا تھا شامیر کا سر پھاڑ دے اس کا اتنا امپورٹنٹ دن خراب کر دیا۔ بھلا کوئی بارات والے دن بھی بلیک کلر پہنتا ہے وہ کیسی لگے گی بلیک کلر پہنے ہوئے اور تو اور ولیمہ کا بھی بلیک کلر۔ میرال کی آنکھوں میں آنسو آئے تھے۔ جنھیں وہ بہت مشکل سے کنٹرول کر رہی تھی۔

اور تم فکر نہ کرو ایم ایم کا کام بہت اچھا ہے۔ بیسٹ ڈیزائنرز میں سے ایک ہے۔ بڑے بڑے سلیبریٹیز اس کو ہائر کرتے ہیں۔ شامیر نے میرال کو تسلی دی۔ ایم ایم نہیں وہ آپ کے لیے تو مونا ہے۔ میرال جل کر بولی جس پر شامیر کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔ شامیر کو اب سمجھ آئی تھی اصل بات۔۔۔ میرال کو اتنا غصہ کس بات کا ہے ادھر بھی وہ منہ بنا کر کیوں بیٹھی تھی۔

ہاں یہ تو ہے۔ میرے لیے وہ موناہے باقی سب کے لیے ایم ایم۔ شامیر نے مسکراہٹ دباتے ہوئے میرال کو اور جلایا تھا۔ اگر وہ آپ کے لیے ہی صرف موناہے تو شادی بھی اسی سے کر لیتے۔ میرال نے روہانسے ہو کر کہا۔ دوسری شادی اسی سے کروں گا شامیر کی بات پر میرال نے اپنی بڑی بڑی آنکھیں بے یقینی سے شامیر پر گاڑھیں۔ کہ وہ مذاق کر رہا ہے۔ مگر شامیر کی سنجیدہ شکل دیکھ کر میرال کو رونا آگیا۔

کیا مطلب شامیر ! آپ سچ میں دوسری شادی کریں گے۔ وہ بے یقینی سے شامیر کو دیکھتی ہوئی بولی۔

میرال یکدم چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔

ارے میرال کیا ہوا شامیر نے گاڑی روکی تھی۔ میرال یار میں مذاق کر رہا تھا۔۔ پلیز ایسے رؤو تو مت۔۔

شامیر میں آپ کو ہر طرح سے خوش رکھوں گی

پلیز آپ دوسری شادی مت کریے گا۔۔ میں آپ کو کسی کے ساتھ شئیر نہیں کر سکتی۔۔

میرال ہچکیوں کے درمیان بولی۔۔

اچھا کیسے خوش رکھو گی مجھے۔۔۔شامیر نے معنی خیزی سے کہا۔

جو بھی آپ کہیں گے وہی کروں گی۔۔میرال نے معصومیت سے کہا تو شامیر کا قہقہ بلند ہوا تھا۔۔

میرال میری جان شامیر صرف تمھارا ہے۔میں مر کر بھی ایسا سوچ نہیں سکتا اگر میں ایسا سوچوں بھی یہ میرے جذبوں کی توہین ہو گی۔۔شامیر نے میرال کے ہاتھ پیار سے تھامے تھے۔سوچ نہیں سکتے مگر گلے لگا سکتے ہیں۔۔میرال نے روتے ہوے طنز کیا تھا۔شامیر گہرا مسکرایا تھا۔۔اگر تمھیں نہیں پسند تو شامیر دورانی وعدہ کرتا ہے تم سے آئیند کبھی کسی لڑکی سے گلے نہیں ملے گا۔۔

سچی شامیر۔۔۔میرال بہتی آنسوؤں کے ساتھ مسکرائ تھی۔۔

سچ میری جان۔۔مجھے مونا سے کپڑے نہیں بنوانے میرال نے نروٹھے انداز میں کہا۔

میرال نہیں چاہتی تھی شامیر دوبارہ مونا سے ملے۔۔ٹھیک ہے تمھیں جو ڈیزائنر پسند ہو بتا دیا وہیں سے کپڑے بنوائیں گے۔۔شامیر نے بات ختم کرتے ہوے گاڑی سٹارٹ کی تھی۔۔

آج شامیر اور میرال کی مہندی تھی۔شامیر کی مہندی پلَس بیچلر نائٹ تھی اور میرال کے گھر میں بھی چھوٹا سا فنکشن تھا۔شامیر نے اپنے دوست احباب اور بزنس سرکل

سے کچھ عزیز لوگوں کو اپنی مہندی پلَس بیچلر نائٹ پر انوائٹ کیا تھا۔ شامیر کا دل ہی نہیں لگ رہا تھا پارٹی میں۔ وہ میرال کو دیکھنے کے لیے تڑپ رہا تھا۔ میرال نے اپنی تصویریں بھی اس کے پُر زور اصرار پر سینڈ نہیں کی تھیں۔ وہ اس سے ناراض تھی۔ میرال چاہتی تھی ان کی مہندی کا فنکشن اکٹھا ہوتا۔ مگر شامیر نے اسے منع کر دیا تھا۔ وہ اپنے تمام دوست احباب کو مہندی کے فنکشن میں انوائٹ کرنا چاہتا تھا۔ وہ نکاح میں انوائٹ نہ کر سکا۔ اس لیے اس نے یہ فنکشن سَیپرٹ رکھا تھا۔ کیا ہوا منہ کیوں بنا ہوا ہے تیرا؟ تیرے لیے میں نے آج بیچلر پارٹی ارینج کی ہے۔ دولہا کے علاوہ سب انجوائے کر رہے ہیں۔ زیان قیوم ایک ہاتھ میں شراب لیے اس کے پاس چیئر پر بیٹھا ہوا بولا۔ سب سے ٹپ کلاز ڈانسر منگوائی ہے۔ دوبئی کی سب سے ٹاپ ڈانسر ہے۔ اور تو دور منہ بنائے بیٹھا ہے۔ چلو کوئی شُغل میلا کرتے کرتے ہیں۔ زیان قیوم آنکھ مارتا ہوا بولا۔ تجھے کس نے کہا تھا یہ سب کچھ ارینج کرنے کو؟ مجھے تو بیزاری ہو رہی ہے یہ سب دیکھ کر۔ شامیر منہ پر بیزاری جمائے بولا۔

مسئلہ کیا ہے یار؟ لگتا ہے بھابھی کو مِس کر رہا ہے۔ ایک رات کی ہی تو بات ہے کل کر لینا انجوائے۔ زیان قیوم نے شراب پیتے ہوئے آنکھ ماری تھی۔

شامیر کو سخت ناگوار لگی زیان قیوم کی بات۔شامیر نے سرد نظروں سے زیان قیوم کو دیکھا۔شامیر اپنی چیئر سے اٹھا اور موبائل ہاتھ میں پکڑا۔کہاں جارہا ہے تو؟زیان قیوم شامیر کو اُٹھتا ہوا دیکھ کر بولا۔

مجھے ایک ضروری کام ہے۔میں جارہا ہوں یہاں سے۔تو سنبھال لینا۔مگر شامیر تو فنکشن بیچ میں چھوڑ کر جارہا ہے۔ابھی تو انجوائے بھی نہیں کیا اور تو جانتا ہے صبح مجھے آؤٹ آف کنٹری جانا ہے میٹنگ کے سلسلے میں۔میں تیرا ولیمہ اور بارات اٹینڈ نہیں کر سکوں گا۔اسی لیے تو میں نے ساتھ بیچلر پارٹی ارینج کی تھی تیرے لیے۔زیان قیوم حیرت سے شامیر کے جانے کا سُن کر بولا۔

یار میرا جانا بہت ضروری ہے۔تو میٹنگ اٹینڈ کر کے آئے گا نہ پھر بہت بڑی پارٹی رکھیں گے۔ابھی مجھے جانا ہو گا۔شامیر جلدی جلدی قدم اُٹھاتا ہوا وہاں سے نکل گیا۔

میرال کمرے میں آئینے کے سامنے کھڑی خود کو دیکھ رہی تھی۔ابھی ابھی اس کا مہندی کا فنکشن ختم ہوا تھا۔

یہ گھر میں ہی چھوٹا سا فنکشن ارینج کیا تھا جس میں چند ہی قریبی رشتے داروں کو اِنوائیٹ کیا گیا تھا۔بلیو اور اورنج کلر کا خوبصورت لہنگا پہنے اور ساتھ ہی خبصورت اورنج شارٹ

شرٹ جس پر بڑا اسارا بلیو دوپٹہ جو سر پر پِن اَپ کیا ہوا تھا اور ماتھا پٹی سجائے وہ بلاشبہ کانچ کی نازک سی گڑیا لگ رہی تھی۔ آنکھوں میں ڈھیر سارا کاجل لگائے اور ہونٹوں پر نوڈ کلر کی لِپ سٹِک لگائے بہت حسین لگ رہی تھی۔ آج سب نے کتنی تعریف کی تھی اس کی۔ اس کی کزنزا سے چھیڑ رہیں تھیں اگر شامیر آج اسے دیکھ لے تو ابھی اسے رخصت کر کے لے جائے۔ کزنز کی بات یاد آتے ہی میرال کے ہونٹوں پر شرمیلی مسکان آئی تھی۔ اور پھر آنکھوں میں آنسو آئے تھے اوور غصہ بھی۔ شامیر کیوں آئے گا مجھے دیکھنے آج۔ اس کی بیچلر پارٹی جو ہے۔ یقیناانجوائے کر رہا ہو گا لڑکیوں کے ساتھ۔ اس کی کزنز کو جب پتا چلا کہ شامیر کی آج بیچلر پارٹی ہے تو انہوں نے میرال کو بتایا کہ بیچلر پارٹی مین ہائی سوسائٹی کے لوگ ڈانسرز کو بلاتے ہیں اور پھر پتا نہیں وہ کیا کیا بتا رہی تھیں میرال کو۔ میرال کو تو سوچ کر ہی رونا آرہا تھا۔ تبھی تو شامیر نے اس کی اور اپنی مہندی کمبائن نہیں کی۔ اس کا کتنا مَن تھا کہ مہندی کمبائن ہوتی۔ ہر بار کی طرح شامیر نے اپنی مرضی چلائی کیونکہ اسے اکیلے میں انجوائے جو کرنا تھا۔ میرال روہانسی ہوتے ہوئے غصے سے اپنی جیولری اُتارنے لگی۔

وہ چوڑیاں اتار کر دوپٹے سے پِنز نکالنے لگی تھی کہ اچانک سے شامیر نے اسے پیچھے سے اپنی باہوں میں بھرا تھا۔ وہ اپنی سوچوں میں اتنی گم تھی کہ شامیر کب آیا اسے پتہ ہی نہیں چلا۔

شامیر کو دیکھ کر میرال کے اوسان خطا ہوئے تھے۔شامیر آپ! میرال آئینے میں شامیر کو دیکھ کر بولی۔

میری جان پہلے مجھے تو جی بھر کر دیدار کرنے دو۔اتنی جلدی بھی کیا ہے؟شامیر اس کا سجا سنورا روپ دیکھ کر دیوانہ وار لہجے میں بولا۔شامیر آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟کوئی آگیا تو؟گھر میں کتنے مہمان ہیں کیا کہیں گے سب؟

میرال شرماہٹ اور گھبرائے انداز میں بولی۔میری جان میں تمام مہمانوں کے بیچ سے ہی گزر کر آیا ہوں۔اور کوئی نہیں آنے والا۔انھیں پتا ہے میں اپنی بیوی کے ساتھ کچھ حسین پل گزارنے کے لیے آیا ہوں۔شامیر نے اس کی کندھے پر اپنے لب رکھے تھے۔

شامیر پلیز! میرال نے اپنی آنکھیں بند کی اور لرزتے ہوئے بولی۔

شامیر آئینے میں اس کی بند آنکھیں اور لرزتا ہوا وجود دیکھ کر مسکراتا ہوا اس کا رُخ اپنی طرف موڑا اور اسے اپنی بانہوں میں بھر کر سینے سے لگایا۔

تم نے سوچ بھی کیسے لیا کہ تمہارا اتنا سجا سنورا روپ سب دیکھیں اور شامیر دُرانی اس سے محروم رہ جائے گا۔

آپ تو اپنی بیچلر پارٹی میں مصروف تھے۔یہاں کیا کر رہے ہیں؟میرال شامیر کی بانہوں کے حصار سے نکلتے ہوئے نروٹھے لہجے میں بولی۔

بیچلر پارٹی میرے دوست انجوائے کر رہے ہیں اور میں یہاں انجوائے کرنے آیا ہوں اپنی بیٹر ہاف کے پاس۔

شامیر میرال کے ہونٹوں پر جھکنے لگا تھا میرال نے شامیر کو دھکا دے کر اپنا رُخ موڑا اور ناراضگی سے آئینے کے سامنے کھڑی ہو کر اپنی جیولری اُتارنے لگی۔ شامیر کچھ پل میرال کو لب بھینچے دیکھتا رہا۔ اب کس لیے ناراض ہو؟ کیا ہوا ہے تمہیں؟ میں اپنی پارٹی چھوڑ کر تمہارے پاس آیا ہوں اور تمہارے مزاج ہی نہیں مل رہے۔ شامیر کو میرال کا اسے دھکا دینا بُرا لگا تھا۔

تو آپ کو دُکھ ہو رہا ہے اپنی اتنی حسین پارٹی چھوڑ کر آنا۔ تو جائیں نہ پھر یہاں کیا کر رہے ہیں۔ میرال نے غصے سے اپنا ائیر نگ تقریباً نوچ کر اتارا تھا۔ شامیر نے حیرت سے میرال کو دیکھا کہ اسے کیا ہوا ہے؟

میرال کیا بات ہے سیدھی طرح بتاؤ۔ پہیلیاں کیوں بجھوا رہی ہو؟ شامیر نے میرال کے ہاتھ کو پکڑا تھا جس سے وہ اپنی ماتھا پٹی اتارنے لگی تھی۔ اور تم یہ سب کیوں اتار رہی ہو۔ میں نے تمہیں اجازت دی یہ اتارنے کی۔ فنکشن میں پہن کر رکھا تم نے اور اب میرے دیکھنے کی باری آئی ہے اور تم اُتار رہی ہو۔ شامیر کو اب غصہ آ رہا تھا میرال کی حرکتوں پر۔

شامیر آپ کے بیچلر پارٹی میں لڑکیاں بھی تھیں۔ میرال روہانسی ہوتی ہوئی بولی۔ تمہیں کس نے کہا یہ؟ شامیر جانتا تھا میرال سے یہ سب کسی نے کہا ہو گا۔ کل تک تو میرال نے اس سے کچھ بھی ایسا نہیں کہا تھا۔

میری ساری کزنز بتا رہی تھیں کہ ہائی کلاس میں شراب اور لڑکیاں عام بات ہے۔

دیکھو میرال! ہائی سوسائٹی میں یہ عام بات ہے لیکن میرے لیے ان چیزوں میں کوئی فینٹسی نہیں... اگر ہوتی تو میں وہاں ہوتا یہاں تمہارے پاس نہیں۔ اور تمہیں کوئی کچھ بھی کہے گا اور تم مجھ سے بدگمان ہو جایا کرو گی۔ میرے لیے فینٹسی صرف تم میں ہے۔ اور آئندہ کے بعد مجھے خود سے دور مت کرنا ورنہ میرے عتاب سے بچ نہیں سکو گی۔ شامیر میرال کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتا ہوا بولا۔ آج تو اس لیے معافی مل گئی کیونکہ تم بہت حسین لگ رہی ہو میری جان۔ شامیر میرال کے ہونٹوں کو اپنی دسترس میں لیتے ہوئے اپنے آپ کو پُرسکون کرنے لگا۔

ڈیپ ریڈ کلر کے خوبصورت ڈیزائنر برائیڈل میکسی میں میرال بے انتہا حسین لگ رہی تھی۔ ابی ابھی بیوٹیشن میرال کو تیار کر کے گئی تھی میرال کی کزن نے ہلہ بول دیا تھا کمرے میں۔ وہ تو میرال کو دیکھ کر دھنگ رہ گئیں۔ میرال سے تو نظریں ہٹانا مشکل تھا۔ میرال آج تمہاری خیر نہیں۔ شامیر دُرانی تو آج گیا کام سے۔ میرال کی کزنیں

بدکردار

اسے چھیڑ رہی تھیں ہوشر میلی مسکان ہونٹوں پر سجائے سُن رہی تھی اور ساتھ ساتھ میرال کو بے تحاشا گھبراہٹ ہو رہی تھی۔دل تھا کہ اتنی زور سے دھڑک رہا تھا کہ ابھی پسلیوں سے باہر نکل کر آجائے وہ شامیر کے ساتھ قربت کے لمحات سوچ سوچ کر ہی اس کی آدھی جان نکلی جا رہی تھی۔

شامیر وائٹ برینڈڈ پینٹ کوٹ پہنے ،بالوں کو سلیقے سے سیٹ کیے ہلکی گھنی بئیرڈ سنجیدہ چہرہ لبوں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ جو اس کی سحر انگیز شخصیت کو اور پُر کشش بناتی تھی۔ سٹیج پر بیٹھا بے انتہا ہینڈ سم لگ رہا تھا۔

شامیر اور میرال کی جوڑی چاند اور سورج کی جوڑی لگ رہی تھی کچھ لوگ رشک بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے اور کچھ حسد بھری نظوں سے دیکھ رہے تھے شامیر کا خود پر کنٹرول ختم ہو رہا تھا میرال کے اتنے حسین روپ کو دیکھ کر وہ بے چینی سے ان گھڑیوں کا انتظار کر رہا تھا۔جب قربت کے لمحات میسر ہوں گے۔

پورا کمرہ سرخ گلابوں سے سجایا گیا تھا۔کمرے میں جل رہی کینڈلز، پھیلی ہوئی گلاب کے پھولوں کی مہک میرال کے اوسان خطا کر رہی تھی۔میرال نے چاروں طرف کمرے میں نظریں دوڑائیں۔کمرا اچھا خاصہ بڑا تھا کمرا ایک طرف فُل گلاس لگا تھا جہاں سے

خوبصورت ٹیرس نظر آرہا تھا اور کمرے میں ہی ایک طرف ایل شیپ صوفہ اور سینٹر میں خوبصورت ٹیبل رکھی گئی تھی۔ خوبصورت دبیز پردے ایک طرح لگے تھے۔ وائٹ کلر کا جدید اور مہنگا خوبصورت فرنیچر کمرے کی شان کو اور بڑھا رہا تھا۔ میرال نے آنکھوں میں ستائش لیے کمرے کو دیکھ رہی تھی۔

کھٹکے کی آواز پر میرال نے جلدی سے نظریں جھکا لیں۔

شامیر دُرانی مسکراتا ہوا دروازہ لاک کرتا میرال کی طرف بڑھا۔ میرال کے دل کی دھڑکن نے ایک دم سے سپیڈ پکڑی تھی۔ اسے اپنی ہتھیلیاں بے حد سرد محسوس ہوئیں اور بدن میں کپکپاہٹ شروع ہوئی۔

شامیر مسکراتا ہوا میرال کے پاس بیٹھا اور اس کا ہاتھ تھاما جو اسے بے حد سرد محسوس ہوا اور ہاتھوں کی اور بدن کی کپکپاہٹ محسوس کرکے شامیر کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

کیا ہوا میری جان! اتنا گھبرا کیوں رہی ہو۔ میں نے ڈنر کر لیا ہے۔ میرال ایک دم سے اس کی بات کو نہ سمجھتے ہوئے اپنی عادت کی طرح بڑی بڑی آنکھوں سے شامیر کو دیکھا تھا۔ شامیر کی نظریں میری جان میرا تمہیں کھانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے اس لیے ریلیکس رہو۔ شامیر آنکھوں اور لہجے میں شرارت لیے میرال کو تنگ کرتا ہوا بولا۔

شایر میرال کے قریب ہوا تھا اور میرال پیچھے کو کھسکی تھی۔ جانِ من آج کوئی راہِ فرار نہیں۔ آج تمہیں مجھ سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ شامیر میرال کی کمر پر ہاتھ ڈالے اس کی

Zubiinovels zone.com
NOOR ASIF NOVELS

جیولری اتارنے لگا۔ میرال کے ائیر نگز اتار کر شامیر نے میرال کا دوپٹہ اتارا تھا اور نیکلس سے میرال کی خوبصورت گردن کو آزاد کیا۔ میرال کی آنکھیں بند تھیں اور بدن ہلکا ہلکا لرز رہا تھا۔ شامیر مسکرایا۔

میرال تم اس طرح کی حرکتیں کر کے خود پر ظلم کر رہی ہو کیونکہ تمہاری یہ ادائیں مجھے تمہارا اور دیوانہ بنا رہی ہیں۔ اس لیے کانپنا بند کرو اور ریلیکس رہو۔ شامیر اس کا ہاتھ ہلکا سا دباتے ہوئے بولا۔

شامیر نے سائیڈ ٹیبل کے دراز سے ایک مخملی کیس نکالا تھا جس میں سے خوبصورت ہیرے کا پینڈ ڈ نکالا کر میرال کی خوبصورت گردن میں پہنایا۔

پتہ ہے میرال میں جب بھی تمہارے لیے کچھ بھی خرید تا ہوں ناں مجھے کچھ بھی تمہارے شیانِ شان نہیں لگتا۔ یہ پینڈڈ بھی مجھے زیرو ویلو لگ رہا تھا۔ مگر جیسے ہی یہ تمہاری خوبصورت گرن کی زینت بنا ہے اس کی قیمت بہت بڑھ چکی ہے۔ شامیر پینڈڈ پر اپنے لب رکھتا ہوا بولا۔ میرال شامیر کے لمس پر سمٹی تھی۔ کیا ہو گیا میرال اتنا گریز کیوں برت رہی ہو۔ شامیر میرال کی ٹھوڑی پکڑے اس کا چہرہ اوپر اٹھاتے اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

شامیر !بولو میری جان شامیر میرال کو لیٹا کر اس کے اوپر جھکتا ہوا پوچھنے لگا۔شامیر وہ آپ مجھے ٹائم نہیں دے سکتے۔میرال گھبراتے ہوئے آہستگی سے بولی۔ تمہیں ٹائم دینے کا مطلب ہے خود پر ظلم کرنا جو میں نکاح کے بعد بہت دفعہ کر چکا ہوں۔اب اور نہیں۔ شامیر یہ کہ کر اسے اپنی بانہوں میں سمیٹکر سائیڈ لیمپ کی روشنی بجھا چکا تھا۔گزرتی رات کے ساتھ کمرے میں معنی زخیز خاموشی رقص کر رہی تھی اور باہر تیز بارش ہو رہی تھی شاید آج آسمان بھی دو پیار کرنے والوں کے مِلن پر بہت خوش تھا۔۔۔۔۔

میرال کی صبح آنکھ کھلی تو پاس سوتے شامیر پر نظر بڑی۔سفید رنگت، ستواں ناک، ماتھے پر بکھرے بال، سب سے بڑھ کر چہرے پر سجی مغروریت، جو اس کے چہرے پر بے حد جچتی تھی۔میرال ایک ٹک کھوئی شامیر کو دیکھ رہی تھی۔کیونکہ جب وہ جاگ رہا ہوتا تھا تو میرال کا اس سے نظریں ملانا مشکل ہو جاتا تھا اور رات کے بعد تو اب قور بھی مشکل تھا۔گزری رات کا سوچ کر میرال کی رنگت شرم و حیا سے لال سرخ ہوئی تھی۔ میرال اپنا رُخ پلٹنے ہی لگی تھی کہ شامیر کی آنکھ کھلی۔میرال کو اپنی طرف دیکھتا پا کر شامیر نے مسکرا کر میرال کو دیکھا جس نے ایک دم اپنی نظروں کا زاویہ بدلا تھا۔

شامیر نے میرال کا ہاتھ پکڑ کر خود کی طرف کھینچا۔کیا ہوا رُخ کیوں بدل لیا؟ ویسے تم جاگتے میں بھی دیکھ سکتی ہو۔تمہارا ہی تو ہوں۔شامیر میرال کے بال چہرے سے ہٹاتا

ہوا بولا۔ نہیں وہ میں شامیر۔۔۔۔ میرال کے گال ایک دم سے دہکنے لگے تھے شامیر میرال کا گھبرایا اور شرمایا روپ دیکھ کر دیوانا ہوا جارہا تھا۔

اُٹھ کیوں گئی؟ ابھی تو سوئے تھے ہم شامیر معنی خیزی سے مسکراتا ہوا میرال سے پوچھنے لگا۔ وہ میں سونے ہی لگی تھی۔ میرال گھبرائے ہوئے آہستگی سے بولی۔ اب کوئی فائدہ نہیں اب اُٹھ ہی گئی ہو۔ سوکر ان پلوں کو برباد کرنے کا فائدہ۔ شامیر اسے بانہوں میں لیے خود پر اور میرال پر کمفرٹر اوڑھا چکا تھا۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

میرال گرے کلر کی لانگ ٹیل میکسی پہنے آنکھوں پر سموگی میک اَپ کیے ہوئے بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔ شامیر کے پیار نے اس کے روپ کو دوآنتہ کر دیا تھا۔ ٹوٹ کر روپ آیا تھا میرال پر۔

ولیمے کا فنکشن بہت گرینڈ ارگنائزر کھوایا تھا۔ شامیر نے۔ ولیمے میں مُلک کے تمام نامور سیاست دان اور بزنس مین انوائیڈڈ تھے میڈیا کو بھی شامیر نے انوائٹ کیا تھا۔ میڈیا اور تمام حلقہ احباب کو شامیر نے خود تک محدود رکھا تھا۔ اس لیے فنکشن میں وہ میرال کو زیادہ ٹائم نہ دے سکا۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

بدکردار

شامیر ہم کہاں جارہے ہیں؟ میرال نے شامیر سے بوچھا۔ جو خاموشی سے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ فنکشن ختم ہونے کے بعد شامیر میرال کو گھر نہیں لے کر گیا تھا۔ سرپرائز ہے ڈارلنگ۔۔۔۔شامیر مسکراتا ہوا بولا۔ گاڑی ایک بہت بڑے گرینڈ ہوٹل کے سامنے آ کر رُکی۔ شامیر میرال کا ہاتھ پکڑے اسے گاڑی سے اتارا۔ ہوٹل اینٹری پر میرال اور شامیر کا ویلکم کیا گیا۔

شامیر میرال کو لیے لِفٹ کے ذریعے ایک فلور پر رُکا۔ میرال اتنے بڑے خوبصورت ہوٹل کو دیکھ کر حیران تھی۔ لفٹ سے آگے بنی راہداری پر شامیر نے میرال کو بانہوں میں اٹھالیا۔ شامیر کیا کر رہے ہیں؟ کوئی دیکھ لے گا۔ میرال گھبرائے ہوئے لہجے میں بولی۔

کوئی نہیں دیکھے گا میری جان! شامیر مسکراتے ہوئے بولا۔ شامیر میرال کو لیے ایک بہت خوبصورت اور بڑے کمرے میں داخل ہوا۔ وہ کمرا کم، پورا اپارٹمنٹ زیادہ تھا۔ خوبصورت سِٹنگ ایریا جہاں بہت بڑی ایل ای ڈی نسب تھی۔ ساتھ ہی شیشے کی دیوار تھی جو ڈرائینگ ایریا تھا اور پھر بہت بڑا خوبصورت کمرا۔ بیڈ پر ہارٹ شیپ میں گلاب کی پتیاں سجائی گئی تھیں۔ پورے کمرے میں خوبصورت کینڈلز روشن تھیں اور ساتھ ہی بہت بڑا واش روم جس کے باتھ ٹب کے ارد گرد کینڈلز جل رہی تھیں اور باتھ ٹب میں پانی میں گلاب کی پتیاں تیر رہی تھیں۔ شامیر نے میرال کو کمرے میں لا کر اتارا۔ سوری

میری جان میں تمہیں فنکشن میں زیادہ ٹائم نہیں دے سکا۔شامیر میرال کے ہاتھ پکڑے اس سے معذرت کرنے لگا۔

مگر اب میرا سارا ٹائم صرف تمہارا ہے بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔شامیر اس پر جھکتا ہوا بولا۔

صبح میرال کی آنکھ بھوک کے احساس سے کھلی۔رات کو بھی اس نے فنکشن میں تھوڑا سا کھانا کھایا تھا۔شامیر! میرال نے شامیر کو جگایا جو پاس ہی شرٹ پہنے سو رہا تھا۔ شامیر اٹھیں ناں! شامیر نے مندی مندی آنکھیں کھول کر دیکھا۔کیا ہوا میرال تمہیں نیند نہیں آتی کیا۔ابھی تو سوئے تھے یار!وہ معنی خیز مسکراتے ہوئے میرال سے پوچھنے لگا۔شامیر مجھے بہت بھوک لگی ہے۔میں نے رات کو بھی کچھ نہیں کھایا تھا۔میرال آہستگی سے بولی۔شامیر نے غور سے دیکھا۔میرال کا چہرہ زرد ہو رہا تھا۔شامیر ایک دم سے فکر مندی سے اُٹھا۔میرال اگر تم نے کچھ نہیں کھایا تھا تو مجھے رات کو بتا دیتی۔مجھے لگا تم نے فنکشن میں کھالیا ہو گا۔شامیر نے یہ کہتے ساتھ ہی انٹر کام سے ناشتہ آرڈر کیا۔ بس تھوڑی دیر میں ناشتہ آجائے گا۔وہ اس کے گالوں پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔ٹھیک ہے تب تک میں فریش ہو جاتی ہوں۔میرال بیڈ سے اُٹھتی ہوئی بولی۔شامیر کی شدتیں رات بھر سہنے سے میرال کا چہرہ زرد پڑ رہا تھا۔میرال کا زرد چہرہ دیکھ کر شامیر کو خود پر

بے حد غصہ آرہا تھا۔ اسے رات کو میرال سے کھانے کا پوچھنا چاہیے تھا۔ وائٹ باریک شارٹ شرٹ اور کھلا ٹراوزر پہنے، بھیگی زلفیں لیے میرال شاور لے کر نکلی ہی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ میرال نے شامیر کو ایک نظر دیکھا جو بیڈ پر اُلٹا لیٹا ہوا تھا۔

ناشتہ ہے شاید۔

میرال سوچتے ہوئے کمرے سے نکل کر دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ شامیر نے ایک دم دروازے پر اپنا مضبوط بھاری ہاتھ رکھ کر دروازہ کھولنے سے روکا اور شعلہ بار نگاہوں سے میرال کو گھورا۔ میرال نے ناسمجھی سے شامیر کو دیکھا کہ اس کیا ہوا ہے۔ یہ ایسے کیوں گھور رہا ہے۔ شامیر نے جھٹکے سے میرال کا ہاتھ پکڑ کر کمرے میں لیا تھا۔ تم اپنے حواس میں ہو۔ میرال تم اس حلیے میں دروازہ کھولنے لگی تھی۔ تمہیں احساس ہے زرا بھی۔ شامیر کمرے میں آکر میرال کو سرد نگاہوں سے گھورتا ہوا بولا۔

وہ شامیر آپ سو رہے تھے میں نے سوچا میں دروازہ کھول لیتی ہوں

سو رہا تھا مر تو نہیں گیا تھا۔ شامیر میرال کی بات کاٹتا ہوا چلایا۔

قسم سے میرال۔۔۔ اگر تم دروازہ کھول لیتی ناں تمہیں اور اور اس ویٹر کو آگ لگا دیتا میں۔۔۔ شامیر غصے سے بولتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔ میرال بیڈ پر بیٹھ کر رونے لگی۔ دو

بدکردار

دن سے شامیر اس سے کتنے پیار سے بات کر رہا تھا۔ کتنا خیال رکھ رہا تھا اور اب اس کے اندر کا جنگلی انسان پھر سے جاگ گیا ہے۔ میرال روتی ہوئی بیڈ پر بیٹھی سوچ رہی تھی۔

شامیر کمرے میں آیا تو میرال رو رہی تھی۔ چلو اُٹھو ناشتہ باہر ٹیبل پر سرو ہو چکا ہے۔

شامیر اس کا رونا نظر انداز کیے درشت لہجے میں بولا۔

مجھے بھوک نہیں ہے میرال نے روتے ہوئے کہا۔ ساری زندگی تمھارے نخرے اُٹھا سکتا ہوں اور اُٹھاؤں گا بھی مگر اس طرح کی حماقتوں پر مجھ سے نرمی کی توقع مت کرنا۔۔۔ دو منٹ میں ڈائننگ ٹیبل پر پہنچو۔ شامیر سخت لہجے میں وارن کرتا کمرے سے باہر نکل گیا۔ میرال اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے خاموشی سے شامیر کے پیچھے چل پڑی۔

شامیر خاموشی سے ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھا میرال کا انتظار کر رہا تھا۔ میرال کے آنے پر بھی اس نے کچھ رِسپونس نہیں دیا تھا۔ شامیر نے نہ ہی میرال کو کچھ کھانے کے لیے پیش کیا۔ میرال شامیر کا سرد اور لاتعلقی سے بھرا رویہ دیکھ کر اپنے آنسو ضبط کیے ناشتہ کرنے لگی۔

شامیر رات سے گھر نہیں آیا اسے ذرا احساس بھی ہے کہ اس کی جوان بہن گھر میں اکیلی ہے۔ فرخندہ کو بے انتہا غصہ آ رہا تھا۔ اتنا بڑا گھر ہوتے ہوئے کیا ضرورت تھی میرال کو

لے کر ہوٹل میں رکنے کی۔فرخندہ غصے سے لائبہ کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار کر رہی تھی۔

کیا ہو گیا ہے آپا؟ کتنے ملازم ہیں گھر پر۔میں گھر پر اکیلی تھوڑی تھی۔باہر گارڈ کھڑے ہیں ساجدہ اور نسیمہ بھی ہر وقت میرے پاس ہوتی ہیں۔جب بھی مجھے ان کی ضرورت ہو وہ حاضر ہو جاتی ہیں اور ویسے بھی پہلی دفعہ تھوڑی ناں شامیر بھائی گھر سے باہر رہے ہیں۔وہ بزنس کے سلسلے میں بھی تو باہر جاتے رہتے ہیں۔تب تو آپ نے کبھی کچھ نہیں کہا۔

تب کی بات اور تھی۔کیا ضرورت ہے میرال کو اتنا سر چڑھانے کی۔اسے کیا پتہ ان چونچلوں کا۔ہوٹلوں میں باہر رات گزارنے کا۔ان کے ہاں تھوڑی ناں یہ ہوتا ہے۔بیوی بنا لیا تھا بس۔لیکن شامیر تو پاگل ہو جاتا ہے میرال کو دیکھ کر۔فرخندہ کا غصہ ختم ہی نہیں ہو رہا تھا۔ان سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔کیرال کو اس کی اوقات سے زیادہ مل رہا ہے۔

پاگل کیسے نہ ہوں اتنی خوبصورت جو ہیں بھابھی۔پاگل تو ہوں گے نہ بھائی۔لائبہ شرارت سے بولی۔یہ مڈل کلاس لڑکیوں کے پاس بہت ہتھیار ہوتے ہیں۔اپنی معصومیت سے تو شامیر کو اپنا بنا لیا ہے مگر مجھے ڈر لگتا ہے اب انہی اداؤں سے یہ بزنس اور جائیداد بھی اپنے نام نہ کروا لے۔فرخندہ کو نئی پریشانی نے گھیرا۔

اوہو! کیا ہو گیا ہے آپی؟ اتنی معصوم ہیں بھابھی، اتنا ڈرتی ہیں بھائی سے، ان کے آگے ان کی زبان نہیں کھلتی اور وہ جائیداد اپنے نام کروائیں گیں۔ اور ویسے بھی آپ زیادہ نہ سوچیں۔ اگر شامیر بھائی ایسا کچھ کریں گے۔ بھی تو یہ ان کا اپنا فیصلہ ہو گا۔ اور جب وہ کوئی فیصلہ کرلیں تو پھر ان کو کوئی نہیں بدل سکتا نہ آپ اور نہ کوئی اور۔ پھر پریشان ہونے کا فائدہ۔

لائبہ بے فکری سے کہتے ہوئے موبائل پکڑے وہاں سے چل دی۔

فرخندہ لائبہ کی باتوں کو سوچتی زیادہ پریشان ہو گئی۔

میرال بیڈ پر بیٹھی کب سے شامیر کا لاتعلقی سے بھرا رویہ دیکھ رہی تھی جو سامنے ہی صوفہ پر بیٹھا لیپ ٹاپ لیے کب سے پتہ نہیں کیا کر رہا تھا۔ میرال سے شامیر کی بے اعتنائی برداشت نہیں ہو رہی تھی۔ دو دن سے وہ اس کی خود سے ایک پل دوری برداشت نہیں کر رہا تھا وہ ایک پل بھی دور ہو جائے تو شامیر کی جان پے بن آتی تھی۔

اب پچھلے دو گھنٹوں سے ایسے بیٹھا تھا جیسے میرال وہاں ہے یہ نہیں۔

میرال اپنے آنسو ضبط کر رہی تھی مگر وہ پھر بھی پلکوں کی باڑ توڑ کر باہر آجاتے تھے۔

شامیر لیپ ٹاپ بند کرتا ڈریسنگ ایریا کی طرف چلا گیا۔ میرال نے اسے ڈریسنگ ایریا کی طرف جاتے دیکھ کر بیڈ سے ٹیک لگائے آنکھیں موندی تھیں۔ تیز مسحور کن پرفیوم کی خوشبو میرال کے حواسوں پر ایسے چھائی تھی۔ یہ تو شامیر کے پرفیوم کی سمیل ہے۔

Zubinovelszone.com

اس نے ایک دم سے آنکھیں کھولیں۔سامنے ہی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا نک سک سے تیار خود پر پرفیوم چھڑک رہا تھا۔

میرال اسے ایک دم تیار دیکھ کر اُٹھی تھی۔شامیر آپ کہاں جا رہے ہیں؟ وہ اُٹھ کر ڈریسنگ ٹیبل تک آئی تھی۔میری ایک امپورٹنٹ میٹنگ ہے۔وہیں جا رہا ہوں۔شامیر رِسٹ واچ باندھتا ہوا بے گانگی سے بولا۔شامیر آپ مجھے یہاں اکیلا چھوڑ کر جا رہے ہیں آپ نے تو کہا تھا ہم دو دن ادھر ہی رکیں گے اور آپ کہیں نہیں جائیں گے وہ با مشکل اپنے آنسوؤں پر کنٹرول کرتے ہوئے بولی۔

ہاں کہا تھا مگر اب بہت امپورٹنٹ مِیٹنگ ہے میرا جانا ضروری ہے۔

تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہوئی تو انٹر کام ہے جو بھی کہو گی آجائے گا اور ڈنر بھی تمہیں آٹھ بجے تک سَرو ہو جائے گا۔

شامیر خشک لہجے مین کہتا ہوا باہر نکل گیا۔میرال بیڈ پر بیٹھ گئی۔وہ شامیر کا رویہ سوچ کر رونے لگی۔

میرال شامیر کا وِیٹ کرتے کرتے سو گئی۔میرال نے شامیر کو کتنی دفعہ کال بھی کی مگر اس نے اٹینڈ نہیں کی۔

آدھی رات کو میرال کی آنکھ کھلی۔ میرال ایک دم سے اٹھی تھی۔ شامیر ابھی تک نہیں آیا۔ اس نے خالی بیڈ دیکھ کر سوچا۔ میرال نے ٹائم دیکھا۔ دو بج رہے تھے۔ شامیر کہاں ہیں؟ اسے بے انتہا رونا آیا وہ کیوں کر رہا ہے اس کے ساتھ ایسا؟ اتنا پیار دے کر اب کیسے اجنبی کی طرح بیہیو کر رہا ہے۔ میرال نے سسکی لی تھی۔ سگریٹ کی سمیل محسوس کر کے میرال نے شامیر کو تلاشا تھا جو شاید باہر ٹیرس پے کھڑا سگریٹ پی رہا تھا۔ میرال فوراً سے اٹھ کر ٹیرس کی طرف آئی۔ ٹیرس پر آنے سے پہلے اس نے شال سے خود کو اچھی طرح کور کیا تھا وہ صبح والی حماقت دوہرانا نہیں چاہتی تھی۔

شامیر! میرال نے شامیر کے کندھے پر پیچھے سے ہاتھ رکھا تھا۔ مگر شامیر بنا کوئی جواب دیے کھڑا رہا۔ میرال ایک دم سے شامیر کو پیچھے سے ہگ کرتی ہوئی اس کے ساتھ لپٹ کر رونے لگی۔

پلیز۔۔ شامیر میرے ساتھ ایسا مت کریں مجھ سے آپ کی بے اعتنائی برداشت نہیں ہو رہی۔ آپ کی ناراضگی مجھے مار دے گی۔ میرال شامیر کے ساتھ لپٹ کر روتے ہوئے بولی۔ شامیر ایک دم سے مڑا تھا۔ شامیر کو میرال کا اس طرح منانا بہت اچھا لگا تھا۔ بے شک شامیر کو اس پر بے انتہا غصہ تھا کہ کیسے وہ اس حلیے میں دروازہ کھول سکتی تھی؟ کیوں وہ اکثر خود سے اتنی لاپرواہ ہو جاتی ہے۔ شامیر میرال کو اپنے بازوؤں کے حلقے میں

لیے اندر کی طرف آیا اور اسے بیڈ پر بیٹھایا۔ بس میری جان! رونا بند کرو۔ شامیر میرال کے آنسو صاف کرتا ہوا بولا۔

کھانا کھایا؟ وہ اس کے آنسو صاف کرتا غور سے اس کے مرجھائے چہرے کو دیکھ کر بولا۔ میرال نے نفی میں سر ہلایا تھا۔ شامیر نے انٹرکام پر کھانے کا آرڈر دیا۔ اس کے ماتھے پر کِس کی، اسے اپنے مضبوط حصار میں لیا تھا۔

کیسی ہو میرال، طلحہ نے میرال کو کال کی تھی۔ آج ولیمہ کو تقریباً ہفتہ ہونے کو آیا تھا۔ میرال نے نہ کوئی فون کیا تھا اور نہ ہی چکر لگایا تھا۔

ٹھیک ہوں بھائی! آپ سب کیسے ہیں۔ میرال کی چہکتی ہوئی آواز سن کر طلحہ پُر سکون ہوا تھا۔

لگتا ہے ہماری شہزادی ہمیں بھول گئی ہے۔ نہ کوئی کال اور نہ ہی ملنے آئی ہو طلحہ شکوہ کرتے ہوئے بولا۔

ایسی بات نہیں ہے بھائی۔ میں آپ سب کو بہت مِس کرتی ہوں۔ بس مجھے ٹائم ہی نہیں ملا۔ میرال نے طلحہ کو وضاحت دی۔

ارے میری گڑیا میں تو مذاق کر رہا تھا۔ اچھا چھوڑو یہ بتاؤ۔ وہ تمہارا پاگل، جنگلی، سنکی انسان ٹھیک ہے۔ طلحہ نے شرارتی انداز میں میرال کو چھیڑا۔

اب ایسی بھی بات نہیں ہے۔ایسے تو نہیں ہیں۔میرال کے جواب پر طلحہ نے قہقہہ لگایا۔میں نے بولا تھا کہ سب سے زیادہ محبت تم شامیر سے کروگی۔اب دیکھو ان القابات سے نوازتی تھی ہر وقت۔اور اب کیسے۔ایسے تو نہیں ہیں وہ۔۔۔۔بھائی۔طلحہ اس کی نقل اُتارتے ہوئے بولا۔

جی نہیں! میں آج بھی سب سے زیادہ آپ سے محبت کرتی ہوں۔میرال طلحہ سے بولی۔شامیر کے کمرے میں آنے پر میرال نے طلحہ کو خُدا حافظ کہہ کر فون بند کر دیا۔

ویسے میری بیوی کس سے سب سے زیادہ محبت کرتی ہے مجھ سے بھی زیادہ۔شامیر نے میرال کے پاس آکر اس سے فون لے کر ٹیبل پر رکھا تھا اور اسے اپنی بانہوں میں بھر کر اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

طلحہ بھائی کا فون تھا۔میرال نظریں جھکاتے ہوئے بولی۔میرا سوال یہ نہیں۔میں نے پوچھا ہے کس سے سب سے زیادہ محبت کرتی ہو۔شامیر نے سرد لہجے میں اپنا سوال دہرایا۔ساتھ ہی میرال کی کمر پر اپنے ہاتھ کا دباؤ بڑھایا تھا۔میرال کی آہ نکلی تھی۔شامیر کا سرد رویہ محسوس کرتے میرال کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی۔

بدکردار

میرال جواب دو۔ میں انتظار کر رہا ہوں۔ شامیر نے اب کی بار میرال کا چہرہ اپنے ہاتھ میں دبوچ کر پوچھا۔ جس اس کی بانہوں کمیں لرزتی ہوئی نظریں نیچے کر کے کھڑی تھی۔

بولو اب! شامیر نے اس کا منہ دبوچتے ہوئے اسے اٹھا کر دوبارہ پوچھا۔

آپ سے شامیر۔ سب سے زیادہ آپ سے محبت کرتی ہوں۔ میرال کانپتی ہوئی آواز میں بولی۔

شامیر کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی اور وہ مسکراتے ہوئے میرال کا منہ پکڑے اس کے ہونٹوں پر جھکا تھا۔

شامیر نے نظریں اُٹھا کر میرال کو دیکھا جو نظریں جھکائے لال سُرخ ہوئے اس کی بانہوں میں کھڑی تھی اور گلابی گالوں پر آنسو تھے۔ اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں لیے اپنے آنسو ضبط کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

شامیر نے پیار سے اس کے ہونٹوں کو اس کے دانتوں سے چُھڑایا۔

اوہنوں جانم! آپ اپنے ہونٹوں کے ساتھ یہ سلوک کریں مجھے برداشت نہیں۔ یہ کام تو صرف میرا ہے وہ شرارتی انداز میں بولا۔ میرال نے نظریں اُٹھا کر دیکھا۔ وہ ہونٹوں پر مسکراہٹ، آنکھوں میں شرارت لیے اسے دیکھ رہا تھا۔

ویسے میرال تم سے محبت کا اظہار کروانے کا طریقہ مجھے مل گیا ہے۔ورنہ تو کان ترس جاتے ہیں تمہارے منہ سے اپنے لیے محبت کا اظہار سننے کے لیے۔شامر بیڈ پر بیٹھ کر کراؤن سے ٹیک لگاتے میرال سے مخاطب ہوا۔

میرال نے اس کی شرارت سمجھتے ہوئے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔

شامیر آپ جان نکال دیتے ہیں میری۔میرال ناراضگی سے بولی۔

تمہاری جان نکالنے کے اور بھی بہت سے طریقے ہین میرے پاس۔۔۔۔پاس آؤ تو بتاؤں۔وہ میرال کو اشارے سے اپنے پاس بلانے لگا۔جسے میرال نے نظرانداز کیا۔

شامیر طلحہ بھائی کہہ رہے تھے کہ میں نے چکر نہیں لگایا اتنے دن ہو گئے۔میں ایک دو دن کے لیے چلی جاؤں۔

شامیر نے مسکراتے ہوئے آنکھیں بند کی تھیں۔

شامیر میں کچھ پوچھ رہی ہوں آپ سے؟میرال نے غصے سے شامیر کو دیکھا تھا۔جو اکی بات کا جواب دیے بنا آنکھیں بند کر چکا تھا۔میرال جب تم مجھ سے دوور رہ کر بات کرتی ہوناں مجھے کچھ سمجھ نہیں آتا۔جو بھی کہنا ہے میرے پاس آکر کہو۔شامیر آنکھیں بند کیے میرال سے بولا۔

مجھے کچھ بھی نہیں کہنا آپ سے۔میرال کہہ کر جانے کے لیے مڑی ہی تھی کہ شامیر نے بیڈ سے اُٹھ کر جھٹکے سے میرال کی کلائی کھینچ کر اسے اپنے اوپر گرایا۔

ہاں اب بولو میری جان۔شامیر میرال کو بانہوں میں لیے اس کے بالوں کو کانوں کے پیچھے کرتا ہوا بولا۔وہ شامیر۔وہ شامیر۔میرال نظریں جھکائے سرد لہجے میں بولی۔

اس سے آگے بھی بولو میری جان! وہ۔وہ۔شامیر! کیا؟شامیر اس کے گلابی چہرے پر نظریں جماتے بولا۔دور رہ کر تمہاری بہت زبان چلتی ہے۔پاس آکر کیا ہو جاتا ہے تمہیں؟شامیر میرال کو تنگ کرتا ہوا بولا۔

میرال نے نظریں اُٹھائیں تھیں اور پھر سے نظریں جھکا کر شامیر کے شرٹ کے بٹن کو چھیڑتی ہوئی بولی۔

شامیر میں کچھ دن کے لیے چلی جاؤں اپنے گھر۔

تمہارا گھر تو یہ ہے میری جان۔شامیر میرال کے کان کی لو کو چومتے ہوئے بولا اور ویسے بھی تمہیں ملنا ہے تو میں ملوانے لے جاؤں گا۔مگر وہاں رہنے کا سوچنا بھی مت۔شامیر حتمی لہجے میں کہہ کر سائیڈ بدلتے ہوئے میرال پر جھک چکا تھا۔

موسم بہت غضب کا ہو رہا تھا۔بارش بہت تیزی سے برس رہی تھی۔میرال کو بصورت سے لاؤنج میں کھڑی بہت بڑے گلاس ڈور سے برستی بارش کو دیکھ رہی تھی۔کئی میل پر پھیلا سرسبز لان اور گھنے درخت بہت خوبصورت لگ رہے تھے۔

zubinovelszone.com

کیا تھا شامیر گھر ہوتے۔ ہم لانگ ڈرائیو پر جاتے۔ وہ سوچ ہی رہی تھی کہ اس کا فون بجا۔

شامیر کالنگ پر اس نے مسکراتے ہوئے کال اٹینڈ کی۔

یہ موسم اور یہ دوری

تیرا میرا ملنا ہے ضروری

شامیر کی گُنگناتی آواز میرال کو سنائی دی۔ میرال گلابی ہوتی ہوئی مسکرائی تھی۔

کچھ بولو نا جانم! شامیر آفس کی چیئر سے ٹیک لگاتے برستی ہوئی بارش کو دیکھ کر میرال سے بولا۔

شامیر میں آپ کو ہی یاد کر رہی تھی۔ مجھے اس موسم میں لانگ ڈرائیو پے جانا بہت پسند ہے میرال کی بات سُن کر شامیر مسکرایا تھا۔

ٹھیک ہے جان ریڈی رہو میں آرہا ہوں۔

لیکن شامیر آپ کی تو بہت امپورٹینٹ میٹنگ ہے۔ تم سے کچھ امپورٹینٹ نہیں۔ میری زندگی میں۔۔ میٹنگ کینسل بھی ہو سکتی ہے۔ شامیر کہتے ہوئے اپنے آفس کی چیئر سے اُٹھا تھا۔ ریڈی رہو۔ دس منٹ میں تمہارے پاس ہوں گا۔ شامیر نے کہتے ہوئے فون

بند کر دیا۔ میرال نے مسکراتے ہوئے فون کو دیکھا تھا۔ شامیر کی محبت پر جتنی نازاں ہوتی کم تھا۔

شامیر نے لیپ ٹاپ سے نظریں اٹھائے میرال کو دیکھا تھا جو ڈریسنگ کے سامنے کھڑی کب سے اپنے بالوں میں برش کر رہی تھی۔

جانم! خیر تو ہے؟ آئینہ میں کیا تلاش کر رہی ہو۔ اپنی تعریف سننے کا مَن کر رہا ہے تو میرے پاس آؤ میں اچھے سے کر دیتا ہوں۔ شامیر لیپ ٹاپ پر نظریں جھکائے کچھ ٹائپ کرتا ہوا میرال سے بولا۔

آپ کے پاس میرے لیے کون سا ٹائم ہے۔ جب سے آفس سے آئے ہیں لیپ ٹاپ لے کر بیٹھے ہوئے ہیں۔

میرال ڈریسنگ کے سامنے کھڑی بالوں میں ہنوز برش کرتی ہوئی شکوہ کناں لہجے میں بولی۔ جب مکمل توجہ کرتا ہوں تم پر تو وہ بھی تم سے برداشت نہیں ہوتا۔ خیر تھوڑا سا کام رہ گیا ہے۔ پھر تمہیں ہی تو ٹائم دینا ہے میری جان۔ شامیر لیپ ٹاپ سے نظریں اٹھاتے ایک نظر میرال پر ڈال کر بولتا ہوا دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

شامیر آج فرخندہ آپی ڈنر پر آ رہی ہیں تو میں آج کیا پہنوں؟ میرال شامیر کے پاس بیڈ پر بیٹھتی ہوئی بولی۔

کچھ بھی پہن لو تم پر تو سب کچھ سُوٹ کرتا ہے۔

شامیر لیپ ٹاپ کی سکرین پر نظریں جمائے بولا۔

یہ لیپ ٹاپ تو بند کریں۔میرال نے کہتے ہوئے لیپ ٹاپ بھی ساتھ میں ایک ہاتھ سے منہ بناتے ہوئے بند کیا۔

میرال کیا کر رہی ہو یار؟ بہت اِمپورٹنٹ ہے۔شامیر نے جلدی سے لیپ ٹاپ کھول کر سکرین کو دیکھتے ہوئے کام شروع کیا۔

میرال غصے سے بیڈ سے اُٹھی ہی تھی کہ شامیر نے میرال کا ہاتھ کھینچ کر اپنے پاس دوبارہ بٹھایا اور ساتھ ہی لمبا سانس کھینچتے ہوئے لیپ ٹاپ بند کیا۔

کام کتنا بھی امپورٹینٹ ہوتا مگر شامیر میرال کو ناراض نہیں کر سکتا تھا۔

جی میری جان! اب بولو۔شامیر نے اپنی پوری توجہ میرال کی طرف کی جو ہنوز منہ سجائے اس کے پاس بیٹھی تھی۔

شامیر مسکرایا تھا اس کے حسین ایکسپریشن دیکھ کر بلکل بچوں کی طرح منہ بُھلائے بیٹھی تھی۔شامیر نے اسے اپنی بانہوں کے حلقے میں لیا۔اچھا اب بولو کیا کہہ رہی تھی۔وہ مسکراتے ہوئے پوچھنے لگا۔

ڈریس کا پوچھ رہی تھی کہ کیا پہنوں؟میرال ناراضگی سے بولی۔

میری جان۔آپ کچھ بھی پہن لیں بے انتہا خوبصورت لگتی ہیں۔شامیر میرال کے رخسار کو چومتے ہوئے بولا۔ویسے میرال تمہارا اپینڈڈ کہاں ہے۔میں نے تمہیں الماری

میں رکھنے کے لیے نہیں دیا تھا۔اس لیے دیا تھا کہ تم اپنی خوبصورت گردن میں پہن کر رکھا کرو۔

شامیر کو یاد آیا کہ اس نے شادی کے بعد صرف ایک دفعہ ہی میرال کو وہ پہنے دیکھا تھا۔

ابھی پہن لیتی ہوں۔میرال شامیر کے حصار سے نکلتی ہوئی بولی۔

اب کہاں میری جان؟اب اتنی جلدی راہِ فرار ممکن نہیں۔شامیر نے اپنا حصار مزید تنگ کیا تھا۔

شامیر کیا کر رہے ہیں یہ بھی کوئی وقت ہے۔ڈنر کا ٹائم ہونے والا ہے۔فرخندہ آپا آتی ہوں گی۔رومینس کا کوئی وقت نہیں ہوتا۔ویسے بھی ابھی کافی ٹائم ہے ڈنر میں۔تب تک میں سٹارٹر سے کام چلا لیتا ہوں۔شامیر نے بے باکی سے بولتے ہوئے میرال کو آنکھ ماری۔میرال سُرخ پڑتے چہرے کے ساتھ سوچ رہی تھی کہ شامیر کام میں ہی مصروف اچھا تھا۔کیا ضرورت تھی شامیر کے اندر کے رومینس کو جگانے کی۔جو میرال کو دیکھ کر ہی اُمڈ اُمڈ کر آتا تھا۔جس کی کوئی حد نہیں تھی۔

میرال بلیک اینڈ وائٹ کمبی نیشن کا ٹراوزر اور شرٹ پہنے ساتھ ہی بلیک دوپٹہ اوڑھے ڈریسنگ روم سے باہر آئی۔

شامیر آپ نے میرا اپینڈڈ دیکھا ہے کہیں؟

بدکردار

شامیر ابھی ابھی شاور لے کر نکلا تھا۔ باتھ روب پہنے اپنے گیلے بالوں کو خشک کر رہا تھا۔

میرال کی بات سن کر اس کے ہاتھ لمحے بھر کو رکے۔

نہیں میں نے تو نہیں دیکھا۔ شامیر دوبارہ سے اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

شامیر میں نے لاکر میں دیکھا ہے تمام جیولری ہے مگر وہ پینڈنٹ نہیں ہے۔ میرال وہیں

کہیں ہو گا غور سے دیکھو۔ شامیر ٹاول بیڈ پر اُچھالتے ہوئے بولا۔

شامیر میں نے ہر جگہ دیکھ لیا ہے کہیں نہیں ہے۔ مجھے یاد آیا شامیر۔۔۔۔۔۔ مجھے لگتا ہے میں نے لاؤنج میں اتارا تھا اس دن۔ اور وہیں ٹیبل پر رکھا تھا میں نے۔ مگر اس دن کے بعد مجھے کہیں نظر نہیں آیا۔ میرال کو ایک دم سے یاد آیا تھا۔ کہ اس نے اس دن اپنا پینڈنٹ اُتارا تھا۔ اسے اچنگ ہو رہی تھی چین سے تو اس نے وہیں اتار کر رکھ دیا۔

میرال تمہارا دماغ خراب ہے۔ تم نے وہ پینڈنٹ لاؤنج میں اتارا اور اتنے دن بعد تمہیں یاد آیا ہے۔ شامیر کو ایک دم سے غصہ آیا تھا میرال کی لاپرواہی پر۔ تبھی وہ بھڑکتے ہوئے لہجے میں بولا۔

کیا بہت مہنگا تھا۔ میرال روہانسی ہوئی۔

بات مہنگے سستے کی نہیں ہے۔ وہ تمہاری ویڈنگ نائٹ کا گفٹ تھا۔ جو میں نے بہت پیار سے تمہارے لیے لیا تھا۔ مجھے تو لگا تھا کہ لڑکیاں بہت حساس ہوتی ہیں منہ دکھائی کے

تحفے کو لے کر۔ مگر تمہیں تو کوئی احساس ہی نہیں۔ شامیر غصے سے بولتا ہوا ڈریسنگ روم میں چلا گیا۔

شامیر ڈریسنگ روم میں چینج کرنے کے بعد باہر آیا تو میرال کو دیکھا جو بیڈ پر بیٹھ کر رونے میں مصروف تھی۔

اب رو کیوں رہی ہو؟ شامیر میرال کے رونے پر جھنجھلایا تھا۔

شامیر وہ پینڈڈ!

میرال اتنا بولنے کے بعد پھر سے رونے میں مصروف ہو گئی۔ اس پینڈڈ کی اتنی ویلیو نہیں کہ تم یہ موتی ضائع کرو۔ میرے لیے یہ سب سے قیمتی ہیں۔ شامیر میرال کے پاس آکر اسے بیڈ سے اُٹھا کر اس کے آنسو صاف کرتا ہوا بولا۔

مجھے اس لیے غصہ آیا تھا میری جان۔ وہ ہماری ویڈنگ نائٹ کا گفٹ تھا۔ میں چاہتا ہوں تمہیں مجھ سے جڑی ہر چیز سے پیار ہو۔ مجھے تمہاری لاپرواہی پر غصہ آیا۔ جہاں تک اس پینڈڈ کی بات ہے تو وہ مل جائے گا۔ کسی کی بھی اتنی ہمت نہیں کہ شامیر دُرانی کے گھر سے کوئی چیز ادھر اُدھر کرے۔ ڈنر کے بعد تمام ملازمین سے اس بارے میں پوچھ گچھ ہو گی۔ تم فکر نہ کرو۔ شامیر میرال کے ماتھے پر اپنا لمس چھوڑتے ہوئے بولا۔

دروازے پر ناک پر شامیر کی اجازت ملنے پر ملازم نے اندر آکر فرخندہ کے آنے کی اطلاع دی تھی۔

اچھاتم اب اچھاساتیار ہو کر نیچے آؤ۔میں جارہاہوں۔اچھا نہیں لگتا کہ مہمان انتظار کرے۔شامیر کہتے ہوئے باہر چلا گیا۔

شامیر کے نرم رویہ پر میرل کو اپنی کوتاہی کا شدت سے احساس ہوا تھا۔ٹھیک ہی تو کہہ رہے تھے شامیر۔انہوں نے مجھے کتنے پیار سے دیا تھااور میں نے کتنی لاپرواہی کی۔اور یقیناً مہنگا بھی ہو گا۔جتنی بھی جیولری شامیر نے اسے لے کر دی تھی وہ لاکھوں سے کم کی نہیں تھی اور یہ پینڈڈ بھی یقیناً لاکھوں میں ہو گا۔اگر کسی ملازم نے اِدھر اُدھر کرلیا تو۔میرال ایک دم سے پریشان ہوئی تھی۔

شکر ہے وقار بھائی آپ نے بھی شرفِ ملاقات بخشا۔شامیر ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی خوش دلی سے وقار رضا کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر گلے ملا۔

تم اچھے سے جانتے ہو بزنس سے ٹائم نکالنا کتنا مشکل ہوتا ہے۔وقار رضا کی بات پر شامیر نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔جی جانتا ہوں۔یہ شامیر دُرانی سے اچھا کوئی جان نہیں سکتا اور آپا آپ کیسی ہیں؟میرب،منال کو ساتھ کیوں نہیں لائیں؟میں کتنا مِس کررہا تھا ان کو۔شامیر فرخندہ کی طرف متوجہ ہوا۔

ان کے ایگزامز چل رہے ہیں ورنہ وہ تو بہت اتاولی ہو رہی تھیں تم سے اور میرال سے ملنے کو۔فرخندہ نے مسکرا کر شامیر کو بتایا۔

اور یہ میرال کہاں ہے؟فرخندہ کو اندر ہی اندر میرال کے ابھی تک نیچے نہ آنے پر غصہ آیا تھا۔

تیار ہو رہی تھی آ ہی رہی ہو گی۔شامیر یہ کہہ کر وقار فضا سے باتوں میں مصروف ہو گیا۔

میرال نک سک سے تیار دوپٹہ سر پر اوڑھے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی تھی۔

اسلامُ علیکم فرخندہ آپا۔میرال نے فرخندہ اور وقار سے سلام کیا۔

وقار نے اُٹھ کر میرال کو سر پر پیار دیا تھا البتہ فرخندہ نے بیٹھے بیٹھے ہی سلام کا جواب دیا۔

بیٹھو میرال۔شامیر نے اسے کھڑا دیکھ کر اپنے پاس بیٹھنے کو کہا۔وہ شامیر میں سوچ رہی تھی کہ لاؤنج میں میں خود چیک کر لیتی ہوں پینڈڈ۔ہو سکتا ہے وہ وہیں پر ہو۔میرال ایک دم سے بنا سوچ سمجھے بولی۔جس پر شامیر نے ایک دم سے پہلو بدل کر لب بھینچ کر میرال کو دیکھا تھا۔میرال کی بے وقوفی پر شامیر کا سر پیٹنے کو دل چاہا تھا۔وہ اچھے سے جانتا تھا کہ اب آگے کیا ہونے والا ہے اور اس کی عین توقع کے مطابق فرخندہ ایک دم سے صوفے سے اُٹھی تھی۔

کیا کہا میرال؟کون سا پینڈڈ؟فرخندہ نے صوفے سے اُٹھتے ہوئے پوچھا۔

میری منہ دکھائی کا پینڈڈ۔ وہ پچھلے ایک ہفتے سے مجھے نہیں ملا۔ میرُال کے بتانے پر فرخندہ تو ہتھے سے ہی اُکھڑ گئی۔ کیا کہا؟ منہ دکھائی والا پینڈڈ تم نے گم کر دیا۔ اتنا مہنگا پینڈڈ جانتی بھی ہو وہ کتنے کا تھا؟ فرخندہ غصے سے چیخی۔

آپا پلیز۔ شامیر ایک دم سے صوفے سے اُٹھا تھا۔

وقار بھی صوفے سے اُٹھ چکا تھا۔ کیا پلیز شامیر۔ تم نے اتنا مہنگا کروڑوں کی مالیت کا پینڈڈ اسے تحفے میں دیا۔ کتنا منع کیا تھا تمہیں میں نے مگر تم نے ایک نہ سُنی۔ ساڑھے تین کرور کا پینڈڈ تھا وہ میرال۔ جسے تم نے اپنی لاپرواہی سے گُم کر دیا۔ یا پھر تم نے اپنے سگوں کو دے دیا۔

میرال پینڈڈ کی قیمت سُن کر ہی شاک میں تھی۔ فرخندہ کی اگلی بات پر وہ تڑپ کر رہ گئی۔

بس آپا۔۔۔ آپ میرال سے ایسے بات نہیں کر سکتیں۔ شامیر نے غصہ ضبط کرتے ہوئے دبے لہجے میں فرخندہ کو کہا۔

کیوں نہیں کر سکتی ایسی بات؟ تم اتنی محنت سے کماتے ہو۔ یہ حرام کی کمائی نہیں۔ یوں برباد کر دے گی یہ کل کی آئی لڑکی۔ اور اس کی اوقات نہیں تھی کروڑوں کا پینڈڈ دینے کی بلکہ اس کی اوقات تو چند ہزار کی بھی نہیں ہے۔ فرخندہ نخوت بھرے انداز میں نفرت بھری نگاہ میرال پر ڈالتے ہوئے بولی۔ جو رونے میں مصروف تھی۔

zubinovelsone.com
NOOR ASIF NOVELS

شامیر کی برداشت کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔ بس آپا۔ اب ایک لفظ اور نہیں۔ یہ بزنس میرا ہے میں کماتا ہوں۔ میں نے یہ پینڈڈ دیا تھا۔ یہ میرا مسئلہ ہے آپ کا نہیں اور جہاں تک اس کی اوقات کی بات ہے تو اس کی اوقات شامیر دُرانی کی اوقات سے جڑی ہے۔ لیکن میرال شامیر بن کر بھی آپ کو اس کی اوقات چند ہزار کی لگتی ہے تو ٹھیک ہے نہیں رہے گی اس کی یہ اوقات۔ میں اپنے پچاس پرسینٹ شیرز میرال کے نام کروں گا۔ میں امید کرتا ہوں اس کے بعد آپ اس کی اوقات کے بارے میں کچھ نہیں کہیں گی۔

شامیر غصے سے ایک ایک لفظ چباتا ہوا بولا۔

فرخندہ بے یقینی سے شامیر کو دیکھ رہی تھی۔ جس نے کبھی اس کے سامنے اُونچی آواز میں بات نہیں کی تھی اب کیسے کسی لحاظ کا طاق کیے بغیر بول رہا تھا۔ وہ بھی کل کی آئی لڑکی کی وجہ سے۔

فرخندہ نے سلگتی ہوئی نظر میرال پر ڈالی تھی اور اپنے قدم باہر کی جانب بڑھائے۔

آپا میری بات سُنیں۔ شامیر ایک دم سے فرخندہ کی طرف بڑھا۔

بس شامیر میرا اور تمہارا آج کے بعد کوئی تعلق نہیں۔ تم نے کل کی آئی لڑکی کی وجہ سے میری اتنی بے عزتی کی جو میں کبھی نہیں بھول سکتی۔

آپا میں نے آپ سے بدتمیزی نہیں کی۔ آپ اگر میری بہن ہیں تو وہ میری بیوی ہے۔ آپ بے جان سی چیز کو کیسے فوقیت دے سکتی ہیں۔ اگر آپ بھی میرال کی جگہ ہوتیں تو

میں تب بھی ہی کہتا۔شامیر نے تحمل سے فرخندہ کو سمجھانا چاہا۔ جس پر فرخندہ طنزیہ ہنسی تھی۔

واہ کیا کہنے شامیر تمہارے؟ تم نے کل کی آئی لڑکی کو مجھ سے ملا دیا۔ اس کے سامنے میری بے عزتی کی اور اب خود کو ڈیفینڈ کر رہے ہو۔

دیکھنا ایک دن تم بہت پچھتاؤ گے۔ یہ لڑکی تمہیں برباد کر دے گی۔ سب سے بڑی غلطی تم اپنے شیئرز اس کے نام کر کے کرو گے۔ یہاں کھڑے کیا کر رہے ہو جاؤ اپنی سو کالڈ بیوی کے آنسو پونچھو۔ چلیں وقار۔ فرخندہ کہتے ہوئے وہاں سے چل پڑی۔

شامیر شکستہ قدموں سے اندر آیا تھا اسے بہت فیل ہو رہا تھا اس کی بہن آج اس کے گھر سے ایسے ناراض ہو کر بنا کھانا کھائے گئی ہے۔ اندر آتے ہی اس کی نظر میرال پر پڑی جو کھڑی رو رہی تھی۔

شامیر غصے سے میرال کی طرف بڑھا جس کی بیوقوفی کی وجہ سے آج یہ ہوا تھا۔

کیا ضرورت تھی تمہیں فرخندہ آپا کے سامنے پینڈ ڈکا ذکر کرنے کی؟ جب میں نے تمہیں کہا تھا کہ میں سنبھال لوں گا تو کیا ضرورت تھی یہ بکواس کرنے کی۔ شامیر اس کی کلائی پکڑ کر غصے سے چلایا۔

شامیر مجھے نہیں پتا تھا فرخندہ آپا ایسے ری ایکٹ کریں گی اور مجھے نہیں پتا تھا کہ وہ اتنا مہنگا پینڈ ڈ ہے میرال سسکتے ہوئے بولی۔

بدکردار

شامیر نے لب بھینچ کر ماتھے پر سلوٹیں ڈالے ایک نظر اس کے سسکتے ہوئے وجود پر ڈال کر اپنا غصہ کنٹرول کیا۔

یہ رونا بند کرو اور جاؤ کمرے میں۔

شامیر آئی ایم سوری! میرال روتے ہوئے ٹوٹے لفظوں میں بولی۔

میرال سمجھ میں نہیں آتی تمہاری بات۔ میں پہلے ہی تمہاری حماقت کی وجہ سے بہت پریشان ہوں اور اوپر سے تمہارا رونا مجھے اور غصہ دلا رہا ہے۔ روم میں جاؤ میں آتا ہوں تھوڑی دیر میں۔ شامیر نے غصے سے دبے لہجے میں میرال کو کمرے میں جانے کا حکم دیا تھا۔

میرال آنسو صاف کرتے ہوئے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اپنے روم میں چلی گئی۔

------.----------------

فرخندہ کا گھر آ کر بھی غصہ ختم ہیں ہو رہا تھا کہ ایک عام سی مڈل کلاس لڑکی کی وجہ سے اس کے بھائی نے اس سے بدتمیزی کی تھی۔ جس بھائی پر اسے اتنا مان تھا آج اس نے اسے اس کے شوہر کے سامنے ذلیل کر دیا۔ فرخندہ کو لگتا تھا کہ شامیر نے میرال کی خوبصورتی سے متاثر ہو کر اس سے شادی کی ہے وقت کے ساتھ ساتھ وہ میرال کو شامیر

سے دور کر دے گی۔ مگر آج اس کو احساس ہوا شامیر اسے لے کر بہت حساس ہے۔ وہ جانتی تھی شامیر میرال کے نام اپنے شیئرز ضرور کرے گا۔ اگر شامیر نے یہ کہا ہے تو اس کی بات پتھر پے لکیر ہے اور یہ سوچ سوچ کر فرخندہ کی نفرت میں اور اضافہ ہو رہا تھا۔ میرال بہت جلد تمہیں اپنے بھائی کی زندگی سے نکال دوں گی۔ فرخندہ زہر خند ہوتے سوچ رہی تھی۔

شامیر کمرے میں آیا تو میرال بنا چینج کیے ہی سو چکی تھی۔ وہ بیڈ پر بیٹھ کر لیمپ کی روشنی میں اس کا خوبصورت چہرہ دیکھنے لگا جس پر مٹے مٹے آنسوؤں کے نشان تھے۔ شامیر کے دل کو کچھ ہوا تھا۔

شامیر نے نرمی سے اس کے ماتھے پر اپنا لمس چھوڑا اور پھر اس کے گالوں سے ہوتے ہوئے اس کی گردن پر جب آیا تو میرال نے کسمساتے ہوئے آنکھیں کھولیں تو شامیر کو خود پر جھکا پا کر اسے خود سے دور کر کے ایک دم سے اُٹھ کر بیٹھی تھی۔

کیا ہوا شامیر نے اسے دوبارہ سے خود کے قری کیا اور میرال کے بالوں کو بینڈ سے آزاد کیا۔ جس اس نے سوتے ٹائم بھی نہیں کھولے تھے۔ میرال کے سلکی بالوں نے شامیر کے چہرے کو ڈھانپ کیا تھا۔ جسے شامیر نے بڑے پیار سے میرال کے کانوں کے پیچھے کیا۔

چینج کیوں نہیں کیا؟ شامیر آنکھوں میں خمار لیے میرال سے سرگوشی میں بولا۔

Zubinovelszone.com
Noor Asif Novels

شامیر پینیڈ ڈ ملا؟ میر ال نے شامیر کا سوال اگنور کیے بے تابی سے پینیڈ ڈ کے بارے میں پوچھا۔

وَاٹ داھیل میر ال! میں تم سے کیا پوچھ رہا ہوں اور تم مجھے کیا جواب دے رہی ہو۔

شامیر کو غصہ آیا تھا میر ال پر۔ جو ابھی پینیڈ ڈ کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

اب میں تمہارے منہ سے دوبارہ پینیڈ ڈ کا نام نہ سُنوں۔ یہ میر امسئلہ ہے سمجھ آئی تمہیں۔ میں بہت تھک چکا ہوں۔ مجھے سکون چاہیے تمہارے وجود سے۔ جاؤ چینج کر کے آؤ۔ شامیر میر ال سے الگ ہوتا ہوا بیڈ سے ٹیک لگائے آنکھیں موند کر بولا۔

میر ال شامیر کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے دھڑکتے دل کے ساتھ بیڈ پر ہی بیٹھی تھی کہ شامیر کی آواز پر چونکی۔

سُنا نہیں میر ال میں کیا کہہ رہا ہوں شامیر نے بند آنکھوں سے ہی میر ال کو مخاطب کیا جس پر میر ال جلدی سے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔

ارے زیان بھائی آپ! لائبہ جو یونیورسٹی جانے کے لیے نک سک سے تیار گاڑی میں بیٹھ رہی تھی۔۔

زیان قیوم کو دیکھ کر اس کی طرف بڑھی اور خوشی سے بھرپور لہجے میں بولی۔

کیسی ہو لائبہ؟ زیان قیوم لائبہ کو دیکھ کر بولا۔

میں تو ٹھیک ہوں آپ بتائیں کہاں ہوتے ہیں آپ؟ بھائی کی شادی پر بھی نہیں آئے اور اتنے دن بعد آپ چکر لگا رہے ہیں۔

فرخندہ آپا بھی آپ سے ناراض ہیں۔ لائبہ شکوہ کرتے ہوئے بولی۔

بس مصروفیت تھی گڑیا۔ ورنہ شامیر کی شادی میں اٹینڈ نا کروں ایسا ہو سکتا ہے۔

بزنس کے سلسلے میں امیریکہ تھا۔

کچھ اہم میٹنگ تھی۔

اگر میں نہ جاتا تو شامیر کو جانا پڑتا اور اس کی تو شادی تھی اسے لیے مجھے جانا پڑا۔۔۔

زیان قوم نے تفصیلی جواب لائبہ کو دیا۔

فون کی بیل پر لائبہ کی توجہ فون کی طرف ہوئی۔ اوکے زیان بھائی پھر ملاقات ہو گی آپ سے۔۔۔

مجھے یونیورسٹی سے دیر ہو رہی ہے۔ لائبہ زیان کو خداحافظ کہتی گاڑی میں بیٹھ گئی۔

اور زیان قیوم اندر کی طرف بڑھا تھا شامیر سے ملنے کے لیے۔ آج ان دونوں کی اہم میٹنگ تھی۔ جس کے سلسلے میں زیان شامیر سے بات کرنے آیا تھا۔

ملازموں سے پوچھنے پر زیان ڈائننگ روم کی طرف آیا جہاں میرال اور شامیر بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے۔

بدکردار

زیان قیوم ڈائننگ روم کے دروازے پر ہی ٹھٹھک کر رک گیا۔شامیر کے ساتھ بیٹھی میرال کے حسن نے اسے ٹھٹھکنے پر مجبور کر دیا تھا۔

وہ ملکوں ملکوں پھرا تھا۔ہر طرح کا حسن اس کے بستر کی زینت بنا تھا۔۔

لیکن ایسا حسن اس نے نہیں دیکھا تھا۔۔

۔گلابی دوپٹے کے ہالے میں شفاف چمکتا ہوا حسن اس نے پہلی دفعہ دیکھا تھا۔سب سے بڑھ کر جس چیز نے اسے متوجہ کیا وہ اس کے چہرے کی معصومیت تھی۔ آج کل کی لڑکیوں سے بلکل الگ، کھلی کتاب کی طرح لگی تھی میرال،زیان قیوم کو۔۔

جیسے اندر سے ویسے باہر سے۔ بلکل ایک نوخیز کلی کی طرح،شامیر پے وہ رشک کرتا تھا مگر آج اسے شامیر سے حسد محسوس ہوا۔

اسے تو میرے پاس ہونا چاہیے تھا میرے بستر کی زینت۔زیان قیوم سوچتا ہوا ڈائننگ ایریا میں داخل ہوا۔

شامیر زیان قیوم کو دیکھ کر خوشی سے گلے ملا تھا۔

ارے! تو کب آیا؟شامیر نے اس کے گلے لگتے ہوئے پوچھا۔

ُبس ابھی ابھی۔زیان قیوم میرال سے بمشکل نظریں ہٹاتے ہوئے خود پر قابو کرتا ہوا بولا۔

تو تو شادی کے بعد اللہ کو پیارا ہو گیا ہے اس لیے مجھے ہی آنا پڑا۔ زیان قیوم طنز کرتا ہوا بولا۔

جس پر شامیر نے قہقہہ لگایا تھا۔

شامیر نے میرال کا تعارف کروایا زیان قیوم سے۔

کیسی ہیں بھابھی آپ؟ زیان قیوم نے میرال کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

میں ٹھیک ہوں آپ سنائیں؟ میرال مسکراتی ہوئی بولی۔

زیان قیوم کی نظر میرال کے گلابی ہونٹوں پر ٹھہر گئی۔ شامیر کتنا خوش قسمت ہے، جو ان گلابی ہونٹوں کا روز جام پیتا ہو گا۔۔

زیان قیوم میرال کے گلابی ہونٹوں سے نظریں چراتا ہوا بولا۔ اسے اب سمجھ آئی تھی۔۔

شامیر کیوں میرال کو چھپا کر رکھتا ہے۔ یہ تو چھپانے والی ہی چیز ہے۔ کمال چیز ہے یہ تو۔

زیان قیوم میرال کے حسن سے نظریں چراتا ہوا سوچ رہا تھا۔

بیٹھو زیان۔ شامیر نے زیان کو بیٹھنے کا کہا۔ زیان کے بیٹھنے پر میرال نے اسے چائے کی آفر کرتے ہوئے اسے چائے پیش کرنا چاہی۔۔۔

شامیر نے میرال کا ہاتھ نرمی سے پکڑ کر اسے روکا تھا۔ میرال تم جاؤ میڈ کرے گی یہ کام۔ مجھے زیان سے کچھ بزنس کے سلسلے میں باتیں کرنی ہیں۔

وہ میرال کو لے کر بہت پوزیسیو تھا۔۔یقیناً اسے میرال کا زیادہ دیر زیان قیوم کے سامنے ٹھہرنا بھی پسند نہیں تھا۔

میرال مسکراتے ہوئے زیان قیوم کو خدا حافظ کرتی ہوئی چلی گئی۔

اچھا بتا کیسی رہی میٹنگ ؟شامیر کے پوچھنے پر زیان اپنی سوچوں پر بند باندھتا ہوا شامیر سے باتیں کرنے لگا۔

زیان اپنے بستر پر لیٹا کب سے میرال کو سوچ رہا تھا۔

وہ چاہ کر بھی میرال کو بھول نہیں پا رہا تھا۔

میرال کو تو اس کے بستر کی زینت بننا چاہیے تھا۔وہ اس کے جسم کو بانہوں میں لینے کے لیے تڑپ رہا تھا۔

اس نے اس سے پہلے کبھی میرال کو دیکھا نہیں تھا۔ مگر اسے ایسا لگا جیسے وہ اسے جانتا ہے۔

کچھ تو ہے۔۔اس کے اور میرال کے درمیان۔

اسے ایسا محسوس ہوا۔

اس کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا۔

وہ ایک دم سے سیدھا ہو کر بیٹھا تھا۔

کیا ایسا ہو سکتا ہے۔

نہیں مجھے شاید کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔شامیر کی بیوی ہے وہ۔

تو پھر کیسے ؟زیان قیوم حیران ہوا تھا۔اگر یہ سچ ہوا تو۔۔۔

کچھ سوچ کر زیان قیوم کے چہرے پر مکروہنسی کا راج چھایا تھا۔اس کا قہقہہ ایک دم سے کمرے میں گونجا۔۔۔

میرال شامیر نے کمرے میں آکر میرال کو پکارا تھا۔جو اسے کمرے میں کہیں نہیں دِکھی تھی۔

اس نے ڈریسنگ روم،واش روم میں جھانکا مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔

بلکہ وہ اسے پورے گھر میں کہیں نہیں ملی تھی۔وہ تھکا ہوا آفس سے گھر آیا تھا مگر میرال کو گھر میں نہ پاکر شامیر کی بے چینی اور تھکاوٹ میں اضافہ ہوا تھا۔

شامیر نے غصے سے میرال کا نمبر ڈائل کیا جو کہ آف جا رہا تھا۔

وہ غصے سے موبائل پٹختا ہوا سیڑھیاں نیچے اتر کر آیا اور ملازموں سے میرال کا پوچھا۔

ان میں کسی کو بھی نہیں پتا تھا کہ میرال کہاں ہے؟

اس سے پہلے کہ وہ ان پر غصہ کرتا۔لائبہ شامیر کی آواز سن کر کمرے سے باہر آئی۔۔

بھائی بھابی اپنے میکے گئی ہیں ان کا بھائی آیا تھا وہ ان کے ساتھ گئی ہیں۔

لائبہ کے بتانے پر شامیر کی بے چینی تو ختم ہوئی۔۔

مگر غصہ سوا نیزے پر پہنچا تھا کہ وہ کیسے اس کی اجازت کے بغیر جا سکتی ہے۔۔

اور تو اور اسے انفارم بھی کرنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔

شامیر غصے سے گاڑی کی چابی اُٹھائے گھر سے نکل گیا۔

ریش ڈرائیونگ کرتے ہوئے اس نے گاڑی میرال کے گھر کے سامنے روکی۔۔

گھر کے اندر داخل ہو کر جہاں میرال کو دیکھ کر اس کے رگ و جاں میں سکون اترا تھا۔۔

وہیں میرال کو ڈرائنگ روم میں بیٹھا دیکھ کر غصہ سوا نیزے پر پہنچا تھا۔ جہاں وہ سب کے ساتھ بیٹھی ہنستی ہوئی چائے پی رہی تھی۔شامیر غصے سے تن فن کرتا اس تک پہنچا۔

میرال شامیر کو دیکھ کر ایک دم کھڑی ہوئی۔۔۔

شامیر آپ! شامیر کو غصے میں دیکھ کر میرال کی آواز کانپی تھی۔

کیونکہ وہ جانتی تھی شامیر کے غصے کو،،وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس طرح سب کے سامنے اس کی ذات کا تماشا بنے۔

شامیر نے میرال کو غصے سے گھورتے ہوئے اپنے اشتعال پر قابو پایا۔۔۔

شامیر کیسے ہو؟ طلحہ نے اُٹھ کر شامیر سے مصافحہ کرنے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔

شامیر نے ایک پل کے لیے طلحہ کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو دیکھا۔

Zubinovelszone.com

میرال نے اپنا خشک حلق تر کیا تھا۔ مگر شامیر کے بڑھتے ہاتھ کو دیکھ کر میرال کی جان میں جان آئی تھی۔ بیٹھو شامیر ! طلحہ نے شامیر کو بیٹھنے کے لیے کہا۔ شامیر خوش اسلوبی سے سب سے مل کر میرال کے سامنے وال صوفے پر بیٹھا اور ایک سرد نظر میرال پر ڈالی۔۔

۔میرال نے ایک دم سے گھبرا کر فوراً اپنی نظریں چرائیں تھیں۔

چائے ختم ہونے کے بعد شامیر ایک دم سے کھڑا ہوا۔۔ چلیں میرال! شامیر نے سرد لہجے میں میرال سے چلنے کو کہا۔

میرال نے ایک دم سے طلحہ کو دیکھا تھا۔۔

شامیر میرال کچھ دن کے لیے رہنے آئی ہے۔ طلحہ نے جلدی سے شامیر کو میرال کے رکنے کا بتایا۔

آج تو یہ یہاں نہیں رک سکتی۔

ویسے بھی آپ سب سے مل لیا بس ٹھیک ہے۔ رکنے کی اب ضرورت نہیں۔

میرال میں تمہارا باہر ویٹ کر رہا ہوں۔ دو منٹ میں باہر پہنچو۔

شامیر سرد لہجے میں کہتا ہوا لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

میرال سست قدموں کی رفتار چلتے ہوئے طلحہ اور باقی سب کو دیکھتے ہوئے وہاں سے چل دی۔ طلحہ نے لب بھینچے تھے شامیر کی حرکت پر۔۔۔۔۔

میرال کے گاڑی میں بیٹھنے پر شامیر نے گاڑی سٹارٹ کی۔ پورا راستہ خاموشی سے کٹا تھا۔ گاڑی کار پورچ میں داخل ہوئی۔

شامیر نے گاڑی روکی اور بنا میرال پر نظر ڈالے غصے سے گاڑی کا دروازہ بند کرتا ہوا اندر بڑھ گیا۔

میرال سست روی سے چلتے ہوئے، گہرا سانس بھرتے ہوئے کمرے کی جانب چل دی۔۔۔

میرال جب کمرے میں آئی تو شامیر کپڑے چینج کر کے بیڈ پر لیٹا ایل ای ڈی پر نیوز سُن رہا تھا۔

میرال خاموشی سے ڈریسنگ روم میں چلی گئی۔ کپڑے چینج کیے۔ وائٹ نائٹی پہن کر آئی جس پر وائٹ لانگ گاؤن تھا۔ میرال آہستگی سے بیڈ کی دوسری سائیڈ پر سائیڈ لمپ آف کیے کروٹ لیے لیٹ گئی۔

شامیر نے ایک اچٹتی سی نظر میرال پر ڈالی جو رُخ بدل کر لیٹی تھی۔ شامیر نے غصے سے ریموٹ اُٹھا کر زمین پر دے مارا۔ اور کروٹ بدل کر لیٹ گیا۔

میرال ایک دم سے کانپی تھی اور منہ پے ہاتھ رکھ کر بے آواز رونے لگی۔

بدکردار

صبح میرال کی جب آنکھ کھلی تو شامیر آفس کے لیے نکل چکا تھا۔ وہ ابھی تک اس سے ناراض تھا۔ میرال گہرا سانس بھر کر اُٹھی۔ اپنے بالوں کو لپیٹ کر جوڑا بنایا۔ کتنی ہی دیر بیڈ پر بیٹھ کر شامیر کے رویے کے بارے میں سوچنے لگی۔

وہ جانتی تھی اس نے غلط کیا ہے اسے شامیر کو انفارم کرنا چاہیے تھا مگر اس کا موبائل ٹوٹ گیا تھا۔

بلکہ اس نے خود اپنے ہاتھوں سے توڑا تھا۔

کل کا منظر اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا تھا۔

جب ایک انجان نمبر سے اسے کال آئی تھی۔

ہیلو کون؟ میرال کے بولتے ہی دوسری طرف سے کوئی اس سے مخاطب تھا۔

اتنی جلدی بھول گئی جانِ من! کون بات کر رہا ہے؟

میرال ایک دم سے پریشان ہوئی۔

تمہارا عاشق۔ اس کی ہنسی کی آواز گونجی تھی۔

جسٹ شٹ اَپ! اگر آئندہ سے تم نے اس نمبر پر کال کی تو انجام بہت بُرا ہو گا۔ میرال نے یہ کہہ کر فون کاٹنا چاہا۔

ارے رکو جانِ من! فون مت کاٹنا پہلے میرا تعارف تو سُن لو۔

Zubinovelszone.com
Urdu Asif Novels

مجھے تمہارا تعارف سننے میں کوئی دلچسپی نہیں کیونکہ میں تمہیں نہیں جانتی۔ میرال کو اب اس رانگ کال پر غصہ آیا جو فضول میں ہی بے معنی گفتگو کر رہا تھا۔

جانتی تو تم ہو مجھے۔ چلو خیر میں اپنا تعارف کرواتا ہوں۔

تمہارا لَو سیکر!

میرال کے ہاتھ سے ایک دم سے فون گرا تھا اور ماتھے پر بے انتہا پسینہ آیا تھا۔ دوسری طرف سے وہ ابھی تک لائن پر تھا

میرال نے جلدی سے اس کی کال ڈسکنکٹ کی۔ تو اسے ایک میسیج ریسو ہوا۔

پاپا کی پری کیسی ہو؟ کیا ہوا میرا فون کیوں کاٹا؟ میری آواز پسند نہیں آئی کیا؟ چلو کوئی بات نہیں میں بھی بہت مصروف ہوں لیٹ نائٹ بات ہو گی سویٹ ہارٹ۔

میرال نے کانپتے ہاتھوں سے میسیج پڑھا اور لمبے لمبے سانس لینے لگی۔

اس کو میرا نمبر کیسے ملا؟ میں نے تو اسے کبھی اپنا نمبر نہیں دیا اور اتنے عرصے بعد یہ مجھ سے کیوں رابطہ کر رہا ہے۔

اگر شامیر کو پتا چل گیا تو؟ یہ سوچ آتے ہی میرال کے جسم میں سرد لہر دوڑ گئی۔ شامیر تو اسے جان سے مار دے گا۔

میرال کا پورا وجود پسینے میں تر ہو گیا تھا۔ ایک دم سے میرال کا موبائل پھر سے بجا تھا۔ اسی انجان نمبر سے وہ اسے پھر سے کال کر رہا تھا۔

میرال نے جلدی سے موبائل اُٹھا کر دیوار پر دے مارا۔ موبائل کی سکرین چکنا چُور ہو گئی۔ اور میرال زمین پر بیٹھ کر اونچی اونچی آواز میں رونے لگی۔۔۔

وہ کافی دیر تک روتی رہی۔ جب ملازم نے طلحہ کے آنے کی خبر دی تو وہ ایک دم سے اُٹھی تھی۔

وہ جلدی سے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کمرے سے نکلی تھی اور سیڑھیوں سے اترتے ہی اسے طلحہ کھڑا نظر آیا وہ بھاگ کر اس کے سینے سے لگی تھی اور رونے لگ گئی۔ میرال کے بے چین دل کو قرار آیا تھا۔

اسے لگا جیسے تپتی دھوپ سے وہ سائباں کے نیچے آ گئی ہو۔۔۔

میرال کیا ہوا؟ طلحہ ایک دم سے پریشان ہوا۔

میرال کو اس طرح روتے دیکھ کر طلحہ کو اپنے پیروں پر کھڑا رہنا مشکل لگا۔

کیا ہوا میرال؟ طلحہ نے بے چینی سے پوچھا۔ شامیر نے کچھ کہا ہے؟

میرال کو ایک دم سے احساس ہوا۔ وہ طلحہ سے الگ ہوئی۔۔۔

بھائی مجھے آپ سب کی بہت یاد آرہی تھی بس آپ کو دیکھا تو مجھے رونا آ گیا۔ میرال اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔

سچ میں یہی بات ہے۔ طلحہ نے مشکوک نظروں سے میرال کے روتے ہوئے چہرے کو دیکھ کر پوچھا۔

جی بھائی یہی بات ہے مجھے آپ کی بہت یاد آرہی تھی۔مجھے آپ کے ساتھ جانا ہے

میرال جلدی سے بولی۔

وہ بس یہاں سے جانا چاہتی تھی۔اس انجان نمبر سے کال کی وجہ سے وہ بہت پریشان تھی۔۔

اور شامیر کے بارے میں سوچتی تھی تو اور خوفزدہ ہو جاتی تھی۔

شامیر اسے لے کر کتنا پوزیسیو ہے۔اگر اسے پتا چل گیا تو میرال کا سوچ سوچ کر ہی دماغ ماؤف ہو رہا تھا۔اسی لیے اسے کچھ سمجھ نہیں آیا تو وہ طلحہ کے ساتھ شامیر کو بنا انفارم کیے ہی گھر چلی گئی۔

میٹنگ اٹینڈ کرنے کے بعد شامیر آفس کی چیئر سے ٹیک لگائے آنکھیں بند کر کے بیٹھا تھا۔اور میرال کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

میرال رات کو کافی دیر تک دبی دبی آواز میں روتی رہی تھی۔وہ جانتا تھا۔

لیکن اسے میرال پر بے انتہا غصہ تھا۔واپس انے کے بعد میرال اسے مناتی یا صفائی دیتی بلکہ وہ تو اُلٹا خود اس سے ناراض ہو کر رونے لگ گئی تھی۔

کہیں ابھی بھی رو نا رہی ہو۔

یہ سوچ کر شامیر پریشان ہوا۔

میرال کا رونا شامیر سے برداشت نہیں ہوتا تھا وہ جھنجھلا جاتات-ھا۔۔

اس کے رونے پر۔ مگر میرال کو تو ہر بات پر رونا تھا۔ شامیر نے میرال کا نمبر ڈائل کیا جو کہ آف جا رہا تھا۔ شامیر نے غصے سے لب بھینچے اور موبائل ٹیبل پر رکھ کر اپنا آفس کا کام کرنے لگ گیا۔

شامیر آفس سے آنے کے بعد ڈنر کر رہا تھا۔ میرال اس کے سامنے والی چیئر پر بیٹھی تھی اور لائبہ میرال کے ساتھ والی چیئر پر۔ تینوں نفوس خاموشی سے ڈنر کر رہے تھے۔

ڈائننگ روم میں صرف چمچوں اور کانٹوں کی آواز گونج رہی تھی۔

شامیر نے ایک نظر سامنے بیٹھی میرال کو دیکھا جو وائٹ ڈریس میں خاموش اُداس سی بیٹھی اپنی پلیٹ میں چمچ پھیر رہی تھی۔۔۔

تمہارا فون کیوں آف ہے؟ شامیر کی آواز پر وہ ایک دم سے ہڑبڑائی۔

وہ وہ۔۔ مم، مم، میرا فون ٹوٹ گیا ہے۔ میرال گھبراتی ہوئی ٹوٹے لفظوں میں بولی اور ساتھ ہی آنکھوں میں ڈھیر سارے آنسو تھے۔۔ جنہیں وہ مشکل سے ضبط کر رہی تھی۔

میرال کی حالت دیکھ کر لائبہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔ جس پر شامیر نے گھور کر لائبہ کو دیکھا۔ لائبہ سٹپٹا کر نظریں جھکا کر کھانے میں مصروف ہو گئی۔

شامیر بیڈ پر بیٹھا کراؤن سے ٹیک لگائے میرال کو ہی دیکھ رہا تھا جو ڈریسنگ روم سے بلیک نائٹی پہن کر نکلی تھی اور اب ڈریسنگ کے سامنے کھڑی اپنے بالوں کو کھول رہی تھی۔

اس کا سُرخ چہرہ دیکھ کر شامیر کو اندازہ ہوا تھا کہ وہ ڈریسنگ روم میں بھی روتی رہی ہے۔

میرال ادھر آؤ میرے پاس۔ شامیر نے اسے بہت پیار سے پکارا۔

میرال چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھاتی شامیر کے پاس گئی۔ ادھر بیٹھو میرے پاس۔

شامیر نے بیڈ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود بھی سیدھا ہو کر بیٹھا۔ میرال شامیر کے سامنے نظریں جھکائے بیٹھ گئی۔

کیا ہوا ہے؟ شامیر نے میرال کے گالوں پر ہاتھ رکھ کر پیار سے پوچھا۔

شامیر کے پوچھنے کی دیر تھی میرال شامیر کے سینے سے لگ کر رونے لگ گئی۔

شامیر بہت پریشان ہو گیا تھا۔ اس طرح اس کے رونے پر۔ شامیر نے اسے رونے سے روکا نہیں۔

جب میرال رو رو کر تھک گئی اور سسکیاں لینے لگ گئی تو شامیر نے اسے خود سے الگ کیا اور پیار سے اس کے آنسو صاف کیے۔

کیا ہوا کیوں رونا آرہا ہے اتنا؟

گھر والوں کی یاد آرہی ہے۔ تمہیں بُرا لگا ہے میں نے تمہیں رکنے نہیں دیا۔ ٹھیک ہے میں تمہیں صبح آفس جاتے ہوئے چھوڑ دوں گا اور رات کو پِک کر لوں گا۔

مگر ادھر رات مت رکنا میری جان۔ میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا۔ شامیر اس کے گالوں پر ہاتھ رکھے اس سے پیار سے بولا۔

اور میں نے تمہارا نیا فون آرڈر کر دیا ہے کل صبح تمہیں مل جائے گا۔

نن نہیں مجھے فون نہیں چاہیے۔ میرال ایک دم سے بوکھلائے انداز میں بولی۔

شامیر حیران ہوا۔ کیا ہوا ہے میرال کیا بچوں جیسی باتیں کر رہی ہو۔ فون کیوں نہیں چاہیے تمھیں۔۔

اور اگر تمہارے آنسو فون کی وجہ سے ہیں تو تم ایسے دس فون بھی روز توڑو مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آئندہ کے بعد کسی بھی نقصان پر رونا مت ورنہ بہت سختی سے پیش آؤں گا۔ شامیر نے اسے تنبیہ کی۔

جس پر میرال کی آنکھوں سے پھر سے آنسو بہنا شروع ہو گئے۔ شامیر نے لمبا سانس لے کر میرال کو اپنی بانہوں میں لیا۔۔۔

یہ جو تم رو رو کر مجھے پریشان کرتی ہو ناں اب اس کی سزا تمہیں ملے گی۔ ساری رات میری بانہوں میں رہنا ہو گا تمہیں۔

میرال نے جھٹ سے آنکھیں بڑی کر کے اپنے آنسو صاف کیے تھے۔

اب کوئی فائدہ نہیں میری جان۔ کل جو تم نے میری جان نکالی تھی۔ اس کی سزا تو تمہیں ملنی چاہیے۔ شامیر اسے بانہوں میں بھر کر اس کے ہونٹوں کو اپنی دسترس میں لے کر اس کی سانسیں روک چکا تھا۔

شامیر نک سک سے تیار کھڑا بیڈ کے پاس آکر میرال کو دیکھنے لگا جو بکھرے سراپے میں سلیولیس نائٹی میں سو رہی تھی۔

میرال کی گردن پر اپنی شدتوں کے نشان دیکھ کر شامیر مسکرایا تھا اور میرال کے پاس بیٹھ کر جھک کر اس کے ماتھے پر اپنا شدت بھرا لمس چھوڑا۔

میرال نے اپنی آنکھیں کھولیں اور اٹھ کر بیٹھی۔

شامیر آپ، میرال شامیر سے نظریں ملائے بنا اس سے مخاطب ہوئی۔

جی میری جان میں۔۔۔۔۔

یہ تمہارا موبائل۔ شامیر نے سائیڈ ٹیبل پر بہت مہنگا اور لیٹسٹ موبائل میرال کو تھمایا۔

میرال یہ آن ہے اور تمہاری سم بھی اس میں موجود ہے۔۔

اب مجھے تمہارا فون آف نہ ملے۔ شامیر میرال کے گال چومتے ہوئے اُٹھا۔

میں آفس جا رہا ہوں ناشتہ ٹائم پر کر لینا۔

شامیر اسے ہدایت دیتے ہوئے آفس کے لیے نکل گیا۔

میرال نے گہرا سانس بھر کر موبائل کو دیکھا۔

مجھے اپنا نمبر چینج کر لینا چاہیے مگر شامیر کو کیا کہوں گی۔ کہ کیوں نمبر چینج کیا۔

میرال اپنے ہاتھوں میں اپنا سر تھام کر بیٹھ گئی۔۔۔

ارے زیان بھائی آپ! لائبہ جو یونیورسٹی جانے کے لیے نک سک سے تیار گاڑی میں بیٹھ رہی تھی۔۔

زیان قیوم کو دیکھ کر اس کی طرف بڑھی اور خوشی سے بھرپور لہجے میں بولی۔

کیسی ہو لائبہ؟ زیان قیوم لائبہ کو دیکھ کر بولا۔

میں تو ٹھیک ہوں آپ بتائیں کہاں ہوتے ہیں آپ؟ بھائی کی شادی پر بھی نہیں آئے اور اتنے دن بعد آپ چکر لگا رہے ہیں۔

فرخندہ آپا بھی آپ سے ناراض ہیں۔ لائبہ شکوہ کرتے ہوئے بولی۔

بس مصروفیت تھی گڑیا۔ ورنہ شامیر کی شادی میں اٹینڈ نا کروں ایسا ہو سکتا ہے۔

بزنس کے سلسلے میں امیریکہ تھا۔

کچھ اہم میٹنگ تھی۔

اگر میں نہ جاتا تو شامیر کو جانا پڑتا اور اس کی تو شادی تھی اسے لیے مجھے جانا پڑا۔۔۔

زیان قوم نے تفصیلی جواب لائبہ کو دیا۔

بدکردار

فون کی بیل پر لائبہ کی توجہ فون کی طرف ہوئی۔اوکے زیان بھائی پھر ملاقات ہو گی آپ سے۔۔۔

مجھے یونیورسٹی سے دیر ہو رہی ہے۔لائبہ زیان کو خدا حافظ کہتی گاڑی میں بیٹھ گئی۔

اور زیان قیوم اندر کی طرف بڑھا تھا شامیر سے ملنے کے لیے۔آج ان دونوں کی اہم میٹنگ تھی۔جس کے سلسلے میں زیان شامیر سے بات کرنے آیا تھا۔

ملازموں سے پوچھنے پر زیان ڈائننگ روم کی طرف آیا جہاں میرال اور شامیر بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے۔

زیان قیوم ڈائننگ روم کے دروازے پر ہی ٹھٹھک کر رک گیا۔شامیر کے ساتھ بیٹھی میرال کے حسن نے اسے ٹھٹھکنے پر مجبور کر دیا تھا۔

وہ ملکوں ملکوں پھرا تھا۔ہر طرح کا حسن اس کے بستر کی زینت بنا تھا۔۔

لیکن ایسا حسن اس نے نہیں دیکھا تھا۔۔

۔گلابی دوپٹے کے ہالے میں شفاف چمکتا ہوا حسن اس نے پہلی دفعہ دیکھا تھا۔سب سے بڑھ کر جس چیز نے اسے متوجہ کیا وہ اس کے چہرے کی معصومیت تھی۔آج کل کی لڑکیوں سے بلکل الگ،کھلی کتاب کی طرح لگی تھی میرال،زیان قیوم کو۔۔

جیسے اندر سے ویسے باہر سے۔بلکل ایک نوخیز کلی کی طرح،شامیر پے وہ رشک کرتا تھا مگر آج اسے شامیر سے حسد محسوس ہوا۔

اسے تو میرے پاس ہونا چاہیے تھا میرے بستر کی زینت۔زیان قیوم سوچتا ہوا ڈائننگ ایریا میں داخل ہوا۔

شامیر زیان قیوم کو دیکھ کر خوشی سے گلے ملا تھا۔

ارے! تو کب آیا؟شامیر نے اس کے گلے لگتے ہوئے پوچھا۔

بس ابھی ابھی۔زیان قیوم میرال سے بمشکل نظریں ہٹاتے ہوئے خود پر قابو کرتا ہوا بولا۔

تو تو شادی کے بعد اللہ کو پیارا ہو گیا ہے اس لیے مجھے ہی آنا پڑا۔زیان قیوم طنز کرتا ہوا بولا۔

جس پر شامیر نے قہقہہ لگایا تھا۔

شامیر نے میرال کا تعارف کروایا زیان قیوم سے۔

کیسی ہیں بھابھی آپ؟زیان قیوم نے میرال کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

میں ٹھیک ہوں آپ سنائیں؟میرال مسکراتی ہوئی بولی۔

زیان قیوم کی نظر میرال کے گلابی ہونٹوں پر ٹھہر گئی۔شامیر کتنا خوش قسمت ہے، جو ان گلابی ہونٹوں کا روز جام پیتا ہو گا۔۔

زیان قیوم میرال کے گلابی ہونٹوں سے نظریں چراتا ہوا بولا۔اسے اب سمجھ آئی تھی۔۔

شامیر کیوں میرال کو چھپا کر رکھتا ہے۔یہ تو چھپانے والی ہی چیز ہے۔کمال چیز ہے یہ تو۔

زیان قیوم میرال کے حسن سے نظریں چراتا ہوا سوچ رہا تھا۔

بیٹھو زیان۔شامیر نے زیان کو بیٹھنے کا کہا۔زیان کے بیٹھنے پر میرال نے اسے چائے کی آفر کرتے ہوئے اسے چائے پیش کرنا چاہی۔۔۔

شامیر نے میرال کا ہاتھ نرمی سے پکڑ کر اسے روکا تھا۔میرال تم جاؤ میڈ کرے گی یہ کام۔مجھے زیان سے کچھ بزنس کے سلسلے میں باتیں کرنی ہیں۔

وہ میرال کو لے کر بہت پوزیسیو تھا۔۔یقیناً اسے میرال کا زیادہ دیر زیان قیوم کے سامنے ٹھہرنا بھی پسند نہیں تھا۔

میرال مسکراتے ہوئے زیان قیوم کو خداحافظ کرتی ہوئی چلی گئی۔

اچھا بتا کیسی رہی میٹنگ؟شامیر کے پوچھنے پر زیان اپنی سوچوں پر بند باندھتا ہوا شامیر سے باتیں کرنے لگا۔

زیان اپنے بستر پر لیٹا کب سے میرال کو سوچ رہا تھا۔

وہ چاہ کر بھی میرال کو بھول نہیں پا رہا تھا۔

میرال کو تو اس کے بستر کی زینت بننا چاہیے تھا۔وہ اس کے جسم کو بانہوں میں لینے کے لیے تڑپ رہا تھا۔

Zubinovelszone.com
Urdu Novels Asif

اس نے اس سے پہلے کبھی میرال کو دیکھا نہیں تھا۔ مگر اسے ایسا لگا جیسے وہ اسے جانتا ہے۔

کچھ تو ہے۔۔اس کے اور میرال کے درمیان۔

اسے ایسا محسوس ہوا۔

اس کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا۔

وہ ایک دم سے سیدھا ہو کر بیٹھا تھا۔

کیا ایسا ہو سکتا ہے۔

نہیں مجھے شاید کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔شامیر کی بیوی ہے وہ۔

تو پھر کیسے؟زیان قیوم حیران ہوا تھا۔اگر یہ سچ ہوا تو۔۔۔

کچھ سوچ کر زیان قیوم کے چہرے پر مکروہ ہنسی کا راج چھایا تھا۔اس کا قہقہہ ایک دم سے کمرے میں گونجا۔۔۔

میرال شامیر نے کمرے میں آ کر میرال کو پکارا تھا۔جو اسے کمرے میں کہیں نہیں دِکھی تھی۔

اس نے ڈریسنگ روم،واش روم میں جھانکا مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔

بلکہ وہ اسے پورے گھر میں کہیں نہیں ملی تھی۔وہ تھکا ہوا آفس سے گھر آیا تھا مگر میرال کو گھر میں نہ پا کر شامیر کی بے چینی اور تھکاوٹ میں اضافہ ہوا تھا۔

شامیر نے غصے سے میرال کا نمبر ڈائل کیا جو کہ آف جا رہا تھا۔

وہ غصے سے موبائل پٹختا ہوا سیڑھیاں نیچے اتر کر آیا اور ملازموں سے میرال کا پوچھا۔

ان میں کسی کو بھی نہیں پتا تھا کہ میرال کہاں ہے؟

اس سے پہلے کہ وہ ان پر غصہ کرتا۔لائبہ شامیر کی آواز سن کر کمرے سے باہر آئی۔۔

بھائی بھابی اپنے میکے گئی ہیں ان کا بھائی آیا تھا وہ ان کے ساتھ گئی ہیں۔

لائبہ کے بتانے پر شامیر کی بے چینی تو ختم ہوئی۔۔

مگر غصہ سوا نیزے پر پہنچا تھا کہ وہ کیسے اس کی اجازت کے بغیر جا سکتی ہے۔۔

اور تو اور اسے انفارم بھی کرنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔

شامیر غصے سے گاڑی کی چابی اُٹھائے گھر سے نکل گیا۔

ریش ڈرائیونگ کرتے ہوئے اس نے گاڑی میرال کے گھر کے سامنے روکی۔۔

گھر کے اندر داخل ہو کر جہاں میرال کو دیکھ کر اس کے رگ و جاں میں سکون اترا تھا۔۔

وہیں میرال کو ڈرائنگ روم میں بیٹھا دیکھ کر غصہ سوا نیزے پر پہنچا تھا۔ جہاں وہ سب کے ساتھ بیٹھی ہنستی ہوئی چائے پی رہی تھی۔ شامیر غصے سے تن فن کرتا اس تک پہنچا۔

میرال شامیر کو دیکھ کر ایک دم کھڑی ہوئی۔۔۔

شامیر آپ! شامیر کو غصے میں دیکھ کر میرال کی آواز کانپی تھی۔

کیونکہ وہ جانتی تھی شامیر کے غصے کو،، وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس طرح سب کے سامنے اس کی ذات کا تماشا بنے۔

شامیر نے میرال کو غصے سے گھورتے ہوئے اپنے اشتعال پر قابو پایا۔۔۔

شامیر کیسے ہو؟ طلحہ نے اُٹھ کر شامیر سے مصافحہ کرنے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔

شامیر نے ایک پل کے لیے طلحہ کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو دیکھا۔

میرال نے اپنا خشک حلق تر کیا تھا۔ مگر شامیر کے بڑھتے ہاتھ کو دیکھ کر میرال کی جان میں جان آئی تھی۔ بیٹھو شامیر! طلحہ نے شامیر کو بیٹھنے کے لیے کہا۔ شامیر خوش اسلوبی سے سب سے مل کر میرال کے سامنے وال صوفے پر بیٹھا اور ایک سرد نظر میرال پر ڈالی۔۔

۔میرال نے ایک دم سے گھبرا کر فوراً اپنی نظریں چرائیں تھیں۔

چائے ختم ہونے کے بعد شامیر ایک دم سے کھڑا ہوا۔۔ چلیں میرال! شامیر نے سرد لہجے میں میرال سے چلنے کو کہا۔

میرال نے ایک دم سے طلحہ کو دیکھا تھا۔۔۔

شامیر میرال کچھ دن کے لیے رہنے آئی ہے۔ طلحہ نے جلدی سے شامیر کو میرال کے رکنے کا بتایا۔

آج تو یہ یہاں نہیں رک سکتی۔

ویسے بھی آپ سب سے مل لیا بس ٹھیک ہے۔ رکنے کی اب ضرورت نہیں۔

میرال میں تمہارا باہر ویٹ کر رہا ہوں۔ دو منٹ میں باہر پہنچو۔

شامیر سرد لہجے میں کہتا ہوا لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

میرال سست قدموں کی رفتار چلتے ہوئے طلحہ اور باقی سب کو دیکھتے ہوئے وہاں سے چل دی۔ طلحہ نے لب بھینچے تھے شامیر کی حرکت پر۔۔۔۔۔۔

میرال کے گاڑی میں بیٹھنے پر شامیر نے گاڑی سٹارٹ کی۔ پورا راستہ خاموشی سے کٹا تھا۔ گاڑی کار پورچ میں داخل ہوئی۔

شامیر نے گاڑی روکی اور بنا میرال پر نظر ڈالے غصے سے گاڑی کا دروازہ بند کرتا ہوا اندر بڑھ گیا۔

میرال سست روی سے چلتے ہوئے، گہرا سانس بھرتے ہوئے کمرے کی جانب چل دی۔۔۔

zubinovelszone.com
NOOR ASIF NOVELS

بدکردار

میرال جب کمرے میں آئی تو شامیر کپڑے چینج کر کے بیڈ پر لیٹا ایل ای ڈی پر نیوز سُن رہا تھا۔

میرال خاموشی سے ڈریسنگ روم میں چلی گئی۔ کپڑے چینج کیے۔ وائٹ نائٹی پہن کر آئی جس پر وائٹ لانگ گاؤن تھا۔ میرال آہستگی سے بیڈ کی دوسری سائیڈ پر سائیڈ لمپ آف کیے کروٹ لیے لیٹ گئی۔

شامیر نے ایک اچٹتی سی نظر میرال پر ڈالی جو رُخ بدل کر لیٹی تھی۔ شامیر نے غصے سے ریموٹ اُٹھا کر زمین پر دے مارا۔ اور کروٹ بدل کر لیٹ گیا۔

میرال ایک دم سے کانپی تھی اور منہ پے ہاتھ رکھ کر بے آواز رونے لگی۔

صبح میرال کی جب آنکھ کھلی تو شامیر آفس کے لیے نکل چکا تھا۔ وہ ابھی تک اس سے ناراض تھا۔ میرال گہرا سانس بھر کر اُٹھی۔ اپنے بالوں کو لپیٹ کر جوڑا بنایا۔ کتنی ہی دیر بیڈ پر بیٹھ کر شامیر کے رویے کے بارے میں سوچنے لگی۔

وہ جانتی تھی اس نے غلط کیا ہے اسے شامیر کو انفارم کرنا چاہیے تھا مگر اس کا موبائل ٹوٹ گیا تھا۔

بلکہ اس نے خود اپنے ہاتھوں سے توڑا تھا۔

کل کا منظر اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا تھا۔

بدکردار

جب ایک انجان نمبر سے اسے کال آئی تھی۔

ہیلو کون؟ میرال کے بولتے ہی دوسری طرف سے کوئی اس سے مخاطب تھا۔

اتنی جلدی بھول گئی جانِ من! کون بات کر رہا ہے؟

میرال ایک دم سے پریشان ہوئی۔

تمہارا عاشق۔ اس کی ہنسی کی آواز گونجی تھی۔

جسٹ شٹ اَپ! اگر آئندہ سے تم نے اس نمبر پر کال کی تو انجام بہت بُرا ہو گا۔ میرال نے یہ کہہ کر فون کاٹنا چاہا۔

ارے رکو جانِ من! فون مت کاٹنا پہلے میرا تعارف تو سُن لو۔

مجھے تمہارا تعارف سننے میں کوئی دلچسپی نہیں کیونکہ میں تمہیں نہیں جانتی۔ میرال کو اب اس رانگ کال پر غصہ آیا جو فضول میں ہی بے معنی گفتگو کر رہا تھا۔

جانتی تو تم ہو مجھے۔ چلو خیر میں اپنا تعارف کرواتا ہوں۔

تمہارا لَو سیکر!

میرال کے ہاتھ سے ایک دم سے فون گرا تھا اور ماتھے پر بے انتہا پسینہ آیا تھا۔ دوسری طرف سے وہ ابھی تک لائن پر تھا

میرال نے جلدی سے اس کی کال ڈسکنکٹ کی۔ تو اسے ایک میسیج ریسو ہوا۔

پاپا کی پری کیسی ہو؟ کیا ہوا میرا فون کیوں کاٹا؟ میری آواز پسند نہیں آئی کیا؟ چلو کوئی بات نہیں میں بھی بہت مصروف ہوں لیٹ نائٹ بات ہو گی سویٹ ہارٹ۔

میرال نے کانپتے ہاتھوں سے میسیج پڑھا اور لمبے لمبے سانس لینے لگی۔

اس کو میرا نمبر کیسے ملا؟ میں نے تو اسے کبھی اپنا نمبر نہیں دیا اور اتنے عرصے بعد یہ مجھ سے کیوں رابطہ کر رہا ہے۔

اگر شامیر کو پتا چل گیا تو؟ یہ سوچ آتے ہی میرال کے جسم میں سرد لہر دوڑ گئی۔ شامیر تو اسے جان سے مار دے گا۔

میرال کا پورا وجود پسینے میں تر ہو گیا تھا۔ ایک دم سے میرال کا موبائل پھر سے بجا تھا۔ اسی انجان نمبر سے وہ اسے پھر سے کال کر رہا تھا۔

میرال نے جلدی سے موبائل اُٹھا کر دیوار پر دے مارا۔ موبائل کی سکرین چکنا چُور ہو گئی۔ اور میرال زمین پر بیٹھ کر اونچی اونچی آواز میں رونے لگی۔۔۔

وہ کافی دیر تک روتی رہی۔ جب ملازم نے طلحہ کے آنے کی خبر دی تو وہ ایک دم سے اُٹھی تھی۔

وہ جلدی سے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کمرے سے نکلی تھی اور سیڑھیوں سے اترتے ہی اسے طلحہ کھڑا نظر آیا وہ بھاگ کر اس کے سینے سے لگی تھی اور رونے لگ گئی۔ میرال کے بے چین دل کو قرار آیا تھا۔

اسے لگا جیسے تپتی دھوپ سے وہ سائباں کے نیچے آگئی ہو۔۔۔

میرال کیا ہوا؟ طلحہ ایک دم سے پریشان ہوا۔

میرال کو اس طرح روتے دیکھ کر طلحہ کو اپنے پیروں پر کھڑا رہنا مشکل لگا۔

کیا ہوا میرال؟ طلحہ نے بے چینی سے پوچھا۔ شامیر نے کچھ کہا ہے؟

میرال کو ایک دم سے احساس ہوا۔ وہ طلحہ سے الگ ہوئی۔۔۔

بھائی مجھے آپ سب کی بہت یاد آرہی تھی بس آپ کو دیکھا تو مجھے رونا آگیا۔ میرال اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔

سچ میں یہی بات ہے۔ طلحہ نے مشکوک نظروں سے میرال کے روتے ہوئے چہرے کو دیکھ کر پوچھا۔

جی بھائی یہی بات ہے مجھے آپ کی بہت یاد آرہی تھی۔ مجھے آپ کے ساتھ جانا ہے میرال جلدی سے بولی۔

وہ بس یہاں سے جانا چاہتی تھی۔ اس انجان نمبر سے کال کی وجہ سے وہ بہت پریشان تھی۔۔

اور شامیر کے بارے میں سوچتی تھی تو اور خوفزدہ ہو جاتی تھی۔

zubinovelszone.com

شامیر اسے لے کر کتنا پوزیسیو ہے۔ اگر اسے پتا چل گیا تو میرال کا سوچ سوچ کر ہی دماغ ماؤف ہو رہا تھا۔ اسی لیے اسے کچھ سمجھ نہیں آیا تو وہ طلحہ کے ساتھ شامیر کو بنا انفارم کیے ہی گھر چلی گئی۔

میٹنگ اٹینڈ کرنے کے بعد شامیر آفس کی چیئر سے ٹیک لگائے آنکھیں بند کر کے بیٹھا تھا۔ اور میرال کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

میرال رات کو کافی دیر تک دبی دبی آواز میں روتی رہی تھی۔ وہ جانتا تھا۔

لیکن اسے میرال پر بے انتہا غصہ تھا۔ واپس انے کے بعد میرال اسے مناتی یا صفائی دیتی بلکہ وہ تو اُلٹا خود اس سے ناراض ہو کر رونے لگ گئی تھی۔

کہیں ابھی بھی رو نا رہی ہو۔

یہ سوچ کر شامیر پریشان ہوا۔

میرال کا رونا شامیر سے برداشت نہیں ہوتا تھا وہ جھنجھلا جاتا تھا۔

اس کے رونے پر۔ مگر میرال کو تو ہر بات پر رونا تھا۔ شامیر نے میرال کا نمبر ڈائل کیا جو کہ آف جا رہا تھا۔ شامیر نے غصے سے لب بھینچے اور موبائل ٹیبل پر رکھ کر اپنا آفس کا کام کرنے لگ گیا۔

شامیر آفس سے آنے کے بعد ڈنر کر رہا تھا۔ میرال اس کے سامنے والی چیئر پر بیٹھی تھی اور لائبہ میرال کے ساتھ والی چیئر پر۔ تینوں نفوس خاموشی سے ڈنر کر رہے تھے۔

ڈائننگ روم میں صرف چمچوں اور کانٹوں کی آواز گونج رہی تھی۔

شامیر نے ایک نظر سامنے بیٹھی میرال کو دیکھا جو وائٹ ڈریس میں خاموش اُداس سی بیٹھی اپنی پلیٹ میں چمچ پھیر رہی تھی۔۔۔

تمہارا فون کیوں آف ہے؟ شامیر کی آواز پر وہ ایک دم سے ہڑبڑائی۔

وہ وہ۔۔ مم، مم، میرا فون ٹوٹ گیا ہے۔ میرال گھبراتی ہوئی ٹوٹے لفظوں میں بولی اور ساتھ ہی آنکھوں میں ڈھیر سارے آنسو تھے۔۔ جنہیں وہ مشکل سے ضبط کر رہی تھی۔

میرال کی حالت دیکھ کر لائبہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔ جس پر شامیر نے گھور کر لائبہ کو دیکھا۔ لائبہ سٹپٹا کر نظریں جھکا کر کھانے میں مصروف ہو گئی۔

\-----------------

شامیر بیڈ پر بیٹھا کراؤن سے ٹیک لگائے میرال کو ہی دیکھ رہا تھا جو ڈریسنگ روم سے بلیک نائٹی پہن کر نکلی تھی اور اب ڈریسنگ کے سامنے کھڑی اپنے بالوں کو کھول رہی تھی۔

اس کا سُرخ چہرہ دیکھ کر شامیر کو اندازہ ہوا تھا کہ وہ ڈریسنگ روم میں بھی روتی رہی ہے۔

میرال ادھر آؤ میرے پاس۔ شامیر نے اسے بہت پیار سے پکارا۔

میرال چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھاتی شامیر کے پاس گئی۔ ادھر بیٹھو میرے پاس۔

بدکردار

شامیر نے بیڈ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود بھی سیدھا ہو کر بیٹھا۔میرال شامیر کے سامنے نظریں جھکائے بیٹھ گئی۔

کیا ہوا ہے؟ شامیر نے میرال کے گالوں پر ہاتھ رکھ کر پیار سے پوچھا۔

شامیر کے پوچھنے کی دیر تھی میرال شامیر کے سینے سے لگ کر رونے لگ گئی۔

شامیر بہت پریشان ہو گیا تھا۔اس طرح اس کے رونے پر۔شامیر نے اسے رونے سے روکا نہیں۔

جب میرال رو رو کر تھک گئی اور سسکیاں لینے لگ گئی تو شامیر نے اسے خود سے الگ کیا اور پیار سے اس کے آنسو صاف کیے۔

کیا ہوا کیوں رونا آرہا ہے اتنا؟

گھر والوں کی یاد آرہی ہے۔ تمہیں بُرا لگا ہے میں نے تمہیں رکنے نہیں دیا۔ٹھیک ہے میں تمہیں صبح آفس جاتے ہوئے چھوڑ دوں گا اور رات کو پِک کر لوں گا۔

مگر ادھر رات مت رکنا میری جان۔میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا۔شامیر اس کے گالوں پر ہاتھ رکھے اس سے پیار سے بولا۔

اور میں نے تمہارا نیا فون آرڈر کر دیا ہے کل صبح تمہیں مل جائے گا۔

نن نہیں مجھے فون نہیں چاہیے۔میرال ایک دم سے بوکھلائے انداز میں بولی۔

شامیر حیران ہوا۔ کیا ہوا ہے میرال کیا بچوں جیسی باتیں کر رہی ہو۔ فون کیوں نہیں چاہیے تمھیں۔۔

اور اگر تمہارے آنسو فون کی وجہ سے ہیں تو تم ایسے دس فون بھی روز توڑو مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آئیندہ کے بعد کسی بھی نقصان پر رونا مت ورنہ بہت سختی سے پیش آؤں گا۔ شامیر نے اسے تنبیہہ کی۔

جس پر میرال کی آنکھوں سے پھر سے آنسو بہنا شروع ہو گئے۔ شامیر نے لمبا سانس لے کر میرال کو اپنی بانہوں میں لیا۔۔۔

یہ جو تم رو رو کر مجھے پریشان کرتی ہو ناں اب اس کی سزا تمہیں ملے گی۔ ساری رات میری بانہوں میں رہنا ہو گا تمہیں۔

میرال نے جھٹ سے آنکھیں بڑی کر کے اپنے آنسو صاف کیے تھے۔

اب کوئی فائدہ نہیں میری جان۔ کل جو تم نے میری جان نکالی تھی۔ اس کی سزا تو تمہیں ملنی چاہیے۔ شامیر اسے بانہوں میں بھر کر اس کے ہونٹوں کو اپنی دسترس میں لے کر اس کی سانسیں روک چکا تھا۔

شامیر نک سک سے تیار کھڑا بیڈ کے پاس آکر میرال کو دیکھنے لگا جو بکھرے سراپے میں سلیو لیس نائٹ میں سو رہی تھی۔

میرال کی گردن پر اپنی شدتوں کے نشان دیکھ کر شامیر مسکرایا تھا اور میرال کے پاس بیٹھ کر جھک کر اس کے ماتھے پر اپنا شدت بھرا لمس چھوڑا۔

میرال نے اپنی آنکھیں کھولیں اور اٹھ کر بیٹھی۔

شامیر آپ، میرال شامیر سے نظریں ملائے بنا اس سے مخاطب ہوئی۔

جی میری جان میں۔۔۔۔۔

یہ تمہارا موبائل۔ شامیر نے سائیڈ ٹیبل پر بہت مہنگا اور لیٹسٹ موبائل میرال کو تھمایا۔

میرال یہ آن ہے اور تمہاری سم بھی اس میں موجود ہے۔۔

اب مجھے تمہارا فون آف نہ ملے۔ شامیر میرال کے گال چومتے ہوئے اُٹھا۔

میں آفس جا رہا ہوں ناشتہ ٹائم پر کر لینا۔

شامیر اسے ہدایت دیتے ہوئے آفس کے لیے نکل گیا۔

میرال نے گہرا سانس بھر کر موبائل کو دیکھا۔

مجھے اپنا نمبر چینج کر لینا چاہیے مگر شامیر کو کیا کہوں گی۔ کہ کیوں نمبر چینج کیا۔

میرال اپنے ہاتھوں میں اپنا سر تھام کر بیٹھ گئی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ارے شامیر تم۔۔ طلحہ جو آفس کے لئے نکل رہا تھا

شامیر کو صبح صبح اپنے سامنے دیکھ کر حیران رہ گیا۔۔

کیسے ہو شامیر۔۔

طلحہ نے اگے بڑھ کر شامیر سے مسافحہ کیا۔۔

میں ٹھیک ہوں مجھے تم سے کچھ ضروری بات کرنی ہے

تھوڑی دیر کے لیے ہم کہیں بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں۔۔

ٹھیک ہے اندر چل کر بات کرتے ہیں۔ طلحہ نے کہا

نہیں اندر نہیں کہیں باہر چلتے ہیں۔۔

شامیر کے کہنے پر۔۔

طلحہ اور شامیر پاس ہی ایک ریسٹورنٹ چلے گیئے۔۔

ہاں بولو شامیر۔۔

طلحہ اب حیران ہو رہا تھا کے شامیر کو اس سے کیا بات کرنی ہے

گھر میں سب ٹھیک ہے۔۔ آنکل انٹی سب ٹھیک ہیں کوئی مثلا تو نہیں۔۔

شامیر کے پوچھنے پر طلحہ ایک دم سیدھا ہوا۔۔

ہاں سب ٹھیک ہیں تم کیوں پوچھ رہے ہو۔۔

میرا ال تو ٹھیک ہے۔۔

طلحہ اب کی بار پریشان ہوا تھا۔۔ اسے شامیر کی باتیں سمجھ نہیں آرہی تھیں۔۔۔

ہاں میرا ال تو بلکل ٹھیک ہے۔۔

اصل میں تمہاری طرف اس لئے آیا تھا میری نئ کمپنی میں مینیجر کی پوسٹ ہے۔۔میں چاہتا ہوں تم وہ جوائن کر لو۔۔

مجھے لگا تم اس کے لئے سب سے زیادہ موضوع ہو۔۔

شامیر بہت سوچ سمجھ کر بولا۔۔

شامیر تمہارا بہت بہت شکریہ۔۔

مگر مجھے اسکی ضرورت نہیں ہے۔۔

ایکچوئلی میری جاب بہت اچھی جا رہی ہے اور کافی عرصے سے میں ادھر کام کر رہا ہوں تو یہ مناسب نہیں لگتا۔۔

طلحہ نے سہولت سے انکار کر دیا۔۔

طلحہ پہلے تو اپنی جاب سے مطمئن تھا۔۔

دوسرا شامیر اس کی بہن کا شوہر تھا۔۔

وہ کبھی بھی ادھر کام نہ کرتا۔۔

وہ نہیں چاہتا تھا کسی بھی وجہ سے میرال اور شامیر کے ریلیشن پر کسی بھی قسم کا اثر پڑے

۔۔

امید کرتا ہوں میری بات کا برا نہیں مانو گے۔۔

طلحہ نے معذرت خوانا لہجے میں کہا۔۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں تمہے مناسب نہیں لگتا تو اٹس اوکے مجھے تم اس جاب کے لئے پرفیکٹ لگے اس لئے تمہارے پاس آیا جیسے تمہاری مرضی۔۔

اچھا اب اجازت دو چلتا ہوں۔۔

شامیر طلحہ سے ہاتھ ملاتے ہوئے وہاں سے چل دیا

****

شامیر اپنی عادت کے برعکس طلحہ کے پاس گیا تھا صرف میرال کی وجہ سے۔۔

اسے لگا کہی میرال کی پریشانی طلحہ سے ریلیٹڈ نہ ہو وہ جانتا تھا میرال طلحہ سے بے انتہا محبّت کرتی ہے کہی کوئی فائنینشیلی پرابلم نہ ہو۔۔

وہ بہت سوچ سمجھ کر طلحہ کے پاس آیا تھا اسے جاب کی آفر کی۔۔ مگر یہاں اکر وہ مایوس ہوا تھا۔۔۔

میرال کو کس چیز کی پریشانی ہے وہ گاڑی میں بیٹھا مسلسل یہی سوچ رہا تھا۔۔

****

شامیر میری وجہ سے بہت پریشان ہیں۔۔

اگر انہیں مجھ پر شک ہو گیا تو انہیں پتا چل گیا تو مجھے خود پر قابو پانا ہو گا۔۔

ورنہ سب برباد ہو جائے گا۔۔۔

میرال اپنے کمرے میں کھڑی گلاس ونڈو سے باہر دیکھ رہی تھی کے شامیر نے اسے پیچھے سے اپنی بانہوں میں بھرا۔۔

کیسی ہو جانم شامیر اس کے کندھے پر اپنے لب رکھتا ہوا بولا۔۔

میرال نے کسمسا کر شامیر کے حصار سے نکلنا چاہا تو شامیر نے اپنی گرفت اور سخت کی۔

تم اچھی طرح جانتی ہو میرے حصار سے نکلنا تمہارے بس کی بات نہیں۔ پھر کوشش کیوں کرتی ہو۔

شامیر نے کہتے ہوئے میرال کا رُخ اپنی طرف موڑا۔

شامیر نے غور سے دیکھا میرال نے ریڈ شارٹ اور ریڈ ہی کھلا ٹراوزر پہنا تھا۔ گلے میں نیٹ کا دوپٹہ لیا تھا۔

جسے شامیر نے کھینچ کر نکالا اور میرال کے سراپے پر گہری نظریں ڈالتے ہوئے اسے خود میں بھنیچا۔

شامیر چھوڑیں۔ کیا کر رہے ہیں۔۔

میرال نے شامیر کو روکنا چاہا۔

رومینس جانم اور کیا کر رہا ہوں۔

شامیر نے میرال کے بالوں کو پیچھے سے پکڑ کر اس کی گردن کو اوپر کر کے میرال کی گردن پر بائٹ کی تھی۔۔

میرال سسک کر رہ گئی۔شامیر مسکرایا۔باقی کا ڈیمورات کو۔شامیر آنکھ وِنک کرتا ہوا بولا۔

میرال سُرخ چہرے کے ساتھ نظریں جھکائے کھڑی تھی۔شامیر میرال کا ہاتھ پکڑ کر بیڈ کی طرف لایا۔

میرال تمہارے لیے ایک سرپرائز ہے۔میرال نے حیرانگی سے دیکھا۔۔

میں انتظار کر رہا تھا کہ تمہارے اِیگزامز ختم ہونے کے بعد ہم اپنے ہنی مون پر ورلڈ ٹوور جائیں گے۔

مگر اس میں ابھی ٹائم ہے تو میں نے سوچا ہے کہ ہم یہیں ناردرن ایریاز چلے جاتے ہیں ایک ہفتے کے لیے۔

اس سے تمہاری صحت پر اچھا اثر پڑے گا۔

اور مجھے تمہارے ساتھ دن رات ٹائم سپینڈ کرنے کا موقع ملے گا۔اس لیے ریڈی رہو۔

ہم آج رات کی فلائیٹ سے کالام جارہے ہیں۔۔

لیکن شامیر آپ کا بزنس۔۔۔

ہر ٹائم شامیر کا میرے ساتھ ہونا کہیں وہ انجان نمبر سے کال کرنے والا لَوسیکر کا شامیر کو پتا نا چل جائے۔میرال تذبزب کا شکار ہوئی۔۔

کچھ نہیں ہوتا میں نے تمام میٹینگز کینسل کر دی ہیں۔اور ویسے بھی نئی کمپنی تو زیان قیوم سنبھال رہا ہے۔اور یہاں کے کام کا اتنا مسئلہ نہیں۔

میں نے سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا ہے۔تم جلدی سے پیکنگ کر لو۔

وہاں ٹھنڈ ہو گی۔گرم کپڑے ضرور رکھنا۔

ٹھہرو میں مِیڈ کو کال کرتا ہوں وہ تمہاری مدد کر دے گی۔شامیر نے کہتے ہوئے انٹر کام اُٹھایا۔

میرال گہری سانس بھر کر شامیر کو دیکھتی رہ گئی۔

میرال اور شامیر پہلی فلائیٹ لے کر سیدو شریف ائیر پورٹ پہنچے۔

وہاں شامیر کا ڈرائیور پہلے سے ائیر پورٹ پر ان کا انتظار کر رہا تھا۔

وہ پہلے ہی گاڑی لے کر پہنچ چکا تھا۔شامیر اور میرال گاڑی میں بیٹھ کر کالام کے لیے روانہ ہوئے۔۔۔

میرال ہوٹل دیکھ کر حیران رہ گئی جو پانی کے بلکل اوپر تھا۔ان کے کمرے کے ٹیرس سے پانی بہتا ہوا نظر آرہا تھا۔دریا کا شور ٹھنڈا موسم میرال کو بہت اچھا لگا۔وہ ٹیرس پر کھڑی خوبصورت منظر دیکھ رہی تھی۔جب شامیر نے اپنی گرم چادر میرال کو اوڑھائی

باہر اچھی خاصی ٹھنڈ تھی۔ اچھا لگ رہا ہے نا۔ شامیر اسے پیچھے سے اپنے حصار میں لیتے ہوئے بولا۔ ہاں بہت اچھا۔ میرال ٹرانس کی کیفیت میں بولی۔

وہ یہاں آکر واقعی میں سب کچھ بھول چکی تھی۔ شامیر میرال کو لیے اندآیا۔ کمرا کافی گرم تھا۔

میں کچھ کھانے کو آرڈر کرتا ہوں۔

پھر ہم کچھ دیر ریسٹ کریں گے اور پھر تمہیں یہاں گھومانے لے جاؤں گا۔

بہت خوبصورت جگہ ہے یہ اس سے بھی پیارے مناظر ہیں۔

شامیر نے یہ کہہ کر کچھ کھانے کے لیے آرڈر کیا۔

صبح بارہ بجے میرال کی آنکھ کھلی۔ شامیر اس کی کمر پر بازو رکھے سو رہا تھا۔ میرال نے شامیر کا بازو ہٹانا چاہا مگر بے سُدھ۔ نیند میں بھی شامیر کا حصار کافی مضبوط ہوتا تھا۔

شامیر۔۔۔ میرال کے پکارنے پر شامیر نے آنکھیں کھول کر میرال کو دیکھا۔

کیا جانم؟ شامیر مسکراتے ہوئے بولا۔

شامیر مجھے چھوڑیں۔ مجھے لگتا ہے کافی ٹائم ہو گیا ہے۔ کیا ہم کمرے میں وقت گزارنے آئے تھے۔

میں تو اسی لیے آیا ہوں تمہارے ساتھ کمرے میں وقت گزارنے۔

بدکردار

شامیر کہتے ہوئے اس پر جھکا۔شامیر پلیز ہٹیں مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے۔

شامیر گہری سانس بھرتا ہوا میرال سے الگ ہوا۔

سائیڈ ٹیبل پے پڑے موبائل پر ٹائم دیکھا جہاں دن کے بارہ بج رہے تھے۔

ٹھیک ہے میرال تم فریش ہو جاؤ میں ناشتہ آرڈر کرتا ہوں۔شامیر نے کہتے ہوئے اِنٹر کام اُٹھایا ہی تھا کہ میرال نے منع کر دیا۔

نہیں شامیر مجھے نیچے جا کر کھانا کھانا ہے یہاں کمرے میں نہیں۔

اوکے ڈارلنگ تم فریش ہو جاؤ ہم نیچے چلتے ہیں۔شامیر اور میرال تیار ہو کر ہوٹل کے لابی ایریا میں آئے۔جہاں اُنھوں نے اچھا سا ناشتہ کیا۔شامیر میرال کو پاس ہی کچھ جگہیں دیکھانے لے گیا۔

شامیر نے ڈرائیور کو منع کر دیا تھا۔شامیر کا پاس ہی کچھ جگہیں دیکھنے کا ارادہ تھا۔جو وہ صرف میرال کے ساتھ خوبصورت مناظر دیکھنے کا ارادہ رکھتا تھا۔واپسی پر لینڈ سلائیڈنگ کی وجہ سے شامیر کو راستہ بدلنا پڑا۔شامیر نے ڈرائیور کو منع کر دیا تھا۔شامیر کا پاس ہی کچھ جگہیں دیکھنے کا ارادہ تھا۔

جو وہ صرف میرال کے ساتھ خوبصورت مناظر دیکھنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔

واپسی پر لینڈ سلائیڈنگ کی وجہ سے شامیر کو راستہ بدلنا پڑا۔

یہ تھوڑا لمبا اور جنگل سے ہو کر گزرتا تھا۔شامیر نے نیوی گیشن ان کیا ہوا تھا۔

بدکردار

وہ جلد از جلد یہاں سے نکلنا چاہتا تھا۔رات گہری ہو رہی تھی۔

اور راستہ کافی سنسان اور طویل تھا۔

شامیر پریشان ہوا تھا۔

شامیر میرال کو لے کر پریشان تھا۔اگر وہ اکیلا ہوتا تو بات اور تھی۔

ابھی اسے صرف میرال کی فکر ہو رہی تھی۔

شامیر کے پاس ایک ذاتی پسٹل تھی جو وہ ہر وقت اپنے ساتھ رکھتا تھا۔

اگر میرال کے ساتھ ہوتا تو وہ ضرور رکھتا تھا۔شامیر خاموشی سے ڈرائیو کر رہا تھا۔

وہ میرال کو پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔اسی لیے وہ میرال کو کبھی کبھی مسکرا کر دیکھتا اور کوئی نہ کوئی بات کر لیتا۔

میرال تو مزے سے سفر انجوائے کر رہی تھی۔

اسے اونچے نیچے گھنے درختوں سے مزین راستے، بڑے بڑے پہاڑ، کھائیاں، جگہ جگہ دریا اور جھرنے بہت اٹریکٹ کر رہے تھے۔

سب سے بڑھ کر موسم جو بہت ٹھنڈا تھا۔وہ مسکراتے ہوئے گاڑی سے باہر دیکھ رہی تھی کہ گاڑی ایک جھٹکے سے رکی۔

میرال نے حیرنگی سے شامیر کو دیکھا۔

zubiinovelszone.com

شامیر بھی پریشان ہوا تھا۔ کیا ہوا؟ میرال نے پوچھا۔ دیکھتا ہوں گاڑی سٹارٹ نہیں ہو رہی۔ لگتا ہے سفر لمبا ہونے کی وجہ سے گاڑی کا بونٹ گرم ہو گیا ہے۔

مجھے اتر کر دیکھنا پڑے گا۔

شامیر نے اتر کر دیکھا گاڑی کافی ہیٹ اَپ تھی۔ شامیر نے گاڑی کی ڈکی سے کین نکالا جو خالی تھا۔

شامیر میرال کے پاس آیا میرال میں پانی لینے جا رہا ہوں۔ تم گاڑی لاک کر کے بیٹھو۔ یہاں پاس ہی مجھے جھرنے کی آواز آ رہی ہے۔

گاڑی بلٹ پروف ہے کچھ بھی ہو جائے تم گاڑی سے نہیں اترو گی۔۔

شامیر نے اسے سرد انداز میں وارن کیا۔ مگر شامیر مجھے آپ کے ساتھ جانا ہے میرال پریشانی سے بولی۔

میرال تم گاڑی میں زیادہ سیف ہو۔ بس تم نے گاڑی سے نہیں اترنا اوکے۔۔۔۔

شامیر میرال کو کہتا ہوا پانی کی تلاش میں نکلا۔

شامیر کو گئے ہوئے ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ایک گاڑی شامیر کی گاڑی کے پاس آ کر رکی۔

اس میں تین نقاب پوش آدمی نکلے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں بندوق تھی

انہوں نے میرال کو باہر نکلنے کا کہا۔ میرال نے ڈر کے مارے آنکھیں بند کر لیں تھیں۔ وہ تقریباً پانچ دس منٹ تک کوشش کرتے رہے کہ میرال کو نکالیں۔

انہیں اندازہ ہو گیا تھا کہ کوشش بے کار ہے۔

گاڑی بلٹ پروف ہے وہ خاموشی سے واپس چلے گئے۔ میرال کی جان میں جان آئی۔

میرال نے دیکھا جب وہ وہاں سے چلے گئے ہیں تو وہ جلدی سے گاڑی سے اتری تاکہ شامیر تک پہنچ پائے۔

اسے بہت ڈر لگ رہا تھا کہ کہیں وہ واپس نہ آجائیں یا شامیر کو نقصان نہ پہنچائیں۔

یہی میرال کی غلطی تھی۔ وہ تھوڑا پیچھے جھاڑیوں میں چھپے ہوئے تھے۔۔

میرال کو اترتے دیکھ کر وہ نکلے۔ میرال کے تو اوسان خطا ہو گئے۔

اس سے پہلے کہ وہ میرال تک پہنچتے میرال وہاں سے بھاگ نکلی۔

شامیر پانی سے بھرا گیلن لے کر واپس آ رہا تھا کہ اسے میرال کی چیخ سنائی دی۔

شامیر نے گیلین وہیں پھینکا اور بھاگتے ہوئے گاڑی تک آیا۔ مگر خالی گاڑی دیکھ کر شامیر کا پورا وجود پسینے سے تر ہو گیا۔

شامیر کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا۔ میرال کہاں گئی؟

شامیر نے پاگلوں کی طرح گاڑی کو چیک کیا۔

شامیر پسٹل لوڈ کرتا میرال کی تلاش میں نکلا۔

وہ تھوڑا آگے بڑھا ہی تھا کہ اسے میرال کی شال نظر آئی۔

شامیر پاگلوں کی طرح میرال کو پکارنے لگا۔

اسے پھر سے میرال کی چیخ سنائی دی۔

شامیر کو ایسا لگ رہا تھا جیسے آج قیامت ہے اور اس کے کانوں میں کوئی سور پھونک رہا ہے۔

تھوڑا آگے بڑھنے پر جو منظر شامیر نے دیکھا۔۔

وہ شامیر کو آگ لگا گیا۔وہ لوگ میرال کا ہاتھ پکڑے گھسیٹتے ہوئے اسے گاڑی کی طرف لے جا رہے تھے۔۔

اس سے پہلے وہ گاڑی کی طرف بڑھتے شامیر نے اگے بڑھ کر پسٹل سے فائر کیا۔

جو سیدھا اس آدمی کی ٹانگ پر لگا۔

درد کی شدت کی وجہ سے اس نے میرال کا ہاتھ چھوڑ دیا۔۔

میرال بھاگتے ہوئے شامیر کے پیچھے چھپ گئی۔

اس سے پہلے کہ ان کا دوسرا ساتھی شامیر پر فائر کرتا جس کے ہاتھ میں بندوق تھی۔۔

شامیر نے پہلے ہی اس کے بازو پر فائر کر دیا اس کے ہاتھ سے بندوق چھوٹ کر زمین پر گِر گئی۔

شامیر نے آگے بڑھ کر جس نے میرال کا ہاتھ پکڑا تھا۔

اس کی ٹانگ کے زخم پر اپنا بھاری بوٹ والا پاؤں رکھا وہ درد سے کراہ اُٹھا۔اس کی چیخیں جنگل میں گونجنے لگیں۔

شامیر نے اس کے زخم پر پے در پے وار کیے وہ پاگل ہو رہا تھا۔اس کی میرال کا ہاتھ پکڑنے کی ہمت کیسے ہوئی۔تیسرا ساتھی جلدی سے آگے بڑھا۔۔

شامیر نے ایک ہی جست میں اس کو گریبان سے پکڑ کر اسے کے ناک پر مکے مارنے شروع کر دیے۔۔

اور پسٹل سے اس کی ٹانگ پر بھی فائر کیا۔

اب تینوں زمین پر پڑے کراہ رہے تھے۔شامیر کا بس نہیں چل رہا تھا ان کی جان لے لے۔

اس سے پہلے شامیر ان کے سینے پر فائر کرتا۔۔

میرال نے اگے بڑھ کر شامیر کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر روکنا چاہا۔شامیر پپ،،،پلیز انہیں جان سے مت ماریں کہیں پولیس کیس نہ بن جائے۔۔

وہ ڈرتے اور کانپتے ہوئے بولی۔شامیر نے سرد لال نگارہ آنکھیں میرال پر گاڑھیں۔ میرال ڈر کر دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔

میرال کا حلیہ شامیر کو آگ لگا گیا۔بکھرے بال،دوپٹے کے بغیر کھڑی تھی وہ اس کے سامنے۔۔۔۔

بدکردار

شامیر نے آگے بڑھ کر کھینچ کر میرال کے منہ پر تھپڑ لگایا۔۔

جب میں نے تمہیں کہا تھا کہ گاڑی سے مت اترنا تو کیوں اتری تم۔ تمہیں سمجھ نہیں آتی میری بات ایک دفعہ۔۔۔شامیر چیختے ہوئے بولا۔

شامیر اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا اپنے اشتعال پر قابو پانے لگا۔

اپنا کوٹ اتار کر میرال پر پھینکا۔ جسے میرال نے جلدی سے اپنے کانپتے ہاتھوں سے پہنا۔

شامیر نے اپنے پسٹل کے تمام فائر ان آدمیوں کے سینے پر کیے۔۔

اور میرال کا ہاتھ پکڑ کر گاڑی تک لایا۔۔

اور گاڑی سٹارٹ کر کے ہوٹل کی طرف روانہ ہوا۔

ہوٹل میں آنے کے بعد میرال تو سیدھا بیڈ روم میں چلی گئی۔

مگر شامیر کمرے سے منسلک لاؤنج میں بیٹھا سگریٹ پیتا رہا۔

اس کی آنکھوں کے سامنے سے وہ منظر ہٹ ہی نہیں رہا تھا۔۔

جب میرال کا ہاتھ پکڑ کر وہ لے جارہے تھے اگر وہ کامیاب ہو جاتے یا اسے آنے میں دیر ہو جاتی۔

اس سے آگے کا سوچ کر شامیر کو اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔

بدکردار

شامیر دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کرنے لگا کہ اللہ نے اس کی میرال کی عزت اور جان محفوظ رکھی۔

کافی دیر بعد وہ کمرے میں گیا۔میرال بیڈ پر کمبل لپیٹے سو رہی تھی۔

شامیر آگے بڑھ کر اس کے قریب لیٹا اور غور سے اس کے چہرے کو دیکھنے لگا۔اس کے گال پر شامیر کی انگلیوں کے نشان تھے شامیر نے پیار سے میرال کے گال پر ہاتھ پھیرا اور اپنے لب رکھے۔

مگر دوسرا گال دیکھ کر شامیر کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔دوسرے گال پر بھی انگلیوں کے نشان تھے جو نیلا ہو رہا تھا۔ہونٹ کا کنارہ بھی پھٹا ہوا تھا۔

یقیناً ان میں سے کسی نے میرال کو تھپڑ مارا تھا جس کے نتیجے میں ہونٹ کا کنارہ پھٹ چکا تھا۔

شامیر کو افسوس ہوا کہ اس نے انہیں اتنی آسانی والی موت کیوں دی۔

شامیر نے نرمی سے میرال کی کمر کے گرد اپنا بازو لپیٹا اور اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے سونے کی کوشش کرنے لگا۔-------------

صبح میرال کی آنکھ کھلی تو میرال شامیر کے کندھے پر سر رکھے سو رہی تھی۔

میرال نے شامیر کو دیکھا تو رات کا منظر یاد آیا کہ کیسے اس نے اسے تھپڑ مارا تھا۔

میرال کو رونا آیا۔وہ کتنی ڈر گئی تھی۔

بدکردار

اسے لگ رہا تھا اس کا دل بند ہو جائے گا۔۔

اس وقت اسے شامیر کی ضرورت تھی۔وہ شامیر کے کندھے پر سر رکھ کر رونا چاہتی تھی۔۔

مگر شامیر نے کیسے اسے تھپڑ مارا۔

میرال آرام سے بیڈ سے اُٹھی اور باہر لاؤنج میں آئی تو اس کا فون بج اُٹھا۔

میرال نے جلدی سے موبائل دیکھا۔اسی انجان نمبر سے وہ لَو سیکر اسے کال کر رہا تھا۔

اس نے ڈرتے ڈرتے فون اُٹھایا۔

دیکھو میری بات سنو۔

میرال نے اس سے کہا مگر وہ اس کی کوئی بات سننے کے لیے تیار نہیں تھا۔

اس کی باتوں سے میرال بہت پریشان ہوئ تھی۔

میرال نے فون بند کرتے گہرے گہرے سانس لینے لگی۔۔

مگر یہ سب کیسے ہو گا۔

میرال سر ہاتھوں میں تھام کر بیٹھ گئ۔

شامیر میرال کو بیڈ پر نہ پا کر باہر آیا جہاں میرال صوفے پر بیٹھی کچھ سوچ رہی تھی۔

میرال شامیر کو دیکھ کر صوفے سے اُٹھی اور بیڈ روم میں جانے لگی شامیر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر خود کے قریب کیا۔ کہاں جانم! میری مارننگ فریشنس کون دے گا۔۔

شامیر کہتے ساتھ میرال کے ہونٹوں پر جھکا ہی تھا کہ میرال نے شامیر کو دونوں ہاتھوں سے دھکا دیا۔

شامیر کو اندازہ نہیں تھا کہ میرال ایسا کرے گی وہ پیچھے کو لڑکھڑایا۔۔

شامیر نے گھور کر میرال کو دیکھا۔ کیا بدتمیزی ہے یہ میرال؟ یہ کیا طریقہ ہے؟ شامیر دبے انداز میں غرایا۔ میرال بنا کوئی جواب دیے بیڈ روم میں چلی گئی۔

شامیر غصے سے بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا اپنے اشتعال پر قابو پانے لگا۔

شامیر میرال کو پاس ہی ایک ریسٹورینٹ میں کھانا کھلانے لے جا رہا تھا۔ گاڑی میں مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

میرال نے تہیہ کر رکھا تھا شامیر سے بات نا کرنے کا۔

ای ایم سوری۔ شامیر کی آواز پر میرال نے شامیر کو دیکھا۔

میں تم پر ہاتھ نہیں اُٹھانا چاہتا تھا۔ مگر وہ سچویشن ہی ایسی تھی مجھے خود پر کنٹرول نہ رہا۔

سچویشن کیسی بھی ہو شامیر آپ کو حق نہین تھا مجھ پر ہاتھ اُٹھانے کا۔ اور یہ سوری سنبھال کر رکھیں آگے آپ کو ضرورت پڑھے گی۔ میرال سپاٹ انداز میں کہتے گاڑی کی کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔

کیا مطلب ہے تمھاری بات کا کہ میں دوبارہ تم پر ہاتھ اٹھاؤں گا؟ شامیر شامیر اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے بولا۔

اگر شوہر کا ایک دفعہ ہاتھ اُٹھ جائے تو پھر وہ اُٹھتا ہی رہتا ہے میرال آنسو ضبط کرتے ہوئے بولی۔ میرال یہ فضول باتیں تمہیں کون سیکھاتا ہے؟ کون سے ناول پڑھتی ہو تم؟

شامیر کو اب غصہ آرہا تھا میرال پر جو بنا مطلب کے بات کو طول دے رہی تھی۔ شامیر نے گاڑی ہوٹل کے سامنے روکی۔ میرال شامیر کا ویٹ کیے بنا اندر کی طرف بڑھ گئ۔ شامیر نے خونخوار نظروں سے میرال کی پُشت کو دیکھا تھا۔ اور گہری سانس بھرتے میرال کے پیچھے گیا۔

کیا لوگی؟ ویٹر کے آنے پر شامیر نے مینیو پر نظر دوڑاتے ہوئے میرال سے پوچھا۔ جو کافی دیر سے مینیو میں نہ جانے کیا تلاش کر رہی تھی۔ میرال نے ویٹر کو ڈیل نمبر بتا کر مینیو بند کر دیا۔

میرال پہلے دیکھ لو اس ڈیل میں کیا ہے؟

جو بھی ہو گا میں کھالوں گی۔ میرال کی طرف سے جواب آیا۔ شامیر نے اپنا آرڈر لکھوایا۔

شامیر نے میرال کو ایک نظر دیکھا جو ناراض سی بیٹھی موبائل میں کچھ تلاش کر رہی تھی۔ شامیر بھی گہرا سانس بھرتا کھانے کا ویٹ کرنے لگا۔

کھانے کو دیکھ کر میرال کے جو تاثرات تھے شامیر نے مشکل سے اپنی ہنسی پر کنٹرول کیا تھا۔ میرال نے بنا دیکھے آرڈر کیا تھا۔ کریب سوپ تھا، باؤل میں پورا کریب ویسے ہی پڑا تھا۔ اور ساتھ اشھر کی خاص ٹراوٹ فِش تھی جو سالم ہی سٹیم کی گئ تھی۔ دیکھنے میں معلوم ہوتی تھی۔ میرال نے تھوک نگل کر کھانے کو دیکھا اور کانٹا پکڑ کر فش کو ادھیڑنے لگی کیونکہ اسے دیکھ کر ہی ابکائی آنے لگی تھی۔ کھانے کا تو وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔

شامیر مزے سے اپنا کھانا کھاتے ہوئے میرال کے تاثرات دیکھ رہا تھا۔ کیا ہوا میرال کھا کیوں نہیں رہی۔ شامیر کانٹے سے فنگر فش کھاتا ہوا میرال سے پوچھنے لگا۔

کھانے ہی لگی ہوں میرال پانی کا گلاس میز کو منہ کو لگایا تھا۔ سوپ والے باؤل میں چمچ ڈال کر دیکھا۔ جو پانی کی طرح سوپ تھا اور کریب اس میں تیر رہا تھا۔ میرال نے شامیر کو دیکھا جو سنجیدہ چہرہ لیے اپنی مسکراہٹ چھپاتا ہوا کھانا کھانے میں مصروف تھا۔

میرال نے غصے سے چمچ سوپ میں پٹخا۔ کیا ہوا ڈارلنگ؟ اس میں کھانے کا کیا قصور ہے؟ اپنا غصہ اس پر کیوں اتار رہی ہو۔ اسی لیے کہا تھا پہلے دیکھ لو۔ مجھے نہیں کھانا کچھ بھی۔ میرال منہ پھلائے بولی۔

شامیر نے میرال کو اپنا کھانا پیش کیا یہ کھاؤ اور ویٹر کو بلا کر میرال کا کھانا واپس لے جانے کو کہا۔

میرال ہنوز چپ کر کے بیٹھی تھی۔ میرال کھا کیوں نہیں رہی۔ میں نے کہا مجھے بھوک نہیں اور مجھے واپس ہوٹل جانا ہے۔ میرال کھانا کھاؤ پھر چلتے ہیں۔ شامیر نے تحمل سے کہا۔

مجھے نہیں کھانا۔

شامیر نے لب بھینچ کر میرال کو دیکھا اور ویٹر کو بلا کر پے منٹ کرتا ہوا میرال کو لیے باہر آ گیا۔

شامیر کمرے میں آ کر ٹی وی دیکھ رہا تھا مگر دھیان سارا میرال پر تھا۔ جو سامنے خاموشی سے صوفے پر بیٹھی میگزین دیکھ رہی تھی۔ کبھی موبائل کو دیکھتی کبھی ہاتھ کے ناخن چبانے لگتی۔ شامیر کو تو اس نے مکمل اگنور کیا ہوا تھا۔ شامیر کو میرال کا اگنور کرنا سخت ناگوار گزرتا تھا۔ اس سے برداشت نہیں ہوتا تھا کہ میرال اسے اگنور کرے۔

Zubinovelszone.com

بدکردار

شامیر تقریبا اپنے اشتعال پر قابو پاتے ہوئے انگلش مووی دیکھنے میں مگن تھا۔ مگر نظریں بار بار بھٹک کر اپنی خوبصورت اور ناراض بیوی پر چلی جاتیں۔

اتنی خوبصورت جگہ اور اتنا رومانٹک موسم

میرال کی دوری شامیر سے برداشت نہیں ہو رہی تھی۔ مگر وہ تو مکمل شامیر کو اگنور کیے منہ پھلائے بیٹھی تھی۔

بھوک لگی ہے تو کھانا آرڈر کروں؟ شامیر کی آواز نے کمرے میں پھیلی خاموشی کو توڑا۔

شامیر نے بات ختم کرنا چاہی کیونکہ وہ اب اور میرال سے دور نہیں رہ سکتا تھا۔

میرال میگزین میں منہ دیے بیٹھی رہی بنا کوئی جواب دیے۔ شامیر کو اب کی بار میرال پر غصہ آیا تھا۔ مریال میں دیواروں سے نہیں تم سے بات کر رہا ہوں۔

ہاں تو جب تھپڑ مارا تھا تب تو میں دیوار ہی لگی تھی ناں۔ اتنا بھاری ہاتھ ہے۔ میرال بڑ بڑاتے ہوئے خود سے بولی۔ مگر شامیر نے اس کی بات سن لی تھی۔

شامیر کے ہونٹوں کو مسکراہٹ چھو کر گزری اور وہ چلتا ہوا میرال کے قریب آیا۔ اس کے پاس صوفے پر بیٹھتا ہوا اس کے ہاتھ پکڑے، بہت زور سے لگا تھا تھپڑ۔ شامیر پیار سے اس کے گال پر ہاتھ رکھتا ہوا پوچھنے لگا۔

نہیں زور سے کیوں لگتا آپ نے تھپڑ نہیں پھول تو مارا تھا مجھے۔ میرال غصے سے منہ پھلائے بولی۔

اچھا تو پھر تھپڑ مارنے کا مداوا کرنے دو۔ موقع دو مجھے ساری رات تمھارے گال پر ڈھیر سارا پیار کروں گا۔ شامیر آنکھوں میں خمار لیے بھاری گھمبیر آواز میں بولا۔

میرال شامیر کی بات سن کر ایک دم سے صوفے سے بدک کر اُٹھی۔

آپ مجھے اسی لیے لائے ہیں نہ یہاں۔ میرال روہانسی ہو کر بولی۔

کس لیے لایا ہوں ؟ شامیر میرال کو دیکھتا ہوا ابرو اچکا کر سرد لہجے میں بولا۔ تا کہ آپ ساری ساری رات میرے ساتھ کھیل سکو۔ میرال کی بات پر شامیر نے اپنا غصہ ضبط کیا تھا۔ اور لب بھینچ کر میرال کو دیکھا۔

بلکل ٹھیک ! اسی لیے لایا تھا۔ جب تمہیں پتا ہے میں اسی لیے لایا تھا۔ دور کھڑی کیا رہی ہو۔ پاس آؤ میرے تا کہ میں بھی بھر کر تمہارے ساتھ کھیل سکوں۔

شامیر کے سرد لہجے میں بولنے پر میرال کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی۔

میرال نے گھوخ نگلا تھا گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔

شامیر کہتے ساتھ ہی بیڈ کی طرف بڑھا بیڈ سے ٹیک لگائے ٹانگیں پسارے میرال کو دیکھنے لگا جو سرخ چہرے کے ساتھ سامنے کھڑی تھی۔ اب آ نہیں رہی تم۔ شامیر کے بولنے پر میرال جلدی سے دروازے کی طرف بڑھی۔

خبر دار میرال باہر گئی تو۔ بہت بہت بُرا پیش آؤں گا اور نتائج کی زمہ دزر تم خود ہو گی۔ پر مجھ سے شکوہ مت کرنا۔

دو سیکنڈ میں بیڈ پر پہنچو۔شامیر نے سرد لہجے میں حکم دیا۔میرال نے لمبا گہرا سانس لیا اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی شامیر کی طرف بڑھی۔وہ شیر کی کھچار میں ہاتھ دے بیٹھی تھی اور اب پچھتا رہی تھی۔

بیڈ کے نزدیک پہنچتے ہی شامیر نے اس کا ہاتھ کھینچ کر اسے بیڈ پر گرایا اور خود اس پر پورا کا پورا سایہ فگن ہوا۔شامیر کا سنجیدہ چہرہ دیکھ کر میرال کے اوسان خطا ہوئے۔میرال نے خشک لبوں پر زبان پھیری۔

کیا بکواس کر رہی تھی تم۔میں تمہیں یہاں کیوں لایا ہوں تم سے کھیلنے کے لیے۔شامیر سرد غراتے ہوئے لہجے میں بولا۔

نن نہیں تو! وہ میرا مطلب یہ تو نہیں تھا۔

جو بھی مطلب تھا تمہارا مگر اب تمہارا کہا پورا کر کے دکھاؤں گا۔شامیر سرد لہجے میں کہتے ہوئے اس کے لبوں کو اپنی گرفت میں لے کر اس کی سانسوں پر قابض ہوا۔وہ اس کی سانوں کو انہیل کرنے لگا۔قطرہ قطرہ اس کی سانسوں کو پینے لگا میرال کا وجود جب بے جان ہونے لگا تو اک کر اس کو آزادی دی۔جیسے ہی میرال کی سانسیں بحال ہوئیں شامیر دوبارہ اس پر جھک چکا تھا۔

کافی دیر بعد وہ جب میرال سے الگ ہوا تو میرال بیڈ پر کروٹ لیے کافی دیر تک روتی رہی تھی۔اس کے رونے اور ہچکیوں میں اضافہ ہو رہا تھا۔شامیر غصے سے اپنی شرٹ پہنتا باہر ٹیرس کی طرف آیا اور سگریٹ سلگا کر منہ کو لگایا۔

صبح جب شامیر کی آنکھ کھلی تو میرال اپنے کپڑے پیک کر رہی تھی۔

شامیر نے غصے سے میرال کو گھور کر دیکھا۔یہ کیا کر رہی ہو۔مجھے نہیں رہنا یہاں۔مجھے واپس گھر جانا ہے۔میرال روتے ہوئے بولی۔شامیر میر کچھ پل اسے گھورتا رہا۔

اور پھر فون پر ڈرائیور کو گاڑی نکالنے کا کہا اور میرال کو لیے واپسی کے سفر کو نکلا۔۔

ہوٹل میں انجان نمبر سے میرال کو کال آئی تھی۔۔

اس نے اسے واپس گھر آنے کو کہا تھا اور ساتھ میں دھمکی دی کہ وہ شامیر کو سب کچھ بتا دے گا۔

میرال بہت پریشان ہو گئی تھی کہ اسے کیسے پتہ کہ وہ شامیر کے ساتھ کلام آئی ہوئی ہے۔

کون ہے وہ؟میرال اپنے دکھتے سر کو دباتے ہوئے سوچ رہی تھی کہ فون بجا۔

میرال نے نہ چاہتے ہوئے بھی کال ریسو کی۔

کیا چاہتے ہو تم مجھ سے؟ کون ہو تم؟ اتنا سب کچھ میرے بارے میں کیسے جانتے ہو؟

میرال غصے سے چلاتے ہوئے بولی۔

دوسری جانب قہقہہ گونجا تھا۔

بہت بے تابی ہو رہی ہے مجھ سے ملنے کو۔ فکر نہ کرو بہت جلد تمہارے سامنے آؤں گا۔

مجھے تم سے ملنے کا کوئی شوق نہیں۔ خدا کرے تم مر جاؤ۔ میرال چیختے ہوئے بولی۔

میں تو کب کا مر چکا تم پر، تمہارے حسن پر، ہاں جس دن تم میرے بستر پر ہو گی کہیں اس دن خوشی سے ہی نہ مر جاؤں۔ وہ بے باکی سے ہنستے ہوئے بولا۔

بکواس بند کرو میں مرتی مر جاؤں گی۔۔

مگر تم مجھے چھو بھی نہ سکو گے۔ میرال چیخی۔

وہ تو تمہارا شوہر تمہیں ویسے بھی مار دے گا جب تمہارے کارنامے سُنے گا۔ وہ غرایا۔

کیا کیا ہے ایسا میں نے ہاں! اپنی کم عمری میں تم سے چند گھڑی بات کی ہے میرال سلگتے ہوئے بولی۔

ہاں وہی چند گھڑی کی تمہاری باتوں کو کچھ اور رنگ دے کر میں تمہارے شوہر کے سامنے پیش کروں گا۔

جَسٹ ویٹ اینڈ واچ۔ دیکھتی جاؤ میں تمہارے ساتھ کرتا کیا ہوں۔ تمہارا شوہر دھکے دے کر تمہیں گھر سے نکال دے گا۔

اس نے کہتے ساتھ ہی فون بند کر دیا۔

میرال فون پکڑے سسکتے ہوئے رو پڑی۔

شامیر آفس جانے کے لیے تیار ہو رہا تھا۔۔

جب میرال شامیر کی پسند کا ریڈ کلر کی شارٹ فراک تنگ ٹراوزر پہنے گلے میں نیٹ کا دوپٹہ ڈالے بال کھلے چھوڑے ریڈ کلر کی لپ سٹک لگائے فریش جوس کا گلاس لیے کمرے میں داخل ہوئی۔

میرال نے مسکرا کر شامیر کو دیکھا۔

شامیر میرال کو ایک نظر دیکھتا ہوا اپنے کف کے بٹن بند کرنے لگا۔

شامیر نے پوری طرح میرال کو اگنور کیا تھا۔ورنہ میرال کو ایسے دیکھ کر دل چھونے کو بے قرار ہوا تھا۔

اس لیے خود پر قابو پاتا ہوا تیار ہونے لگا۔

آج تین دن ہو گئے تھے شامیر اور میرال کو آپس میں

بات کیے ہوئے۔کالام سے واپسی پر شامیر میرال کو مکمل اِگنور کیے ہوئے تھا۔

شامیر کوٹ پہنے کے لیے کوٹ کی طرف بڑھا ہی تھا کہ میرال جلدی سے آگے بڑھ کر شامیر کو کوٹ پہنانے لگی۔ جسے شامیر نے چُپ کر کے پہن لیا۔

میرال شامیر کے سامنے آکر آگے سے کوٹ کو ٹھیک کرتے ہوئے مسکرا کر شامیر کو دیکھا۔

ہونٹوں پر ریڈ لپ سٹک سجائے وہ شامیر کا کڑا امتحان لے رہی تھی۔

شامیر ایک دم میرال کی طرف جھکا تھا۔ میرال نے مسکراتے ہوئے اپنے ہونٹوں کو شامیر کے ہونٹوں کے پاس لاتے ہوے اپنی آنکھیں بند کی تھیں۔

شامیر نے جھک کر اپنی برینڈیڈ واچ ڈریسنگ ٹیبل سے اُٹھائی۔ میرال کو دیکھا جو اپنی آنکھیں بند کیے کھڑی تھی۔ مسکراتا ہوا آفس کے لیے نکل گیا۔

شامیر کو کچھ بھی نہ کرتا پا کر میرال نے آنکھیں کھولیں۔

شامیر کو کمرے میں نہ پا کر میرال خجالت سے سرخ ہوئی۔

خود کو ملامت کیا تھا کہ کیا ضرورت تھی ایسا کرنے کی سٹوپڈ جنگلی کہیں کا۔ سمجھتا کیا ہے خود کو۔

اب کبھی بھی نہیں آنے دوں گی خود کے پاس۔

میرال نے غصے سے بڑبڑاتے ہوئے اپنی لِپ سٹک صاف کی۔ جو اس نے شامیر کے لیے لگائی تھی۔

بیڈ پر لیٹی پرپل سلک گاؤن پہنے باقر سے فون پر بات کر رہی تھی اس کے ہنسنے کی آوازیں باہر تک آ رہی تھیں۔میرال اس کے کمرے کے پاس سے گزرتی حیران ہوئی۔

دن کا ایک بج رہا تھا کیا لائبہ آج یونیورسٹی نہیں گئی۔اس سے پہلے وہ وہاں سے جاتی لائبہ کی آواز پر اس کے قدم وہیں رک گئے۔

ہاں میں نے آج پرپل سلک کا گاؤن پہنا ہوا ہے۔کیا ویڈیو کال پے آؤں؟اچھا آتی ہوں تھوڑی دیر تک فریش تو ہو جاؤں۔دوسری طرف پتہ نہیں کیا کہا گیا تھا۔

لائبہ کے ہنسنے کی آواز آئی۔

میرال دروازہ ناک کرتے ہوئے اندر گئی۔۔

لائبہ میرال کو دیکھ کر سیدھی ہوئی۔اور فون بند کیا۔

خیریت!لائبہ نے میرال کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

میرال لائبہ کے پاس آکر رکی۔

لائبہ تم کسی سے بات کر رہی تھی۔

میرال کے پوچھنے پر لائبہ بیڈ سے اُٹھ کر میرال کے سامنے کھڑی ہوئی۔

یہ سوال پوچھنے کا مقصد؟لائبہ ابرو اچکاتے سینے پے بازو لپیٹے سیریس انداز میں بولی۔

بدکردار

میرال نے گہرا سانس بھرا تھا۔لائبہ مجھے غلط مت سمجھنا مگر تم جس سے بھی بات کر رہی تھی یہ صیح نہیں ہے اور اس طرح ویڈیو پے بات کرنا اور تصویریں بھیجنا تو غیر مناسب ہے۔

اس کا لڑکیوں کو آنے والی زندگی میں خمیازہ بھگتنا پڑ سکتا ہے۔

اور ویسے بھی کوئی بھی غیر محرم کبھی بھی آپ کے ساتھ سینسیر نہیں ہو سکتا ہے۔

یہ جو کوئی بھی ہے اسے یقیناً تم میں نہیں تمہارے وجود سے دلچسپی ہے۔میرال اسے سمجھاتے ہوئے بولی۔کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی جس کرب سے وہ آج گزر رہی ہے کل کو لائبہ بھی گزرے۔۔اس نے صرف اس سے بنا دیکھے بات کی تھی۔

آج پور پور اس کا وجود زخمی ہو چکا تھا۔

ابھی وہ نہیں جانتی تھی کہ زندگی اس کے ساتھ کیا کھیل کھیلنے والی ہے۔

میرال کے اتنے لمبے لیکچر پر لائبہ کے چہرے پر استہزائیہ مسکراہٹ آئی۔

ہو گیا آپ کا۔۔اب آپ جا سکتی ہیں اور آئندہ کے بعد میرے کمرے مین مت آیئے گا۔

اور میری زندگی میں انٹرفیر کرنے کی ضرورت نہیں اور یہ مڈل کلاس سوچ اپنے تک محدود رکھیں تو بہتر ہو گا۔لیکن لائبہ میں تمہیں اپنی بہن کی طرح سمجھتی ہوں اسی لیے تمہارے پاس آئی۔

اوہ پلیز بھابھی میرا آپ کا رشتہ نند اور بھابھی کا ہے وہی رہنے دیں۔ جو رشتہ ہے نہیں وہ مت بنائیں مجھ سے۔

اب آپ جا سکتی ہی لائبہ کہتے ہوئے اوندھے منہ بیڈ پر لیٹ کر ویڈیو کال ملا چکی تھی۔

میرال کچھ پل دیکھتی رہی اور پھر خاموشی سے واپس پلٹ گئی۔

کیا ہوا فون کیوں بند کیا تھا۔

کچھ نہیں میری بھابھی تھی۔ وہی مڈل کلاس سوچ مجھے سمجھانے آئیں تھیں کہ میں تمہارے ساتھ بات نہ کروں۔ بلاں بلاں بلاں۔

لائبہ منہ بناتے ہوئے بولی۔

ویسے تمہارا بھائی اتنا بڑا بزنس ٹائیکون ہے۔۔

اور اچھی خاصی پرسنیلٹی ہے بزنس میگزین میں تمہارے بھائی کو دیکھ چکا ہوں بہت اونچے گھرانے کے رشتے تمہارے بھائی کو آسانی سے مل سکتے تھے۔

تو پھر مڈل کلاس لڑکی سے شادی کرنے کا مطلب سمجھ نہیں آیا۔

عشق ہو گیا تھا میرال سے بے انتہا حسین ہیں جان دیتے ہیں بھائی بھابھی پر۔ لائبہ کڑوا سا منہ بنا کر بولی۔ اسے بلکل پسند نہیں آیا تھا میرال کا یوں انٹرفیر کرنا۔

باقر تو ایک ہی بات سوچ رہا تھا۔ اگر اتنی حسین ہے تو اس کے حسن کو خراج تحسین پیش کرنا ہی پڑے گا۔ باقر کچھ سوچتا ہوا مسکرایا تھا۔

شامیر آفس میں بیٹھا کچھ امپورٹینٹ فائلز دیکھ رہا تھا اور سامنے زیان قیوم کافی پیتے ہوئے موبائل میں مصروف تھا۔ اور زیان قیوم کے چہرے پر بڑی دلفریب مسکراہٹ چھائی ہوئی تھی۔۔

شامیر نے فائلز چیک کرتے ہوئے زیان کو دیکھا۔

خیر تو ہے کون ہے فون پر؟ جو اتنا مسکرایا جارہا ہے۔ لگتا ہے عنقریب تیرا ولیمہ کھانے کو ملے گا۔

زیان کا قہقہہ گونجا تھا۔ اب تو پابند ہو گیا ہے۔ تو چاہتا ہے میں بھی پابند ہوں ہو جاؤں تو ایسا بلکل نہیں ہے۔۔

میں آزاد ہی ٹھیک ہوں اور بہت خوش ہوں۔

اور ویسے بھی جیسی لڑکی مجھے چاہیے وہ لگتا نہیں مجھے کبھی ملے گی۔

اب اسے دیکھو زیان نے موبائل شامیر کے سامنے لہرایا۔ کتنی خوبصورت اور کم عمر لڑکی ہے۔۔

مگر باتیں سن اس کی قسم سے۔۔ ہم مردوں کو شرم آجائے۔

بدکردار

فیک آئی ڈی ہے یہ اس کی۔ پیچھے ہی پڑھ گئی ہے میرے۔ دن رات مجھے اپنی تصویریں بھیجتی ہے۔ کتنی دفعہ ویڈیو کال کر چکی ہے کہا ہے صرف مجھ سے دوستی چاہتی ہے تاکہ رات رات بھر مجھ سے بات کر کے اپنی بوریت دور کر سکے۔

اور دیکھنا کل کو ہمارے جیسے گھامڑ مل جاتے ہیں انہیں ستی ساوتری بن کر ہماری بیویاں بن جاتی ہیں۔

اب بتا کوئی اچھی لڑکی ہو جو بلکل صاف شفاف ہو۔ اعلی کردار والی کہاں ملے گی۔

زیان ایک لفظ لفظ پر زور دیتا قطرہ قطرہ زہر شامیر کے اندا اتارنے لگا جس مقصد کے لیے وہ آج یہاں آیا تھا۔

شامیر نے تاسف سے زیان کو دیکھا۔۔

اب ایسی بھی بات نہیں ہے دنیا میں بہت سی اچھی لڑکیاں ہیں۔۔

سب لڑکیاں ایک جیسی نہیں ہوتی۔ شامیر کی آنکھوں کے سامنے میرال کا عکس لہرایا تھا۔ اورلب مسکرائے تھے۔

زیان قیوم کی آنکھوں پر بھی کسی کا عکس اترا تھا۔ اور لبوں پر شیطانی مسکراہٹ چھائی تھی۔

بدکردار

شامیر نے ڈنر کرتے ہوئے اپنے سامنے بیٹھی میرال کو دیکھا۔ جو نظریں جھکائے سرخ چہرے کے ساتھ بیٹھی تھی۔ شامیر نے دو تین دفعہ اسے ڈشیز پاس کرنے کو کہا۔ جو اس نے بنا شامیر کو دیکھے نظریں جھکائے اسے دی تھیں۔

شامیر کے عنابی ہونٹ مسکرائے تھے۔ وہ جانتا تھا۔ وہ صبح والے واقعے کی وجہ سے اس سے نظریں نہیں ملا رہی اور خفت اور شرم سے سرخ پڑ رہی ہے۔

شامیر نے پھر سے میرال کو دیکھا جو بلکل سادھے سے سوٹ میں بال باندھے بلکل سادہ بیٹھی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ وہ اتنا سادہ حلیے میں کیوں ہے کیونکہ وہ صبح والے واقعے کے بعد اسسے دل ہی دل میں ناراض ہے۔ شامیر کا کمرے میں جا کر اپنی ناراض بیوی کو منانے کا پروگرام تھا۔ صبح والے واقعے کے بعد شامیر آفس میں کافی بے چین رہا تھا۔

میرال کے سرخ ہونٹ شامیر کی پیاس بہت بڑھا چکے تھے۔ اور ویسے بھی پچھلے تین دن سے میرال سے دوری شامیر کی جان پر بن آئی تھی۔ وہ اس سے پچھلے تین دن سے کیسے دور رہا تھا وہ وہی جانتا تھا۔ وہ اپنی زندگی کا ہر دن بلکہ ہر پل میرال کی قربت میں گزارنا چاہتا تھا۔

کمرے میں آتے ہی شامیر کے لب بے اختیار مسکرا اُٹھے میرال۔۔۔۔۔ آج صوفے پر لیٹی ہوئی تھی۔ یعنی کہ پکا پکا ناراضگی کا اظہار کیا جا رہا تھا۔

بدکردار

شامیر ڈریسنگ روم میں کپڑے چینج کرنے چلے گیا۔

یہ کیا شامیر کو تو کوئی فرق ہی نہیں پڑا۔ مجھے دیکھ کر بھی کچھ نہیں کہا۔

یعنی کہ انہیں کوئی فرق ہی نہیں پڑتا میں صوفے پر سوؤں یا کہیں اور صبح میرے ساتھ کیا کیا۔

شامیر کا دل بھر گیا ہے مجھ سے میرال روہانسی ہوئی یہی سوچ رہی تھی کہ شامیر نے اسے ایک دم گود میں اٹھایا تھا۔

شش شش شامیر یہ کیا کر رہے ہیں۔ میرال نے جلدی سے شامیر کی شرٹ کو کندھے سے دبوچ کر پکڑا۔

شامیر نے اسے بیڈ پر لا کر لٹایا۔ جانم آپ کی جگہ یہ ہے میرے ساتھ میری بانہوں میں۔ شامیر اس پر جھکا بولا۔ مجھے آپ کے ساتھ نہیں سونا۔۔

میرال شامیر کی شرٹ کے بٹن کو انگلی سے چھیڑتے ہوئے نظریں ملائے بنا بولی۔

چلو تم نہ سوؤ میرے ساتھ میں سو لیتا ہوں تمہارے ساتھ۔ شامیر میرال کے ہونٹوں پر اپنا انگوٹھا پھیرتا ہوا بولا۔

نہ مجھے آپ کے ساتھ سونا ہے اور نہ ہی آپ سے بات کرنی ہے۔ میرال رُخ پھیرتے ہوئی بولی۔

اچھا بابا آئی ایم سوری۔ جو کام صبح ادھورا چھوڑ گیا تھا اسے ابھی پورا کر لیتا ہوں بلکہ ٹرسٹ مِی جانم ابھی زیادہ اچھے سے کروں گا۔ شامیر شرارتی لہجے میں کہتا ہوا میرال کا رخ دوبارہ اپنی طرف موڑتے ہوئے اس کے ہونٹوں پر جھکنے لگا۔

میرال شامیر کو پیچھے کرتے ہوئے غصے سے اُٹھ کر بیٹھی۔

شامیر مجھے اپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔ اپ بدل گیئے ہیں۔۔ اپ کا دل بھر گیا ہے نہ مجھ سے میرال روہانسی ہوتی ہوئی بولی۔

شامیر نے میرال کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنے ساتھ لگایا۔۔

جان شامیر۔۔ دن بدن اور تمہارا دیوانہ ہوتا جارہا ہوں۔۔

اب تمہارے بغیر ایک پل کی دوری عذاب لگتی ہے۔۔ یہ تین دن کیسے گزرے ہیں یہ مجھے ہی پتا ہے۔۔

آج رات میری دیوانگی دیکھ کر تمہے خود بخود اندازہ ہو جایئے گا کہ کتنا دل بھر گیا ہے میرا شامیر بھاری گھمبیر لہجے میں کہتا ہوا میرال پہ جھکا۔۔ میرال نے آنکھیں پٹپٹا کر شامیر کی سرخ جذبات سے بوجھل آنکھوں کو دیکھا۔۔

میرال کا دل بے ترتیبی سے دھڑکنے لگا۔۔

ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی۔۔

میرال نے دڑھکتے دل کے ساتھ اپنی آنکھیں میچی۔۔

اور خود کو شامیر کی دیوانگی اور جنونیت کے سپرد کیا۔۔

وہ جانتی تھی شامیر اب اس سے دور نہیں ہو گا۔۔

اب اگر اس نے مزاحمت کی تو اس کی جنونیت میں اضافہ ہی ہو گا۔

۔میرال کو تین دنوں کا حساب بھی چکانا تھا۔۔

اور شامیر آج کی رات گن گن کر بدلہ لینے والا تھا۔

زیان کدھر ہے تو؟ زیان جو آفس کے لئے نکلا ہی تھا کہ شامیر کی اسے کال آئی تھی۔۔

بس آرہا ہوں۔۔میٹنگ میں تو ابھی ٹائم ہے۔

زیاں گاڑی چلاتے ہوئے بولا۔

ہاں میٹنگ میں ابھی آدھا گھنٹا ہے۔

لیکن یار میٹنگ والی فائل گھر رہ گئی ہے۔

اگر تو راستے سے میرے گھر سے فائل پک کر لے تو تیری مہربانی ہو گی۔

شامیر زیان قیوم سے التجائیہ لہجے میں بولا۔۔

ارے کیسی باتیں کر رہا ہے۔۔میں تیرے گھر کے پاس ہی ہوں۔۔میں لے لیتا ہوں فائل۔۔

زیان شامیر سے بولا۔

اچھا سن وہ فائل اینٹرس پہ ٹیبل ہے وہیں تجھے مل جائے گی۔۔بلکہ ملازم خود تیرے ہینڈ اور کر دے گا۔بس تو لے کر فوری آجا۔۔

شامیر نے کہتے ہوئے فون بند کر دیا۔۔

زیان قیوم کے چہرے پہ مکروں مسکراہٹ پھیلی تھی۔

****

میرال کچن میں شامیر کے لئے کیک بیک کر رہی تھی۔دوپٹہ سائیڈ چیئر پر رکھا تھا۔ بالوں کا میسی سا جوڑا بنا کر اپنا کام کر رہی تھی۔۔کہ سامنے لگے گلاس میرر میں اپنا عکس نظر آیا تو شرم سے گلابی ہوئی۔۔گردن پر جابجا شامیر کی شدتوں کے نشان تھے۔۔ہونٹوں پر ہلکا سا کٹ تھا۔۔رات کی شامیر کی دیوانگی یاد کر کے کام کرتے ہاتھ ہلکے سے کپکپائے تھے اور دل کی دھڑکن تیز ہوئی تھی اور لبوں پر شرمیلی مسکراہٹ چھائی تھی۔۔میرال اپنا کام کر رہی تھی کہ اسے لگا کوئی اسے گھور رہا ہے۔اس نے پلٹ کر دیکھا تو سامنے ہی زیان قیوم کھڑا تھا۔۔

میرال نے جھٹ سے دوپٹہ اچھی طرح لیا تھا۔

آپ۔۔۔میرال حیران ہوئی تھی زیان کو یہاں دیکھ کر کہ کیسے وہ بنا اجازت اندر آگیا۔۔۔

وہ کچن میں ہوتی تو کوئی میل ملازم کو اندر آنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔۔

بدکردار

جی بھابھی میں۔۔۔

زیان میرال کے پاس اکر اس پر گہری نظر ڈالتا ہوا بولا۔۔مجھے شامیر نے ایک فائل لینے بھیجا ہے۔۔ آپ کے پاس تو نہیں ہے۔۔۔

نہیں میرے پاس تو نہیں ہے میرال جلدی سے بولی۔۔

اسے زیان کی نظریں کوفت میں مبتلا کر رہی تھیں۔۔اور شامیر کو پتا چل گیا تو وہ ایسے بغیر اجازت اندر آیا ہے تو کیا ہو گا۔۔

اپ باہر چل کر بیٹھیں میں شامیر سے پوچھ کر بتاتی ہوں۔۔میرال نے کہا۔۔

نہیں اس کی ضرورت نہیں میں خود پتا کر لیتا ہوں۔۔

یہ کہتے ہی زیان وہاں سے چل دیا

میرال نے شکر ادا کیا تھا توبہ یہ بندہ۔۔پہلی ملاقات میں اتنا عجیب نہیں لگا تھا۔۔جتنا آج لگ رہا تھا۔۔

عجیب سی نظریں ہیں اس کی۔۔اور کیا ضرورت تھی مجھے دوپٹہ اتار کر کام کرنے کی۔۔کیا سوچتا ہو گا میرے بارے میں۔۔میرال سر جھٹک کر کام کرنے لگی اس کے کانوں میں آواز پڑی۔۔

پاپا کی پری!میرال کے ہاتھ سے باول چھوٹ کر گر پڑا۔۔سامنے دیکھا تو زیان قیوم اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔

وہ اس کے قریب آکر چند قدم کے فاصلے پر رک گیا۔۔

میرال پھٹی پھٹی آنکھوں سے زیان کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

کیسا لگا میرا سرپرائز

بلکے کیسا لگا تمہیں تمہارا لو سیکر!

زیان قیوم زہریلی ہنسی ہنستے ھوے بولا۔۔

لگتا ہے کافی شاک میں ہو۔۔ کوئی بات نہیں اب تو ملاقات ہوتی رہے گی۔۔

اگلی ملاقات امید کرتا ہوں دلچسپ ہو گی اور یہ دوری نہیں ہو گی۔۔

زیان قیوم کہتا ہوا وہاں سے چل دیا۔۔

میرال نے جلدی سے دیوار کا سہارا لیا تھا۔

****

زیان قیوم لو سیکر ہے۔۔اس کا مطلب ہے اس دن اس نے میری آواز پہچان لی تھی۔۔اور بعد میں اس نے کنفرم کر لیا کہ میں ہی اس فیک آئی ڈی سے بات کرتی تھی۔

کتنا گھٹیا ہے یہ زیان قیوم۔۔

شامیر کتنا بھروسہ کرتے ہیں۔۔۔بھائیوں سے بڑھ کر درجہ دیتے ہیں۔۔اور اس نے اس کی ہی عزت پر نظر رکھی ہوئی ہے۔۔وہ مجھے بلیک میل کرنا چاہتا ہے تاکہ ڈر کے مارے میں اس کی ہر ناجائز بات مانوں۔۔۔

نہیں میں مر تو سکتی ہوں۔۔مگر جو زیان قیوم چاہتا ہے۔۔وہ کبھی نہیں ہو گا۔۔

میرال کمرے میں ٹہلتی ہوئی سوچ رہی تھی کہ میرال کا فون بجا۔۔زیان کا نمبر دیکھ کر میرال نے خود کو کنٹرول کیا تھا۔۔

تم اتنے گھٹیا نکلو گے میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔اپنے دوست کی عزت پر نظر رکھی ہوئی ہے۔۔

میرال فون اٹھا کر چیخی۔۔

آواز نیچی رکھو جان من ابھی تو تمہیں بہت چیخنا چلانا ہے میرے بستر پر۔۔۔۔زیان بے شرمی سے بے باک لہجے میں ہنستا ہوا بولا۔۔

ایک بات یاد رکھنا زیان قیوم تمہاری حسرت کبھی پوری نہیں ہو گی۔۔

میں تمہارے ہاتھوں کبھی بلیک میل نہیں ہوں گی۔اور تم جو چاہتے ہو کبھی پورا نہیں ہو گا۔۔

میرل اٹل لہجے میں بولی۔۔

تو ٹھیک ہے جان من ایک آڈیو بھیج رہا ہوں وہ تسلی سے سننا اور پھر مجھ سے بات کرنا۔۔

زیان قیوم نے کہتے ساتھ ہی فون بند کر دیا۔۔۔

میرال کے فون پر ایک آڈیو ریسیو ہوئی۔۔

جسے سن کر میرال کے اوسان خطا ہو گیئے۔۔

جب سے تم سے بات کی ہے مجھے توراتوں کو نیند نہیں آتی۔۔ میرے خوابوں میں انے لگے ہو اب تو تم۔۔ بہت محبّت کرنے لگی ہوں تم سے۔۔۔

میرال جیسے جیسے سنتی جارہی تھی۔۔ پسینے سے تر ہوتی جارہی تھی۔۔ یہ آڈیو اس میں تو میری آواز ہے۔۔ مگر یہ سب میں نے نہیں کہا۔۔۔

میرل یہ سوچ ہی رہی تھی زیاں قیوم کا فون آیا۔۔ میرال نے کانپتے ہاتھوں سے فون اٹھایا تھا۔۔ یہ یہ میری آواز نہیں ہے۔۔ مم مم میں نے یہ نہیں کہا۔۔۔ میرال کانپتے لہجے میں میں بولی۔۔۔

یہ تو تم جانتی ہو۔۔ میں جانتا ہوں۔۔ مگر یہ بات شامیر نہیں جانتا۔۔

سوچو جب یہ آڈیو اسے ملے گی تو پھر کیا ہو گا۔۔

جب سوچ لو گی تو ایک ایڈریس بھیج رہا ہوں۔۔ وہاں پر آجانا۔۔ زیاں قیوم نے کہتے ہی فون بند کر دیا۔۔۔

شامیر کی گاڑی کی آواز سنتے ہی میرال نے جلدی سے آڈیو ڈیلیٹ کی۔۔ کال ہسٹری ڈیلیٹ کی اور جلدی سے واشروم چلی گیئ..

واش بیسن کا نل کھول کر میرال جلدی جلدی پانی کے چھینٹے آنکھوں پر مارنے لگی کہ جلتی آنکھوں کو سکون ملے۔۔

کافی دیر تک خود کو کمپوز کرتی رہی۔۔

میرال ٹاول سے چہرہ خشک کرتی باہر آئی تھی۔

شامیر بیڈ پر بیٹھا میرال کا ہی انتظار کر رہا تھا۔۔

میرال کو دیکھتے ساتھ اٹھ کر میرال کے پاس آیا۔۔

کیا بات ہے میرال ٹھیک ہو۔۔ آنکھیں کیوں لال ہو رہی ہیں۔۔

شامیر نے میرال کی سرخ آنکھوں کو دیکھ کر پوچھا۔

وہ شامیر میری آنکھوں میں کچھ چلا گیا تھا۔۔اسی وجہ سے سرخ ہو رہی ہیں۔۔

میرال مسکراتی ہوئی بولی۔۔ڈنر لگواؤں آپ کے لئے میرال نے مسکراتے ہوئے شامیر سے پوچھا۔۔

ہاں لگوادو میں فریش ہو کر آتا ہوں۔۔شامیر میرال کے ماتھے پر پیار کرتا ہوا بولا۔۔

میرال اثبات میں سر ہلاتے ہوئے باہر کو چل دی۔۔۔

****

شامیر کے آفس جانے کے بعد میرال تیار ہو کر ڈرائیور کے ساتھ آپنے گھر کو روانہ ہوئی تھی۔۔اور وہاں پہنچنے کے بعد ڈرائیور کو واپس جانے کو کہا۔۔ڈرائیور کے جانے کے بعد

میرال گھر کے اندر جانے کی بجائے ایک ٹیکسی ہائر کی اسے ہوٹل الفریڈو چلنے کو کہا جہاں زیان قیوم نے اسے بلایا تھا۔۔۔

میرال سپاٹ چہرے کے ساتھ ٹیکسی میں بیٹھی تھی۔۔

نہیں زیان قیوم نہیں۔۔ میں مر تو سکتی ہوں۔۔ لیکن تمہاری بات نہیں مان سکتی۔۔ تو پھر وہ ایک لنچ ہی کیوں نہ ہو۔۔ تم کچھ بھی کرلو زیاں قیوم۔۔ میں شامیر کو دھوکہ نہیں دے سکتی۔۔

میرال نے ٹیکسی ڈرائیور کو واپس ٹیکسی موڑنے کو کہا۔۔۔

میرال کو گھر پہنچے ابھی کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ زیان قیوم کا فون آیا۔۔

ہیلو تم ابھی تک آئی نہیں۔زیان قیوم بیتابی سے بولا۔۔

تم ایک گھٹیا آدمی ہو زیاں قیوم انسان کی کھال میں چھپے بھیڑیا ہو تم۔۔ کچھ بھی ہو جائے میں تمہاری بات نہیں مانوں گی

میں اپنے شوہر کو دھوکہ نہیں دوں گی چاہے پھر تمہارے ساتھ ایک چھوٹا سا لنچ ہی کیوں نہ ہو۔۔ میرال دبے لہجے میں غراتے ہوئے بولی۔۔

بکواس بند کرو اپنی اگر تم آج نہ آئی تو تمہاری اور بھی آڈیو ہیں میرے پاس تمہارے شوہر کو سینڈ کر رہا ہوں میں۔۔ زیان قیوم غراتے ہوئے بولا۔۔

جو کرنا ہے کر لو۔ بلکہ میں خود شامیر کو سب کچھ بتاؤں گی مگر تمہارے ہاتھوں بلیک میل نہیں ہوں گی میرال نے کہتے ہی فون بند کر دیا۔۔

****

زیان قیوم غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔۔ یہ لڑکی اس کے لئے بہت مشکل ہدف ثابت ہو رہی تھی۔۔

پہلے بھی یہ اس کے ہاتھ نہیں آئی تھی حتیٰ کہ کتنی محنت کی تھی اس نے مگر اس نے ایک تصویر تک سینڈ نہیں کی تھی۔۔۔

زیان قیوم نے اسے ہوٹل الفریڈو بات کرنے کو بلایا تھا۔۔

اس نے ایک ٹیبل بک کروائی تھی۔ اس کا آج میرال کے ساتھ لنچ کرنے کا ارادہ تھا ۔۔وہ اس کی تصویریں کھینچنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔

ڈفرینٹ اینگل سے اس کی تصویریں لے کر اسے مزید بلیک میل کیا جا سکے۔۔۔

اگر اس نے شامیر کو بتا دیا تو سارا کھیل خراب ہو جائے گا۔۔ شامیر ایک بہت بڑا بزنس مین ہے۔ بہت ہوشیار انسان ہے۔

وہ فوراً سے پہلے سمجھ جائے گا آڈیو فیک ہیں۔

اگر اس نے آڈیو کا فرانزک ٹیسٹ کروا لیا تو۔۔

نہیں میرال تم شامیر کو نہیں بتا سکتی۔۔

بدکردار

میر ابنا بنایا کھیل خراب نہیں کر سکتی۔۔

ویسے بھی میں کبھی بھی شامیر کی نظروں میں نہیں آسکتا۔۔

میں جانتا ہوں اسے وہ ایک پل نہیں لگائے گا میری جان لینے میں۔۔

نہیں میرال تم شامیر کو کچھ نہیں بتاؤ گی۔۔میں تمہارے اندر اتنا ڈر بھر دوں گا کہ تم ایسا سوچ بھی نہیں سکو گی اور شامیر کے اندر اتنا زہر کے وہ تمہاری بات سننے اور سمجھنے کے قابل ہی نہیں رہے گا۔۔

زیان قیوم شراب پیتے ہوے اپنی سوچوں کو عملی جامہ پہنانے کا سوچ رہا تھا

****

میرال کے ایگزامز سٹارٹ ہو گیئے تھے۔۔

شامیر آج کل بزنس میں بہت مصروف تھا۔۔گھر آتے آتے اسے لیٹ ہو جاتا۔۔اور ویسے بھی وہ میرال کو ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

وہ چاہتا تھا میرال اپنے پیپرز اچھے سے دے لے۔۔میرال نے سارے پیپرز بہت ذہنی دباؤ میں دیے تھے۔۔وہ جانتی تھی اس کے گریڈز اچھے نہیں آئیں گیں۔۔

آج میرال کا لاسٹ پیپر تھا وہ ایگزیمینیشن سنٹر کے باہر ڈرائیور کا ویٹ کر رہی تھی کہ زیان قیوم کی گاڑی اس کے سامنے آکر رکی۔۔

میرال نے اسے دیکھ کر چہرہ پھیر لیا۔۔

بدکردار

چلو میرال شامیر نے مجھے بھیجا ہے تمہے لینے کے لئے گاڑی میں بیٹھو۔زیان قیوم نے اس کے سامنے آکر کہا۔۔

تم ہوش میں ہو زیان قیوم تمہے میں بیوقوف لگتی ہوں۔۔

شامیر تمھے کبھی بھی مجھے لینے کے لئے نہیں بھیجے گا۔۔چاہے وہ کتنا ہی اعتبار کیوں نہ کرتا ہو تم پر۔۔

وہ مجھے لے کر کتنا پوزیسز یو ہے میں اچھے سے جانتی ہوں۔

دفع ہو جاؤ یہاں سے ورنہ میں شامیر کو کال کر دوں گی۔

میرال غصے سے بولی۔۔

ویسے تم غصے میں اور بھی زیادہ حسین لگتی ہو۔۔شامیر بہت لکی ہے۔۔زیان قیوم نے اپنا ہاتھ میرال کے چہرے کی طرف بڑھایا۔۔جسے میرال نے زور سے جھٹکا تھا۔۔

تم مجھے اب غصہ دلا رہی ہو۔۔میں تمھارے ساتھ وہ کروں گا کہ تمہاری روح کانپ جائے گی۔۔تم کہیں کی بھی نہیں رہو گی۔۔اور آنا تو تمھے میرے پاس ہی پڑے گا ۔۔زیان کہتا ہوا اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔۔

میرال نے بمشکل خود کو کمپوز کیا تھا۔۔

ماتھے پر آیا پسینہ ٹشو سے صاف کیا تھا کہ اسے شامیر آتا دکھائی دیا۔

میرال خود پر قابو پاتے ہوئے شامیر کی طرف بڑھی۔۔

کیسی ہو میرال۔۔ پیپر ٹھیک ہوا۔۔

شامیر میرال کے چہرے کو بغور دیکھتا ہوا بولا جو کہ اسے مرجھایا ہوا لگا۔۔

ہاں اچھا ہوا پیپر۔۔ آپ آئیں ہیں مجھے لینے آپ کی تو آج میٹنگ تھی۔ میرال نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔۔

ہاں میٹنگ تو تھی۔۔ پھر سوچا آج میری پیاری سی بیوی کے ایگزامز ختم ہو رہے ہیں تو کیوں نہ اسے آج اچھا سا لنچ کروایا جائے۔۔ اور اس کے ساتھ ٹائم سپینڈ کیا جائے۔۔

شامیر نے کہتے ساتھ ہی اسے بانہوں کے حلقے میں لئے گاڑی کی طرف بڑھا۔۔

پہلے ہم اچھا سا لنچ کرتے ہیں۔۔ پھر گھر جا کر تھوڑا سا ریسٹ کرتے ہیں اور پھر رات کو شاپنگ پہ چلیں گے۔۔ لائبہ کو بھی ساتھ لے کر چلتے ہیں۔۔ کیا خیال ہے۔۔ شامیر نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

جیسے آپ کی مرضی میرال آنکھوں میں آنسو لیے آہستگی سے بولی۔۔

یہ رویا کس خوشی میں جا رہا ہے۔۔ شامیر نے میرال کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر پوچھا۔۔

شامیر آپ کبھی بدل تو نہیں جائیں گے۔۔

اگر کبھی مجھ سے کوئی غلطی ہو جائے تو میرال روتے ہوئے بولی۔۔

ارے ارے میرال کیا ہوا ہے؟

بدکردار

یہ رونا تو بند کرو۔۔شامیر ایک دم گھبر ایا۔۔

تم کچھ بھی کرو میر ال۔۔کوئی بھی غلطی ہو جائے۔۔کچھ بھی نہیں کہوں گا۔۔تمہاری کسی بھی غلطی سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑ تا۔۔

اب بتاؤ کیا ہوا ہے جان۔۔

کسی نے کچھ کہا ہے۔۔

کوئی نقصان ہوا ہے۔۔کوئی جیولری گم ہو گئی ہے۔

شامیر شر ارتی لہجے میں بولا۔۔

میر ال مسکر ائی تھی۔۔یہ ہوئی نہ اچھے بچوں والی بات روتے ہوئے بلکل اچھی نہیں لگتی ۔۔شامیر نے کہتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کی۔۔۔

باہر بارش بہت زوروں سے ہو رہی تھی۔چار بج گئے ہیں لائبہ ابھی تک نہیں آئی۔میر ال پریشان ہو رہی تھی۔آج صبح لائبہ بہت تیار ہو کر یونیورسٹی گئی تھی۔اس کی تیاری سے لگ نہیں رہا تھا کہ وہ یونیورسٹی گئی ہے۔

میر ال اس کے کمرے میں گئی اسے اس کا موبائل بیڈ پر پڑا ملا جسے وہ جلدی میں بھول گئی تھی۔

میر ال نے جلدی سے موبائل آن کیا۔

اسے باقر کے نام سے میسج دکھے جس میں باقر نے اسے ہوٹل کا نام اور روم نمبر سینڈ کیا ہوا تھا۔

تو کیا لائبہ باقر سے ملنے گئی ہے؟ وہ بھی ہوٹل کے کمرے میں؟ میرال نے دڑھکتے دل کے ساتھ سوچا۔

میرال نے جلدی سے باقر کا نمبر ملایا جو کہ آف جا رہا تھا۔

کیا کروں کیا کروں۔ شامیر کو بتا دوں کیا۔

نہیں۔۔۔۔انہیں پتہ چل گیا تو پتہ نہیں وہ کیا کریں گے۔

میرال جلدی سے اپنے روم میں گئی شامیر کی پسٹل نکال کر اپنے بیگ میں رکھی اور اچھی طرح چادر اوڑھ کر ڈرائیور کے ساتھ ہوٹل کے لیے روانہ ہو گئی۔ جہاں لائبہ کو باقر نے بلوایا تھا۔

باقر یہ کیا کر رہے ہو تم؟ لائبہ نے باقر کو دھکا دیا جو اسے باہنوں میں لے کر اس کے ہونٹوں پر جھکنے لگا تھا۔ باقر پیچھے کو ہوا۔ ایک تو اتنا عجیب چیپ ہوٹل میں کمرہ بُک کروایا ہے لائبہ کمرے کو دیکھ کر بولی۔

کیاہوا ہے کمرے کو جانِ من۔ اتنا اچھا تو ہے اور مجھے اپنے قریب آنے سے کیوں روک رہی ہو ابھی کچھ دیر اور میرا اور تمہارا نکاح ہے۔ اس کے بعد بھی تو یہی سب کچھ کرنا ہے تو ابھی کیا حرج ہے۔ باقر لائبہ کو پھر سے بانہوں میں لیے ہوئے بولا۔

تو ٹھیک ہے جب نکاح ہو گا تب آنا میرے قریب تھوڑی دیر تم انتظار نہیں کر سکتے۔

جب تک نکاح نہیں ہو جاتا یہ صحیح نہیں ہے لائبہ جھنجھلاتے انداز میں بولی۔

باقر کے چہرے کا رنگ بدلا تھا۔

کیا نکاح نکاح لگا رکھا ہے اگر تم سے نکاح کرنا ہوتا تو تمہیں نکاح کے بعد یہاں لاتا نہ کہ نکاح کرنے سے پہلے۔

اس لیے اب ڈرامہ بند کر جس مقصد لے لیے تجھے یہاں لایا ہوں وہ مجھے پورا کرنے دے۔۔

باقر لائبہ کو بیڈ پر دھکا دیتا ہوا بولا۔

باقر یہ تم کیا کہہ رہے ہو تم تو مجھ سے محبت کرتے ہو۔

باقر لائبہ کی بات پر ہنسا۔ہاں کرتا تو ہوں ناں محبت تمھارے جسم سے۔ اور کتنی کرتا ہوں ابھی تمھیں پتہ چل جائے گا۔ باقر ہنستے ہوئے بولا باقر لائبہ کے اوپر جھکا ہی تھا کہ لائبہ نے زور سے اپنی ٹانگ باقر کے پیٹ پر ماری اور بیڈ سے اتر کر دروازے کی طرف بڑھی ہی تھی کہ باقر نے پیچھے سے اُسے بالوں سے پکڑ کر اس کا سر دیوار سے ٹکرایا۔

لائبہ کے ماتھے سے خون رسنا شروع ہو گیا۔ باقر نے کھینچ کر دو تین تھپڑ لائبہ کے منہ پر جھڑ دیے۔ اتنے دنوں سے تم پر محنت کر رہا ہوں تمھیں ہوٹلوں میں کھانے کھلا رہا ہوں تمھیں اتنی آسانی سے جانے دوں گا یہاں سے اب ساری عمر تم میری کی۔۔پ۔۔۔۔۔ٹ بن کر رہو گی۔ بلکہ میرے تمام دوستوں کی بھی۔ آتے ہی ہوں گے وہ بھی۔ پہلے میں اچھی طرح تمھارا مزہ لے لوں۔ باقر شیطانی ہنسی ہنسا تھا۔

باقر پلیز میں تمھارے ہاتھ جوڑتی ہوں مجھے جانے دو باقر پلیز لائبہ ہاتھ جوڑتے ہوئے پیچھے کو قدم بڑھاتی ہوئی بولی۔

تم ہاتھ جوڑو یا پاؤں پڑو تم یہاں سے نہیں جا سکتی۔ باقر لائبہ کی طرف قدم بڑھاتا ہوا بولا۔ باقر تم شامیر بھائی کو جانتے ہو ناں جان سے مار ڈالیں گے وہ تمھیں اگر تم نے مجھے چھوا بھی۔

جان جان سے نہیں مارے گا مجھے،،، بلکہ شرم سے مر جائے گا۔

وہ کیونکہ آج تم اس کمرے سے نکلنے کے بعد کسی کو منہ دکھانے کے لائق نہیں رہو گی۔۔

آگر تم نے اپنے بھائی کو کچھ بھی میرے متعلق بتایا۔ اس کمرے میں کیمرے لگے ہیں آج تمھاری خوبصورتی اس کیمرے میں قید ہو جائے گی۔

سوچو جب تمھارا بھائی تمھیں اس حالت میں دیکھے گا تو شرم سے مر ہی جائے گا۔ آج کے بعد تم ہمیں خوش ہی نہیں رکھو گی بلکہ اپنے بھائی کا پیسہ بھی ہم پر لٹاؤ گی۔

باقر نے کہتے ہوئے لائبہ کو بیڈ پر دھکا دیتے ہوئے اس پر جھکا۔ باقر پلیز۔۔۔۔۔۔لائبہ چیختے ہوئے باقر کی منتیں کرنے لگی۔ باقر نے لائبہ کی شرٹ کی آستین پھاڑ ڈالی۔ نو باقر نو باقر۔۔۔۔لائبہ چیخی۔ مت کرو ایسا تمھیں اللہ کا واسطہ لائبہ روتے ہوئے چیخ رہی تھی۔

اس سے پہلے باقر لائبہ پر جھکتا کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی۔

ارے یار کون ہے یہ؟ لگتا ہے آ گئے کمینے۔۔۔۔انتظار نہیں ہوا ان سے کہا بھی تھا کہ دو گھنٹے بعد آنا مگر انہیں ابھی ہی حصہ داری کرنی ہے۔ باقر نے بڑبڑاتے ہوئے دروازہ کھولا۔

آپ،،،، سامنے کھڑی ایک بے انتہا خوبصورت لڑکی جو چادر لپیٹے کھڑی تھی دیکھ کر حیران رہ گیا۔

میں لائبہ کی بھابھی۔ لائبہ اندر ہے کیا؟

میرال نے آہستگی سے پوچھا۔ باقر کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی ایک تیر سے دو شکار۔

ہاں اندر ہی ہے آجائیں۔۔ باقر نے پیچھے ہو کر میرال کو اندر آنے کا کہا۔ میرال چپ کر کے اندر آئی۔

بھابھی! لائبہ میرال کو دیکھتے ہوئے میرال کی طرف بڑھی۔

باقر نے کمرے کا دروازہ لاک کیا۔ صحیح کہتی تھی تمھارے بارے میں لائبہ کہ تم بے انتہا خوبصورت ہو اتنی خوبصورت کہ میں نے آج تک اتنی خوبصورتی نہیں دیکھی۔

تمھیں تو صرف میں استعمال کروں گا۔ جب تک میرا دل بھر نہیں جاتا بلکہ مجھے تو لگتا ہے کبھی نہیں بھرے گا۔

باقر مدہوش ہوتا ہوا میرال کی طرف بڑھا۔ رُک جاؤ وہیں۔ اگر ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو اس پسٹل کی تمام گولیاں تمھارے سینے میں اتار دوں گی۔ میرال نے بیگ سے پسٹل نکال کر باقر کے اوپر تانی۔

باقر ہنسا تھا،، تم اپنے نازک ہاتھوں سے مجھ پر گولی چلاؤ گی۔

یہ نازک ہاتھوں میں اتنا دم خم ہے کہ گولی چلا سکے۔ باقر میرال کی دھمکی کی پرواہ کیے بغیر آگے بڑھا۔

میں کہتی ہوں باقر وہیں پر رُک جاؤ۔ مجھ میں کتنی ہمت ہے یہ تو تمھیں مجھے یہاں دیکھ کر پتہ چل گیا ہو گا۔ اگر ہمت نہ ہوتی تو کبھی یہاں پر اکیلی نہ آتی۔۔

اور ایک ٹریگر دبانے کی دیر ہے تم پر فائر کر کے،، یہاں سے لائبہ کو لے کر آرام سے چلی جاؤں گی۔۔

اور جانتے ہو تم میں شامیر دُرانی کی بیوی ہوں۔۔

اس کے اثرورسوخ کو تم آچھے سے جانتے ہو۔

تمھاری لاش وہ کتوں کے آگے ڈال دے گا۔۔اسے ذرہ بھی خبر ہوئی تم نے اس کی بہن اور بیوی پر بُری نظر بھی ڈالی ہے۔تو تم جانتے نہیں شامیر کو ابھی۔۔میرال چیختے ہوئے بولی۔

لائبہ دروازہ کھولو۔میرال نے لائبہ کو دروازہ کھولنے کو کہا۔

لائبہ نے جلدی سے دروازہ کھولا تھا۔میرال باقر پر پسٹل تانے ہوئے پیچھے کی طرف قدم بڑھایا اور لائبہ کو لے کر ہوٹل سے باہر آگئی۔اور باقر ہاتھ ملتارہ گیا۔

بھابھی لائبہ گھر آتے ساتھ میرال کے گلے لگ کر رونے لگی۔بھابھی مجھے معاف کر دیں بھابی اگر آج آپ نہ آتیں تو سب کچھ برباد ہو جاتا۔بھابھی بھائی کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہتے۔لائبہ چیختے ہوئے رو رہی تھی۔

لائبہ میری بات سنو اس بات کو یہیں پر بھول جاؤ اور شامیر کو بھی اس بات کا پتہ نہ چلے ورنہ وہ برداشت نہیں کر پائیں گے۔میرال لائبہ کے آنسو صاف کرتی ہوئی بولی۔

تم آرام کرو اپنا حلیہ ٹھیک کرو۔ سب کچھ ٹھیک ہو گیا ہے۔ وہ باقر تمھارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اب،،، لائبہ کافی ڈری ہوئی تھی۔ ڈر تو میرال بھی گئی تھی۔ مگر شامیر کے لیے آج اس نے اپنی جان اور عزت خطرے میں ڈالی تھی یہ تو طے تھا کہ میرال اپنی جان کی پرواہ نہ کرتی شامیر کی خاطر اس کی عزت بچانے کے لیے وہ آخری حد تک جا سکتی تھی۔

وہ لاؤنج میں بیٹھی لائبہ کے متعلق سوچ رہی تھی جو بہت مشکلوں سے سوئی تھی۔ میرال خدا کا شکر ادا کر رہی تھی کہ شامیر اسے آتا دکھائی دیا۔۔ چہرہ بے انتہا سنجیدہ تھا۔ میرال ایک دم اپنی جگہ سے اٹھی۔

شامیر میرال کے پاس آ کر رُک گیا۔ اور گھور کر میرال کو دیکھا۔ کہاں گئی تھی آج تم؟ شامیر نے سرد لہجے میں سوال کیا۔

وہ میں شامیر وہ میں،،، میرال نے تھوک نگل کر اپنا گلہ تر کیا۔

ہاں تم، جلدی بتاؤ۔ شامیر سپاٹ انداز میں بولا۔

وہ شامیر ہاں، میں اپنے گھر گئی تھی۔ میرال نے شامیر کو دیکھ کر ڈر گئی تھی اس لیے کچھ سمجھ نہ آیا تو جلدی سے جھوٹ بول گئی۔

میرال مجھے جھوٹ سے سخت نفرت ہے سچ بولو شامیر میرال کو کندھوں سے تھام کر سخت لہجے میں بولا۔

وہ بھائی بھابھی میرے کہنے پر مجھے لینے آئی تھیں ہوٹل لگژری میری طبیعت خراب ہو گئی تھی۔ میں اپنے دوستوں کے ساتھ گئی ہوئی تھی۔

لائبہ نے فوراً سے آکر شامیر کو بتایا۔

میرال تو ہمیشہ کی طرح شامیر کو دیکھ کر ڈر گئی تھی۔ اس لیے لائبہ نے جلدی سے آدھا سچ اور آدھا جھوٹ بتا کر شامیر کو مطمئین کیا۔

شامیر ایک دم فکر مندی سے لائبہ کی طرف بڑھا یہ تمھارے ماتھے پر کیا ہوا۔ شامیر لائبہ کے ماتھے پر چوٹ کا نشان دیکھ کر بولا۔

بھائی وہاں پر مجھے چکر آگیا تھا یہ چوٹ بھی اسی نتیجے میں لگی ہے۔ تبھی میں نے بابھی کو فون کیا تھا۔ اسی لیے آئیں تھیں وہ ہوٹل۔۔۔

لائبہ تم جانتی ہو وہ ہوٹل کی ریپوٹیشن بلکل اچھی نہیں ہے۔ تم ایسے ہوٹل میں اپنی فرینڈز کے ساتھ کیا کرنے گئی تھی۔ اتنا چیپ ہوٹل ہے۔

ایک سے ایک اچھا ہوٹل ہے۔۔ اگر تمھیں جانا ہی تھا وہاں پر جاتی۔۔

اور اگر تمھاری طبیعت ٹھیک نہیں تھی تو مجھے فون کرتی میرال کو کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

شامیر نے کہتے ساتھ ہی میرال کو گھور کر دیکھا اور تم میری اجازت کے بغیر گھر سے کیسے نکلی۔۔۔ بولو۔ شامیر میرال پر غرایا۔

شامیر وہ میں بس۔۔لائبہ نے کہا تو میرال ڈبڈباتی آنکھوں سے منمنائی۔

تو مجھے فون کر کے بتاتی ناں! اور تم منہ اٹھا کر چل دی اور اوپر سے مجھ سے جھوٹ بول رہی تھی۔شامیر میرال پر چیخا۔

شامیر وہ مم میں آپ سے ڈر گئی تھی اس لیے ڈر سے جھوٹ بول گئی۔میرال نے جلدی سے شامیر کو بتایا۔شامیر میرال کو گھورتا ہوا اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔

میرال کافی دیر بعد اپنی ہمت مجتمع کرتے ہوئے کمرے میں گئی تھی۔اسے شامیر سے ڈر لگ رہا تھا۔

شامیر میرال کو کمرے میں دیکھ کر ڈریسنگ روم میں چلا گیا۔میرال بیڈ کے کونے پر بیٹھ کر انگلیاں چٹخاتی شامیر کا ویٹ کرنے لگی۔

شامیر ڈریسنگ روم سے جینز پہنے سکائی شرٹ اور سکائی کیجول کوٹ پہنے نکلا۔

میرال شامیر کو تیار دیکھ کر اپنی جگہ سے اٹھی۔۔

شامیر کہاں جارہے ہیں آپ؟میرال نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

مجھے لگتا ہے تمھیں یہ پوچھنے کا حق نہیں ہے جب تم کہیں بھی منہ اٹھا کر میری اجازت کے بغیر جاسکتی ہو تو مجھ سے پوچھنے کا حق نہیں رکھتی۔شامیر سپاٹ سرد انداز میں کہتا ہوا اپنے بالوں میں برش پھیرنے لگا۔شامیر آئی ایم سوری۔میرال کانپتے لہجے میں بولی۔

واٹ سوری میرال ؟ڈرائیور سے پتہ چلا کہ میری بیوی کہاں ہے۔کتنا پریشان ہو گیا تھا کہ تم وہاں کیا کرنے گئی ہو۔نہ تمھاری اتنی عمر ہے اور نہ ہی تجربہ کہ تم اپنی مرضی سے کہیں بھی منہ اُٹھا کر چل پڑو اور آئندہ تم میری اجازت کے بغیر گھر سے نکلی تو مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہو گا۔شامیر وارن کرتا ہوا چلا گیا۔

کیا ہوا اتنا پریشان کیوں ہے ؟

زیان قیوم ڈرنک کا گلاس منہ کو لگاتے ہوئے بولا۔

شامیر زیان قیوم کے ساتھ ایک بہت بڑے کلب میں بیٹھا تھا اور میرال کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

گھر سے نکلتے وقت اس پر غصہ کر کے آیا تھا اور اب بے چین ہو رہا تھا۔

کچھ نہیں بس ویسے ہی۔

یہ تجھے کیا سوجھی کہ مجھے ادھر کلب بلوایا ہے شامیر اپنی سوچوں کو جھٹکتا ہوا زیان کی طرف متوجہ ہوا۔

کیا مطلب ؟کیا ضرورت تھی دیکھ کتنا حسن ہے یہاں ؟تیری شادی سے پہلے ہم کتنا انجوائے کرتے تھے۔بھول گیا ہے۔

اچھا کہاں ہے حسن مجھے تو کہیں نظر نہیں آرہا ہے زیان قیوم کے کہنے پر شامیر نے اپنی آنکھیں گھمائیں تھیں۔

ویسے تو شادی کے بعد بہت بورنگ ہو گیا ہے زیان ہنستا ہوا بولا۔

ویسے تو بھی کچھ شرم کو ہاتھ مار اِدھر اُدھر منہ مارنا بند کر اور شادی کر لے۔ اگر تو بولے تو فرخندہ آپا سے بات کروں تیرے لیے اچھی سی لڑکی تلاش کریں۔ شامیر ڈرنک کو منہ لگاتے ہوئے زیان سے بولا۔

جیسی لڑکی مجھے چاہیے وہ تو ملنا مشکل ہے۔ زیان تصور میں میرال کا چہرہ آنکھوں کے سامنے لاتا ہوا بولا۔

کیسی لڑکی چاہیے میں فرخندہ آپا کو بولوں گا ویسی ہی لڑکی ڈھونڈیں گیں تیرے لیے۔

ویسے فیک اکاؤنٹ والی تیری فرینڈز کا کیا حال ہے۔ شامیر نے مسکراتے ہوئے پوچھا

--

نہ پوچھ یار میری فرینڈ ہے نرمین یار۔۔

وہ مجھے بتا رہی تھی کہ اس کے کسی انجان لڑکے سے اس کا دوستی ہوئی تھی۔۔ اس کو اپنی تصویریں سینڈ کی تھیں اب وہ بلیک میل کر رہا ہے کچھ نیوڈ تصویریں بھی بھیجی تھیں اس نے۔ اب کافی پریشان ہے مجھے کہہ رہی تھی میں کچھ کروں۔ شادی شدہ ہے وہ بیچاری پریشان ہو رہی تھی کہ اس کے شوہر کو پتہ نا چلے۔

اب بتا میں کیا کر سکتا ہوں اس میں۔ یہ لڑکیوں کو پہلے سوچنا چاہیے۔ زیان شامیر کو دیکھتا ہوا بولا۔

ہاں یہ تو ہے شامیر نے سر جھٹکا۔ اچھا چل چھوڑ ہمیں کیا کوئی اور بات کرتے ہیں۔۔

زیان ڈرنک منہ کو لگائے شامیر کو دیکھ رہا تھا۔ بس کچھ دنوں کی بات ہے تو پھر خود۔ میرال کو دھکے دے کر گھر سے نکالے گا

فرخندہ آپا آپ! اسلامُ علیکم کیسی ہیں آپ؟ شامیر فرخندہ کو دیکھتے ہوئے دل سے خوش ہوا تھا۔

آئیں بیٹھیں۔ شامیر فرخندہ کو لیے سیٹنگ ایریا کی طرف چل پڑا

اور آپا بچے کیسے ہیں؟ وقار بھائی کیسے ہیں؟ شامیر فرخندہ کے ہاتھ پکڑ کر پوچھتا ہوا بولا۔

جو ابھی تک اس سے ناراض تھیں۔ ٹھیک ہیں شامیر۔ فرخندہ نے اپنا ہاتھ چھڑوایا۔ میں یہاں پر لائبہ کے سلسلے میں آئی ہوں اس کی سٹڈی کمپلیٹ ہو چکی ہے اور اس کا ایک بہت اچھا پرپوزل آیا ہے۔ وقار کے جاننے والے ہیں۔ شاید تم بھی جانتے ہو۔ امپورٹ ایکسپورٹ بزنس ہے۔

داؤد امپورٹس۔ فرخندہ کے بتانے پر شامیر سیدھا ہوا جی میں جانتا ہوں داؤد ملک نام ہے لڑکے کا۔ میری ملاقات ہوئی ہے بزنس پارٹیز میں اچھا لڑکا ہے۔

تو ٹھیک ہے پھر بات فائنل کرتے ہیں۔۔

لائبہ اور لڑکا مل لیں ایک دفعہ اگر لائبہ کو پسند آجاتا ہے تو ڈن کرتے ہیں۔ فرخندہ نے شامیر کو دیکھتے ہوئے کہا۔ جیسے آپ کہیں آپا اور سنائیں کیا لیں گی آپ؟ کھانا کھائے بنا نہیں جانے دوں گا آپ کو۔ شامیر نے ملازم کو کھانا لگانے کو کہا۔

نہیں شامیر مجھے گھر جلدی جانا ہے میرب منال انتظار کر رہی ہیں۔ فرخندہ اُٹھتے ہوئے بولیں۔

پلیز آپا بیٹھیں۔۔ میں اس دن کے لیے آپ سے معافی مانگتا ہوں۔ شامیر شرمندہ لہجے میں بولا۔ فرخندہ گہرا سانس بھرتے ہوئے صوفے پر بیٹھ چکیں تھیں جو بھی تھا شامیر فرخندہ کا بھائی تھا اور وہ بہت محبت کرتی تھیں شامیر سے وہ میرال کی وجہ سے اپنے بھائی کو نہیں چھوڑ سکتیں تھیں۔

اسلامُ علیکم! میرال سیٹنگ ایریا میں داخل ہوتے ہوئے فرخندہ سے سلام کیا۔ فرخندہ نے میرال کے سلام کا جواب دینا ضروری نہیں سمجھا تھا۔

میرال سرخ چہرہ کے ساتھ انگلیاں چٹخاتی کھڑی تھی۔

شامیر نے اسے اپنے پاس بیٹھنے کو کہا میرال اِدھر آؤ میرے پاس بیٹھو۔ شامیر کو بہت ناگوار گزرا تھا فرخندہ کا سلام کا جواب نہ دینا۔ مگر وہ خود پر کنٹرول کرتا خاموش ہو گیا۔

وہ اب اور فرخندہ کو ناراض نہیں کر سکتا تھا۔میرال خاموشی سے شامیر کے پاس صوفے پر بیٹھ گئی۔

فرخندہ آپا اور سنائیں آپ میرب اور منال کو بھی لے آتیں ویسے کسی دن میں نے خود ان کو لینے آجانا ہے آپ تو میری سنتی نہیں۔شامیر نے ہلکی پھلکی گفتگو کا آغاز کیا۔

میرال لاؤنج میں کھڑی گلاس ڈور سے باہر دیکھ رہی تھی برسات ختم ہونے کو تھی مگر بارشوں کا سلسلہ ابھی رکا نہیں تھا۔اس دفعہ زیادہ بارشیں ہوئی ہیں۔۔میرال گلاس ڈور پر ہاتھ پھیرتے ہوئے سوچ رہی تھی شامیر کتنے بزی ہیں ناں میرے لیے ٹائم ہی نہیں ہوتا ان کے پاس۔یا شاید ناراض ہیں مجھ سے۔۔

شامیر آپ کی اجازت کے بغیر کبھی گھر سے نہ نکلتی مگر لائبہ کی زندگی اور عزت کا سوال تھا۔اگر مجھے ذرا سی بھی دیر ہو جاتی تو شاید ہم لائبہ کو کھو دیتے۔شامیر مجھے صرف آپ نہیں بلکہ ایک بہن بھی ملی ہے لائبہ کی صورت میں۔۔بہت محبت کرتی ہوں لائبہ سے میں۔

میرال سوچ ہی رہی تھی کہ کسی نے اسے پیچھے سے بانہوں میں بھرا۔

شامیر۔۔۔میرال ایک دم پلٹی تھی مگر اپنے سامنے زیان کو دیکھ کر میرال حیران رہ گئی۔

چٹاخ۔۔۔میرال نے کھینچ کر تھپڑ زیان قیوم کے منہ پر مارا۔۔ تمھاری ہمت کیسے ہوئی مجھے چھونے کی۔

میرال غصے سے چیخی۔ہمت تو میری بہت ہے بس تھوڑا انتظار کرو۔۔جان من۔۔اس تھپڑ کا سود سمیت بدلہ لوں گا۔زیان منہ پر ہاتھ رکھ کر پھنکارتے ہوئے بولا۔

دفعہ ہو جاؤ یہاں سے اگر شامیر کو پتہ چل گیا نہ تم نے یہ فضول حرکت کی ہے تمھاری لاش بھی نہیں ملے گی اتنے ٹکڑے کرے گا وہ تمھارے۔میرال دھاڑتے ہوئے بولی۔اور جب شامیر کو پتہ چلے گا اس کی بیوی بدکردار ہے تو سوچو پھر کیا کرے گا۔

شاید خود کو ہی گولی مار دے۔زیان سفاک لہجے میں بولا تھا۔

بدکردار میں نہیں بدکردار تم جیسے مرد ہوتے ہیں بلکہ تم بدکردار ہی نہیں بدفطرت، بد صورت انسان ہو۔بلکہ تم انسان نہیں شیطان ہو زیان قیوم۔

میں تمھارا چہرہ بہت جلد شامیر کے سامنے لاؤں گی۔میرال نفرت سے زیان کو دیکھتے ہوئے چلائی۔۔

اس سے پہلے میں تمھارا چہرہ لاؤں گا۔۔شامیر کے سامنے بلکہ تمھارے بھائی طلحہ کے سامنے تمھارے ماں باپ کے سامنے جب ان کو پتہ چلے گا ان کی بہن بیٹی جسے اتنا معصوم سمجھتے ہیں۔وہ تو بدکردار ہے تو سوچو کیا کریں گے وہ۔۔

طلحہ بیچارہ تو سر اُٹھانے کے قابل نہیں رہے گا بیچارہ شرم سے مر جائے گا۔جس بہن پر اتنا اعتبار کیا جسے اتنا پیار کیا وہ رات رات بھر انجان لڑکوں سے باتیں کرتی تھی اپنی تصویریں بھیجتی تھی۔۔

ان سے محبت کا اظہار کرتی تھی۔۔سوچو کیا ہو گا۔ساری دنیا کی لعنتیں ملیں گی طلحہ کو۔

زیان زہریلی ہنسی ہنستے ہوئے بولا۔

بکواس بند کرو زیان۔میں نے کبھی لڑکوں سے باتیں نہیں کی نہ ہی کوئی تصویر تمھیں بھیجی۔نہ ہی محبت کا کوئی اظہار کیا۔میں نے صرف چند ماہ تم سے بات کی تھی۔تم جانتے ہو میں ایسی لڑکی نہیں ہوں کیوں کر رہے ہو ایسا میرے ساتھ؟میرال سسکتے ہوئے رو پڑی۔

ایسے روتے ہوئے اچھی لگتی ہو۔میری بات مان لو یہ بات یہیں ختم ہو جائے گی ورنہ میں تمھیں برباد کر دوں گا۔

زیان نے اسے دھمکی دی۔۔

تم جانتے ہو زیان قیوم،،، عورت صرف اپنے محرم رشتوں سے ہی بلیک میل ہوتی ہے۔ اپنے بھائی باپ بیٹا سب سے بڑھ کر اس کا شوہر جس کی خاطر وہ اپنا آپ قربان کر دیتی ہے۔۔ ان رشتوں کو خوش دیکھنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دیتی ہے۔۔ کبھی بھائی کی خاطر ونی ہو جاتی ہے۔۔ کبھی باپ کی عزت کی خاطر اس انسان سے شادی کر لیتی ہے جس کا ساتھ صرف اس کے لئے اذیت کے سوا کچھ نہی ہوتا۔ مگر وہ پھر بھی زندگی بھر اس کے ساتھ نباہ کرتی ہے۔۔ اپنے بچوں کی خاطر اپنی آنا اپنی خوشیوں تک کو قربان کر دیتی ہے۔۔ صرف اپنے محرم رشتوں کی خاطر۔۔ سوچو اگر وہی عورت اپنے شوہر سے عشق کرتی ہو تو اس کی عزت کی خاطر وہ کیا کچھ نہیں کر سکتی۔۔ تم جیسے شیطان کا سر بھی کچل سکتی ہے۔ اگر ہم جیسی لڑکیاں تم جیسے شیطان سے بلیک میل ہونے لگے نہ دنیا میں کوئی بچا حلال پیدا نہ ہو۔۔ جیسے تم حلال نہیں ہو۔۔۔ میر ال ایک ایک لفظ زیان کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔

زیاں قیوم میر ال کو کچھ پل گھور تا رہا پھر اچانک سے بے تحاشا ہنسنے لگا۔۔

آئی لائک دیٹس سپرٹ۔۔۔۔۔ اب مزہ آئے گا کھیلنے کا۔۔

میں وعدہ کرتا ہوں میر ال۔۔ تم نے مجھے گالی دی ہے نہ میں تمہے گالی بنا دوں گا۔۔ جس شوہر سے عشق کا دم بھرتی ہو نہ۔۔ اسی کے ہاتھوں تمھے ذلیل کرواؤں گا۔۔ جسٹ ویٹ اینڈ واچ۔۔۔۔ یہ میر اوعدہ ہے تم سے۔۔

زیان قیوم کہتا ہوا لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

میرال صوفہ پکڑتے ہوئے بیٹھتی چلی گئی اور ایک فیصلہ کیا۔

میرال کیا ہوا؟ ایسے کیوں بیٹھی ہو یہاں پر؟ شامیر آفس سے آیا تو میرال کو سامنے لاؤنج میں نیچے زمین پر صوفے کے پاس بیٹھا دیکھ کر پریشانی سے آگے بڑھا۔ اور کیا ہوا تمھیں تم روئی ہو۔ شامیر میرال کو زمین سے اُٹھاتے ہوئے بولا۔

میرال ایک دم شامیر کے گلے لگی تھی روتے ہوئے۔ شامیر مجھے معاف کر دیں۔۔ شامیر مجھ سے غلطی ہوئی تھی۔ مگر میں سچ کہہ رہی ہوں۔ شامیر میں صرف آپ کی ہوں۔ میری سوچوں پر بھی صرف آپ کا حق ہے۔ میں نے محبت سے صرف آپ کو پکارا ہے۔۔ بس وہ میری چھوٹی سی غلطی تھی شامیر۔ میرال بلکتے ہوئے شامیر سے کہہ رہی تھی۔

شامیر نے نہ سمجھی کے عالم میں میرال کو خود سے الگ کیا۔ کیا کہہ رہی ہو میرال؟ کیوں رو رہی ہو؟ میں جانتا ہوں تم صرف میری ہو۔ تم بہت معصوم بہت پاک ہو۔ تمھاری زندگی میں آنے والا میں پہلا مرد ہوں۔ مجھے فخر ہے میرال،، تم میری بیوی ہو۔ میری میرال صرف میری ہے۔

اب چُپ کرو۔۔۔

سیدھی طرح بتاؤ کیا بات ہے؟ کیوں پریشان ہو؟ کیوں رو رہی ہو؟

شامیر میرال کے آنسو صاف کرتا ہوا بولا اور اسے صوفے پر بٹھایا۔

شامیر کالج میں تھرڈ ائیر میں میری نئی فرینڈز بنی تھیں انہوں نے زبردستی میرا فیک اکاؤنٹ بنایا تھا تاکہ میں لڑکوں سے چیٹ کر سکوں۔ میری ایک لڑکے کے ساتھ اس اکاؤنٹ کے تھرو دوستی ہوئی تھی۔ شامیر ایک دم سے صوفے سے کھڑا ہوا۔ میرال شامیر کا سنجیدہ چہرہ دیکھ کر ایک دم سے صوفے سے اُٹھی۔

شامیر جیسا آپ سمجھ رہے ہیں ایسا کچھ نہیں ہے۔۔

چٹاخ،، میرال کو پڑنے والا تھپڑ اتنا شدید تھا کہ میرال لڑکھڑا کر فرش پر اوندھے منہ گری تھی اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتی شامیر نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنے مقابل کیا کانپتی کھڑی تھی وہ شامیر کے سامنے۔ کیا کہا تم فیک اکاؤنٹ سے لڑکوں سے دوستی کرتی تھی ہاں بولو۔ شامیر کی آنکھیں لال سرخ انگارہ تھیں۔ نن نہیں۔۔۔ شامیر۔ میری لڑکوں سے دوستی نہیں تھی میرال ڈرتے کانپتے لہجے میں بولی۔ چٹاخ۔۔۔ دوسرا تھپڑ پہلے سے بھی زیادہ شدید تھا۔ شامیر نے میرال کے منہ پر تھپڑوں کی بارش کر دی تھی۔ شامیر میری بات سنیں پلیز۔ میرال شامیر کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے بولی۔

بولو بتاؤ کون بلیک میل کر رہا ہے۔۔ کس کو تصویریں بیجی تھیں تم نے اپنی۔

بدکردار

شامیر میرال کا منہ دبوچتا ہوا بولا۔ شامیر کی انگلیوں کا دباؤ اتنا سخت تھا میرال کو اپنا جبڑہ ٹوٹتا ہوا محسوس ہوا تھا۔ میرال کی تو اتنی ہمت نہیں تھی کہ خود کو چھڑاتی۔ شامیر کا ایسا رویہ اس نے پہلی بار دیکھا تھا۔ شامیر نے جھٹکے سے چھوڑا تھا اسے وہ صوفے پر جا گری۔

شامیر نے اپنے بال مٹھیوں میں جھکڑے۔۔

تمھارے اتنے معصوم چہرے کے پیچھے اتنا مکروہ چہرہ ہے میرال۔

میرے نکاح میں ہوتے ہوئے بھی یہ سب کچھ کرتی رہی۔ شامیر کرب سے بولا۔ نہیں شامیر میں نے نکاح کے بعد کبھی بھی ایسا نہیں کیا۔ میری بات کا یقین کریں میرال سسکتے ہوئے بولی۔

تمھارا یقین کروں تم جیسی لڑکی کا ایک بدکردار لڑکی کا۔ شامیر چیخا۔

پلیز شامیر مجھے بدکردار مت کہیں۔۔ میرال ہاتھ جوڑتے ہوئے بولی۔

تم جیسی لڑکیوں کو بدکردار ہی کہتے ہیں جو اپنے ماں باپ شوہر کے اعتبار کو ٹھیس پہنچاتی ہیں ذرا سی انجوائے منٹ کے لیے۔ دفعہ ہو جاؤ میری نظروں کے سامنے سے ورنہ تمھارا خون کر دوں گا۔ تم اس قابل ہی نہیں تھی کہ تمھیں اپنایا جاتا۔

شامیر کہتے ہوئے غصے سے لاؤنج کراس کرتا ہوا باہر چلا گیا۔ اور میرال پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

شامیر غصے سے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔کیا کمی تھی میرے پیار میں میرال کیوں کیا ایسا تم نے؟ کیوں۔۔وہ سٹیرنگ پر ہاتھ مارتے ہوئے چیخا۔

اچانک سے سامنے ایک گاڑی آئی تھی۔شامیر نے سٹیرنگ گھما کر کار کو کنٹرول کرنا چاہا۔۔

مگر گاڑی سامنے درخت میں جا کر زور سے لگی تھی۔میرال کمرے میں کب سے ٹہلتے ہوئے شامیر کا انتظار کر رہی تھی کتنی دفعہ نمبر بھی ٹرائی کیا مگر آف تھا۔

کہاں چلے گئے شامیر آپ؟ میرال روتے ہوئے سوچ رہی تھی کہ کمرے کا دروازہ کھلا۔

شامیر کو دیکھتے ہوئے میرال بے تابی سے آگے بڑھی۔

ماتھے پر بینڈج لگی ہوئی تھی۔رک جاؤ میرال میرے پاس مت آنا۔شامیر نے سرد لہجے میں اسے پاس آنے سے روکا۔

مگر شامیر آپ کو چوٹ! میرال روتے ہوئے بولی۔

یہاں کیا کر رہی ہو۔نکل جاؤ اس کمرے سے آئیندہ کے بعد میں تمہارا وجود اس کمرے میں نہ دیکھوں۔شامیر غصے سے دھاڑا۔

شامیر میری بات ایک دفعہ سن لیں پلیز۔سنا نہیں تم نے دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔شامیر نے واز اُٹھا کر زمین پر مارا۔

میرال روتے ہوئے کمرے سے چلی گئی۔

شامیر اور میرال کی آپس میں بات چیت بلکل بند ہوگئی تھی۔ میرال بہت دفعہ کوشش کر چکی تھی مگر شامیر کا سرد رویہ دیکھ کر میرال ہمت ہار جاتی۔

میرال ڈریسنگ روم میں سونا شروع ہوچکی تھی۔ ڈریسنگ روم میں کارپٹ پر سوتا یکھ کر بھی شامیر نے اس سے کچھ بھی نہیں کہا تھا۔ میرال ساری ساری رات روتے ہوئے گزار دیتی۔ شامیر زیادہ تر وقت آفس میں گزارنے لگا تھا۔ گھر بہت کم آتا تھا

بھابھی آپ کو کیا ہوا ہے ؟ لائبہ میرال کا مرجھایا ہوا اُداس چہرہ دیکھ کر بولی۔ لائبہ کے پوچھنے کی دیر تھی میرال لائبہ کے گلے لگ کر رو پڑی۔

وہ شامیر،، شامیر،،، مجھ سے ناراض ہیں میرال کے بتانے پر لائبہ مسکرائی۔ کیا ہو گیا ہے بھابھی یہ بھی کوئی بات ہے۔ آپ منالیں بھائی کو اتنا پیار کرتے ہیں آپ سے جھٹ سے مان جائیں گے۔

نہیں مانیں گے وہ بہت زیادہ ناراض ہیں میرال ہچکیوں سے بولی۔

بھابھی آپ نے یقیناً اس حلیے میں بھائی کو منانے کی کوشش کی ہو گی۔

بھابھی آپ بھی ناں شادی شدہ ہو کر نہیں پتہ شوہر کو کیسے مناتے ہیں۔۔

میرال نے نا سمجھی سے لائبہ کو دیکھا۔

بدکردار

اُف بھابھی! آپ کتنی کیوٹ ہیں اور اتنی کم عمر بھی۔۔بھائی کو ابھی انتظار کرنا چاہیے تھا۔ آپ تھوڑی بڑی ہو جاتیں پھر کرتے آپ سے شادی۔لائبہ میرال کے گال چومتے ہوئے بولی۔

چلیں اُٹھیں میں آپ کو بتاتی ہوں بھائی کو کیسے منانا ہے۔

لائبہ میرال کو ڈریسنگ ایریا کی طرف لائی اور میرال کی کبرڈ کھول کر دیکھی۔ تھوڑا تلاش کرنے کے بعد لائبہ کو اپنی مطلوبہ چیز مل گئی۔

واؤ بیوٹی فُل۔لائبہ نے ہونٹ سکیڑے۔ کتنی پریٹی ساڑھی ہے ناں۔

لائبہ نے ریڈ کلر کی ساڑھی نکالی جس کا بلاوز بہت چھوٹا تھا جس کا اگلا پچھلا گلا کافی ڈیپ تھا۔بلاوز خوبصورت لال موتیوں سے بھرا تھا۔سلیوز فُل تھیں جن پر موتی لٹکے ہوئے تھے۔ساڑھی کا پلو بہت باریک تھا۔

میرال کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔

یہ شامیر پچھلے دنوں لائے تھے مگر پہننے کا موقع نہیں ملا۔میرال شرماتے ہوئے بولی۔

اُف بھابھی آپ کتنا شرماتی ہیں بھائی کے سامنے بھی ایسے ہی شرماتی ہیں۔ تبھی تو بھائی آپ کے اتنے دیوانے ہیں۔لائبہ میرال کا گلابی چہرہ دیکھ کر بولی۔

Zubinovelszone.com
Noor Asif Novels

چلیں آپ یہ پہن کر تیار ہو جائیں۔لائبہ نے ساڑھی آگے کی۔یہ میں کیسے ؟میرال ہچکچائی۔وہ تو شامیر زبردستی اس طرح کی ساڑھیاں پہناتا تھا اور نائیٹیز بھی۔شامیر کی ناراضگی کے ڈر سے پہن لیتی تھی مگر اسے کتنی شرم آتی تھی۔۔

اور اب وہ ناراض ہے تو خود سے کیسے پہنے۔

بھابھی آپ کو بھائی کو منانا ہے کہ نہیں۔لائبہ کے کہنے پر میرال چونکی۔

ہر حال میں منانا ہے انہیں۔۔میرال اٹل لہجے میں بولی تو ٹھیک ہے شرم کیسی۔۔وہ آپ کے شوہر ہیں ان کے کہنے پر بھی تو پہنتی ہیں نہ تو آج ان کو منانے کے لیے پہن لیں۔لائبہ ایکسائٹڈ لہجے میں بولی۔۔

چلیں جلدی سے تیار ہو جائیں بھائی آتے ہی ہوں گے اور مجھے آپ اور بھائی اداس اچھے نہیں لگتے۔۔

ہنستے اور خوش و خرم اچھے لگتے ہیں۔لائبہ بھیگے لہجے میں بولی۔

اچھا ٹھیک ہے پہن لیتی ہوں اب تم جاؤ میں تیار ہوتی ہوں۔۔میرال کے کہنے پر لائبہ مسکراتے ہوئے کمرے سے چلی گئی۔میرال نے گہرا سانس بھر کر ساڑھی کو دیکھا تھا

میرال نے آئینے میں خود کو دیکھا تو خود کا روپ دیکھ کر شرما گئی۔ساڑھی اس کے خوبصورت فِگر پر کافی جچ رہی تھی اور فِگر بہت نمایاں ہو رہا تھا۔دودھیا کمر اور پیٹ

باریک پلو سے صاف نمایاں ہو رہے تھے۔ میرال نے ہونٹوں پر ریڈ لِپ سٹک لگائی، بال لائٹ سے کرل کر کے کھلے چھوڑ دیے اور خوبصورت موتیوں سے بھرے اویزے پہنے۔ سمپل سرخ نازک سی چوڑیاں پہنیں اور شامیر کا فیورٹ پرفیوم خود پر چھڑکا۔ اور دھڑکتے دل کے ساتھ شامیر کا ویٹ کرنے لگی۔ میرال بار بار اپنی بھیگی ہتھیلیاں مَسل رہی تھی۔ جسم کانپ رہا تھا اور دل ایسے دھڑک رہا تھا کہ جیسے ابھی باہر آجائے گا۔ اور ڈھیروں دعائیں مانگ رہی تھی کہ شامیر کا موڈ ٹھیک ہو جائے اسے معاف کر دے۔۔

شامیر کی گاڑی کی آواز سن کر میرال جلدی سے اپنی جگہ سے اُٹھی اور پھر گھبراتے ہوئے واپس بیڈ پر بیٹھ گئی۔

شامیر کمرے میں آکر میرال کو دیکھے بنا ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

میرال اپنی بھیگی ہتھیلیاں مسلنے لگی۔ شامیر کپڑے چینج کر کے ڈریسنگ کے سامنے آیا تو میرال دھڑکتے دل اور کانپتے بدن کے ساتھ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ڈریسنگ کی طرف بڑھی۔

میرال نے اپنے ہاتھ شامیر کی کمر کے گرد لپیٹ کر اس کی پشت کے ساتھ لگ کر کھڑی ہو گئی۔ اور لرزتے ہوئے ہلکا ہلکا رونے لگی۔

شامیر نے غصے سے میرال کے ہاتھ اپنی کمر سے ہٹائے اور اس کی طرف پلٹا۔

میرال کا حلیہ دیکھ کر شامیر کو آگ لگ گئی۔

یہ کیا بے ہودہ حلیہ بنایا ہوا ہے تم نے۔ کوئی شرم حیا ہے تم میں یا نہیں۔۔ شامیر میرال کی کلائی پکڑ کر غصے سے چیخا۔

شامیر نے اتنی زور سے میرال کی کلائی اپنی گرفت میں لی تھی کہ چوڑیاں ٹوٹ کر میرال کی کلائی کو زخمی کر گئیں۔

شامیر آپ میرے شوہر ہیں۔۔ میرال سسکتے ہوئے بولی۔

شوہر ہوں تو یہ اوچھے ہتھکنڈے اپناؤ گی اپنی غلطی کو چھپانے کے لیے۔۔ اس سے تمھارا گناہ چھپ جائے گا؟ شامیر میرال پر چیخا۔

آہ۔۔ شامیر۔۔۔ میرال نے سسکی لی۔ کلائی ابھی تک شامیر کے ہاتھ میں تھی۔

شامیر نے استھزائیہ مسکراہٹ کے ساتھ میرال کی طرف دیکھا اور اپنی گرفت اور مضبوط کی۔

آئندہ کے بعد اس طرح کے حلیے میں دیکھا ناں تو وہ حشر بگاڑوں گا تمھارا کہ یاد رکھو گی۔ دفعہ ہو جاؤ یہاں سے اور یہ بے ہودہ لباس اتارو۔ شامیر نے ایک جھٹکے سے میرال کی کلائی چھوڑی۔ میرال بھاگتے ہوئے ڈریسنگ روم میں چلی گئ۔

شامیر خود پر کنٹرول کرنے لگا۔ اس روم میں سونا شامیر کے لیے اب ناممکن تھا۔ شامیر کا خود پر کنٹرول مشکل ہو رہا تھا۔ اس لیے گاڑی کی چابیاں اُٹھائے کمرے سے باہر نکل گیا۔ میرال کا دل کر رہا تھا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔ اتنی ذلت اسے آج تک

محسوس نہیں ہوئی تھی۔ جتنی آج شامیر کے لفظوں نے دی تھی۔ ذلت کے احساس سے وہ زمین میں گھڑی جا رہی تھی۔ میرال روتے ہوئے اپنی چوڑیاں اتارنے لگی۔ اپنے ایرنگز نوچ نوچ کے اتارے اور اپنی اِپ سٹک اپنے ہاتھ کی ہتھیلی سے رگڑ کر صاف کی اور پھر وہیں زمین پر بیٹھ کر دھاڑیں مار مار کر رونے لگی۔۔۔۔

بھابھی یہ کیا کر رہی ہیں۔۔

آپ ناشتہ بنا رہی ہیں تمام ملازم کہاں گئے؟

لائبہ میرال کو کچن میں کام کرتا دیکھ کر حیران ہوئی تھی۔

پتہ نہیں آج صبح سے کوئی نظر نہیں آیا۔

شامیر نے آفس جانا ہے تو میں نے سوچا میں ناشتہ بنا دوں۔

میرال جلدی جلدی ناشتہ بناتے ہوئے بولی۔

مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

اس گھر میں درجنوں ملازم ہیں۔

کہاں مر گئے سب۔

لائبہ چیختے ہوئے کچن سے نکلی۔

بھائی تمام ملازم کہاں ہیں؟

بدکردار

بھابھی کام کر رہی ہیں لائبہ لاؤنج میں آتی ہوئی چلائی جہاں شامیر بیٹھا ہوا تھا۔

تمام ملازم میں نے نکال دیے ہیں اب سے سارا کچن کا کام میرال سنبھالے گی۔

شامیر نے سرد سپاٹ انداز میں میرال کو دیکھتے ہوئے کہا جو ناشتہ لاؤنج میں ہی لے آئی تھی۔۔

اور شامیر کے سامنے ناشتہ رکھ رہی تھی۔

میرال کے ایک پل کے لیے ہاتھ رکے تھے اور پھر سے

وہ نظریں جھکائے اپنا کام کرنے لگی۔

لیکن بھائی یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟

بھابھی کریں گی یہ سب۔۔لائبہ بے یقینی سے شامیر کو دیکھا۔۔

۔کیوں میرال یہ کام کیوں نہیں کرسکتی۔۔اپنے گھر میں بھی تو کرتی تھی ویسے بھی

انسان کو اپنی اوقات نہیں بھولنی چاہیے۔

شامیر نے میرال کو ابھی تک اپنی سرد نظروں کے حصار میں لیا ہوا تھا۔۔جیسے وہ ان

نظروں سے جلا کر بھسم ہی کر دے گا۔۔

بھائی آپ بھابھی کے متعلق یہ سب کہہ رہے ہیں۔۔

مجھے یقین نہیں آرہا لائبہ دکھ سے بولی۔

یقین تو مجھے بھی نہیں آتا اتنے معصوم اور خوبصورت چہرے کے پیچھے اتنا مکروہ چہرہ ہے۔شامیر نفرت بھرے انداز میں بولا۔

بھائی آپ بھابھی کے متعلق یہ سب کیوں کہہ رہے ہیں۔۔لائبہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تھے۔

لائبہ تم اپنے روم میں جاؤ اور آئیندہ کے بعد تم میرے معاملات میں دخل اندازی نہیں کرو گی۔

سنا نہیں تم نے۔شامیر نے لائبہ کو ویسے ہی کھڑا

دیکھ کر چیخ کر کہا تو لائبہ خاموشی سے آنسو صاف کرتے ہوئے اپنے روم میں چلی گئی۔

اور تم آج کے بعد سارے برتن تم دھوؤ گی۔۔

اور ڈش واشر استعمال نہیں کرو گی۔

بہت کر لیا آرام۔

آئیندہ کے بعد تم مجھے فارغ نظر نہ آؤ۔

شامیر نے آگے بڑھ کر میرال کی کلائی اپنی سخت گرفت میں لی تھی۔اور میرا کام کرنے کی ضرورت نہیں۔

یہ ناشتہ اُٹھاؤ اور دفع ہو جاؤ یہاں سے۔

شامیر نے غصے سے تمام برتن زمین پر پھینک دیے تھے۔

Zubinovelszone.com

میرال کی چیخ بلند ہوئی تھی۔شامیر میرال پر قہربار نظر ڈالتا ہوا اسے زور سے زمین پر دھکا دیا تھا۔

اپنا یہ چہرہ میرے سامنے مت لایا کرو شامیر کہتا ہوا نکل گیا۔

میرال اوندھے منہ زمین پر گری تھی کانچ کا ٹکڑا میرال کی ہتھیلی کو زخمی کر گیا۔

میرال اپنی ہتھیلی پکڑ کر کانچ کو دیکھتے ہوئے سسکنے لگی۔۔۔

****

بھابھی آپ ہٹیں میں کھانا بناتی ہوں۔لائبہ میرال کو کچن میں کھانا بناتا دیکھ کر بولی۔

تم نے پہلے کبھی بنایا ہے کھانا۔میرال نے مسکراتے ہوئے لائبہ کو دیکھا۔

نہیں بنایا تو اب بنالوں گی اور آپ نے بھی تو اس سے پہلے اتنا زیادہ کھانا تو نہیں بنایا ہو گا۔لائبہ دکھ سے بولی۔

تمام ملازمین کا کھانا میرال کو بنانا پڑ رہا تھا اس سے پہلے گھر کی دوسری سائیڈ جہاں سرونٹ کواٹر تھے وہاں پر ہی بنے ایک کچن میں تمام ملازمین کا کھانا بنتا تھا۔ مگر اب شامیر کے حکم پر میرال اپنے کچن میں سب کا کھانا بنا رہی تھی۔

بھائی کیوں کر رہے ہیں ایسا آپ کے ساتھ۔ایسا بھی کیا ہو گیا آپ سے۔مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا بھابھی یہ سب کچھ بہت محبت کرتی ہوں آپ سے خود سے بھی زیادہ۔لائبہ پیچھے سے میرال کے کندھے پر سر ٹکا کر رونے لگی۔۔۔

Zubinovelsone.com
Noor Asif Novels

اس گناہ کی سزا جسے کرتے ہوئے میں نے بہت چھوٹا سمجھا تھا مگر میں بھول گئی تھی کہ گناہ چھوٹا ہو یا بڑا اس کی سزا ضرور ملتی ہے۔ میرال نے گہرا سانس بھرا تھا۔

لائبہ نے ناسمجھی کے عالم میں میرال کو۔ کا۔ تمھیں میری مدد کرنی ہے ناں تو ایسا کرو یہ سبزیاں کاٹ دو میرال کے کہنے پر لائبہ الٹی سیدھی سبزیاں کاٹنے لگی۔

میرال نے مسکراتے ہوئے لائبہ کو دیکھا تھا۔

لائبہ تمھیں داود کیسا لگا؟ میرال کے پوچھنے پر لائبہ مسکرائی تھی۔ اچھا ہے ویسے بھی میں نے اپنا ہر فیصلہ بھائی پر چھوڑ دیا ہے۔ اب وہ جو فیصلہ کریں گیں مجھے قبول ہو گا۔۔

شامیر زیان قیوم کے ساتھ ایک کلب میں بیٹھا شراب پی رہا تھا۔ آنکھیں لال سرخ ہو رہی تھیں۔ زیان قیوم غور سے شامیر کے انداز و اطوار دیکھ رہا تھا۔ کیا ہوا شامیر؟ بہت بے چین اور پریشان لگ رہے ہو۔۔ خیریت۔۔۔ گھر نہیں جانا آج کیا؟ کافی دیر ہو گئی ہے۔ زیان شراب کا گھونٹ بھرتا شامیر کو تنقیدی نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔

گھر کونسا گھر؟ شامیر نے حیرانگی سے زیان قیوم کو دیکھا۔ تیرا گھر اور کس کا گھر۔

وہ گھر ہے شامیر دکھ سے مسکرایا۔ اب تو گھر جاتے ہوئے میرا دل گھبرانے لگ جاتا ہے۔۔ وحشت سی ہوتی ہے مجھے گھر میں جاتے ہوئے شامیر کے چہرے پر بے انتہا کرب تھا۔

زیان حیرانگی سے شامیر کو دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ کیا ہوا ہے؟ شامیر کے ساتھ۔

شامیر ایک دم سے چیئر سے اُٹھا اور پھر اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھام کر دوبارہ سے چیئر پر بیٹھا۔

زیان نے شامیر کو مسکراتے ہوئے تھاما تھا۔۔

میرال کب سے کمرے میں بے چینی سے ٹہلتی ہوئی شامیر کا ویٹ کر رہی تھی۔ آج بہت دیر ہو گئی ہے شامیر ابھی تک نہیں آئے۔ میرال نے کافی دفعہ فون بھی کیا تھا۔ جو شامیر نے کاٹ دیا تھا۔

کیا پتہ شامیر آ گئے ہوں کمرے میں نہ آئے ہوں۔ یہ سوچ آتے ہی میرال کمرے سے نکل کر سیڑھیاں اترتی باہر لان میں آئی۔ کار پورچ میں شامیر کی گاڑی نظر نہیں آئی تو مایوسی سے واپس پلٹ گئی۔

میرال لاؤنج میں ہی شامیر کا ویٹ کرنے لگی۔ ایک دفعہ پھر سے نمبر ملایا۔۔۔ مگر نو آنسر نگ۔۔۔۔۔

فون کی بیل پر میرال نے بنا دیکھے فون کان سے لگایا۔

ہیلو شامیر آپ کہاں ہیں آئے کیوں نہیں ابھی تک میرال بے تابی سے بولی۔

اتنی بھی بے تابی اچھی نہیں جانِ من۔ آج تمھیں تمھاری بے تابی کا ثمر مل جائے گا۔

زیان قیوم کی آواز سن کر میرال نے اپنے اشتعال پر قابو پایا تھا۔

تم نے میری بات کو سیریس نہیں لیا تھا نہ آج تمھیں ہلکا سا ڈیمو ملے گا۔پچھتاؤ گی آج رات تم اپنے ہونے پر۔زیان قیوم ہنستا ہوا بولا۔

پچھتا تو میں رہی ہوں۔اپنی اس غلطی پر جو آج میرا گناہ بن چکی ہے۔کاش میں اپنی زندگی کے وہ پل نکال کر پھینک سکتی۔میرال زہریلے انداز میں پھنکاری۔

ویسے کیا کیا ہے تم نے اپنے شوہر کے ساتھ۔ترس آرہا تھا آج اس کی حالت دیکھ کر۔لگتا ہے تم نے اپنا شوق پورا کر لیا بتا کر۔

ہاں بتا دیا اسے مگر افسوس تمھارا نام نہ بتا سکی۔کاش سب سے پہلے تمھارا نام بتاتی اور مجھے شاید تم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھٹکارا مل جاتا۔۔

زیان قیوم نے قہقہہ لگایا تھا میرال کی بات پر۔وہ تو تمھیں کبھی نہیں مل سکتا۔ہاں آج کی رات شاید تمھیں تمھارے شوہر سے چھٹکارا مل جائے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔۔۔اچھا سنو میرے دل اور گھر کے دروازے ہمیشہ کے لیے کھلے ہیں تمھارے لیے۔

ہو سکتا ہے تمھارا بھائی بھی تمھیں رکھنے کے لیے تیار نہ ہو۔ایک بدکار بہن کو اس کا بھائی کیوں رکھے گا۔

شامیر تمھیں گھر سے نکالے گا نہ تو تم سیدھا میرے پاس آجانا۔یقین مانو میں ملکہ کی طرح رکھوں گا۔۔اتنا پیار دوں گا کہ اتنا شامیر نے بھی دیا ہو گا۔۔بس ایک بار میری ہو جاؤ۔جنت کی سیر کرواؤں گا تمہیں۔زیان قیوم مدہوش لہجے میں بولا۔

میں مر سکتی ہوں مگر تمھارے پاس کبھی نہیں آؤں گی۔۔میرال نے کہہ کر فون رکھنا چاہا۔

ارے ارے رکو۔یہ بتاؤ ابھی تک تمھارا شوہر گھر نہیں پہنچا۔بیچارے کی حالت بہت خراب تھی سنبھال لینا آج۔

کیا ہوا ہے انھیں؟

کیا کیا ہے تم نے۔۔شامیر کے ساتھ میرال چیخی تھی۔

فون پر صرف زیان کی زہریلی ہنسی گونج رہی تھی۔

آہٹ کی آواز پر میرال نے جلدی سے فون بند کر کے کال ہسٹری ڈلیٹ کی تھی اور پلٹ کر دیکھا تو شامیر اس کی طرف آرہا تھا۔

شامیر آپ کہاں تھے۔شامیر میں بہت پریشان ہو رہی تھی۔

کس کا فون تھا۔۔شامیر کی سرد آواز پر میرال ایک دم سے خاموش ہوئی تھی۔

کچھ پوچھ رہا ہوں میں تم سے۔شامیر نے میرال کے ہاتھ سے فون لیا اور کال ہسٹری چیک کی۔جو کہ بلینک تھی۔

کس کا فون تھا جو میرے آنے پر تم نے کال ہسٹری ڈلیٹ کی۔شامیر میرال کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بے انتہا سرد لہجے میں کہا تو میرال کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی تھی۔

وہ وہ۔۔۔۔شامیر۔۔۔میں۔ہاں وہ شامیر میں طلحہ بھائی سے بات کر رہی تھی۔میرال نے لڑکھڑاتے لہجے میں جھوٹ بولا۔۔

طلحہ بھائی سے بات کر رہی تھی تم۔شامیر نے طنزیہ مسکراتے ہوئے دیکھا تھا میرال کو۔۔۔

اور طلحہ کا نمبر ملا کر لاؤڈ سپیکر آن کیا۔

ہیلو میرال کیا ہوا؟اتنی رات کو کال کی خیریت تم ٹھیک تو ہو۔طلحہ نیند میں ڈوبی آواز میں بولا۔

شامیر نے کال ڈسکنکٹ کر کے موبائل زور سے زمین پر پٹخا تھا۔

طلحہ سے بات کر رہی تھی تم۔۔۔ہاں بولو۔۔۔شامیر نے میرال کا منہ دبوچا۔

کس یار سے بات کر رہی تھی اتنی رات کو بولو۔شامیر اپنی انگلیوں کا دباؤ میرال کے گالوں پر بڑھاتا ہوا بولا۔

شش شش شامیر میں بتاتی ہوں آپ کو۔۔

مم مم۔۔۔مجھے چھوڑیں۔۔۔میرال بمشکل ہکلاتے ہوئے بولی۔۔۔

بدکردار

کیا بتاؤ گی اپنے کسی یار کے قصے سناؤ گی مجھے۔

ہاں۔۔شامیر نے اسے جھٹکے سے چھوڑا تھا۔میر ال لڑ کھڑاتے ہوئے صوفے پر جا گری۔

نہیں شامیر ایسا نہیں ہے۔شامیر میں ایسی نہیں ہوں میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں میر ال نے روتے ہوئے ہچکیوں کے درمیان کہا۔۔۔میر ال کا پورا وجود ہچکولوں کی زد میں تھا۔۔کتنا مشکل ہوتا ہے اپنے کردار کی صفائی دینا۔۔۔یہ میر ال کو بخوبی اندازہ ہو رہا تھا۔۔۔

مت نام لو پیار کا اپنی غلیظ زبان سے۔۔ جس سے تم غیر مردوں سے باتیں کرتی ہو۔

میر ال میں کیا سمجھا تھا تمھیں؟اور تم کیا نکلی۔تم ایک عام لڑکی نکلی جس کے لیے یہ سب فینٹسی ہے۔

کہاں کمی رہ گئی تھی میرے پیار میں کہ تم یہ سب کرتی پھرتی ہو۔شامیر کرب کی انتہا پر تھا۔۔انکھیں لہو چھلکا رہی تھی۔۔۔۔

نہیں شامیر آپ کا پیار میرے لیے بہت انمول ہے۔۔آپ کے پیار میں کوئی کمی نہیں۔۔بس ایک دفعہ تحمل سے میری بات سن لیں۔۔میں آپ کو سب کچھ بتاتی ہوں میر ال روتے ہوئے التجائیہ لہجے مس بولی۔

بدکردار

آج میں تمھارا وہ حال کروں گا کہ تم آئندہ سے سوچ نہیں سکو گی کہ یہ سب کرتے ہوئے شامیر نے اپنی بیلٹ اتاری تھی۔شامیر میری بات سنیں پلیز آپ کو خدا کا واسطہ ہے۔میرال ڈرتے ہوئے بولی۔شامیر نے میرال کے بالوں کو گدی سے پکڑ کر زمین پر دھکا دیا تھا۔

میرال کی کمر پر بیلٹ سے وار کرنے لگا۔میرال بے آب مچھلی کی طرح تڑپنے لگی۔

میرال کی چیخیں پورے گھر میں گونجنے لگیں۔

شامیر تو جیسے پاگل ہو رہا تھا۔میرال کی آہ و پکار شامیر کو سنائی نہیں دے رہی تھی۔

شامیر پلیز میری بات سنیں میں مر جاؤں گی شامیر۔۔

میرال روتے ہوئے التجا کر رہی تھی۔مگر شامیر جنونی ہو رہا تھا۔

اچھی طرح میرال کے جسم کو بیلٹ سے داغنے کے بعد میرال کو کلائی سے پکڑ کر کھڑا کیا تھا۔میرال لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ بمشکل کھڑی تھی۔۔

اس میں اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ کھڑی ہوتی۔شامیر نے صوفے پر پڑا میرال کا دوپٹہ اُٹھا کر میرال پر پھینکا تھا۔اوڑھو اسے شامیر کے کہنے پر میرال نے کانپتے ہاتھوں سے اور لڑکھڑاتے بدن کے ساتھ دوپٹہ اچھی طرح اوڑھا۔دوپٹہ اوڑھنے اور جوتا پہننے کے بعد وہ شامیر کے سامنے کھڑی تھی اس سے پہلے وہ گرتی شامیر نے اسے کلائی سے پکڑ کر

Zubinovelszone.com

پھر سے اپنے سامنے کھڑا کیا۔ یہ ڈرامے بند کرو میرے سامنے شامیر غراتا ہوا بولا اور اس کو گھسیٹتا ہوا باہر کی طرف لے گیا۔

شامیر آپ مجھے کہاں لے کر جا رہے ہیں میرال روتے ہوئے بمشکل شامیر سے بولی۔

شامیر اسے گھسیٹتا ہوا باہر گیٹ کی طرف لایا۔

دفعہ ہو جاؤ یہاں سے شامیر گیٹ پر کھڑے چوکیدار کو دیکھتے ہوئے چلایا۔ چوکیدار بیچارہ ہڑبڑاتا ہوا اُٹھا اور وہاں سے چل دیا۔

شامیر نے میرال کو گیٹ سے باہر سڑک پر دھکا دیا تھا۔ تم جیسی بدکردار لڑکی کی میرے گھر میں کوئی جگہ نہیں۔ آئندہ کے بعد مجھے اپنی شکل مت دکھانا۔

شامیر سفاکی کی ہر حد پار کرتا ہوا میرال سے بولا اور گیٹ بند کرتا ہوا اندر کی جانب چل دیا۔

صبح شامیر کی آنکھ کھلی اپنے چکراتے سر کو تھامتا ہوا اُٹھا۔

رات کا منظر شامیر کی نظروں کے سامنے گھوما تھا۔ شامیر ایک دم سے بستر سے اُٹھا اور دیوانوں کی طرح میرال کو پکارنے لگا۔ پورے گھر میں میرال کو تلاش کرنے کے بعد شامیر نے بے تابی سے میرال کا نمبر ڈائل کیا جو کہ آف جا رہا تھا۔ رات کو ہی تو اس نے میرال کا موبائل توڑا تھا خود اپنے ہاتھوں سے۔

Zubinovelszone.com
NOOR ASIF NOVELS

یہ کیا کیا میں نے۔شامیر اپنا سر ہاتھوں میں تھام کر بیٹھ گیا۔کہاں ہو گی میر ال۔شامیر یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اسے ایک نمبر سے کال آئی شامیر نے جلدی سے بے تابی سے وہ کال رسیو کی تھی۔

شامیر نے میر ال کو جب گھر سے نکالا تھا وہ بمشکل خود کے وجود کو گھسیٹتے ہوئے اٹھی۔۔ اور ویران سڑک پر چلنے لگی جہاں بڑے بڑے گھر اور گھنے درخت تھے میر ال کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔

کہ وہ رات کے اس پہر کہاں جائے۔پورا جسم زخموں سے چور چور تھا اس سے بھی زیادہ میر ال کی روح چھلنی ہو چکی تھی۔میر ال نے اچھی طرح اپنا دوپٹہ اوڑھا تھا خود پر آج پہلی دفعہ میر ال کو دوپٹے کی اہمیت کا اندازہ ہوا تھا۔میر ال کی شرٹ تو کمر سے کافی حد تک پھٹ چکی تھی۔میر ال نے دل ہی دل میں شامیر کا شکریہ ادا کیا تھا۔رات کو درندوں سے بھی بڑھ کر شامیر نے اس کے ساتھ سلوک کیا تھا مگر اسے دوپٹہ اوڑھانا نہ بھولا تھا۔میر ال گھنے درختوں کی آڑ میں کچھ دیر بیٹھ کر سستانے لگی۔

میر ال کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کہاں جائے اتنی رات کو گھر جانے کا مطلب تھا سب کے سوالوں کا جواب دینا۔وہ مما پاپا سے کیا کہے گی۔طلحہ بھائی سے کیا کہے گی کہ ان کی بہن بدکردار ہے۔

بدکردار

میرال نے اپنے کانون پر ہاتھ رکھا تھا۔ تم جیسی بدکردار لڑکی کی میرے گھر میں کوئی جگہ نہیں۔ شامیر کی آواز اس کے کانوں میں گونجی تھی۔ تمھارا بھائی تو شرم سے ہی مر جائے گا جب اسے پتہ چلے گا کہ اس کی بہن بدکردار ہے۔ زیان قیوم ہنسا تھا۔

نہیں میں بدکردار نہیں ہوں۔ میرال کانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے چلائی۔ نہیں ہوں میں بدکردار۔

میرال ساری رات کانوں پر ہاتھ رکھ کر بیٹھی رہی اور خود سے کہتی رہی میں بدکردار نہیں ہوں۔

صبح کی پہلی کرن پر میرال خود کو گھسیٹتے ہوئے اٹھی اور ٹیکسی سٹینڈ کی طرف چل دی۔

کرایہ تو نہیں ہے میرے پاس کیا کہوں گی گھر جا کر سب سے۔ شامیر دُرانی کی بیوی کے پاس کرایہ نہیں تھا۔

نہیں میں کسی کو کچھ نہیں بتا سکتی اگر طلحہ بھائی نے بھی مجھے ہی قصوروار سمجھا تو؟ میرال دکھی دل کے ساتھ سوچ رہی تھی۔

میرال نے اچھی طرح اپنا چہرہ دوپٹے سے کور کیا تھا اور سڑک پر کھڑی ایک عورت کے سامنے اپنا ہاتھ پھیلایا۔ میرا پرس کسی نے چرا لیا ہے اور میرا کہیں پہنچنا بہت ضروری ہے ۔۔ کیا آپ میری تھوڑی مدد کر سکتی ہیں میرال نے کانپتے لہجے میں اپنا ہاتھ پھیلایا تھا۔

ارے دیکھو ذرا الگوں نے کیسے کیسے ہتھکنڈے اپنا لیے ہیں مانگنے کے۔ اے بی بی اچھے گھر کی لگ رہی ہو، پھر اس طرح کی حرکتیں کیوں کر رہی ہو۔ تمھارے ہی جیسے لوگوں کی وجہ سے حق دار اپنے حق سے محروم رہ جاتے ہیں وہ عورت نخوت بھرے انداز میں بولی۔

میرال شرمندگی سے زمین میں گڑھی جارہی تھی اگر یہ منظر شامیر دُرانی دیکھ لیتا تو یقینا شرم سے زمین میں سما جاتا۔

پاس ہی کھڑی ایک اور عورت نے ترس کھا کر میرال کو پانچ سو کا نوٹ تھمایا تھا۔ جسے میرال نے تشکر آمیز نگاہوں سے اپنی مٹھی میں دبا لیا۔

میرال کو وہ پانچ سو کا نوٹ نہیں بلکہ پورے جہاں کی دولت لگی تھی۔

میرال نے جلدی سے آگے بڑھ کر ایک رکشہ کروایا۔۔اور اسے اپنے گھر کا پتہ سمجھایا۔

میرال نے جلدی سے آگے بڑھ کر ایک رکشہ کروایا اور اسے اپنے گھر کا پتہ سمجھایا۔

ارے میرال تم اس ٹائم؟ طلحہ میرال کو دیکھ کر حیران ہوا تھا۔ طلحہ فکرمندی سے آگے بڑھا۔

جی بھائی۔۔۔وہ شامیر کو بزنس کے سلسلے میں ملک سے باہر جانا پڑا تو وہ مجھے یہاں چھوڑ گئے ہیں۔انھیں جلدی تھی اس لیے باہر سے ہی چلے گئے۔

میرال جلدی جلدی بولی۔بھائی مجھے بہت نیند آرہی ہے میں اپنے کمرے مین چل کر ذرا آرام کرلوں۔اس سے پہلے طلحہ اور سوال کرتا میرال فوراسے پہلے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

طلحہ مجھے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا میرال کا چہرہ دیکھا تھا کتنا مرجھایا ہوا لگ رہا تھا۔اتنی صبح صبح آنے کی کیا ضرورت تھی آرام سے بھی تو آسکتی تھی۔

ویسے یہ تو ہونا ہی تھا۔۔یہ ہائی سوسائٹی کے مردوں کا دل بھرتے ہوئے کونسا ٹائم لگتا ہے۔میرال کی خوبصورتی سے متاثر ہو کر شامیر نے شادی کرلی اب یقینا کوئی اور پسند آگئی ہو گی۔اس سے پہلے رافعہ مزید گل افشانی کرتی طلحہ کے گھورنے پر اس کی زبان کو بریک لگی۔طلحہ نے جلدی سے شامیر کا نمبر ڈائل کیا تھا۔

شامیر نے بے تابی سے طلحہ کی کال رسیو کی تھی۔

ہیلو۔۔۔شامیر تم اندر کیوں نہیں آئے میرال کو باہر سے ہی چھوڑ کر چل دیے۔

شامیر کو طلحہ کی پریشان آواز سنائی دی۔شامیر نے تشکر بھرا سانس لیا تھا کہ میرال اپنے گھر ہے۔ میں ذرا بزِی ہوں بعد میں بات کرتا ہوں شامیر نے کہتے ساتھ ہی فون بند کر دیا۔

لائبہ تمھیں کیا ہوا فرخندہ جو لائبہ کے بلانے پر آئی تھیں۔لائبہ کو دیکھ کر پریشان ہوئی۔لائبہ بخار مین تپ رہی تھی۔

آپا لائبہ فرخندہ کے گلے لگ کر زاروقطار رونے لگی۔

لائبہ کیا ہوا تمھیں؟ فرخندہ لائبہ کو یوں روتا دیکھ کر بے انتہا پریشان ہوئی۔

آپا وہ بھابھی۔وہ. . ۔۔۔شامیر بھائی نے بھابھی کو۔۔۔

لائبہ نے اتنا ہی کہا تھا کہ پھر سے رونے لگی۔کیا ہوا شامیر کو۔۔لائبہ اب تم مجھے بہت پریشان کر رہی ہو بتاؤ تم کیوں اتنا رو رہی ہو۔میرال کہاں ہے؟ فرخندہ سچ میں پریشان ہوئی تھی۔ان کا دل کسی انہونی سے ڈر رہا تھا۔پتہ نہیں بھابھی کہاں ہیں؟ آپ کو پتہ ہے شامیر بھائی نے بھابھی کو بہت مارا ہے۔۔بہت زیادہ بیلٹ سے مارا ہے لائبہ ہچکیوں سے بولی۔

کیا کہہ رہی ہو شامیر نے میرال کو مارا ہے وہ بھی بیلٹ سے فرخندہ نے بے یقینی سے پوچھا۔

ہاں آپا بھائی بہت وحشی لگ رہے تھے۔وہ بھائی نہیں تھے۔۔

آپا وہ شامیر بھائی نہیں تھے۔وہ ہمارے بھائی نہیں تھے۔لائبہ اپنے بالوں کو جکڑتے ہوئے چلائی۔

لائبہ اپنے حواسوں میں نہیں لگ رہی تھی۔انہوں نے بھابھی کو بہت مارا بھابھی بہت چلا رہی تھیں رو رہی تھیں التجائیں کر رہی تھیں خدا کا واسطہ دے رہی تھیں مگر بھائی کو رحم نہ آیا۔میں نے دیکھا تھا اپنے کمرے کے دروازے سے مجھے بھائی سے بہت ڈر لگ رہا تھا۔۔میں جانا چاہتی تھی بھابھی کو چھڑوانے۔پتہ نہیں مجھے کیا ہوا مجھے چکر آ گیا تھا۔۔ آپا پھر مجھے نہیں پتہ میرال بھابھی کے ساتھ کیا ہوا۔وہ کہاں ہیں۔۔کہیں بھائی نے انھیں مار تو نہیں دیا۔لائبہ بدحواس ہوئی تھی ایک دم۔۔۔

لائبہ ہوش میں آؤ میرال ٹھیک ہو گی شامیر نے ایسا کچھ نہیں کیا۔وہ میرال سے بہت پیار کرتا ہے فرخندہ لائبہ کو تسلی دیتے ہوئے بولی۔

نہیں کرتے بھائی میرال سے پیار، جھوٹ ہے یہ اگر وہ پیار کرتے ہوتے تو ایسا سلوک کرتے وہ بھابھی سے۔

لائبہ چیخی۔اچھا مجھے بتاؤ کیا ہوا تھا ایسا۔میرال سے جو شامیر نے یہ سلوک کیا۔فرخندہ نے لائبہ کو چپ کرواتے ہوئے پوچھا۔پتا نہیں آپا،،،بھائی بھابھی کو بدکردار کہہ رہے

تھے۔ بھابھی ایسی نہیں ہیں وہ بہت معصوم اور اچھی ہیں۔۔ میں جانتی ہوں بھابی کو لائبہ روتے ہوئے بولی۔

بدکردار،،، فرخندہ حیران ہوئی تھی یہ لفظ سن کر۔

میرال نہیں آئی کھانے پر اشفاق صاحب نے ڈنر پر میرال کو نہ دیکھ کر پوچھا۔

میں نے دو دفعہ کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا ہے۔۔ مگر اس کا دروازہ اندر سے لاک ہے رافعہ کھانا کھاتے ہوئے بولی۔

میں دیکھتا ہوں طلحہ اپنی کرسی کھسکا کر کھڑا ہوا۔

طلحہ تم بیٹھو میں دیکھتی ہوں ریحانہ اپنی چیئر سے اُٹھتی ہوئی بولی۔

دروازہ ناک کرنے پر میرال نے اُٹھ کر دروازہ کھولا تھا۔

آپ۔۔۔ ماما آئیں اندر آجائیں۔۔

میرال ریحانہ کو راستہ دیتے ہوئے خود دوبارہ سے اندر چلی گئی۔

کیا بات ہے میرال بیٹا جب سے آئی ہو کمرے سے ہی باہر نہیں نکلی۔ تمھارے پاپا بھی تمھارا پوچھ رہے ہیں۔۔ کھانا کھانے بھی نہیں آئی۔ سب ٹھیک ہے ناں۔ تمھارے اور شامیر کے بیچ میں۔ انھوں نے تشویش زدہ انداز میں پوچھا۔

بدکردار

جی ماما سب کچھ ٹھیک ہے ہمارے درمیان۔ وہ ملک سے باہر گئے ہیں تو مجھے یہاں چھوڑ گئے ہیں۔۔ مجھے تو سمجھ نہیں آرہا۔۔ جب میں رہنے نہیں آتی تھی تب بھی آپ لوگ ایسے ہی پریشان ہوتے تھے کہ میں آکیوں نہیں رہی۔

کیا مسئلہ ہے شامیر میرا خیال تو رکھتا ہے۔۔

اور اب میں یہاں کچھ دن رکنے آئی ہوں۔ تو تب بھی آپ سب پریشان ہو رہے ہیں اس سے تو اچھا تو میں اپنے گھر ہی ٹھیک تھی۔۔ کم از کم آپ لوگوں کو پریشان تو نہ کرتی جو آپ سب میرے آنے پر پریشان ہو گئے ہیں۔

میرال منہ بسورتے ہوئے بولی۔

بیٹیوں کے معاملے میں ہر ماں باپ ایسے ہی ہوتے ہیں۔ شادی کے بعد زیادہ حساس ہو جاتے ہیں۔ بیٹی کی آنکھ میں آنسو اور چہرے پر ذراسی پریشانی ماں باپ کو کس اذیت سے دوچار کرتی ہے یہ تم نہیں سمجھو گی۔ جب ماں بنو گی نہ تب سمجھ آئے گی۔ ریحانہ جذباتی انداز میں بولی۔

اوفو،، ماما کیا ہو گیا ہے دیکھیں میں بلکل ٹھیک ہوں آپ کے سامنے ہوں۔ شامیر میرا بہت خیال رکھتے ہیں۔ بہت پیار کرتے ہیں۔ پتا ہے وہ اتنا پریشان ہو رہے تھے میرے یہاں آنے پر۔ آنے ہی نہیں دے رہے تھے۔ ان سے لڑ کر کے آئی ہوں۔۔

بس وہ ناراض ہیں مجھ سے اس لیے تھوڑی پریشان تھی اور پتہ نہیں آپ سب کیا سمجھ رہے ہیں۔۔

میرال نے ریحانہ بیگم کو مطمئین کرنا چاہا۔

شامیر ناراض ہے تم سے۔ تم میری بات کرواؤ شامیر سے میں بات کرتی ہوں۔ شامیر سے کہ وہ ملک سے باہر ہے تو تم ادھر کیا کرتی۔ چلو اس بہانے ہمارے پاس چند دن رک جاؤ گی۔ تم بات کرواؤ میری۔ وہ میری بات ضرور سمجھے گا۔ ریحانہ بیگم بضد ہو ئیں۔

ماما میں آپ سے بات ضرور کرواتی مگر میرا فون خراب ہے وہ باہر سے آئیں گے۔ ناں تو میرے لیے نیا فون آرڈر کر دیں گے۔ میرال کے بتانے پر ریحانہ بیگم حیران ہوئی۔۔

لیکن بیٹا تمھارے پاس فون ہونا چاہیے۔ تمھارا شامیر سے بات کرنا ضروری ہے اس طرح تم لوگوں میں ناراضگی اور بڑھ جائے گی میں طلحہ سے کہتی ہوں تمھیں نیا فون لا دے۔ ریحانہ بیگم بولیں۔

نہیں ماما اس کی ضرورت نہیں ہے مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں لے لوں گی جب شامیر واپس آئیں گے میرال نے منع کیا تھا۔

تمھاری میں ایک نہیں سننے والی میں طلحہ سے بات کرتی ہوں۔۔ اور تمھارا کھانا بھی کمرے میں بھجواتی ہوں۔ ریحانہ بیگم کہتے ہوئے کمرے سے چلی گئیں۔ میرال نے گہرا

سانس لے کر بیڈ سے ٹیک لگا کر آنکھیں موندی تھیں پتہ نہیں اور کتنے جھوٹ بولنے پڑیں گے مجھے۔ میرال دل ہی دل میں خود سے مخاطب ہوئی تھی۔

زیان اپنے بیڈ سے ٹیک لگائے میرال کے خیالوں میں گم تھا۔

فون کی رنگ پر بُرا سا منہ بنایا تھا۔

تم سے ایک کام کہا تھا وہ بھی نہیں ہوا تم سے۔۔

دوسری جانب سے کوئی چیختے ہوئے بولا

میں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے۔۔ مگر کیا کروں وہ لڑکی کافی ڈھیٹ نکلی ہے۔۔

میں نے اسے بہت ڈرایا دھمکایا۔۔

مگر اس کا کردار بہت مضبوط نکلا میں اسے ایک انچ بھی نہیں ہلا سکا۔

دوسرے طرف سے اس کی بات کو کاٹا گیا تھا۔

میں نے تمھیں اس کی تعریفیں سننے کے لیے فون نہیں کیا۔ شامیر نے اسے صرف اپنے گھر سے نکالا ہے۔۔ زندگی سے نہیں۔ تم نے کہا تھا کہ وہ گولیاں اس کے ڈرنک میں ملانے سے وہ غصے سے پاگل ہو جائے گا۔ اسے اپنی زندگی سے نکال باہر کرے گا مگر ایسا نہیں ہوا۔

ہاں میں نے ایسا کہا تھا۔

مگر شامیر نے ایسا نہیں کیا تو میں کیا کر سکتا ہوں۔

اور کیا چاہتی ہو وہ جان سے مار ڈالتا اسے۔۔

میں جانتا ہوں اس دن اس نے اسے بہت مارا تھا۔پل پل کی خبر ہے مجھے اس گھر کی۔

زیان تپے لہجے میں بولا۔

ہاں چاہتی ہوں جان سے مار ڈالے وہ بلا شامیر کی زندگی سے نکل جائے ہمیشہ کے لیے

۔۔

یہ تو تم چاہتی ہو میں ایسا نہیں چاہتا مجھے وہ زندہ اور صحیح سلامت چاہیے۔

میں خود چاہتا ہوں شامیر اسے طلاق دے دے میں اسے اپناؤں گا۔۔

بہت جلد وہ مسز زیان قیوم ہو گی۔وہ ایک ہیرا ہے اور شامیر کے پاس اس کی قدر نہیں۔۔

ہیرا جوہری کے پاس ہی اچھا لگتا ہے اور وہ جوہری میں ہوں۔میں جان گیا ہوں میرال کو۔وہ ایک بہت اچھی مضبوط کردار کی لڑکی ہے کوئی اور اس کی جگہ ہوتی کب کا میرا کھلونا بن چکی ہوتی۔اس نے تو پہلے بھی اپنی کم عمری میں صرف مجھ سے دوستی کی تھی۔

کبھی کوئی غلط بات نہیں کی۔۔

میں اب اسے اپنانا چاہتا ہوں اپنی بیوی بنانا چاہتا ہون ایسی ہی لڑکی چاہیے۔ دل و جان سے اس کا ہو چکا ہوں۔ شامیر کو اسے طلاق دینی پڑے گی۔۔ زیان نے ایک ایک لفظ دل کی گہرائی سے بولا تھا۔

جو بھی کرو مجھے وہ شامیر کی زندگی سے باہر چاہیے میں اب اور انتظار نہیں کر سکتی۔ اس نے کہتے ساتھ ہی فون بند کر دیا۔

زیان نے بیڈ سے ٹیک لگا کر آنکھیں موندی تھیں۔

انتظار تو میں بھی نہیں کر سکتا۔ میرال بہت جلد میری ہو جائے گی ایسی ہی لڑکی چاہیے مجھے اپنی بیوی کے روپ میں۔ میں جب بھی شادی کا سوچتا تھا مجھے ایسا لگتا تھا کہ میری زندگی میں مجھ جیسی لڑکی نہ آ جائے۔ مگر اب نہیں مجھے میرال جیسی اعلیٰ کردار کی لڑکی چاہیے۔ زیان اپنے دل پر ہاتھ رکھے میرال کے لیے تڑپ لیے سوچ رہا تھا۔

\-

گاڑی کار پورچ میں رکی تھی۔ شامیر گاڑی میں ہی بیٹھا رہا۔ سر آپ گھر آ گئے ہیں۔۔ ڈرائیور نے احساس دلایا تو شامیر چونکا تھا۔

شامیر گہری سانس بھرتا گاڑی سے نکلا۔ شامیر کا گھر آنے کو اب دل ہی نہیں کرتا تھا۔ شامیر مرے قدموں سے اندر کی طرف بڑھا۔

میرال۔۔۔ شامیر کو میرال سیڑھیوں پے کھڑی نظر آئی۔

Zubiinovelszone.com
Qasar Asif Novels

بدکردار

شامیر بھاگتا ہوا میرال تک پہنچا۔

میرال تم آگئی۔شامیر نے دیوانہ وار آگے بڑھتے ہوئے میرال کے گال پر ہاتھ رکھا شامیر نے جیسے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ وہ غائب ہو گئی شامیر پاگلوں کی طرح میرال کو پکارنے لگا۔شامیر جلدی سے میرال کو ڈھونڈتا ہوا اپنے کمرے کی جانب بڑھا اسے میرال کی سسکیوں کی آواز سنائی دی۔وہ ایک دم ڈریسنگ روم کی جانب بڑھا وہ کارپٹ پر لیٹے بُری طرح سسک رہی تھی۔شامیر پنجوں کے بل بیٹھتا ہوا میرال کی طرف جھکتے ہوئے اس کے آنسو صاف کرنے لگا شامیر نے اپنے ہاتھ بڑھائے ہی تھے کہ وہ منظر غائب ہو گیا۔

شامیر وہیں کارپٹ پر بیٹھ کر زور زور سے زمین پر مکے مارنے لگا۔

کیوں میرال کیوں کیا میرے ساتھ کیا کمی تھی میرے پیار میں کہ تمھیں کسی اور کی ضرورت پڑی۔۔

جب سے تم میری زندگی میں آئی تھی میں نے تو کبھی نظر بھر کر کسی کی طرف نہیں دیکھا۔

تو پھر تم نے کیوں کیا ایسا میرے ساتھ۔

کس بات کی سزا دی مجھے ؟اس سے اچھا تھا مجھے جان سے مار ڈالتی۔یہ پل پل کی موت کیوں دی مجھے ؟شامیر بری طرح ٹوٹ چکا تھا۔

بدکردار

وہ ایک دم سے اُٹھا تھا۔ڈریسنگ روم میں بنی کبرڈ سے میرال کے تمام ڈریسز نکال کے باہر پھینکے تھے اس کا میک اَپ، اسے کے جوتے، پرفیوم شامیر اٹھا اٹھا کر زمین پر پھینکتا جا رہا تھا۔

شامیر نے پورا کمرہ اتھل پتھل کر دیا اور چیختے ہوئے ملازمین کو پکارنے لگا۔

ملازمہ بھاگتے ہوئے کمرے میں آئی تھی۔جی صاحب! وہ کمرے کی حالت دیکھ کر گھبرائی تھی اور ڈرتے ہوئے پوچھا یہ ساری چیزیں اُٹھاؤ اور انھیں جلا دو۔یہ ساری چیزیں جل کر راکھ ہو جانی چاہیے۔۔

مجھے ایک چیز بھی نظر نہ آئے دوبارہ۔شامیر چیختے ہوئے بولا۔

ملازمہ بیچاری گھبراتے ہوئے تمام چیزیں سمیٹتے ہوئے باہر کو لے گئی۔

شامیر نے بیڈ سے بیڈ شیٹ اُٹھا کر زمین پر پھینک دی تھی تکیے اُٹھا کر زمین پر پھینکے۔ سائیڈ ٹیبل کو الٹ دیا۔

پیچھے پڑا میرال کا پینڈٹ نظر آیا جو ویڈنگ نائٹ کو شامیر نے اسے دیا تھا اور میرال سے گم ہو گیا تھا۔

شامیر نے وہ پینڈٹ بے تابی سے اُٹھایا اور اسے اپنے سینے سے لگاتے ہوئے چیخیں مارنے لگا۔

بدکردار

شامیر لاؤنج میں بیٹھا سگریٹ پی رہا تھا جب فرخندہ آئی تھی۔

شامیر! فرخندہ شامیر کو دیکھتے ہوئے پریشانی سے اسے پکارا۔

یہ کیا حلیہ بنا رکھا ہے تم نے فرخندہ بے تابی سے بولی۔ کیا ہوا ہے مجھے اچھا خاصہ تو ہوں شامیر مسکراتے ہوئے خود اذیتی سے بولا۔ یہ اچھے خاصے ہو۔ سرخ آنکھیں ملگجا حلیہ اور یہ ڈھیروں سگریٹ کے جلے ہوئے ٹکڑے تم کہاں سے اچھے خاصے لگ رہے ہو۔

فرخندہ دکھ سے بولیں تھیں۔

اس لیے شامیر تمھیں منع کیا تھا مِڈل کلاس لڑکی سے شادی کرنے کو۔ دیکھا آج کیا حال کر دیا ہے اس لڑکی نے تمھارا۔ یہ مِڈل کلاس لڑکیوں میں بہت حرص ہوتا ہے ایک دم سے وہ سب پر قابض ہونا چاہتی ہیں اب دیکھو چلی گئی نہ تمھیں چھوڑ کر۔

یقیناً پینڈڈ بھی اسے کے پاس ہو گا۔

کڑوڑوں کی مالیت کا بینڈٹ لے گئی وہ اپنے ساتھ اور طلاق کی صورت میں کڑوڑوں کا حق مہر ملے گا۔۔

تو وہ کیوں واپس آئے گی وہ۔

فرخندہ ایک ایک لفظ چباتے ہوئے زہر خند لہجے میں بولی۔

کیا ہو گیا ہے آپا؟ آپ کو وہ پینڈٹ مل گیا ہے میرے پاس ہے وہ اور یہ کیا بول رہی ہیں آپ۔۔ طلاق۔۔ آپ کو کس نے بولا ہے میں اسے طلاق دوں گا۔

ساری عمر وہ میرے نام سے پیچھا نہیں چھڑوا سکتی۔ مرتے دم تک وہ میرے نکاح میں رہے گی اور آئندہ یہ لفظ میرے سامنے مت لیجیئے گا۔ شامیر نے ناگواری سے کہتے ہوئے اپنا سگریٹ جوتے کے نیچے مسلا تھا۔

اسی لیے آئی ہوں تمھارے پاس کہ اسے واپس لے کر آؤ۔

لائبہ کا نکاح ہے اس کا ہونا ضروری ہے۔ فرخندہ اصل بات کی طرف آئیں جس مقصد کے لیے وہ آئیں تھیں۔

لائبہ کا نکاح میرال کے بغیر بھی ہو جائے گا اب وہ واپس اس گھر میں نہیں آئے گی۔ شامیر نے اٹل لہجے میں اپنا فیصلہ سنایا۔

کیا ہو گیا ہے شامیر ؟ دنیاداری بھی دیکھنی پڑتی ہے۔ کیا جواب یں گے دنیا کو لائبہ کے سسرال والوں کو۔ میڈیا کو کیا جواب دیں گے بولو۔ تم نے جتنی مرضی کرنی تھی کر لی۔ میں جارہی ہوں میرال کو لینے اور یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔

تو ٹھیک پھر آپ بھی سن لیں وہ اس گھر میں نہیں آئے گی۔۔ میرا بھی یہ آخری فیصلہ ہے۔

شامیر کہتا ہوا لمبے لمبے ڈگ بھر تا وہاں سے چلا گیا۔

****

شامیر میرال ایک دم سے چیخ مار کر اُٹھی تھی۔

.میرال نے جلدی سے پاس ہی سائیڈ ٹیبل پر پڑا پانی کا گلاس اُٹھا کر منہ کو لگایا تھا۔

میرال کا بدن ہلکا ہلکا لرز رہا تھا بہت بُرا خواب دیکھا تھا اس نے شامیر کو لے کر۔

میرال ایک دم سے تکیے پر سر رکھ کر رونے لگی۔

شامیر بس کر دیں اب میری غلطی اتنی بڑی تو نہ تھی کہ مجھے آپ کی جدائی کی صورت میں سزا ملتی۔مر جائے آپ کی میرال آپ کے بغیر۔میرال روتے ہوئے شامیر سے شکوہ کر رہی تھی۔

صبح میرال کی آنکھ کھلی تو سر میں شدید درد تھا وہ اٹھ کر کچن میں آئی تا کہ کچھ کھا کر میڈیسن لے سکے۔

وہ اپنے لیے چائے بنا کر ڈائننگ ٹیبل پر آئی تھی۔۔

وہاں رافعہ بیٹھی نظر آئی۔

کیسی ہو میرال،،رافعہ نے میرال کی اتری صورت دیکھ کر پوچھا۔

ٹھیک ہوں بس ذرا رات کو دیر سے سوئی تھی تو سر میں درد ہے۔میرال چیئر پر بیٹھتی ہوئی بولی۔

دیر سے سوئی تھی یا رات دیر تک روتی رہی۔رافعہ چائے کا سپ لیتے ہوئے بولی۔

نہیں میں کیوں رونے لگی۔ایسی تو کوئی بات نہیں آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔

میرال بریڈ پر جیم لگاتے ہوئے نظریں چراتے ہوئے بولی۔

رافعہ مسکرائی تھی میرال کی بات پر۔غلط فہمی مجھے کیوں ہونے لگی۔۔

تمھاری آنکھیں بتارہی ہیں اور تمھارامر جھایاہوا چہرہ چیخ چیخ کر تمھاری گزری ہوئی رات کاافسانہ بتارہاہے۔

میرال نے رافیہ کی بات پر غصے سے چُھری ٹیبل پر پٹخی تھی۔

بھابھی آپ اپنے کام سے کام رکھیں گی پلیز۔۔میں روؤں یاہنسوں آپ کواس سے کوئی مطلب نہیں ہوناچاہیے۔میرال کوغصہ آیاتھارافعہ کے انداز پر آج پہلی دفعہ میرال نے اپناضبط کھویاتھارافعہ کے سامنے۔

رافعہ اطمینان سے بیٹھی رہی مجھے توکوئی مطلب نہیں۔میں توصرف طلحہ کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

اتناپیسہ لگ گیاہماراتمھاری شادی پر بیچارے طلحہ۔ابھی تک کمپنی کالون چکارہے ہیں میں نے۔۔کتنامنع کیاتھا

مگر نہیں۔۔۔انہوں نے تمھارے سسرالیوں کواعلیٰ شان ڈنر جودیناتھا۔اتنابڑاہوٹل، اتنامہنگاکھانا،لاکھوں روپے طلحہ کے لگ گئے۔مگر کیاہواتم یہیں واپس گھر آگئی۔وہ کیا کہتے ہیں کہ کھایاپیاکچھ نہیں گلاس توڑابارہ آنے۔

بدکردار

تمھارے بھائی نے لالچ میں تمھیں وہاں بیاہ دیا اور اب تم خالی ہاتھ ایک سوٹ میں وہاں سے آئی ہو۔

ارے بیوقوف کوئی جیولری ہی لے آتی تا کہ ہمارا قرض ختم ہو جاتا اسے بیچ کر۔ بہت بیوقوف نکلی تم میرال۔ بہت افسوس ہوا مجھے تم پر۔۔

رافیہ مسکراتی ہوئی میرال کو اندر تک جلا گئی۔ میرال غصے سے اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

رافعہ میرال کے جانے کے بعد اطمینان سے میرال کی چائے اُٹھا کر مسکراتے ہوئے گھونٹ بھرنے لگی۔

میرال کمرے میں آکر بیڈ پر گر کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

نہیں شامیر آپ مجھے نہیں چھوڑ سکتے مر جاؤں گی آپ کے بغیر۔ آپ نے کہا تھا کہ آپ مر جائیں گے میرے بغیر اگر کبھی میں آپ کو چھوڑ کر گئی تو۔

لیکن کیا ہوا آج میں آپ کے ساتھ نہیں ہوں۔ آپ کو کوئی فرق ہی نہیں پڑا۔

پلیز شامیر مت کریں میرے ساتھ ایسا آپ کی میرال صرف آپ کی ہے مجھے اس گناہ کی سزا نہ دیں جو میں نے کیا ہی نہیں۔ میں نے آپ کے نکاح میں ہوتے ہوئے کبھی کچھ غلط نہیں کیا پلیز شامیر پلیز مجھ پر رحم کریں۔ میرال روتے ہوئے ہوش و خرد سے بیگانہ ہو گئی۔

میرال کی آنکھ کھلی تو طلحہ کو اپنے پاس بیٹھے ہوئے پایا۔

کیسی ہو میرال۔۔

کیا ہوا تھا تمھیں۔۔ طلحہ پریشانی کے انداز میں بولا۔

میرال نے اُٹھنے کی کوشش کی

لیٹی رہو طلحہ نے منع کیا۔

کچھ نہیں بھائی مجھے چکر آگیا تھا۔ میرال آہستگی سے بولی۔

اچھا یہ موبائل تمھارے لیے لایا تھا۔ تم اس لیے پریشان ہو ناں شامیر سے تمھاری بات نہیں ہوئی۔ ماما بتارہی تھیں وہ تم سے ناراض ہے تمھارے ادھر رکنے پر۔

چلو اُٹھو اپنا حلیہ درست کرو اور شامیر سے بات کرو۔ طلحہ نے پیار سے اسے مسکراتے ہوئے کہا۔

میرال نے طلحہ سے موبائل لے کر اپنا رُخ بدل کر لیٹ گئی تھی۔

وہ نہیں چاہتی تھی کہ طلحہ اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھے۔

طلحہ لب بھینچ کر میرال کو دیکھتا رہا اس کا دل بہت سے اندیشوں سے ڈر رہا تھا۔ جو وہ سوچ رہا تھا اگر وہ سچ ہوا تو۔ کہیں شامیر اور میرال میں سیریس لڑائی تو نہیں ہوئی،

بدکردار

میرال گھر چھوڑ کر تو نہیں آئی۔ طلحہ خاموشی سے وہاں سے اُٹھ کر چل دیا۔ میرال سے کچھ پوچھنے کی ہمت طلحہ میں نہیں تھی۔

****

شامیر جو آفس میں بیٹھا کام کرررہا تھا کہ اسے ایک اَن ناؤن نمبر سے کال آئی۔۔

شامیر نے فون اُٹھایا تو دوسری طرف خاموشی تھی۔ ہیلو! شامیر نے دوبارہ سے پکارا تو دوسری طرف ہنوز خاموشی تھی۔

اگر آپ نے بات نہیں کرنی تو میں فون رکھوں۔ شامیر نے غصے سے کہا تو دوسری طرف فون پر کسی نے سسکی لی تھی۔

میرال۔۔۔ شامیر کے منہ سے نکلا۔

دونوں طرف اب خاموشی چھا گئی تھی۔

کافی دیر تک دونوں ایک دوسرے کی خاموشی کو سنتے رہے۔

شامیر ایک دم ہوش میں آیا تھا۔

کس لیے فون کیا؟ شامیر غصے سے بولا۔

میرال نے ایک بار اور سسکی لی تھی۔ شامیر کی آواز سُن کر میرال کی آواز گلے میں ہی اٹک گئی تھی۔ اس کا پورا وجود ہچکیوں سے لرز رہا تھا۔

بولو کس لیے فون کیا۔ مجھے ورنہ میں فون بند کر رہا ہوں۔ شامیر اس کی سسکیاں سن کر خود پر ضبط کرتا ہوا بولا۔

نہیں شامیر فون مت بند کیجیے گا۔ شامیر مجھے کب لینے آئیں گے۔ اگر آپ لینے نہیں آ سکتے مجھے اجازت دیں۔ میں خود آجاتی ہوں گھر۔ میرال جلدی سے اپنی سسکیاں روکتے ہوئے بولی۔

کونسا گھر؟ میرال جو تمھارا گھر ہے تم وہیں پر ہو۔ اب تم ہمیشہ وہیں پر رہو گی۔ شامیر سفاکی کی ہر حد پار کرتا ہوا میرال کے کانوں میں صور پھونکنے لگا۔

نہیں شامیر ایسا مت کہیں۔ میں مر جاؤں گی آپ کے بغیر۔

شامیر اس کی بات پر استہزائیہ ہنسا تھا۔ یہ لفظ کتنے لڑکوں کو کہہ چکی ہو۔

شامیر پلیز! میرال ایک دم سے تڑپی تھی۔۔

اگر چاہتی ہو کہ میں تم سے اپنا نام نہ چھینوں تو آئندہ مجھے فون مت کرنا۔

شامیر نے کہتے ہوئے فون بند کر دیا۔

میرال تکیے میں منہ چھپا کر رو پڑی۔

شامیر نے فون بند کر کے چیئر سے ٹیک لگائی تھی۔ اب کام کرنا شامیر کے لیے بہت مشکل تھا۔ شامیر نے اپنی دکھتی کنپٹیاں دبائیں۔۔ شامیر نے ایک دم تمام چیزیں ٹیبل سے نیچے پھینک دی تھیں۔

zubinovelszone.com
Noor Asif Novels

میرال اُداس اپنے کمرے میں بیٹھی شامیر کو یاد کر رہی تھی کہ اسے فرخندہ کی آواز سنائی دی تھی۔

یہ فرخندہ آپا ہیں کیا؟ میرال خود سے بولتی ہوئی جلدی سے کمرے سے باہر نکلی سامنے ہی لاؤنج میں فرخندہ آپا بیٹھی تھیں۔

میرال کو یقین نہیں آیا تھا کہ فرخندہ آپا اس کے سامنے ہیں۔ میرال کے دل میں امید کی کونپل پھوٹی تھی۔ کیا شامیر نے بھیجا ہے انہیں۔ میرال یہ سوچتے ہوئے جلدی سے لاؤنج کے طرف بڑھی۔

کیسی ہیں فرخندہ آپا آپ،،، میرال نے آگے ہو کر فرخندہ کو سلام کیا۔

ٹھیک ہوں، تم بتاؤ، تم کیسی ہو؟ فرخندہ نے ہمیشہ کی طرح میرال کو دیکھتے ہوئے روکھے انداز میں بات کی اور اپنی توجہ ریحانہ بیگم کی طرف کی۔ میں میرال کو لینے آئی ہوں۔

شامیر باہر سے آگیا ہے؟ ریحانہ بیگم نے مسکراتے ہوئے فرخندہ سے سوال کیا۔

فرخندہ نے اچھنبے سے ریحانہ بیگم کو دیکھا تھا۔ اس سے پہلے فرخندہ کچھ بولتی، میرال نے ریحانہ بیگم کو جواب دیا تھا۔ ہاں ماماوہ آگئے ہیں،، ابھی انھیں کی کال آئی ہوئی تھی مجھے ۔انہوں نے ہی بھیجا ہے فرخندہ آپا کو۔ ہے ناں فرخندہ آپا۔ میرال نے کہہ کر فرخندہ کو تائیدی انداز میں دیکھا۔ جس پر فرخندہ نے کچھ کچھ سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

فرخندہ آپا آپ بیٹھیں میں چادر لے کر آتی ہوں۔ میرال کمرے میں اپنی چادر لینے چل پڑی۔

فرخندہ میرال کو لیے گھر میں داخل ہوئی سامنے ہی لاؤنج میں شامیر بیٹھا سگریٹ پی رہا تھا۔

لائیبہ میرال کو دیکھتے ہوئے ایک دم آگے بڑھی تھی اور میرال کے گلے لگ گئی۔۔۔بھابھی آپ آ گئیں،،،میں نے آپ کو کتنا یاد کیا ہے۔ لائبہ روتے ہوئے بولی۔

شامیر میرال کو دیکھتا ہوا ایک دم سے صوفے سے اُٹھا تھا اور اس کے مقابل جا کر کھڑا ہو گیا۔

یہ یہاں پر کیا کر رہی ہے؟ شامیر نے میرال کو گھورتے ہوئے فرخندہ سے سوال کیا۔

میں نے آپ کو منع کیا تھا کہ یہ یہاں پر نہیں آ سکتی۔ پھر کیوں لائی ہیں اسے؟ شامیر چیخا۔ میرال ایک دم ڈر کے مارے دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔ شامیر بیہیو یور سیلف! بیوی ہے یہ تمھاری،،اور گھر میں ملازمیں بھی ہیں، کیا سوچیں گے وہ؟ فرخندہ دبے لہجے میں بولیں تھیں۔

شامیر نے اپنا رُخ پلٹتے ہوئے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے خود کو کمپوز کیا۔ اور دوبارہ سے اپنا رُخ فرخندہ کے سامنے کیا تھا۔ میرا سوال پھر وہی ہے جب میں نے آپ

کو منع کیا تھا کہ یہ یہاں قدم نہیں رکھ سکتی۔ آپ کس سے پوچھ کر لائیں ہیں یہاں اسے۔

دیکھو شامیر بے شک تم اس گھر کے مالک ہو یہ تمھارا گھر ہے۔ لیکن میں تمھاری بڑی بہن ہوں، اور اس حق سے میں اسے لائی ہوں،، جو بھی پرابلمز ہیں تم دونوں کے بیچ میں اسے ریزولو کرو۔ ورنہ دنیا میں ہمارا تماشہ بن جائے گا۔

میں تم دونوں کی وجہ سے لائبہ کی زندگی میں کوئی آنچ برداشت نہیں کروں گی۔ لائبہ ایک دفعہ رخصت ہو جائے پھر تم جو چاہے کرنا میں تمھیں نہیں روکوں گی فرخندہ نے حتمی لہجے میں اپنا فیصلہ سنایا۔

شامیر چند ثانیے میرال کو گھورتا رہا اور پھر غصے سے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

میرال خفت اور شرم سے وہیں پر نظریں جھکائے کھڑی تھی۔ شامیر کیسے اس کی سب کے سامنے انسلٹ کر کے گیا تھا جو کبھی ایک لفظ اس کے خلاف برداشت نہیں کرتا تھا۔

اس لیے منع کیا تھا،، میں نے شامیر کو کہ تم سے شادی نہ کرے۔ مگر اس نے میری ایک نہ سُنی،، اور آج وہ تم سے شادی کرنے کا نتیجہ بُھگت رہا ہے۔ میں نے سوچا چلو جو بھی ہے۔ تم جیسی بھی ہو، ہماری سوسائٹی سے میچ نہیں کرتی، مگر میرا بھائی خوش تو ہے۔

مگر اب اس کی حالت دیکھ کر مجھے احساس ہو رہا ہے کہ میری تمھارے بارے میں رائے بلکل ٹھیک تھی۔ فرخندہ میرال کو دیکھتے ہوئے طنز بھرے انداز میں بولیں۔

کیا ہو گیا آپا؟ آپ میرال بھابھی کو کیوں باتیں سُنا رہی ہیں۔ ان کا کیا قصور ہے ہو،، سکتا ہے بھائی کا قصور ہو اس میں۔ آپ اچھی طرح جانتی ہیں بھائی کا کتنا رعب ہے بھابھی پر۔ کتنے جذباتی ہیں بھابھی کو لے کر،،، یقیناً بھائی ہی کی غلطی ہو گی اس میں۔ لائبہ سے برداشت نہیں ہو رہا تھا میرال کے ساتھ ایسا سلوک۔ اس لیے نہ چاہتے ہوئے بھی وہ بول پڑی۔

یہی تو میرا سوال ہے تم سے میرال۔۔ کیا ہوا ہے تم لوگوں کے بیچ۔ وہ بھائی میرا جو تمھاری خاطر مجھ سے لڑ پڑا۔ تمھارے نام پر بزنس کے آدھے شیئرز کر دیے۔ تم پر جان چھڑکتا تھا۔ تمھارے خلاف ایک لفظ نہیں سن سکتا تھا ایسا کیا ہوا ہے کہ وہ تمھارا نام بھی سننا پسند نہیں کر رہا۔

پلیز فرخندہ آپا آپ بھابھی کی حالت دیکھ رہی ہیں بھائی کیا سلوک کر کے گئے ہیں۔ اب آپ شروع ہو گئی ہیں۔

لائبہ مجھے بات کرنے دو میرال سے۔ فرخندہ لائبہ کی بات کاٹتے ہوئے بولی،،، بولو میرال کیا ہوا ہے۔۔ جو تمھارا شوہر تمھیں بدکاری کے طعنے دے رہا تھا۔

میرال فرخندہ آپا کی بات پر ایک دم سے تڑپی تھی۔

بدکردار

پلیز فرخندہ آپا! آپ میری جان لے لیں یہ لفظ مت بولیں۔میرال نے روتے ہوئے فرخندہ سے التجا کی۔

فرخندہ نے ہنکار بھرا تھا۔اوبی یہ ڈرامے شامیر کے سامنے کرنا اسے امپریس کرنا،،۔ اپنی مظلومیت بھرا رونا اس کے سامنے رونا۔

میں تمھیں کبھی معاف نہیں کروں گی میرال۔میرا بھائی جو چہکتا پھرتا تھا۔کتنا زندہ دل تھا آج اس کی حالت دیکھی ہے۔زندوں میں لگ رہا ہے وہ تمھیں۔فرخندہ میرال پر چیخی تھیں۔

بس آپا بس! اگر بھابھی بدکردار ہیں نہ تو دنیا کی ہر عورت بدکردار ہے۔بلکہ سب سے پہلے میں ہوں بدکردار۔اپنی بہن کو کہیں بدکردار کہیں جس نے۔

میرال نے ایک دم سے لائبہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے روکا تھا۔اور آنکھوں کے اشارے سے منع کیا تھا۔

لائبہ ایک دم خاموش ہوئی تھی۔چلیں بھابھی آپ میرے ساتھ کمرے میں چلیں۔ لائبہ میرال کو لے کر اپنے کمرے کی طرف چل پڑی۔

فرخندہ نے نخوت سے میرال کی پشت کو گھورا تھا۔پہلے شامیر دیونہ ہوا تھا اس کا اور اب یہ لائبہ۔فرخندہ نفرت بھری نگاہوں سے میرال کی پشت کو گھورتے ہوئے سوچ رہی تھیں۔

بدکردار

میرال لائبہ کے کمرے میں تھوڑی دیر رکنے کے بعد اپنی ہمت متجمع کرتے ہوئے مرے قدموں سے اپنے کمرے کی طرف چل پڑی۔

میرال کمرے میں داخل ہوئی تو سامنے ہی بیڈ پر شامیر آنکھیں موندیں بیڈ سے ٹیک لگائے ایک ہاتھ کا مکا بنا کر اپنے ہونٹوں پر ہلکا ہلکا مار رہا تھا۔ آہٹ پر اپنی آنکھیں کھولی تھیں۔ اور سرخ آنکھوں سے اپنے سامنے کھڑی میرال کو گھورا اور پھر ایک ہی جست سے بیڈ سے اُٹھ کر اس کے قریب گیا۔ اور اپنی وحشی گرفت میں میرال کی نازک کلائی تھامی۔

یہاں کیا کر رہی ہو؟ اس گھر میں آگئی ہو۔۔ مگر اس کمرے میں آنے کی اجازت تمھیں نہیں ہے۔ شامیر میرال پر دھاڑا۔

مم مم،،، شامیر یہ کمرہ میرا بھی تو ہے۔ میرال ٹوٹے ہوئے لفظوں میں بولی تو شامیر کچھ پل میرال کو گھورتا رہا۔ کیا چاہتی ہو،، میں اس کمرے سے چلا جاؤں۔ بولو شامیر چیخا۔

شامیر پلیز۔۔۔ میری ایک دفعہ بات سُن لیں،،، صرف ایک دفعہ۔ پھر آپ جو چاہیں مجھے سزا دیں گے وہ قبول ہو گی مجھے۔

شامیر اس کی بات پر ہنسا تھا۔

سزا پتہ ہ تمھاری سزا کیا ہے؟میرال تم ایسی بیوہ ہو گی جو شوہر کے ہوتے ہوئے بھی بیوگی کی زندگی گزارے گی۔اور تمہارا شوہر تمہاری طرف ایک غلط نگاہ بھی نہیں ڈالے گا۔

شامیر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میرال تڑپ اُٹھی تھی اس کی بات پر ایسا مت کہیں شامیر پلیز۔

ابھی تو میں اس روم سے جا رہا ہوں واپس آؤں تو مجھے تمھاری شکل نظر نہ آئے یہاں۔ اس خوبصورت چہرے پے میں مر تا تھا کبھی مگر آج مجھے گھن آتی ہے۔جی کرتا ہے تیزاب پھینک دوں اس چہرے پر۔اس لیے آئندہ کے بعد یہ منحوس چہرہ میرے سامنے مت لانا شامیر کہتا ہوا کمرے کا دروازہ دھاڑ سے بند کرتا ہوا باہر چلا گیا۔

\-

میرال سر گھٹنوں میں دیے کافی دیر تک زمین پر بیٹھی روتی رہی۔شامیر کی نفرت میرال سے برداشت نہیں ہو رہی تھی۔

میرال اُٹھی تھی ایک دم سے اور جلدی سے ڈریسنگ روم کی جانب بڑھی تاکہ اپنے کپڑے لے کر گیسٹ روم میں چلی جائے۔وہ جلد از جلد اس کمرے سے نکلنا چاہتی تھی۔شامیر کی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت دیکھنا میرال کے لیے بہت تکلیف کا باعث تھا۔اور شامیر کے لفظوں سے اسے لگتا تھا کہ جیسے آری سے چیر دیا ہو اُسے کسی نے۔

وہ ڈریسنگ ایریا میں اپنی کبرڈ کھولے کھڑی تھی مگر اس کی ایک بھی چیز ادھر نہ تھی۔

میرے کپڑے کہاں گئے؟ وہ حیران ہوئی۔۔۔ کیا شامیر نے میرے کپڑے یہاں سے نکال دیے ض؟ میرال نے کبرڈ بند کی تھی اور کچھ سمجھ نہ آیا تو کبرڈ کے ساتھ اپنا ماتھا ٹکائے بُری طرح رو پڑی۔

تو آپ کی نفرت اتنی بڑھ گئی ہے کہ میری چیزیں بھی آپ سے برداشت نہیں ہو رہیں۔ اتنی محبت کی مجھ سے اور جب آپ کی میرال کو آپ سے عشق ہو گیا تو نظریں پھیر لیں شامیر آپ نے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کاش! آپ مجھ سے محبت تھوڑی کم کر لیتے مگر اعتبار زیادہ کر لیتے۔

آپ کی بے اعتباری میری جان لے رہی ہے۔ مر رہی ہوں میں پَل پَل شامیر۔۔ میرال ایک دم سے ہذیانی چیخی تھی۔

کیوں کر رہے ہیں آپ ایسا میرے ساتھ،،، میں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ ایک چھوٹی سی غلطی کی ہے۔ جو محبت کرتے ہیں ان کا دل تو بہت بڑا ہوتا ہے۔۔ مگر آپ ایک چھوٹے دل کے آدمی نکلے۔ شامیر بہت چھوٹے۔۔۔ میرال کبرڈ سے ٹیک لگائے چھت کو دیکھتے ہوئے چیخ رہی تھی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میرال اپنا مردہ وجود گھسیٹتے ہوئے نیچے آئی اور ملازمہ سے اپنی چیزوں کے متعلق پوچھا وہ تو گھر سے صرف ایک سوٹ اور ایک چادر میں آئی تھی۔ اسے کپڑوں کی ضرورت تھی۔

میرے کپڑے کہاں ہیں شاہدہ؟ میرال نے شاہدہ سے پوچھا۔ شاہدہ نے اپنی نظریں چرائیں تھیں۔

وہ بیگم صاحبہ آپ کے کپڑے،، اس کی ہمت نہیں ہو رہی تھی میرال کو بتاتی کہ اس کے کپڑے شامیر کے کہنے پر جلا دیے۔

میرال کا خوبصورت اور معصوم چہرہ دیکھ کر شاہدہ کو اپنی بیگم صاحبہ پر ترس آ رہا تھا۔ جو اتنی کم عمر خوبصورت اور معصوم تھی اور اس کے ساتھ جو سلوک ہو رہا تھا اس سے ڈھکا چھپا نہیں تھا۔ خدا نے اتنی خوبصورتی دی مگر نصیب نہ دے سکا ان کو۔۔ شاہدہ میرال کے زرد چہرے اور سوجھی ہوئی آنکھوں کو دیکھ کر سوچ رہی تھی۔

جب یہاں آئیں تھیں چہرہ کیسے گلابی تھا مگر کچھ ہی دنوں میں بلکل مرجھا گئی ہیں میرال بی بی تو۔ یہ بڑے لوگ پہلے خوبصورتی دیکھ کر شادی تو کر لیتے ہیں۔۔ پھر دل بھر جائے تو یہ سلوک کرتے ہیں۔۔ شاید شامیر سر کا بھی دل بھر گیا ہے میرال بی بی سے۔۔

شاہدہ میں کچھ پوچھ رہی ہوں آپ سے؟ میرال کے بولنے پر وہ چونکی۔

شاہدہ نے لمبا سانس لیا تھا۔ بتانا تو تھا میرال کو۔

وہ میرال بی بی شامیر سر نے آپ کے کپڑے جلانے کا حکم دیا تھا۔ آپ کی ساری چیزیں جلادیں تھیں۔

شاہدہ کہتے ساتھ ہی نظریں چراتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔ میرال کے چہرے کی طرف دیکھنے کی ہمت نہیں تھی اس میں۔

میرال شاہدہ کی بات سُن کر سُن سی کھڑی رہ گئی اور پھر خاموشی سے اپنی قسمت پر آنسو بہاتی گیسٹ روم کی طرف چل پڑی۔

لائبہ کے نکاح کی تاریخ رکھی جاچکی تھی۔ آج ہفتہ ہونے کو آیا تھا۔ میرال کا دوبارہ شامیر سے سامنا نہیں ہوا تھا۔

میرال جب سے آئی تھی۔ اس نے وہی ڈریس پہن رکھا تھا۔ شامیر تو اسے بھول ہی چکا تھا۔ وہ کہاں ہوتی ہے،، کیا کھاتی ہے،، کب سوتی ہے۔ اُس نے پلٹ کے خبر نہیں لی تھی میرال کی۔

میرال نے بھی بلکل چپ سادھ لی تھی۔ وہ چپ کر کے کچن کا کام نبٹاتی اور پھر گیسٹ روم میں آجاتی۔

کمرے کی تنہائی میرال کی ہم راز بن جاتی تھی جہاں ساری ساری رات وہ روتے ہوئے گزار دیتی۔

میرال آج بھی صبح سے اسی ملگجے حلیے میں کچن میں کام کررہی تھی۔جب لائبہ اس کے پاس آئی تھی۔بھابھی کمرے میں چلیں مجھے آپ کو کچھ دکھانا ہے۔لائبہ کچن میں آکر میرال سے بولی۔

لائبہ بس تھوڑا سا کام رہ گیا ہے پھر آتی ہوں۔

بھابھی کام ہوتا رہے گا۔شاہدہ کرلے گی کام۔۔آپ میرے ساتھ چلیں۔لائبہ اصرار کرنے لگی۔تم جانتی ہو،شامیر نے سب کو منع کررکھا ہے،،میری مدد کرنے کو،،،اگر انھیں پتہ چل گیا تو وہ غصہ ہوں گے۔میرال آنکھوں میں آئے آنسوؤں کو چھپاتے ہوئے بولی۔

کچھ نہیں کہتے بھائی۔۔۔چلیں میرے ساتھ،،،شاہدہ باقی جو بھی کام رہ گیا ہے تم کرلو۔لائبہ شاہدہ کو حکم دیتے ہوئے میرال کے انکار کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اسے ساتھ لیے کمرے میں آگئی۔

کیا دکھانا ہے جلدی دکھاؤ۔میرال جلدی جلدی بولی۔

لائبہ نے کافی تعداد میں شاپنگ بیگز میرال کی طرف بڑھائے تھے۔

میرال لائبہ کو حیرانگی سے دیکھتے ہوئے شاپنگ بیگز کھولنے لگی۔ جن میں ڈھیر سارے کیجول ڈریسز تھے۔ جو کافی خوبصورت تھے۔ میرال نے حیرانگی سے لائبہ کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

بھابھی یہ میں آپ کے لیے لائی ہوں۔ لائبہ کے بتانے پر میرال کی آنکھیں لبالب پانی سے بھری تھیں۔

بھابھی پلیز روئیں تو مت مجھے لگا تھا۔ آپ یہ سب دیکھ کر خوش ہوں گی۔ میں نے اپنے لیے بھی سیم ایسے ہی ڈریس لیے ہیں۔ اور ایک ڈریس تو میں آپ کو دکھانا ہی بھول گئی۔ لائبہ نے بہت خوبصورت بلیک نیٹ کی کام والی میکسی میرال کی طرف بڑھائی۔

یہ والی میکسی آپ میرے نکاح والے دن پہنیں گی اور یہ دیکھیں اس کے ساتھ خوبصورت دوپٹہ۔ میں نے سپیشل آرڈر پر بنوایا ہے۔ جانتی ہوں بھائی کو بلکل پسند نہیں کہ آپ دوپٹے کے بغیر رہیں۔

میرال نے خوبصورت بلیک نیٹ کے دوپٹے کو دیکھا تھا۔

یہ پہلے کی بات تھی اب شامیر کو کوئی فرق نہیں پڑتا میں جیسی مرضی ڈریسنگ کروں۔ میرال بے دلی سے میکسی کو دیکھتے ہوئے بولی۔

ایسا نہیں ہے بھابھی۔۔۔ بھائی آج بھی آپ سے بہت محبت کرتے ہیں میں نے دیکھا ہے ان کی آنکھوں میں۔۔۔

اِن کی آنکھیں روز آپ کی متلاشی ہوتی ہیں۔ دیکھنا جب غلط فہمی کے بادل چھٹیں گے تو بھائی بہت پچھتائیں گے۔ اور تب آپ نے بھائی کو بلکل معاف نہیں کرنا اور تب اپ نے ان کو بہت تڑپانا ہے۔ لائبہ غصے سے بچوں سی معصومیت لیے بولی۔ میرال لائبہ کے انداز پر کھل کھلا کر ہنس پڑی تھی۔

یہ ہوئی نہ بات۔۔۔ ایسے ہنستی رہا کریں اچھی لگتی ہیں آپ۔۔۔ لائبہ میرال کے گلے لگی تھی۔

شامیر بلیک پینٹ، بلیک شرٹ اور بلیک کوٹ پہنے بال سلیقے سے جیل سے سیٹ کیے خود پر پرفیوم چھڑکتا سیڑھیوں سے نیچے اترا ہی تھا کہ میرال جو اپنے کمرے سے تیار ہو کر باہر آ رہی تھی۔ ایک دم سے اس کی ہیل اس کی میکسی میں الجھی تھی۔ وہ لڑکھڑا کر گرنے ہی والی تھی کہ شامیر نے جلدی سے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے اس پر جھکتے ہوئے اسے سنبھالا تھا۔ میرال کا دوپٹہ سر سے پھسل کر نیچے گر پڑا تھا۔ شامیر نے غور سے میرال کو دیکھا جو خوبصورت بلیک نیٹ کی کام والی میکسی پہنے کھلے سٹریٹ سلکی بالوں میں آنکھوں پر سموکی میک اَپ کیے بے انتہا خوبصورت لگ رہی تھی۔

شامیر کے دل کی دھڑکنیں بڑھی تھیں۔ میرال ہی وہ واحد لڑکی تھی جو شامیر کے دل کی دھڑکنوں کی سپیڈ دگنی رفتار سے بڑھا دیتی تھی۔

بدکردار

شامیر نے ابھی تک میرال کو اپنی بانہوں میں تھام رکھا تھا۔ دونوں یک ٹک ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے جیسے صدیوں کی پیاس ہو۔ اور وہ ایک دوسرے کو دیکھ کر بجھا رہے ہوں۔

میرال کے ہلکے گلابی ہونٹ ہلکے ہلکے لرز رہے تھے اور بدن بھی شامیر کی بانہوں میں لرزنے لگا تھا۔ شامیر دیوانہ وار میرال کو کمر سے تھامے ہوئے اس کے ہونٹوں پر جھک کر شدت سے اپنی گرفت میں لیا۔ شامیر مدہوشی سے اس کے ہونٹوں کا رس پینے میں مصروف تھا۔۔ شامیر نے میرال کی کمر میں ہاتھ ڈالا ہوا تھا میرال کے لمبے سلکی بال زمین کو چھو رہے تھے شامیر میرآل کی طرف جھکے اس کے ہونٹوں سے اپنی کتنے دنوں کی تشنگی مٹانے میں مصروف تھا۔ میرال کی سانسیں مدھم پڑنے لگی تھیں۔ میرال نے شامیر کی شرٹ کو کالر سے اپنی مٹھیوں میں دبوچا۔ میرال کا تنفس بری طرح بگڑنے لگا تھا مگر شامیر کو پرواہ نہیں تھی۔ وہ تو کسی اور ہی جہاں پوہنچا ہوا تھا۔ شامیر اس پل سب کچھ بھول چکا تھا۔ یاد تھا تو بس اتنا کہ وہ ان گلابی ہونٹوں کا دیوانہ ہے۔ اتنے میں شامیر کا فون رنگ ہوا تھا۔ شامیر جیسے ہوش میں آیا تھا اور ایک جھٹکے سے میرال کو چھوڑا۔ میرال اپنا توازن برقرار نہ رکھتے ہوئے بری طرح زمین بوس ہوئی تھی۔ شامیر میرال کو گھورتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

میرال نے کراہتے ہوئے اس ظالم اور بے حس بے درد انسان کی پشت کو آنسوؤں بھری آنکھوں سے دیکھا تھا۔

آج لائبہ کا نکاح تھا۔ ایک بہت بڑے ہوٹل میں نکاح کی تقریب رکھی گئی تھی۔ لائبہ تو تیار ہو کر فرخندہ کے ساتھ ابھی ابھی نکلی تھی۔ میرال جب باہر کار پورچ میں آئی تو شامیر اپنی گاڑی نکال رہا تھا۔ میرال وہیں کھڑی تھی کہ ڈرائیور شامیر کی گاڑی کو باہر نکلتا دیکھ کر بھاگتا ہوا میرال کی طرف آیا تھا اور جلدی سے گاڑی سٹارٹ کرنے لگا۔ اس سے پہلے میرال گاڑی کی طرف بڑھتی۔ شامیر نے اپنی گاڑی بیک کی تھی اور میرال کے عین سامنے آکر روکی۔

شامیر کو بلکل گوارا نہیں تھا کہ اس کی بیوی اتنی تیار ہو کر ڈرائیور کے ساتھ اکیلی بیٹھے۔ اس نے بیک مرر میں میرال کو کھڑا دیکھ لیا تھا۔

بیٹھو گاڑی میں،،، شامیر میرال کو دیکھتا ہوا بولا۔ میرال کچھ پل اس ظالم، بے حس اور بے رحم انسان کو دیکھتی رہی۔ میرال ہر روز رات کو روتے ہوئے شامیر کو ان القابات سے نوازتی تھی۔ ابھی بھی اسے دیکھتے ہوئے دل ہی دل میں ظالم، اور بے حس، بے رحم، کا وِرد جاری رکھا ہوا تھا۔ میرال کا جی تو نہیں کر رہا تھا شامیر کے ساتھ بیٹھنے کو۔ ابھی جو اندر اس کے ساتھ سلوک کیا تھا۔ وہ میرال کو بھول نہیں رہا تھا۔ مگر ہمت نہیں

تھی اس کی بات کو انکار کرنے کو۔اس لیے چپ کر کے خاموشی سے گاڑی میں بیٹھ گئی۔شامیر کے گاڑی نکالتے ہی شامیر کے گارڈز بھی اُس کے پیچھے گاڈی میں روانہ ہوے تھے۔۔۔۔۔۔

شامیر سرد سپاٹ انداز میں ونڈو سکرین سے باہر دیکھتے ہوئے ڈرائیو کر رہا تھا۔

شامیر نے گاڑی میں میوزک آن کیا تھا۔

پی لوں تھیرے نیلے نیلے ہونٹوں سے شبنم

پی لوں تھیرے گیلے گیلے ہونٹوں کی سرگم

پی لوں ہے پینے کا موسم۔

شمیر نے بڑبڑا کر سونگ چینج کیا تھا۔

بھیگے ہونٹ تیرے پیاسا دل میرا

لگے ابر سا مجھے تن تیرا چمکے برسا دے

مجھ پر گھٹائیں

تو ہی میری پیاس تو ہی میرا جام

کبھی میرے ساتھ کوئی رات گزار

تجھے صبح تک میں کروں پیار

یہ گانا سن کر میرال بھی سرخ ہوئی تھی۔

Zubinovelszone.com

شامیر نے بھی پہلو بدلا تھا اور جلدی سے سونگ چینج کیا تھا۔

تڑپائیں مجھے تیری ساری باتیں اک بار

تو اے دیوانی مجھے جھوٹا ہی سہی تو پیار کر

میں بھولا نہیں حسین ملاقاتیں

بے چین کر کے مجھے یوں پھیر نہ نظر

سردی کی راتوں میں ہم سوئے رہیں اک چادر میں۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ سونگ تو شامیر کا میٹر شارٹ کر گیا۔۔

اب تو شامیر نے غصے سے میوزک ہی آف کر دیا تھا۔

میرال کا چہرہ تو لہو چھلکانے لگا تھا یہ سونگ سن کر۔۔

شامیر نے کن اکھیوں سے اپنی خوبصورت بیوی کو دیکھا جو بے انتہا خوبصورت لگ رہی تھی اور اس کا ایمان ڈگمگا رہی تھی۔شامیر خود پر ہزاروں پہرے بٹھاتے بے چینی سے ڈرائیو کر رہا تھا۔خود پر کنٹرول جیسے ختم ہو رہا تھا۔شامیر نے ٹشو سے ماتھے پر آیا پسینہ صاف کیا۔

میرال گاڑی کی وِنڈو سے بظاہر باہر دیکھ رہی تھی مگر شامیر کا مہنگا کلائیو کرسٹائن پرفیوم میرال کے حواسوں پر چھا رہا تھا۔میرال کا دل بے قرار ہو رہا تھا۔میرال اپنے لبوں سے شامیر کے چہرے کے ایک ایک نقش کو چھونے کے لیے بے قرار ہو رہی تھی۔

کتنے دن ہو گئے تھے اس دشمنِ جاں ظالم، بے حس، بے رحم آدمی کو جی بھر کر دیکھا تک نہیں تھا۔ میرال کی آنکھیں آنسوؤں سے جھلملائی تھیں۔

شامیر نے میرال پر پھر سے ایک نظر ڈالی میرال کے دودھیا بازو نیٹ کی باریک کام والی سلیو سے نمایاں ہو رہے تھے میرال نے دوپٹہ ایک سائیڈ سے کندھے سے پن اَپ کیا ہوا تھا۔

شامیر نے غصے سے میرال کے بازو کو دیکھا تھا اور لب بھینچ کر میرال سے سوال کیا۔

یہ ڈریس کون لایا ہے؟

لائبہ لائی تھی۔ میرال اہستگی سے بتا کر دوبارہ باہر دیکھنے لگی۔ کور کرو اپنے بازوؤں کو۔ تقریب میں مجھے ایسے نظر نہ آئیں۔ شامیر نے سرد انداز میں کہا۔

میرال نے جلدی سے اپنا دوپٹہ اپنے بازوؤں پر پھیلایا تھا اور سر پر اچھی طرح جمایا۔

ہوٹل اینٹرینس پر شامیر نے گاڑی کی چابی وہاں کھڑے شوفر کو دی تھی اور اندر کی طرف بڑھنے لگا میرال شامیر کے پیچھے پیچھے چل رہی تھی۔

اچانک سے میڈیا وہاں پر آ گیا اور دھڑ دھڑ شامیر اور میرال کی پکچرز لینے لگا۔ شامیر نے ایک دم پیچھے کی طرف قدم بڑھا کر اپنے مضبوط ہاتھ میں میرال کا ہاتھ تھاما تھا۔ کیمرے ہٹائیں پلیز۔ شامیر نے سرد انداز میں میڈیا کو منع کیا۔

سر کیسا لگ رہا ہے؟ داؤد امپورٹس سے رشتے داری جوڑ کر۔ رپورٹر نے سوال کیا۔

یہ دونوں فیملی کے لیے اعزاز کی بات ہے کہ اب ہم ایک فیملی ہیں۔ شامیر نے سنجیدگی سے جواب دیا

سر آپ نے اپنے نکاح اور بارات اور باقی فنکشن میں اپنی وائف سے میڈیا کو دور رکھا۔ پہلی دفعہ آپ کی وائف میڈیا کے سامنے آئی ہیں۔۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ کیا وجہ ان کی بے تحاشا خوبصورتی ہے۔ ایک فیمیل رپورٹر نے سوال کیا۔

شامیر نے لب بھینچے تھے رپورٹر کے سوال پر۔ آئی تھِنک قیمتی موتی سیپ میں ہی بند اچھا لگتا ہے۔ اور یہ میرا پرسنل مَیٹر ہے۔ میں اپنی ذاتی زندگی میں جو بھی کروں اس سے آپ لوگوں کو غرض نہیں ہونی چاہیے۔ شامیر خشک لہجے میں کہتا ہوا میرال کا ہاتھ پکڑ کر اندر لے گیا۔

بدکردار

شامیر میرال کا ہاتھ پکڑ کر اندر لایا تو دو دل جیسے جل کر راکھ ہو چکے تھے۔زیان قیوم کے دل پر چھریاں سی چل گئیں تھیں۔میرال کا بے تحاشا حسن دیکھ کر آج پہلی دفعہ اس نے میرال کو یوں بنا سنورہ دیکھا تھا۔پوری تقریب میں وہ نمایاں ہو رہی تھی۔بلیک ڈریس میں دمک رہی تھی اور دوپٹہ سر پر لیے وہ حسن کی ملکہ لگ رہی تھی۔

شامیر میرال کو ایک ٹیبل کی طرف لایا۔۔جہاں شامیر کی پھوپھو،شائل اور عینی بیٹھی ہوئی تھیں۔عینی میرال کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی تھی۔مگر شائل اور پھوپھو کا حلق کڑوا ہوا تھا میرال کو دیکھ کر۔۔اور شائل تو میرال کے حسن کو دیکھ کر جل بُھن گئی تھی۔

شائل گولڈن سلیولیس ڈیپ گلے والی میکسی پہن کر خود کو کوئی چیز سمجھ رہی تھی۔ میرال کو پورے لباس اور دوپٹے میں دیکھ کر نخوت سے سر جھٹکا تھا۔پینڈو! پوری تقریب میں کسی نے دوپٹہ نہیں لیا۔

،،،۔بہن جی کہیں کی،،۔۔شائل خود سے بڑبڑاتے ہوئے اک ادا سے اپنے سرخ ڈائی بالوں کو جھٹکتے ہوئے بولی۔عینی نے اس کی بڑبڑاہٹ سن کر حیرت سے شائل کو دیکھا تھا کہ میرال اس پورے ڈریس میں کتنی خوبصورت اور شاندار لگ رہی ہے...پوری تقریب میں کوئی بھی میرال کے حسن کو بیٹ نہیں کر سکتا تھا۔۔اور یہ لبرل اور ماڈرن عورتیں تو بلکل بھی نہیں جو اپنے جسم کی نمائش کر کے خود کو آزاد اور پڑھی لکھی

عورتوں کا تمغہ سجائیں بیٹھیں تھی۔۔عینی اپنی بہن کے بیہودہ اور لبرل لباس کو تاسف سے دیکھ کر رہ گئی۔۔۔اسے اپنی بہن کی ایسی سوچ پر دکھ ہوا تھا

لائبہ ابھی تک سٹیج پر نہیں آئی تھی۔اس کا نکاح ابھی تھوڑی دیر تک متوقع تھا۔۔ میرال کا دل اندر سے کڑھ رہا تھا۔اتنی گرینڈ تقریب رکھی تھی شہر کے تمام معززین کو مدعو کیا تھا مگر میرال کے گھر والوں کو انوائٹ نہیں کیا گیا تھا۔اب میں اور میرے گھر والے آپ کے لیے شرمندگی کا باعث ہیں شاید۔۔۔میرال دکھی دل کے ساتھ سوچ رہی تھی۔۔میرال مہمانوں کی طرح ایک طرف بیٹھی تھی۔فرخندہ ہی سب مہمانوں کو رسیو کر رہی تھی۔فرخندہ نے اسے کسی سے بھی انٹروڈیوس نہیں کروایا تھا۔یہ میرال کی شادی کے بعد پہلا فنکشن تھا جو میرال نے اٹینڈ کیا تھا۔

میرال کی سامنے نظر پڑی جہاں کچھ ماڈرن لڑکیاں جو شوبز سے ریلیٹڈ تھیں۔اور میڈیا سے ریلیٹڈ عورتیں شامیر کے گرد کھڑی اسے اپنی اداؤں سے امپریس کرنے کی کوشش کر رہی تھیں۔۔شائل تو شامیر کے گلے کا ہار بنی ہوئی تھی اور فوٹو گرافر سے پکچرز کھنچوا رہی تھی۔شامیر کی نظر میرال کی طرف اٹھی تھی اسے اپنی طرف دیکھتے پا کر شامیر نے شائل کی کمر میں ہاتھ ڈالا تھا اور مسکرا کر بہت کلوز پکچرز بنوانے لگا تھا۔

بدکردار

میرال کی آنکھوں میں آنسو آئے تھے۔شامیر میرال کی آنکھ میں آنسو دیکھ کر بے چین ہوا وہ شمائل کو چھوڑتا ہوا ہوٹل سے باہر چلا گیا۔میرال اپنی جگہ سے اُٹھ کر ایک کونے کی طرف گئی تھی اور اپنے آنسو صاف کرنے لگی۔شمائل شامیر کے بہت کلوز تھی اور شامیر نے بھی اسے پوری پوری لفٹ کروائی تھی۔میرال کو یہ دیکھ کر بہت تکلیف ہوئی۔شامیر کا مجھ سے دل بھر گیا ہے۔جب آس پاس اتنی لڑکیاں ہوں گی تو بیوی کیسے اچھی لگے گی۔میرال جلے دل کے ساتھ سوچ رہی تھی کہ زیان اس کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔میرال نے نظریں اُٹھا کر دیکھا۔زیان اس کی طرف ٹشو بڑھا رہا تھا۔جسے میرال نے جھٹک دیا۔اتنی خوبصورت آنکھیں ہیں اپنے یہ قیمتی آنسو ایک بے قدرے انسان کے لیے کیوں بہا رہی ہو۔اسے تمھاری قدر نہیں میرال ابھی بھی وقت ہے اسے چھوڑ دو۔اسے اپناؤ جس کے پاس تمھاری قدر ہے۔زیان نے میرال کے خوبصورت چہرے پر نظریں جمائے مدہوشی کے عالم میں کہا۔وہ قدر کرنے والا انسان شاید تم ہو نا۔۔۔۔ زیان۔۔۔۔میرال خود اذیتی سے مسکرائی تھی۔ہاں میں ہوں میرال۔میرے پاس آ جاؤ۔شامیر سے طلاق لے لو۔میں تمھیں پوری عزت سے اپناؤں گا۔مجھے اپنا محرم بنا لو۔زیان میرال سے التجا کرنے لگا۔زیان ایک بات یاد رکھنا میں مر جاؤں گی لیکن تمھارے پاس کبھی نہیں آؤں گی۔اور دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔اگر شامیر نے تمھیں یہاں دیکھ لیا تو وہ تم سے سوال بعد میں کرے گا،،، گولی پہلے مارے گا،،،۔میرال

انٹرینس پر نظریں جمائے بولی۔زیان ہنسا تھامیرال کی بات پر۔۔۔تمھارے لیے تو زیان قیوم سو بار مرنے کو تیار ہے۔لیکن اگر تم نے میری بات نامانی تو میں تم کو بیوہ کر کے اپناؤں گا۔زیان یہ کہتے ہوئے وہاں سے چل دیا۔میرال فَق چہرے کے ساتھ زیان کی پُشت کو دیکھتی رہ گئی۔۔۔

لائبہ سٹیج پر پہنچ چکی تھی۔لائبہ نے وائٹ کلر کی ڈیزائنر میکسی پہن رکھی تھی۔دوپٹہ سر پرپِن اَپ کیے بال کھلے چھوڑ رکھے تھے بلکل نازک سی ڈول لگ رہی تھی۔میرال نے دور سے ہی لائبہ کی نظر اتاری تھی۔لائبہ اور داود کی جوڑی بہت شاندار لگ رہی تھی۔ دونوں ایک دوسرے کے ہنستے ہوئے باتیں کرتے بہت اچھے لگ رہے تھے۔پورا شہر ہی اس تقریب میں مدعو تھا۔داؤد کے والد حکومتی وزراء میں سے ایک تھے۔اسی لیے حکومتی نمائندے بھی اس تقریب میں شریک تھے۔میڈیا نکاح کے بعد داؤد ملک کا پورا انٹرویو کرنا چاہتا تھا۔میڈیا انتظار میں تھا کہ کب تقریب ختم ہو اور وہ انٹرویو لیں۔

طلحہ یہ دیکھیں رافعہ نے موبائل طلحہ کی طرف بڑھایا۔

طلحہ جو آفس سے آنے کے بعد کمرے میں کچھ امپورٹنٹ فائلز دیکھ رہا تھا۔رافعہ کے بلانے پر متوجہ ہوا۔

رافعہ دیکھ نہیں رہی،،،میں اتنا اامپورٹنٹ کام کررہاہوں اور تم مجھے موبائل دکھارہی ہو۔یقیناً کوئی ڈیزائنر سوٹ پسند آگیاہو گا تمھیں۔بعد میں دیکھ لوں گا۔ طلحہ بڑبڑاتے ہوئے دوبارہ کام میں مصروف ہوگیا۔

جی نہیں مجھے کوئی سوٹ نہیں پسند آیااور وہ بھی ڈیزائنر کا؟ کہیں لے ہی نہ دیں آپ مجھے؟

رافعہ کے طنز پر طلحہ نے گھور کر رافعہ کو دیکھا تھا۔

رافعہ تمھارا لڑنے کا موڈ ہے تو بتادو میں کام چھوڑ کر پہلے تم سے لڑلیتا ہوں۔ طلحہ یہ کہتے ہوئے دوبارہ سر جھٹکتے اپنے لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

رافعہ نے جھٹکے سے لیپ ٹاپ بند کیا تھا۔رافعہ کیا بد تمیزی ہے۔رافعہ کی یہ حرکت طلحہ کا میٹر شارٹ کرگئی۔

بد تمیزی یہ نہیں بلکہ بہت بڑی بے عزتی ہوئی ہے ہماری بلکہ ہمارے منہ پر طمانچہ مارا گیا ہے وہ بھی آپ کی اپنی بہن نے۔رافعہ نے ایک ایک لفظ چبا کر کہا تو طلحہ کا دماغ ہی گھوم گیا۔

مجھے سمجھ نہیں آتی رافعہ تمھاری ہر بات کی تان میری بہن پر ہی آکر کیوں ٹوٹتی ہے۔ اس بیچاری نے آج تک تمھیں کچھ نہیں کہا۔ تمھارے کسی معاملے میں نہیں بولی اور تم ہو کہ اس کا پیچھا ہی نہیں چھوڑتی۔

بدکردار

کچھ زیادہ ہی بیچاری نہیں آپ کی بہن اسی بیچاری بہن نے اپنی نند کے نکاح میں اپنے بیچارے بھائی کو انوائٹ کرنا تو دور کی بات بلکہ ہوا بھی لگنے نہیں دی۔ رافعہ تو ہتھے سے اُکھڑ گئی تھی میرال کو بیچاری کہنے پر۔

کیا مطلب ہے تمھارا اب یہ کیا بے پر کی چھوڑ رہی ہو تم۔ طلحہ ایک دم سے بیڈ سے اُٹھ کر رافعہ کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ میں بے پر کی چھوڑ رہی ہوں یہ دیکھیں پورا سوشل میڈیا بھرا پڑا ہے بلکہ آپ کی بہن کی تصویریں سوشل میڈیا پر سرکولیٹ ہو رہی ہیں اپنے شوہر کے ساتھ ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے۔

ملک مرتضع کے بیٹے داؤد ملک کے ساتھ آج نکاح ہے لائبہ کا۔ مگر ہمیں بلانا ہی ضروری نہیں سمجھا۔ یہ کتنا بڑا طمانچہ مارا ہے شامیر دُرانی اور آپ کی بہن نے ہمارے منہ پر۔ آخر کو کیوں بلائے گی آپ کی بہن ہمیں۔

اتنے بڑے بزنس مین کی بیوی ہے ایک عام سے معمولی ورکر بھائی کو بلاتے ہوئے شرم آ رہی ہو گی اسے۔

کتنی بے عزتی ہوئی ہے ہماری۔ خاندان والے پوچھیں گے آپ لوگوں کو انوائٹ نہیں کیا تو میں کیا جواب دوں گی۔

رافعہ جاہل عورتوں کی طرح چیختے ہوئے بول رہی تھی۔ طلحہ بے یقینی سے موبائل ہاتھوں میں پکڑے تصویریں دیکھ رہا تھا۔

بدکردار

ابھی تھوڑی دیر بعد لائبہ اور داؤد کا نکاح شروع ہونے والا تھا۔

شامیر اور فرخندہ سٹیج پر تھیں۔ سٹیج بہت بڑا لگایا گیا تھا۔

لائبہ اور داؤد اکھٹے بیٹھے ہوئے تھے اور ارد گرد داؤد کے گھر والے اور شامیر کے کچھ عزیز دوست تھے جن میں زیان قیوم بھی شامل تھا۔

مائیک پر مولوی صاحب نے چند آیات تلاوت فرمائیں

قبول وایجاب کی رسم شروع ہوئی۔

مائیک پر مولوی صاحب کی آواز گونجی لائبہ دُرانی پانچ کروڑ حق مہر کے ساتھ آپ کا نکاح داؤد ملک کے ساتھ طے کیا جاتا ہے کیا آپ کو قبول ہے؟

لائبہ نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔لائبہ مائیک پکڑے خاموش بیٹھی تھی۔

مولوی صاحب نے دوبارہ اپنا سوال دھرایا۔لائبہ دُرانی پانچ کروڑ حق مہر کے عوض آپ کا نکاح داؤد ملک کے ساتھ طے کیا جاتا ہے کیا آپ کو قبول ہے؟

لائبہ ابھی بھی مائیک تھامے خاموش بیٹھی تھی۔شامیر اور فرخندہ ایک دم آگے بڑھے تھے۔فرخندہ نے لائبہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے بولنے کو کہا مگر ہنوز خاموشی تھی لائبہ کی طرف سے۔

اب تو پورے ہال میں ہلکی ہلکی آوازیں آنا شروع ہو گیئں تھی۔ داود ملک نے بھی بے چینی سے پہلو بدلا تھا۔ ملک مرتضع بھی پریشان ہوئے تھے۔

شامیر لائبہ کے پاس جا کر اس کے ہاتھ پر ہلکا سا دباؤ ڈال کر بولنے کو کہا۔

شامیر کے اشارے پر مولوی صاحب نے دوبارہ سے اپنا سوال دھرایا۔

مِس لائبہ دُرانی آپ سے دوبارہ پوچھا جاتا ہے پانچ کروڑ حق مہر کے عوض آپ کا نکاح داؤد ملک کے ساتھ کیا جاتا ہے کیا اآپ کو قبول ہے۔

مجھے یہ نکاح قبول نہیں ہے۔لائبہ کی سپاٹ آواز مائیک پر گونجی۔ پورے ہال میں ایک دم سناٹا چھا گیا تھا۔

میرال ایک دم سے سٹپٹا کر اپنی چیئر سے اُٹھی تھی اور بے یقینی سے سٹیج کی طرف دیکھا۔۔۔

لائبہ یہ کیا کہہ رہی ہو تم؟ فرخندہ دبے انداز میں لائبہ سے بولیں۔

مجھے یہ نکاح قبول نہیں ہے۔لائبہ ایک بار پھر سے مائیک پر بولی تو ملک داؤد اور مرتضٰی ملک ایک دم لال سرخ چہرہ لیے اپنی اپنی نشستوں سے اٹھے تھے۔

میڈیا ایک دم حرکت میں آیا۔ دھڑا دھڑ تصویریں کھینچنے لگے۔

شامیر کے گارڈز اور کچھ عزیز دوست انھیں منع کرنے لگے۔

بدکردار

یہ کیا بد تمیزی ہے؟ مسٹر شامیر دُرانی،،، ملک مرتضیٰ غرایا۔ شامیر سرخ چہرے کے ساتھ کھڑا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا ہوا ہے۔ لائبہ نے نکاح سے انکار کیوں کیا ہے؟

چلیں پاپا یہاں سے،،، ملک داؤد کا چہرہ اہانت کے احساس سے سرخ ہو رہا تھا۔ یہ اچھا نہیں ہوا شامیر درانی،،، اس کا حساب تمھیں چکانا ہو گا،،، ملک مرتضیٰ دبے لہجے میں شامیر پر غرایا،،، ملک مرتضیٰ اور ملک داؤد اپنے فیملی ممبرز کے ساتھ غصے سے سٹیج سے اترے۔

میڈیا لپک کر ان لوگوں کے پاس آیا۔ سر ایسا کیا ہو گیا کہ مس لائبہ نے اس نکاح سے عین وقت پر انکار کر دیا۔

کیا اس میں،،، مس لائبہ کی مرضی شامل نہیں تھی میڈیا بہت سارے سوال ملک مرتضیٰ سے پوچھ رہی تھی۔ وہ لوگ بنا کوئی سوال کا جواب دیے وہاں سے چل دیے۔

اب میڈیا کا رُخ سٹیج کی طرف شامیر دُرانی کی طرف تھا۔

شامیر اپنا غصہ دباتا ہوا لائبہ کی طرف بڑھا۔ جو سفید چہرہ لیے سٹیج پر نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔ شامیر نے اسے بازوؤں سے پکڑ کر اٹھایا اور اسے لیے سٹیج سے نیچے اترا۔

میرال جلدی سے آگے بڑھ کر سٹیج کی طرف آئی تھی۔

سر کیا اس نکاح میں مس لائبہ کی مرضی شامل نہیں تھی؟ کیا ان سے زبردستی کی جا رہی تھی؟ اگر مس لائبہ نے انکار ہی کرنا تھا تو یہ انکار پہلے بھی تو کیا جا سکتا تھا۔ میڈیا نے شامیر پر سوالوں کی بوچھاڑ کر دی۔

شامیر بنا کوئی جواب دیے لائبہ کو اپنے بازوؤں کے حلقے میں لیے آگے کی طرف بڑھنے لگا اور میرال کو ڈھونڈتا ہوا اس کی طرف بڑھا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر باہر کی طرف نکلنے لگا۔ شامیر کے گارڈز میڈیا کو پیچھے کر کے شامیر کے لیے جگہ بنا رہے تھے۔ شامیر نے لائبہ کو اپنے بازو کے حلقے میں لیا ہوا تھا اور دوسرے ہاتھ میں میرال کا ہاتھ تھاما ہوا تھا۔ شامیر لائبہ اور میرال کو میڈیا سے بچاتے ہوئے گاڑی کی طرف بڑھا۔ ڈرائیور نے جلدی سے گاڑی سٹارٹ کی۔ شامیر میرال اور لائبہ گاڑی میں بیٹھے تو ڈرائیور نے گاڑی آگے کو بڑھائی۔

ساتھ ہی آگے پیچھے شامیر کے گارڈز کی گاڑیاں بھی روانہ ہوئیں تھیں۔

طلحہ ابھی اسی شاک سے نہیں نکلا تھا کہ ایسی کیا وجہ ہوئی ہے کہ شامیر نے انھیں انوائٹ نہیں کیا۔ وہ اصل میں میرال کے لیے پریشان ہو رہا تھا۔ اسے یہ سوچ کر تکلیف ہو رہی تھی کہ میرال کو کتنا دکھ پہنچا ہو گا کہ اس کے گھر والے لائبہ کی تقریب میں انوائٹڈ

نہیں تھے۔میرال کتنی سینسٹیو ہے،،،یقیناً اس نے یہ بات بہت محسوس کی ہو گی۔

اسے میرال ٹھیک نہیں لگ رہی تھی اسے اندازہ ہو رہا تھا کچھ تو ہے جو شامیر اور میرال کے بیچ میں چل رہا ہے۔۔

وہ بے دھیانی سے ٹی وی پر نیوز سن رہا تھا کہ نیوز چینل پر چلتی ہیڈ لائن نے اسے شاک کر دیا۔

مُلک کے معروف بزنس مین شامیر دُرانی کی بہن نے حکومتی وزیر ملک مرتضیٰ کے بیٹے سے عین نکاح کے ٹائم انکار کر دیا۔اب کی بار طلحہ بہت پریشان ہو گیا تھا یقیناً یہ خبر اچھی نہیں تھی۔شامیر دُرانی کی ساکھ کو اس سے نقصان پہنچ سکتا ہے۔

لائبہ کچھ تو بولو تم،،،کیوں کیا تم نے انکار،،،وہ بھی عین نکاح کے وقت۔فرخندہ لائبہ پر چیخی۔

لائبہ دلہن کے لباس میں لاؤنج میں سر جھکائے بیٹھی تھی۔بلکہ کسی نے بھی اپنا لباس تبدیل نہیں کیا تھا۔پاس ہی شامیر دُرانی کھڑا اپنے غصے اور اشتعال کو ضبط کرنے کی کوشش کر رہا تھا اور ساتھ ساتھ اپنی سرد نظریں لائبہ پر جمائیں ہوئیں تھیں۔شامیر نے تمام ملازموں کو باہر بھیج دیا تھا۔

بدکردار

لاؤنج میں صرف فرخندہ، لائبہ، شامیر اور میرال تھے۔ میرال شامیر سے تھوڑی دور دھڑکتے دل کے ساتھ بلیک میکسی پہنے دوپٹہ گلے میں ڈالے انکھوں میں انسو لیئے بہت پریشان کھڑی تھی۔

لائبہ ایسا کیا ہوا کہ تم نے بھرے مجمع میں ہماری ساکھ دو کوڑی کی کر دی۔ تم داؤد ملک سے ملی تھی۔ یہ رشتہ تمھاری مرضی سے ہو رہا تھا۔ تھوڑی دیر پہلے تم بلکل ٹھیک تھی بلکہ تم اور داؤد آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ پھر ایسا کیا ہوا کہ،،، تم نے عین نکاح کے وقت انکار کر دیا۔ پورے میڈیا میں یہ خبر ہیڈلائن کے طور پر چل رہی ہے۔ سوشل میڈیا پر کیا کیا باتیں ہو رہی ہیں۔۔ میرا فون مسلسل بج رہا ہے۔ کیا جواب دوں میں دنیا والوں کو اور کیا جواب دے گا شامیر۔ اگر تم نے انکار کرنا ہی تھا پہلے ہی انکار کر دیتی۔ یوں ہمارا تماشہ تو نہ بناتی۔

فرخندہ ایک ہی سانس میں بولیں۔ آخر پر ان کی آواز بھیگ چکی تھی۔

لائبہ بلکل سپاٹ اور سفید چہرہ لیے ویسے ہی بیٹھی تھی۔

اچانک ہی لائبہ چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر رونے لگی۔ میرال لائبہ کو روتا دیکھ کر آگے بڑھی ہی تھی کہ فرخندہ کی آواز نے اس کے قدم وہیں پر روک دیئے۔

رُک جاؤ میرال وہیں پر! یہ سب تمھاری وجہ سے ہوا تمھارے منحوس قدم جب سے یہاں پڑے ہیں کوئی خوش نہیں ہے۔

فرخندہ کی بات پر شامیر نے لب بھینچے سرخ آنکھوں سے فرخندہ کو دیکھا تھا۔

آپا! آپ بات کو کہاں سے کہاں لے کر جا رہی ہیں۔ انکار لائبہ نے کیا ہے،،، اس میں میرال کا کیا قصور؟ شامیر نا چاہتے ہوئے بھی اتنی سنگین صورتحال میں بھی فرخندہ کی بات برداشت نہ کر سکا۔

ارے واہ شامیر،،، تمھیں تو آج بھی اپنی بیوی کی بہت پرواہ ہے،،، پھر اس دن ڈرامہ کیوں کر رہے تھے کہ تم اسے اس گھر میں رکھنا نہیں چاہتے۔ فرخندہ غصے سے بولیں۔

آپا! اس ٹائم میرے خیال سے آپ میرال نامہ بند کر کے لائبہ کی طرف توجہ دیں۔ شامیر دبے انداز میں بولا۔

شامیر میں کہہ رہی ہوں یہ سب میرال کی وجہ سے ہوا ہے۔لائبہ آج کل چوبیس گھنٹے میرال کے پاس گھسی رہتی ہے۔یقیناً اسی نے کوئی پٹی پڑھائی ہو گی ورنہ لائبہ تو بہت معصوم ہے۔

اپنا گھر تو بس نہیں رہا میرال سے،،، اسی لیے لائبہ کو بھی برباد کر رہی ہے۔ آخر میرال ایک کریکٹر لیس لڑکی جو ہے۔

بس آپا،،، لائبہ اور شامیر ایک آواز میں چیخے تھے۔

بس آپا،،، آپ ایک لفظ اور نہیں بولیں گی۔ شامیر نے سرد انداز میں وارن کیا۔

بدکردار

کیوں نہ بولوں جب تم اسے بیلٹ سے مار کر بدکاری کا الزام لگا کر گھر سے نکال سکتے ہو تو مجھے کیوں نہیں اجازت کہنے کی۔

شامیر نے نظریں اُٹھا کر میرال کو دیکھا جو روتے ہوئے شامیر کو دیکھ رہی تھی۔شامیر کا دل کٹ کر رہ گیا جیسے۔

آپا میرے اور میرال کے بیچ میں جو کچھ ہوا،،،وہ میرا اور میرال کا معاملہ تھا اگر آئندہ آپ نے میرال کو یہ لفظ بولا تو میں بھول جاؤں گا کہ میرا آپ سے کوئی رشتہ ہے۔

شامیر سرد اور سپاٹ انداز میں بولا۔

بس کریں آپ دونوں بس کر دیں آپ دونوں خدا کے لیے۔لائبہ روتے ہوئے صوفے سے اٹھی۔

بس کر دیں بھابھی کو یوں ذلیل کرنا۔بھائی آج آپ کو کیوں یہ لفظ بُرا لگ رہا ہے بھابھی کے لیے؟

بھائی جب میاں بیوی کی بات بیڈروم سے نکل کر باہر آتی ہے نہ ہر کسی کی زبان پر پھر سرِ عام تذکرہ ہوتا ہے۔لائبہ صوفے سے اُٹھتی ہوئی روتے ہوئے بولی۔

اور کیا کہا فرخندہ آپا آپ نے،،،بھابھی کو بدکردار کہا۔بدکردار آپ کی بہن ہے۔سب سے پہلے اپنی بہن کو بدکردار بولیں۔جو سرِ عام ہوٹل کے کمرے میں ایک لڑکے کو ملنے

گئی تھی۔ اگر آج بھابھی نہ ہوتی تو آپ میں سے کوئی بھی دنیا کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہتا۔

لائبہ ہوش میں تو ہو تم! یہ کیا کہہ رہی ہو تم؟ شامیر چیخا۔

بلکل ٹھیک کہہ رہی ہوں بھائی۔

لائبہ پلیز میرال نے آگے بڑھ کر لائبہ کو روکنا چاہا۔

بس بھابھی! آج آپ مجھے نہیں روکیں گی۔ آپ کو جاننا ہے نہ کہ میں نے نکاح سے کیوں انکار کیا تو سنیں۔

جس لڑکے نے مجھے ٹریپ کیا اور مجھ سے جھوٹی محبت کا دعوی کر کے مجھے دھوکہ دے کر ہوٹل کے روم میں بلایا وہ لڑکا باقر ملک، داؤد ملک کا چھوٹا بھائی نکلا۔ سٹیج پر ہی آج میری اس سے ملاقات ہوئی تھی۔ وہ ملک سے باہر تھا۔ آج ہی آیا تھا وہ۔

وہ جس طرح خباست سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ بھائی میں ساری زندگی کے لئے اس سے بلیک میل نہیں ہو سکتی تھی۔ اس لیے مجھے جو صحیح لگا میں نے وہی کیا۔

لائبہ ہاتھوں میں منہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ شامیر لائبہ کو دیکھ کر خود پر ضبط کرتا دور کھڑا رہا۔

لائبہ نے روتے ہوئے سر اُٹھایا تھا اور اپنے آنسو صاف کیے۔

Zubinovelszone.com
Noor Asif Novels

مجھے باقر نے نکاح کرنے کے لیے ہوٹل کے کمرے میں بلایا تھا۔وہاں پر مجھ سے زبردستی کرنے کی کوشش کی تو اس دوران بھابھی آئیں تھیں اس ہوٹل کے کمرے میں۔انہوں نے باقر سے میری عزت بچائی ورنہ پتہ نہیں باقر کیا کرتا۔وہ میری عزت کے ساتھ کھیل کر،،،مجھے بلیک میل بھی کرنا چاہتا تھا اس نے کمرے میں کیمرے لگائے ہوئے تھے۔

لائبہ،،،،شامیر لائبہ پر چیخا۔۔۔لائبہ کی باتوں پر اپنے غصے پر کنٹرول نہ کر سکا اور ایک دم لائبہ پر ہاتھ اُٹھایا تھا۔مگر شامیر نے اپنا ہاتھ ہوا میں ہی معلق کر لیا تھا۔شامیر نے اپنا ہاتھ پہلو میں گرا کر اپنی مٹھیاں بھینچ لیں اور ضبط سے شامیر کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

لائبہ ایک دم ڈر کے مارے دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔

میرال منہ پر ہاتھ رکھے اپنی سسکیاں روک رہی تھی۔

لائبہ بھی بے تحاشا رو رہی تھی۔

فرخندہ لائبہ کے انکشافات پر حیران تھیں

تم دونوں،،،بس اتنا بتا دو،،،تم لوگوں کی زندگی میں میری اہمیت ہے کہ نہیں۔شامیر چیخا۔۔

لائبہ،،، تم نے اتنا سب کچھ کر لیا مجھے بتانا ضروری بھی نہیں سمجھا اگر تم کسی کو پسند کرتی تھی۔ مجھ سے ذکر تو کرتی تم۔ مجھے بنا بتائے نکاح کے لیئے چلی گئی۔۔ اور میرال میں مر گیا تھا کیا،،، جو تم مجھے بنا انفارم کیے اکیلی لائبہ کو بچانے چل پڑی اگر وہ تمھیں کوئی نقصان پہنچا دیتا تو،،، شامیر دھاڑتے ہوئے بولا۔ میرال تھر تھر کانپنے لگی۔ جی تو کر رہا ہے خود کو شوٹ کر لوں۔۔ میری بیوی اور بہن اس خبیث کے کمرے میں تھیں۔ اتنا سب کچھ ہو گیا اور مجھے اس کی خبر ہی نہیں۔۔۔

شامیر میرال اور لائبہ پر قہر بھری نظر ڈالتا ہوا باہر نکل گیا۔

شامیر غصے سے گھر سے نکل کر اتنی رات کو اپنے آفس آ گیا تھا۔ اپنے آفس میں بیٹھے سِیٹ سے ٹیک لگائے سگریٹ پیتے اپنے اشتعال پر قابو پا رہا تھا۔ مگر بے چینی غصہ کسی طور کم نہیں ہو رہی تھا۔

لائبہ چھوٹی سی تھی جب شامیر کے والدین ایک کار ایکسیڈینٹ میں جاں بحق ہو گئے تھے۔ شامیر نے لائبہ کی ہر خواہش پوری کی۔ کبھی اسے ڈانٹا تک نہیں اور لائبہ اس پر اعتبار تک نہ کر سکی۔ میرال جسے وہ اپنی جان سے بھی زیادہ چاہتا ہے۔۔ کیسے اسے بنا بتائے اس خبیث انسان کے روم میں چلی گئی۔۔ اگر وہ اسے بتاتی تو اس معاملے کو خود ہی ہینڈل کر لیتا،،، بلکہ ابھی تک اس باقر کا کام تمام کر دیتا۔ مگر میرال نے اسے بتانا ضروری

نہ سمجھا۔ اگر اس دن وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا؟ اگر میرال کو بھی وہ کوئی نقصان پہنچا دیتا تو،،، شامیر نے زوردار مکا ٹیبل پر مارا۔۔ افسوس میری بیوی اور بہن مجھ پر اعتبار ہی نا کر سکیں۔ شامیر نے اب کی بار اپنے ہاتھ کے مکے کی پشت کو اپنے ماتھے پر مارا تھا۔۔ کنپٹیاں ایک دم سلگنے لگیں تھیں۔ میرال پر کوئی بُری نظر ڈالے وہ کہاں برداشت کر سکتا تھا۔ جو لائبہ کو ٹریپ کر سکتا ہے اس نے میرال کو بھی دیکھ کر اپنی رال تو ضرور ٹپکائی ہو گی۔ شامیر کی آنکھیں لہو رنگ چھلکانے لگی تھیں۔ رگوں میں خون جیسے ابلنے لگا تھا۔

شامیر نے اپنے عزیز جان دوست ایس پی شاہد خان کو کال ملائی تھی۔ اور اسے باقر ملک کو اریسٹ کر کے اس کے کالے کرتوت سمیت میڈیا کے سامنے پیش کرنے کو کہا۔

لیکن شامیر وہ ملک مرتضیٰ کا بیٹا ہے۔ شاہد خان پریشان ہوا تھا۔

دیکھو شاہد۔۔۔ یہ کام ہونا چاہیے،،، اس کے خلاف ثبوت میں تمھیں دوں گا اور یہ ثبوت میڈیا کو پیش کرنے ہیں۔۔۔ تم نے بس اسے جیل سے نکلنے نہیں دینا۔ ملک مرتضیٰ کو اور اس کے بیٹے کو میں میڈیا کے ذریعے اتنا بدنام کرواؤں گا کہ اسے اپنی وزارت چھوڑنی پڑے گی۔ اور باقر کے کھاتے میں دو تین قتل بھی ڈال دو،،، یہ کام تم آسانی سے کر سکتے ہو،،، یہ کام ہونا چاہیے۔ شامیر نے کہہ کر فون بند کر دیا۔۔ اس کے بعد اپنے خاص بندے کو کال ملائی تھی۔ مجھے باقر مرتضیٰ کل تک اپنے فارم ہاؤس میں

چاہیے،،، آنکھوں پر پٹی باندھ کر لانا ہے۔۔ اسے پتہ نہ چلے کے اسے اغوا کرنے والا کون ہے۔ شامیر اسے حکم دیتا فون بند کر چکا تھا۔

باقر نے اس کی بیوی اور بہن پر بُری نظر ڈالی تھی آخر جیل جانے سے پہلے اسے اچھی طرح حساب بھی چکانا تھا۔ شامیر نے سگریٹ سلگا کر منہ کو لگایا تھا۔۔۔

میرال لاؤنج میں بیٹھی کب سے شامیر کا انتظار کر رہی تھی. اسے رہ رہ کر احساس ہو رہا تھا کہ اسے اس دن شامیر کو انفارم کرنا چاہیے تھا۔ ویسے شامیر آج مجھے ایک بات کی خوشی ہوئی ہے کہ آپ نے اپنی بہن پر ہاتھ نہیں اُٹھایا۔ جب مرد عورت پر ہاتھ اُٹھاتا ہے تو اس کا بدن ہی نہیں اس کی روح بھی زخمی کرتا ہے۔ چاہے مرد بھائی ہو باپ ہو یا پھر شوہر۔ میرال دکھی دل کے ساتھ سوچ رہی تھی۔

صبح کے چار بج رہے تھے شامیر ابھی تک نہیں آیا تھا میرال کی آنکھ کب لگی اسے پتہ ہی نہیں چلا۔ وہ وہاں صوفے پر ہی بیٹھے بیٹھے ٹیک لگائے سوگئی۔

شامیر گھر میں داخل ہوا تھا کہ اسے لاؤنج میں بلیک آنچل نظر آیا۔ شامیر لاؤنج میں داخل ہوا میرال فنکشن والے ڈریس میں ہی صوفے پہ سو رہی تھی۔ اور کافی اَن کمفرٹیبل لگ رہی تھی۔ چہرے پر میک اَپ تو نہیں تھا مگر چہرے پر مٹے مٹے آنسوؤں کے نشان تھے۔ دوپٹہ زمین پر پڑا تھا۔ وہ شامیر کے سامنے اپنی تمام تر رعنائیوں سمیت

جلوہ گر تھی۔ سانسوں کا چلتا زیر و بم اس کے بدن میں جیسے ارتعاش پیدا کر رہا تھا۔ لمبے براؤن کھلے سلکی بال پشت پر بکھرے تھے اور کچھ لٹیں چہرے پر آئیں ہوئیں تھیں۔ وہ اتنی خوبصورت لگ رہی تھی کہ شامیر کتنی ہی دیر تک پلکیں جھپکائے بغیر اسے دیکھتا رہا۔ پھر ذرا سا جھک کر اس کے چہرے پر آئے بال ہٹائے تھے میرال ہلکا سا کسمسائی تھی۔ شامیر پریشان ہوا تھا۔ وہ لاؤنج میں بغیر کچھ اوڑھے سو رہی تھی اور موسم بدل رہا تھا۔ میرال کو بلیک ڈریس میں اور دوپٹے کے بغیر دیکھ کر شامیر کے منہ زور جذبات اُمڈ کر آئے تھے۔ جنھیں وہ کتنے دنوں سے سلانے کی کوشش کر رہا تھا۔ مگر میرال کو دیکھ کر آج پھر پوری طرح بیدار ہوئے تھے۔ شامیر نے جھک کر میرال کی گردن کے تھوڑا نیچے تل جس کا وہ دیوانا تھا وہاں پر اپنے پُر حدت لب رکھے۔ تل کو چھونے کی دیر تھی شامیر کے اندر جیسے کرنٹ سا دوڑ گیا۔ شامیر میرال کی گردن کو دیوانہ وار چومنے لگا۔ میرال نیند میں کسی کے لمس کے احساس سے جاگی تھی۔ اس کی آنکھ کھلی تو شامیر اس پر جھکا اس کی گردن پر جابجا اپنا لمس چھوڑ رہا تھا۔ میرال نے ایک دم ہڑبڑا کر شامیر کو دور کیا تھا۔ شامیر میرال سے دور ہوا۔ میرال شامیر کی لال سرخ آنکھوں میں ہلکورے لیتے جذبوں سے نظریں چراتی سرخ پڑی تھی۔ شامیر بھی خود پر کنٹرول کرتا پیچھے ہوا۔ میرال صوفے پر سرخ چہرہ لیے انگلیاں چٹخاتے بیٹھی تھی اور شامیر صوفے کے پاس کھڑا سرخ آنکھوں سے میرال کو ہی دیکھ رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد شامیر نے میرال کو پکارا۔ یہاں پر ایسے کیوں سو رہی ہو۔ چلو جاؤ اپنے کمرے میں جا کر سوؤ۔

شامیر خود پر اور اپنی کیفیت پر قابو پاتا ہوا باہر کی جانب بڑھنے لگا۔

شامیر۔۔۔ میرال کی آواز پر شامیر رُکا تھا۔

بولو! شامیر نے پلٹ کر اپنا رُخ میرال کی طرف کیا۔ میرال اپنا دوپٹہ اپنے سینے پر پھیلاتی ہوئی شامیر کے پاس آئی تھی۔

وہ مجھے آپ سے سوری کرنا تھا۔ اس دن مجھے کچھ سمجھ نہیں آیا۔ میں جانتی ہوں مجھے آپ کو انفارم کرنا چاہیے تھا۔ مگر میں اتنا ڈر گئی تھی کہ لائبہ کو باقر کوئی نقصان نہ پہنچا دے۔ مجھے اس ٹائم جو صحیح لگا میں نے وہ کیا۔ مگر مجھے احساس ہے کہ مجھے ایسے وہاں نہیں جانا چاہیے تھا۔

میرال آہستگی سے شامیر کو وضاحت دینے لگی۔

ہوں۔۔۔۔۔۔ شامیر نے ہنکا بھرا۔

میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ نے لائبہ کو کیسے بچایا۔ شامیر نے استھزائیہ سوال کیا۔

میرال نے ایک نظر اُٹھا کر شامیر کو دیکھا اور پھر اپنی نظریں جھکا لیں۔

میں نے کچھ پوچھا ہے میرال۔ تم نے لائبہ کو کیسے بچایا۔

وہ شامیر میں آپ کی پسٹل لے کر گئی تھی بس اسی سے باقر کو ڈرایا تھا۔ میرال اتنی آہستگی سے بولی تھی کہ شامیر نے بہت مشکل سے اس کے الفاظ سنے تھے۔

شامیر نے میرال کی بات پر قہقہہ لگایا تھا۔

اوہ! میری بہادر بیوی پسٹل لے کر گئی تھی۔

ایک منٹ رکو میرال۔ شامیر سیڑھیاں کراس کرتا ہوا اپنے روم میں گیا اور تھوڑی دیر بعد شامیر واپس آیا۔ شامیر کے ہاتھ میں پسٹل تھا۔

پکڑو اسے۔ شامیر نے میرال کی طرف پسٹل بڑھایا۔ میرال ہونقوں کی طرح شامیر کو دیکھ رہی تھی۔ پکڑو اسے۔ شامیر سرد آواز میں بولا۔

میرال نے شامیر سے کانپتے ہاتھوں سے پسٹل لی۔

چلاؤ اسے۔ شامیر کی بات پر میرال نے حیرانگی سے شامیر کو دیکھا۔

شامیر۔۔۔۔۔ میرال کی گھٹی گھٹی آواز نکلی۔

آئی سیڈ۔۔۔۔ میرال شوٹ!

لیکن شامیر۔۔۔ میرال تذبذب کا شکار تھی۔

شامیر کا لہجہ انتہائی سنجیدگی لیے ہوئے تھا۔

شامیر اتنی رات کو آواز سے سب جاگ جائیں گے۔ میرال کانپتے لہجے میں بولی۔

zubinovelszone.com

بدکردار

سائلنسر لگا ہوا ہے،،، اس کی فکر نہ کرو۔

شوٹ۔۔۔۔۔شامیر بولا۔۔

میرال ابھی تک پسٹل ہاتھ میں پکڑے گم صم کھڑی تھی۔

آئی سیڈ شوٹ! شامیر! چیخا تو میرال ایک دم کانپی تھی اور جلدی سے ٹریگر دبایا مگر یہ کیا میرال کے ٹریگر دبانے سے گولی نہیں چلی تھی۔

شوٹ کرو میرال! شامیر نے دوبارہ سے کہا۔

میرال نے کانپتے ہاتھوں سے دوبارہ ٹریگر دبایا مگر ابھی بھی کچھ نہیں ہوا تھا۔میرال کے ماتھے پر ننھی ننھی پسینے کی بوندیں نمودار ہوئیں تھیں۔

میرال نے کانپتے ہاتھوں سے شامیر کو دیکھا جو ہونٹوں پر انگلیاں رکھے میرال کو ہی دیکھ رہا تھا۔شامیر کے چہرے پر استہزائیہ مسکراہٹ تھی۔

شامیر نے انگلیاں چہرے پر رکھے ہی اسے اشارے سے شوٹ کرنے کو کہا۔

میرڑال نے تھوک نگل کر دوبارہ سے ٹریگر دبایا تھا مگر ڈھاتی کے تین پات۔میرال نے بے بسی سے شامیر کی طرف دیکھا۔

شامیر نے میرال کے ہاتھوں سے پسٹل لیا تھا۔اور میرال کو ایک نظر دیکھا۔شامیر نے چیمبر چڑھایا۔میری جان شوٹ کرنے سے پہلے ہمیشہ چیمبر کھینچتے ہیں۔

ہوں! شامیر نے مسکراتے ہوئے میرال کو سمجھایا۔ جو فق چہرے سے شامیر کو دیکھ رہی تھی۔ چلو پکڑو اب شوٹ کرو۔ شامیر نے میرال کو بہت پیار سے پچکارتے ہوئے کہا۔

میرال نے کانپتے ہاتھوں سے دوبارہ پسٹل پر اپنی گرفت مضبوط کی اور ٹریگر دبایا۔ مگر کچھ نہیں ہوا تھا میرال نے آنسو لیے شامیر کو دیکھا۔

میری جان۔۔۔۔۔ ٹریگر پر ذرا اپنی نازک انگلیوں کا دباؤ بڑھاؤ۔ شامیر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

میرال نے پوری جان لگا کر ٹریگر دبایا تھا۔ مگر صرف ایک کلک کی آواز آئی تھی جس پر میرال نے ہڑبڑا کر پسٹل کو چھوڑ دیا۔۔ وہ میرال کے ہاتھوں سے چھوٹ کر زمین پر جا گرا۔

شامیر نے تاسف سے میرال کو دیکھتے ہوئے پسٹل زمین سے اُٹھائی تھی اور پسٹل کا میگزین نکالا تھا جو کہ خالی تھا۔ یقیناً اس دن بھی آپ نے چیک کرنے کی زحمت تو نہیں نہیں کی ہوگی کہ پسٹل میں گولیاں ہیں کہ نہیں۔

میرال پر تو جیسے گھڑوں پانی پڑھ گیا۔ شامیر کے چہرے پر استہزائیہ مسکراہٹ میرال کے رہے سہے حواس بھی گم کر رہی تھی۔

شامیر نے میگزین میں گولیاں ڈالی تھیں اور میرال کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اس کی پشت کو اپنے سینے سے لگایا تھا اور پسٹل کو میرال کے ہاتھوں میں پکڑا کر خود بھی پسٹل پکڑی

تھی۔ میرال کی انگلیاں ٹریگر پر رکھ کر اپنی انگلیوں کا دباؤ ٹریگر پر بڑھایا تھا۔ پسٹل سے گولی نکل کر سامنے ٹیبل پر پڑے واز کو جا کر لگی۔ واز چھناکے سے چکنا چور ہو گیا۔

میرال ایک دم اچھلی اور چیخ مار کر شامیر کے گلے لگی تھی۔

اب کی بار حواس باختہ شامیر ہوا تھا بلکہ اچھا خاصا بوکھلا گیا تھا۔ اس کی بیوی قیامت بنی اس کے گلے لگی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد میرال کو اپنی پوزیشن کا احساس ہوا میرال نے شامیر سے الگ ہونا چاہا۔ شامیر نے میرال کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنی گرفت مظبوت کی تھی

شامیر کی بھاپ چھوڑتیں گرم سانسوں سے میرال کی سانسوں کی آمدورفت جیسے ٹوٹنے لگی تھی۔ میرال نظریں جھکائے شامیر کی بانہوں میں کھڑی تھی۔

کِ۔۔ س مِی۔۔۔۔۔ شامیر کی بات پر میرال حیران ہوئی تھی اور نظریں اٹھا کر شامیر کو دیکھا مگر ایک سیکنڈ سے بھی زیادہ شامیر کی آنکھوں میں دیکھ نہ سکی اور فوراً اسے اپنی نظریں جھکا لیں۔

کِس مِی میرال۔۔۔۔ شامیر نے میرال کی کمر پر اپنا دباؤ بڑھا کر اسے خود کے اور قریب کیا۔ میرال ہلکا ہلکا شامیر کی قربت میں لرزنے لگی تھی۔ شامیر کی قربت میں آج بھی اس کی حالت غیر ہو جاتی تھی۔ کہ نظریں اٹھانا دوبھر ہو جاتا تھا۔

بدکردار

شامیر کتنی دیر میرال کے چہرے کو دیکھتا رہا جو نظریں جھکا کر اس کی بانہوں میں کھڑی تھی۔شامیر ایک دم استھزائیہ ہنسا تھا۔میرال نے حیرانگی سے نظر اُٹھا کر شامیر کو دیکھا۔

سمجھ نہیں آتا میرال تمھارے کتنے روپ ہیں؟میرے پاس جب تم آتی ہو ایسا لگتا ہے جیسے پہلی بار میری قربت سہہ رہی ہو۔نظر اٹھا کر مجھے دیکھنا تم سے محال ہو جاتا ہے۔ویسے ہی شرماتی ہو،ویسے ہی جھجھکتی ہو جیسے نکاح کے بعد پہلی دفعہ میں نے تمھیں چھوا تھا۔۔۔اور تمھارا یہ روپ نکاح کے بعد رخصتی کے بعد ہر دفعہ مجھے تمھارا اور دیوانہ کرتا تھا۔پتہ ہے مجھے تم میں سب سے زیادہ کیا پسند ہے؟تمھارا یوں شرمانا،جھجھکنا،مجھ سے گریز برتنا مجھے اور پاگل کر دیتا ہے۔

شامیر نے ایک جھٹکے سے اسے چھوڑا تھا۔

میرال جو شامیر کی قربت میں پہلے ہی لرز رہی تھی شامیر کے چھوڑنے پر لڑکھڑائی تھی۔شامیر نے دوبارہ سے اسے بانہوں میں لیا تھا۔

شوہر سے اتنا شرماتی ہو۔تب یہ شرم کہاں تھی میرال جب تم نکاح کے بعد فون پر کسی غیر مرد سے باتیں کرتی تھی۔شامیر کرب سے بولا تھا۔

شامیر۔۔۔۔۔۔میرال نے زخمی نظروں سے شامیر کو دیکھا جو پھر اس کے کردار پر وار کر رہا تھا۔

بدکردار

شامیر نے میرال کو آہستگی سے چھوڑا۔

شامیر نے بے چینی سے ٹہلتے ہوئے اپنی بیرڈ پر ہاتھ پھیرا تھا۔

زیان قیوم کی آوازیں آپس میں گڈمڈ ہو رہی تھیں۔شامیر کا دل چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ اس کی میرال ایسی نہیں ہے۔۔ مگر وہ کیا کرتا؟ میرال نے اسے خود بتایا تھا۔۔اگر یہ بات اسے کوئی اور بتاتا وہ کبھی بھی یقین نہ کرتا۔لیکن دکھ تو یہی ہے کہ میرال نے اسے خود بتایا۔

آئی ایم سوری! شامیر نے میرال کو دیکھتے ہوئے کہا۔جو نظریں جھکائے آنسو بہانے میں مصروف تھی۔شامیر نے جھٹکے سے اسے خود کے قریب کیا اور اس کے آنسو اپنے لبوں سے چننے لگا۔۔۔

شامیر نے نرمی سے اپنے ہونٹ میرال کے ہونٹوں پر رکھ کر اپنا تسلط جمایا تھا کافی دیر تک میرال پر اپنا نرم لمس بکھیرتا رہا۔۔اور پھر بہت احتیاط سے میرال سے الگ ہوا۔۔

اس دن تمھاری اور لائبہ کی قسمت اچھی تھی کہ اس خبیث انسان کو اندازہ نہی ہو پایا کہ پسٹل خالی ہے۔یا پھر تمہیں اس کا استعمال نہی آتا۔۔ایک پل کے لئے سوچو اس کے ساتھ اس دن کمرے میں کوئی اور بھی ہوتا تو۔۔شامیر نے گہرا سانس بھرا تھا۔۔اور

بدکردار

ظبط سے اپنی مٹھیاں سختی سے بند کیں تھیں۔۔اس سے اگے سوچ کر میرال میں مرنے والا ہو جاتا ہوں۔۔

میں جانتا ہوں میرال تمھاری انٹینشن اچھی تھی لائبہ کو بچانے کی۔اس کے لیے میں تمھارا احسان مند رہوں گا مگر تم نے لائبہ کو بچانے کے لیے اپنی عزت اور جان داؤ پر لگائی اس کے لیے میں تمھیں کبھی معاف نہیں کروں گا کیونکہ تمھاری جان مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے اور تمھاری عزت میری عزت ہے اگر کوئی میری عزت کو جانتے بوجھتے خطرے میں ڈالے اس انسان کو میں کبھی معاف نہیں کر سکتا چاہے وہ تم ہی کیوں نہ ہو۔شامیر کہتے ہوئے میرال کے ماتھے پر اپنا نرم لمس چھوڑا تھا اور سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اوپر اپنے کمرے میں چلا گیا۔

کون ہو تم لوگ؟ مجھے کیوں لائے ہو یہاں پر؟ کھولو مجھے۔باقر پچھلے ایک گھنٹے سے چلا رہا تھا۔

لے آئے اُسے؟ شامیر اپنے فارم ہاؤس میں داخل ہوا تھا اور اپنے خاص آدمی کرم الٰہی سے مخاطب ہوا۔

جی سر! آپ کے حکم کے مطابق اسے تہہ خانے میں پہنچا دیا گیا ہے۔وہ مودبانہ بولا۔

ہوں۔شامیر ہنکار بھرتا ہوا تہہ خانے کی طرف بڑھا۔

zubinovelsone.com
NOOR ASIF NOVELS

بدکردار

دروازہ کھلنے کی آواز پر باقر نے اپنی گردن اوپر اٹھائی تھی۔

باقر کے ہاتھوں کو چیئر کے ساتھ باندھا گیا تھا اور آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔

کون ہو تم اور مجھے یہاں کیوں لائے ہو۔ باقر نے چلا کر پوچھا۔

بتادیں گے بتادیں گے اتنی جلدی بھی کیا ہے پہلے تمھاری اچھی طرح خاطر تواضع کر لیں۔ شامیر نے پاس کھڑے کرم الٰہی کو اشارہ کیا تھا۔

کرم الٰہی نے اچھے خاصے مکے اس کے چہرے پر مارے اس کا چہرہ بگاڑ دیا تھا۔

باقر کے ناک اور منہ سے خون بہنا شروع ہو گیا تھا۔

شامیر کے اشارے پر کرم الٰہی پیچھے ہوا تھا۔

کون ہو تم؟ باقر نقاہت زدہ عالم میں بولا۔

شامیر نے کرم الٰہی کو اشارہ کیا تھا جو اس کے اشارے پر باہر چلا گیا۔

شامیر نے اُٹھ کر باقر کی آنکھوں سے پٹی اتاری تھی۔

شامیر دُرانی! باقر کے منہ سے نکلا۔

ہاں میں! کیا سمجھ رکھا تھا تم نے کہ تم اتنا سب کچھ کرو گے اور مجھے پتہ بھی نہیں چلے گا۔

تمھاری ہمت بھی کیسے ہوئی میری بہن کے ساتھ یہ سب کرنے کی شامیر غرایا۔

باقر ہنسا تھا۔ اسی بات کا تو افسوس ہے کہ کچھ کر نہیں سکا۔

بدکردار

شامیر نے زور دار پنچ باقر کے منہ پر مارا تھا۔ یہ جو تم میرے ساتھ کر رہے ہو ناں۔۔۔

تمھیں اس کا حساب دینا پڑے گا،،، مسٹر شامیر دُرانی۔

ملک مرتضع کا بیٹا ہوں میں۔ باقر نے اپنے ہاتھوں اور پیروں کو زور لگا کر خود کو آزاد

کرنے کی کوشش کی۔

میں جانتا ہوں شامیر دُرانی تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اگر تمھیں اپنی زندگی پیاری ہے تو

مجھے آزاد کر دو۔ ورنہ میرا باپ تمھارے گھر کی اینٹ سے اینٹ بجا دے گا۔ باقر چیختے

ہوئے بولا۔

تمھارے خلاف میں نے سارے ثبوت اکٹھے کر لیے ہیں۔ بہت سی لڑکیوں کو بلیک

میل کر کے ان سے پیسے ہتھیانا، ان کی ویڈیوز بنانا، ان سب کا ریکارڈ میرے پاس ہے۔

جس ملک مرتضع کی مجھے تو دھونس دے رہا ہے عنقریب وہی اپنا منہ چھپاتا پھرے گا۔۔

شامیر نے اپنی ایک ٹانگ باقر کی چیئر پر رکھی اور ایک ہاتھ سے اس کا جبڑہ دبوچتے

ہوئے کہا۔

باقر شامیر کی بات پر پاگلوں کی طرح ہنسنے لگا۔۔ تمھیں پتہ ہے مجھے س۔۔یڈ۔۔یوس

کرنے کی بیماری ہے۔

اور میں اونچے گھرانے کی لڑکیوں کو ٹریپ کرتا ہوں ان کے جسم کے ساتھ کھیلتا ہوں

اور پھر ان ہی کے باپ اور شوہروں کی کمائی پر عیش کرتا ہوں۔۔

اوہ۔۔۔تو ملک مرتضیٰ نے تجھ سے د۔۔لا۔۔۔لی کروا کر پیسا کمایا ہے۔۔شامیر نے اطمینان سے کہتے ہوئے باقر کے منہ پر زوردار پنچ مارا تھا۔۔باقر کا منہ دوسی طرف ڈھلک گیا تھا۔۔

آج تک کوئی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکا۔ تو تم کیا کر لو گے۔

جس میڈیا کی دھمکی دے رہے ہو انھیں ہر مہینے بھر بھر کے نوٹوں کی گٹھیاں جاتی ہیں ۔۔میڈیا کے منہ سے ہمارے لیے شہد ہی نکلے گا۔۔کیونکہ ہم انھیں شہد جو کھلاتے ہیں۔ باقر ملک استہزائیہ شامیر کو دیکھتے ہوتے بولا۔

تمھارا ابھی تک شامیر دُرانی سے پالا نہیں پڑا اس لیے یہ سب کچھ بول رہے ہو۔ شامیر باقر کو دیکھتے ہوئے سرد لہجے میں بولا۔۔

تم جیسے تو میں نے بہت دیکھے ہیں ہاں مگر تمھاری بیوی جیسی کوئی نہیں دیکھی۔ اُف کیا چیز ہے۔ گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا ہے میں نے مگر اتنی شفاف ندی نہیں دیکھی۔۔ قیامت ہے قیامت سر سے لے کر پاؤں تک قیامت۔ لائبہ کے ساتھ کچھ نہ کر سکا مجھے اس بات کا افسوس نہیں بلکہ تمھاری بیوی کے ساتھ کچھ نہ کرنے کا افسوس تا عمر رہے گا۔ باقر خباست سے مسکرایا۔

شامیر نے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں اور سرخ آنکھوں سے باقر کو دیکھا۔

یہ ٹھیک نہیں کیا تم نے باقر۔ یہ ٹھیک نہیں کیا تم نے۔ یہ نہیں کہنا چاہیے تھا تمھیں۔ وہ صرف میری بیوی ہی نہیں، عشق ہے شامیر دُرانی کا،،، جنون ہے شامیر دُرانی کا،،۔ اس کے سائے پر بھی شامیر دُرانی کسی کا سایہ برداشت نہ کرے۔ تم نے اس خ۔۔بی۔۔ث زبان سے اس کا نام لیا۔ ان غلیظ نگاہوں سے تم نے اسے گندی نظروں سے دیکھا۔

کرم الٰہی! شامیر زور سے چلایا۔ شامیر اتنے زور سے چلایا تھا کہ کرم الٰہی ہڑبڑاتے ہوے کسی جن کی طرح اندر داخل ہوا۔

جی سر۔۔۔۔ کرم الٰہی بوکھلائے انداز میں بولا۔۔۔۔

اس کے اندر بڑی گرمی ہے۔۔ اس لیے اس کی گرمی دور کرنے کے لیے اس کمرے کا ٹمپریچر اتنا کم کر دو کہ اس کے اندر کی ساری گرمی نکل جائے اور ہاں یاد رکھنا اس کے تن پر ایک کپڑا نہ ہو اور جب تک یہ آخری سانس نہ لے تب تک اس روم کا ٹمپریچر کم کرتے رہو۔

میں نے سوچا تھا کہ تمھاری اچھی طرح خاطر تواضع کر کے تمھیں چھوڑ دوں مگر تم نے یہ سب بکواس کر کے اپنی موت کو خود دعوت دی ہے۔

شامیر نے زوردار ٹانگ باقر کے منہ پر ماری تھی۔ باقر کی چیئر دور جا کر گری تھی۔ کل تک اس کے جسم میں ایک سانس باقی نہ رہے۔ شامیر کرم الٰہی کو حکم دیتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔

بدکردار

شامیر یہ سب کیا ہے؟زیان قیوم ٹی وی پر نیوز دیکھتے ہوئے بولا۔شامیر نے مسکراتے ہوئے ٹی وی بند کیا تھا۔زیان قیوم نے شامیر کو دیکھا جس کے اطمینان پر ذرا بھی فرق نہیں آیا تھا۔

زیان شامیر کے ساتھ میٹنگ روم میں بیٹھا ہوا تھا۔جہاں صرف شامیر اور زیان بیٹھے ہوئے تھے۔

میڈیا کی عادت ہے،،،جب کچھ نہ ملے تو اپنی ٹی آر پی بڑھانے کے لیے ایسی بکواس کرتے رہتے ہیں۔شامیر نے اطمینان سے کہتے ہوئے مسکراتے اپنی چیئر سے ٹیک لگائی تھی۔

حیرت ہے شامیر،،، تمھیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑ رہا۔اس سے تمھاری ساکھ کو کتنا نقصان پہنچا ہے۔۔سارے کنٹریکٹ ہمارے ہاتھوں سے نکل رہے ہیں۔میڈیا تمھاری شان میں قصیدے پڑ رہا ہے اور تمھیں کچھ فرق ہی نہیں پڑ رہا۔۔زیان طنزیہ لہجے میں بولا۔

میڈیا کا کیا ہے،،، آج ملک مرتضع کے ساتھ ہے،،، کل ہو سکتا ہے،،،میرے ساتھ ہو۔شامیر اس بار بھی مسکراتے ہوئے بولا۔

شامیر کیا ہو گیا ہے تجھے یار؟ ملک مرتضع کتے کی طرح بھونک رہا ہے میڈیا پر تیرے خلاف،،، اپنے بیٹے باقر کی گمشدگی کا الزام تجھ پر لگا دیا ہے۔ میڈیا بھی ملک مرتضع کا ساتھ دے رہا ہے۔ زیان اپنے غصے پر ضبط کرتا ہوا بولا۔ زیان کو شامیر پر بہت غصہ آ رہا تھا جس کی وجہ سے آج اس کے ہاتھ سے کروڑوں کا کنٹریکٹ نکل گیا تھا۔ مگر خود پر قابو کرنا پڑا کیونکہ مقابل شامیر دُرانی تھا۔ جو بنا کسی کا لحاظ کیے اگلے بندے کی بینڈ بجا کر رکھ دیتا تھا۔

کیا کہا تم نے؟ ملک مرتضع کتے کی طرح بھونک رہا ہے۔ شامیر نے قہقہہ لگایا تو بھونکنے دے کتے کا کام ہی بھونکنا ہے۔ بلکہ ملک مرتضع نے بہت اچھا کیا ہے میڈیا پر جا کر اب مزہ آئے گا ملک مرتضع پر وار کرنے کا۔

اور تو تیاری کر اس کنٹریکٹ کی جو آج ہی تمھارے ہاتھ سے نکلا ہے،،، اگلے چوبیس گھنٹوں میں وہ کنٹریکٹ اور ملک مرتضع کے بھی اگلے سارے کنٹریکٹ میری کمپنی کو ملیں گے۔

جسٹ ویٹ اینڈ واچ! شامیر نے زیان کو آنکھ ماری تھی۔

زیان نے نہ سمجھی سے شامیر کو دیکھا تھا۔

شامیر میں لائبہ کی وجہ سے بہت پریشان ہوں کیا وجہ تھی جو لائبہ نے یوں انکار کر دیا۔

زیان نے شامیر کو کریدا تھا۔

zubinovelszone.com

بدکردار

شامیر کندھے اچکا کر مسکرا کر رہ گیا اور سیٹ سے ٹیک لگا کر اپنی آنکھیں موند لیں۔

زیان نے شامیر کو غصے سے دیکھا تھا وہ ایسا ہی تھا جب اسے کوئی بات نہ بتانی ہو تو کوئی اس سے اگلوا نہیں سکتا تھا۔

شامیر دُرانی اپنی ذات سے ریلیٹیڈ تو زیان سے ڈسکس کر لیتا تھا مگر آج تک اپنی عزت آپنی میرال سے متعلق کبھی کوئی بات نہیں کی تھی۔۔اور یہ بات تو اس کی جان سے پیاری بیوی سے جڑی ہوئی تھی۔۔زیان بھی اچھی طرح سمجھتا تھا کہ شامیر میرال کو لے کر بہت زیادہ پوزیسو ہے۔۔اس لیے اس نے غلطی سے بھی کبھی شامیر کے سامنے میرال کا نام نیہں لیا تھا۔۔۔زیان نے کینہ توز نظروں سے شامیر کو دیکھا جو کرسی سے ٹیک لگائے

بند آنکھوں سے مسکراتے ہوئے کچھ سوچ رہا تھا۔

\-

میرال نے لمبا سانس لے کر ٹی وی پر چلتی نیوز کو دیکھا۔

ملک مرتضیٰ شامیر پر کتنے گھناؤنے الزام لگا رہا تھا۔شامیر کے تمام پیسے کو بلیک منی قرار دے دیا تھا۔

ایف آئی اے نے شامیر کی جائیداد کے اور ٹیکس کے تمام اگلے پچھلے ریکارڈ مانگ لیے تھے۔شامیر کے خلاف ایف آئی آر کٹوائی جا چکی تھی۔شامیر کی ساکھ کو گہرا دھچکا لگا

بدکردار

تھا۔ باقر کی گمشدگی کا الزام بھی شامیر پر لگایا گیا تھا۔ میرال اچھی طرح جانتی تھی کہ یہ الزام نہیں حقیقت ہے۔ یقیناً باقر کے لاپتہ ہونے میں شامیر دُرانی کا ہاتھ ہے۔

میرال ٹی وی بند کرنے ہی لگی تھی کہ ایک چینل پر بریکنگ نیوز نے میرال کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

ٹی وی پر ایک ویڈیو چل رہی تھی جس میں باقر کسی لڑکی مولیسٹیڈ حریس کر رہا تھا۔ لڑکی کا چہرہ تو بلر تھا مگر باقر کافی حد تک دکھائی دے رہا تھا۔

میرال نے جلدی سے موبائل اُٹھایا۔ پورے سوشل میڈیا پر باقر کی ویڈیو وائرل ہو رہی تھی۔ میرال نے جلدی جلدی چینل چینج کیے۔ ایک معروف چینل پر شامیر دُرانی کا انٹرویو چل رہا تھا۔ ایک معروف ٹی وی اینکر شامیر دُرانی کا انٹرویو لے رہی تھی۔ میرال نے پلکیں جھپکا کر ٹی وی پر دیکھا۔ جہاں شامیر سکائے بلو شرٹ، سکائے کیجول کوٹ اور سکائے جینز پہنے بالوں کو سلیقے سے جیل سے سیٹ کیے اپنی سحر انگیز اور پُر اعتماد شخصیت کے ساتھ بیٹھا تھا۔ اینکر کے تمام سوالات کے جوابات بہت رسانیت اور خود اعتمادی سے دے رہا تھا۔ یہاں تک کہ وہ اینکر بھی شامیر دُرانی سے مرعوب دکھائی دے رہی تھی۔

مسٹر شامیر دُرانی،،، کیا وجہ ہے کہ ملک مرتضع نے اپنے بیٹے کی گمشدگی کا الزام آپ پر لگایا ہے؟

بدکردار

یہ تو آپ ملک مرتضع سے ہی پوچھیں کہ انہوں نے مجھ پر کیوں یہ الزام لگایا ہے؟ جیسا کہ آپ لوگوں نے دیکھا کہ ایک ویڈیو سوشل میڈیا پر وائرل ہو رہی ہے جس میں باقر کسی لڑکی کو حریس کر رہا ہے۔ سننے میں آیا ہے اس طرح کی اور بھی کئی ویڈیوز ہیں۔ یقیناً ایسے ہی کسی چکر میں ہو گا وہ ابھی بھی۔ شامیر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

لیکن ایک سوال جس کا جواب سب جاننا چاہتے ہیں۔

ایسی کیا وجہ ہوئی کہ آپ کی بہن مِس لائبہ نے عین نکاح کے وقت انکار کر دیا۔ حالانکہ یہ رشتہ دونوں گھروں کی رضامندی سے ہوا تھا۔

جی بلکل ایسا ہی ہے مگر عین نکاح کے وقت ہمیں ملک مرتضع کے بیٹوں کے کارناموں کا پتہ چلا تو میرے ہی کہنے پر مِس لائبہ نے انکار کیا تھا۔ شامیر نے اس بار بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

ملک مرتضع کا ایک اور الزام ہے کہ آپ نے تمام بنک بیلنس اور جائیداد دو نمبری سے کمائی ہے۔

ویل،،، میں نے اپنے تمام ڈاکومنٹس کورٹ میں سب مٹ کروا دیے ہیں،،، یہ تو فیصلہ عدالت ہی کرے گی،،، اور ملک مرتضع نے جو بھی الزامات مجھ پر لگائے ہیں اس کے لیے میرے لائیرز نے ان پر دو سو کروڑ کا ہرجانے کا دعویٰ دائر کیا ہے جس کا نوٹس آج ہی ملک مرتضع کو مل جائے گا۔

ملک مرتضع نے تو یہ الزام لگایا ہے مگر میں ثابت کر کے رہوں گا ملک مرتضع کی تمام جائیداد اِل لیگل ویے سے کمائی ہی ہے۔۔

وہ اینکر اور بھی بہت سارے سوال پوچھ رہی تھی۔شامیر دُرانی ہر سوال کا جواب بہت اطمینان اور اعتماد سے دے رہا تھا بلکہ آخری سوال پر اینکر اور شامیر کا قہقہہ گونجا تھا۔ لڑکیوں کو دیکھ کر شامیر کے کیسے قہقہے گونجتے ہیں،،،اور بیوی کو دیکھ کر منہ پر بارہ بج جاتے ہیں۔میرال کی آنکھوں کے پردوں پر شامیر کا سنجیدہ اور سپاٹ چہرہ گھوما تھا۔

میرال نے جلے دل اور غصے سے ٹی وی آف کر دیا۔۔۔۔

زیان قیوم نے غصے سے ریموٹ اٹھا کر پوری قوت سے ٹی وی پر مارا۔جہاں سامنے ہی شامیر دُرانی کا انٹرویو چل رہا تھا۔

زیان قیوم کا بس نہیں چلا تو ایل ای ڈی جو دیوار پر نصب تھی اسے اتار کر زمین پر پھینک دیا۔نہیں شامیر دُرانی،،۔نہیں،،،میں تمھیں جیتنے نہیں دوں گا۔زیان قیوم نے کتنی کوششیں کی تھیں شامیر دُرانی کو بے عزت کرنے کی۔۔وہ ملک مرتضع کو پورا پورا سپورٹ کر رہا تھا۔زیان قیوم شامیر دُرانی کو مجبور اور بے بس دیکھنا چاہتا تھا۔لیکن شامیر دُرانی کے ایک انٹرویو نے پوری بازی ہی پلٹ دی،،،باقر کی ویڈیو جو لیک ہوئی تھی اس سے ملک مرتضع کو بہت نقصان پہنچا تھا۔یہاں تک کہ اس کی وزارت چھن جانے کا

خدشہ تھا۔یقیناً یہ ویڈیو لیک بھی شامیر دُرانی نے کی ہے۔جو میڈیا شامیر دُرانی کے خلاف بول رہا تھا،،،اب اس کی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملا رہا تھا۔

وہ ہمیشہ کی طرح مجھ سے جیت گیا۔وہ ہمیشہ کی طرح ایک قدم مجھ سے آگے رہا ہے۔

شامیر دُرانی میں تمھیں ایسی جگہ ماروں گا جہاں تمھیں پانی بھی نصیب نا ہو۔میں میر ال کو تم سے چھین لوں گا۔میں نے دیکھا ہے تمھاری آنکھوں میں اک چاہت کا جہاں آباد ہے اُس کے لیے۔۔یقیناً یہی تمھاری سب سے بڑی ہار ہو گی۔

میر ال صرف میری ہے صرف میری۔آگ لگ جاتی ہے مجھے جب جب میں سوچتا ہوں کہ تم اسے چھوتے ہو۔جب تم اس کے قریب جاتے ہوگے۔عنقریب اسے چھونے اسے پیار کرنے کا حق صرف میرا ہو گا۔

زیان غصے سے بولتا ہوا پورے کمرے کا حلیہ بگاڑ چکا تھا۔

\---------------------

میر ال کروٹیں بدل بدل کر تھک گئی تھی مگر نیند تھی کہ آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔جھنجلاتے ہوئے اُٹھ کر بیٹھ گئی۔اپنی کھڑکی سے باہر پھیلے وسیع و عریض لان کو دیکھا جہاں بڑے گھنے دیو قامت درخت عجیب سا پُر فسوں منظر پیش کر رہے تھے۔

میر ال نے بے چینی سے پردے آگے کیے۔طبیت پر عجیب سی کسلمندی چھائی ہوئی تھی۔۔یقیناً شامیر ابھی تک نہیں آئیں۔پتہ نہیں کہاں ہوتے ہیں وہ رات رات بھر۔

بدکردار

میرال نے بے دردی سے اپنے لب کاٹے۔شامیر اور اس اینکر کی بے تکلفی میرال کو ایک آنکھ نہیں بھائی تھی۔ آن کیمرہ وہ اینکر اور شامیر اتنے بے تکلف تھے تو آف کیمرہ کیا حال ہو گا۔میرال کمرے میں بے چینی سے ٹہلنے لگی۔شامیر کو کھونے کا احساس دل میں جیسے جاگزیں ہو گیا تھا۔چین کسی صورت نہ آیا تو میرال نے لمبا سانس لے کر کچن کا رُخ کیا اور کل کے کھانے کی تیاری کرنے لگی۔میرال صرف اور صرف خود کو مصروف کرنا چاہ رہی تھی۔ورنہ یہ خیالات اس کی جان لینے کے درپے تھے۔کام کرتے کرتے میرال کو ایک دم چکّر آیا تھا۔۔مگر میرال ڈھیٹوں کی طرح کام کرتی رہی۔۔

میرال ریفریجریٹر سے سبزیاں نکال کر کاٹنے لگی۔کٹنگ بورڈ پر وہ زور سے سبزیاں کاٹ رہی تھی۔میں یہاں ہر دو دن سے کتنی پریشان تھی نیوز سن سن کر اپنا خون جلا رہی تھی۔خود کو بھی اس سب کا قصوروار سمجھ رہی تھی مگر انہوں نے ساری پلاننگ کر رکھی تھی۔اتنا نہ ہوا کہ مجھ سے ذکر ہی کر دیتے کہ انہوں نے ملک مرتضع کے ہر وار کا جواب تیار کر رکھا ہے،،،اور جا کر انٹرویو بھی دے آئے اور مجھے بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا۔میرال روہانسی ہوئی تھی اور غصے سے ایک برتن اُٹھا کر زور سے سنک پے مارا تھا۔

میرال تمھیں بھی کیا ضرورت تھی اس جلاد، ظالم، بےحِس آدمی سے دل لگانے کی۔

میرال نے غصے سے ایک اور برتن پٹخا تھا۔شامیر جو ابھی ابھی گھر داخل ہوا تھا کچن سے اُٹھنے پٹخنے کی آوازیں سُن کر حیران ہوا تھا۔شامیر نظر انداز کر کے اپنے کمرے کی طرف

بڑھنے لگا۔ شامیر کو پھر سے آواز آئی جیسے بہت زور سے برتن مارا گیا ہو۔ کچھ ٹوٹنے کی آواز رات کی خاموشی میں یہ آواز کچھ زیادہ ہی گونجی تھی۔

شامیر حیرانگی سے کچن کی طرف بڑھا وہاں میرال کو کام کرتا دیکھ کر حیران رہ گیا۔

تم اس وقت یہاں پر کیا کر رہی ہو۔ میرال نے شامیر کی آواز پر ذرا سا پلٹ کر دیکھا اور پھر رُخ موڑ کر اپنا کام کرنے لگی۔

میں نے کچھ پوچھا ہے میرال؟ یہاں اس وقت کیا کر رہی ہو؟

کپڑے دھو رہی ہوں۔ میرال نے غصے سے دانت پیستے رُخ پلٹے بغیر جواب دیا اور غصے سے زوردار چُھری کٹنگ بورڈ پر ماری تھی۔

شامیر حیران ہوا کہ آج اسے کیا ہوا ہے۔ میرال اس وقت لیمن کلر کے سادہ سے کاٹن کے سوٹ میں تھی بالوں کا ڈھیلا سا جوڑا بنا رکھا تھا اور دوپٹے سے بے نیاز کچن میں کام کر رہی تھی۔

سفید رنگت میں سرخیاں سی گھل ہوئیں تھیں۔ وہ اپنا چاندی جیسا مہکتا وجود لیے شامیر کے سامنے کھڑی تھی۔ شامیر بے چین ہوا تھا۔ وہ تو اس کی تھی مکمل سر سے پاؤں تک صرف اس کی تو پھر یہ دوری کیوں شامیر نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری گلے میں جیسے کانٹے سے اُگ آئے تھے۔ وہ اپنا ہوش رُبا وجود لیے شامیر کے ہوش ٹھکانے

لگا رہی تھی میرال نے برتن شیلف پر زور سے پٹخا۔ شامیر ایک دم چونکا میرال کی حرکتیں اسے حیران کر رہی تھیں۔

ویسے تم یہاں اس وقت کپڑے کیوں دھو رہی ہو۔ وہ تو تم دن میں بھی کر سکتی تھی۔

شامیر اپنی مسکراہٹ دباتا ہوا بولا۔ میرال نے ذرا سا رُخ موڑ کر گھور کر شامیر کو دیکھا۔

اللہ اللہ،، شامیر تو غش کھانے کو تھا آج۔

میرال کا ڈھیلا جوڑا کھل کر بالوں کی صورت میں کمر بھکر چکا تھا۔ براؤن سلکی بال آبشار کی صورت میں کمر پر بکھر کر پوری کمر کو ڈھک چکے تھے،،۔ نازک سی لچکیلی کمر بالوں میں چھپ چکی تھی۔ براؤن سلکی بال جن کی نرماہٹ اور خوشبو کا شامیر دیوانہ تھا۔

میرال نے غصے سے اپنے بالوں کو پھر سے جوڑے میں قید کرنا چاہا تو میرال کے ہاتھ رکے تھے میرال کو اپنی گردن پر شامیر کی گرم سانسیں محسوس ہوئیں. شامیر نے میرال کے بالوں کا ڈھیلا سا جوڑا بنایا جسے میرال نے ایک جھٹکے سے کھول کر دوبارہ سے بنایا۔ تھا اور شامیر سے دور جا کر سنک پہ برتن دھونے لگی۔۔ شامیر کو میرال کی حرکت کافی ناگوار لگی تھی۔ میرال ناراضگی میں بھی اسے جھٹکے یا اس سے دور جانے کی کوشش کرے تو شامیر سے برداشت کرنا بہت مشکل ہو جاتا تھا۔۔

شامیر غصے سے آگے بڑھا۔ سیدھا جواب دو میرال۔ تم اس وقت یوں کام کیوں کر رہی ہو؟

آپ ہی کے حکم پر کر رہی ہوں۔ تمام ملازموں کا کھانا مجھے بنانا ہوتا ہے اسی لیے تیاری کر رہی ہوں تاکہ کل وقت پر کھانا بنا سکوں۔ اور ویسے بھی یہاں گھر کے افراد کم اور ملازموں کی تعداد زیادہ ہے۔۔ تو کھانا بنانے میں ٹائم تو لگتا ہے۔۔ میرال بے تاثر لہجے میں بولی۔

شامیر حیران ہوا تھا بلکہ غصے سے اپنے لب بھینچ لیے تھے اس نے۔ وہ تو بھول ہی چکا تھا کہ اس نے ایسا کچھ میرال سے کہا تھا۔۔۔ وہ تو اس وقت غصے میں اس نے کہا تھا اور میرال ابھی تک یہ کام کرتی آ رہی ہے۔ شامیر نے ضبط سے اپنی مٹھیاں سختی سے بند کی تھیں۔ شامیر دُرانی کی بیوی ملازموں کے لیے کھانا بنا رہی ہے۔

چھوڑو اسے،،، میرال یہ کام ہو جائے گا آئندہ کے بعد تم یہ نہیں کرو گی۔

شامیر کی آواز پر میرال نے ایک نظر شامیر کو دیکھا اور پھر اپنا کام کرنے لگی۔

شامیر نے میرال کے ہاتھ غصے سے پکڑے تھے۔ شامیر کو میرال کے ہاتھ بے انتہا گرم لگے۔ بلکہ میرال کا چہرہ بھی بے انتہا سرخ ہو رہا تھا۔ میرال کے ماتھے پر ہلکا ہلکا پسینہ تھا۔ تمھیں پسینہ کیوں آ رہا ہے میرال۔ موسم تو اچھا خاصہ ہے اور ویسے بھی کچن میں اے سی آن ہے۔ شامیر نے بے تابی سے میرال کے ماتھے پر آپنا ہاتھ رکھا۔ شامیر کو لگا جیسے اس نے آگ کی بھٹی میں ہاتھ ڈال دیا ہو۔ میرال بے تحاشا گرم ہو رہی تھی۔

میرال تمھیں بخار ہے۔شامیر تڑپ اُٹھا تھا۔میرال نے اپنی سرخ آنکھوں سے شامیر کو دیکھا۔شامیر نے محسوس کیا کہ میرال کا بدن بھی ہلکا ہلکا کانپ رہا ہے،،،شامیر نے ایک دم میرال کو اپنے سینے سے لگایا تھا۔

میرال میری جان کیا ہوا ہے تمھیں؟شامیر نے میرال کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں بھرتے ہوئے پوچھا۔میرال نے ذرا سا نظر اُٹھا کر شامیر کو دیکھا۔اگلے ہی لمحے وہ شامیر کی بانہوں میں جھول گئی۔

میرال میرال! شامیر میرال کے گال کو تھپتھپاتا ہوا دیوانہ وار پکارنے لگا۔ویک اَپ میرال،،،اوپن یور آئیز،،،وٹ ہیپنڈ میرال،،،ویک اَپ یار،،،شامیر کی آواز میں گھبراہٹ صاف نمایاں تھی۔شامیر میرال کو بانہوں میں اٹھائے سیڑھیاں چڑھتا تیزی سے روم میں آیا۔

شامیر نے میرال کو بیڈ پر لٹایا اور پریشانی سے ٹہلنے لگا شامیر نے اپنی فیملی فزیشن کو کال کی مگر اس کا نمبر آؤٹ آف رینج آرہا تھا۔

شامیر فون صوفے پر پھینکتا بے تابی سے میرال کی طرف بڑھا۔میرال بلکل بے سدھ پڑی تھی۔شامیر نے جلدی سے میرال کے پاؤں رب کرنا شروع کیے۔میرال کے جسم سے آگ نکل رہی تھی جیسے۔شامیر نے پانی کے چھینٹے میرال کے چہرے پر

پھینکے،، مگر بے سود۔۔شامیر کافی دیر تک میرال کی ٹھنڈے پانی سے پٹیاں کرتا رہا۔۔مگر کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔۔

شامیر نے میرال کو دوبارہ سے اپنی بانہوں میں اٹھایا اور اسے لیے واش روم کی طرف بڑھا۔شامیر نے میرال کو شاور کے نیچے کھڑا کیا اور شاور کھول دیا۔پانی گرتے ہی میرال جھٹپٹائی تھی۔شامیر نے میرال کو کمر سے تھام رکھا تھا۔میرال نے اپنی آنکھیں نیم وا کی تھیں اور شامیر کو دیکھ کر اس کے گلے لگ گئی تھی۔میرال تم ٹھیک ہو۔میرال ہوش میں آؤ،،،ویک اپ جان،،کیوں میری جان نکال رہی ہو؟ہوش میں آؤ،،،مر جائے گا تمھارا شامیر۔۔۔ایسے مت کرو یار،،،۔شامیر بے بسی سے بولا،،،اسے دونوں شانوں سے پکڑ کر ہلایا۔۔ایک تو بخار کی شدت دوسرا میرال کا بی پی لو تھا۔۔جس کی وجہ سے میرال کو ہوش نہیں آ رہا تھا۔۔کتنے ہی دنوں سے وہ خود سے لاپرواہ تھی۔۔شامیر کی ناراضگی بے اعتنائی اُس کی جان لے رہی تھی۔کھانے پینے کا ہوش نہیں رہتا تھا میرال کو۔۔۔۔شامیر نے اسے خود سے الگ کیا۔وہ پھر نیم غنودگی میں چلی گئی تھی۔

شامیر نے میرال کو کافی دیر تک شاور کے نیچے کھڑا رکھا اور پھر اسے لیے بیڈ کی طرف آیا اور میرال کو بیڈ پر لٹایا میرال کے کپڑے بھیگ چکے تھے۔شامیر جلدی سے اٹھا کبرڈ کی طرف بڑھا۔شامیر نے جیسے ہی کبرڈ کھولا اس میں میرال کا کوئی ڈریس نظر نہ آیا تو شامیر نے غصے سے زوردار مکا کبرڈ پر مارا تھا اور بھاگتا ہوا میرال کے روم کی طرف گیا

وہاں سے میرال کا ایک ڈریس نکال کر لایا۔شامیر نے بہت احتیاط سے میرال کے کپڑے چینج کیے اور نرمی سے اس کا سر تکیے پر رکھا۔میرال کا بخار کافی حد تک کم ہو چکا تھا۔مگر وہ ابھی تک غنودگی میں تھی۔شامیر اس کے پاس بیٹھا بغور اس کے چہرے کو دیکھے جا رہا تھا۔شامیر کو وہ پہلے سے کافی کمزور لگی۔۔شاید بخار کے ساتھ میرال کا بی پی لو ہو گیا ہے۔شامیر میرال کو دیکھتے ہوئے سوچ رہا تھا۔۔میرال کے پاس بیٹھا کافی مضطرب دکھائی دے رہا تھا۔شامیر نے دوبارہ سے ڈاکٹر کو کال کی جو کے اٹھالی گیی ۔۔مسٹر شامیر اپ پریشان نہ ہوں میں پوہنچتی ہوں تھوڑی دیر میں۔۔ڈاکٹر شامیر کی بات سن کر آرام سے بولی۔۔شامیر نے اطمینان کا سانس لیا تھا۔۔

ڈاکٹر کے آنے پر شامیر نے اطمینان بھرا سانس لیا تھا۔۔

ڈاکٹر میرال کو چیک کر رہی تھی۔۔شامیر پاس ہی کھڑا بہت بیچین اور مظطرب دکھائی دے رہا تھا۔۔

مسٹر شامیر،،،پریشانی کی کوئی بات نہیں۔۔ٹمریچر کی وجہ سے بی پی لو ہو گیا تھا۔۔اور ٹمریچر بہت تیز تھا جس کی وجہ سے بیہوش ہوئی ہیں۔۔اپ نے ویسے ٹھیک کیا انہیں شاور دے کر ورنہ اتنا تیز بخار اکثر اوقات ذہنی طور پہ متاثر کر جاتا ہے۔۔میں نے انہیں انجکشن دے دیا ہے۔کچھ میڈیسن لکھ رہی ہوں۔۔یہ ضرور دے دیجیے گا۔۔لیکن کچھ کھلانے کے بعد۔۔ڈاکٹر ہدایت دیتے ہوئے کھڑی ہوئیں۔۔

بہت بہت شکریہ ڈاکٹر اپ کا،،بہت رات ہو گئی ہے۔۔میرے گارڈز اپ کو چھوڑ دیں گے۔شامیر میرال پر نظریں جمائے ڑاکٹر سے بولا۔۔

نہیں اس کی ضرورت نہیں اور یہ میری ڈیوٹی ہے۔۔مجھے ایک اور جگہ پر بھی ایک پیشنٹ کو چیک کرنے جانا ہے۔۔میرا ڈرائیور باہر انتظار کر رہا ہو گا۔میں اجازت چاہتی ہوں۔۔ڈاکٹر خوش اسلوبی سے بولتی چلی گئی۔۔

شامیر میرال کے پاس بیٹھا اس کے چہرے پر اپنا ہاتھ پھیرنے لگا،،،اور جھک کر اس کے ماتھے پر اپنا پُر حدت لمس بخشا۔۔ویسے اچھا طریقہ نکالا ہے جانِ شامیر،،،میری جان نکالنے کا،،،شامیر میرال کے کانوں میں سرگوشی کرتا بولا۔۔اور اس کے کانوں کی لو کو ہلکا سا دانتوں سے کاٹا۔۔اس کے ساتھ ہی کمفرٹر اوڑھے اس کی کمر میں اپنے بازو نرمی سے حمائل کرتے ہوئے سونے کی کوشش کرنے لگا۔

میرال کی صبح آنکھ کھلی تو خود کو شامیر کی باہوں میں پایا۔میرال نے حیران ہو کر کمرے کو دیکھا تھا۔میں یہاں پر کیسے؟میرال شامیر کے سینے سے لگی ہوئی تھی اور شامیر نے مضبوطی سے میرال کی کمر کو اپنی باہوں کے حصار میں لے رکھا تھا۔میرال نے نظر اٹھا کر شامیر کے چہرے کو دیکھا۔سوتے میں بھی کافی مغرور لگ رہا ہے۔ستواں ناک پر مغروریت کافی جچتی ہے،،،۔میرال نے سوچتے ہوئے شامیر کی ناک پر اپنے ہونٹ

نرمی سے رکھے،،،اور پھر اپنے ہونٹ نرمی سے شامیر کے ہونٹوں پر رکھے۔میرال نے پھر سے کمرے کو دیکھا تو آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔کتنی یادیں جڑی تھیں اس کمرے سے آج کتنے دن بعد وہ اپنے کمرے میں اپنے بیڈ پر اور سب سے بڑھ کر جان سے بھی پیارے اپنے شوہر کی بانہوں میں تھی۔

میرال شامیر کے اور قریب ہو کر سکون سے آنکھیں موند گئی۔

اس کا دل کر رہا تھا یہ وقت یہیں پر رُک جائے اور وہ ایسے ہی شامیر کی بانہوں میں پوری زندگی گزار لے۔

اور وہ جلد ہی شامیر کی بانہوں میں دوبارہ سو گئی۔۔شاید اتنے دنوں بعد سکون میسر آیا تھا۔۔

شامیر کی آنکھ نیند میں ایک عجیب سے احساس سے کھلی۔۔شامیر نے محسوس کیا میرال اس کے بے حد قریب ہے۔۔میرال نے اس کی کمر پر اپنا ہاتھ سختی سے رکھا ہوا تھا اور اس کے سینے کے ساتھ لگی سو رہی تھی۔میرال نے اپنی ایک ٹانگ شامیر کی ٹانگوں کے اوپر رکھی ہوئی تھی۔میرال شامیر کے بے انتہا قریب تھی اتنی قریب کے ان دونوں کے بیچ شاید ہوا کا گزر بھی ناممکن ہو۔مگر اتنی نزدیکی سے شامیر کے پسینے چھوٹے تھے۔ شامیر نے اسے خود سے تھوڑا دور کیا مگر وہ اس کے اور قریب ہو گئی۔اب وہ بس شامیر کا ضبط بُری طرح آزما رہی تھی۔

شامیر نے گہرا سانس بھرا اور اس کے ماتھے کو چھو کر دیکھا۔ میرال کو بخار ابھی بھی تھا۔ اور غور سے اس کے چہرے کو دیکھا جس پر سرخی کے ساتھ زردی بھی گھلی ہوئی تھی۔

جانِ شامیر آپ میرا اچھا خاصہ ضبط آزما چکی ہیں،،، آپ کی یہ حرکتیں مجھے اور پاگل کر رہی ہیں۔ قسم ہے تمھاری،،، آج اگر تمھاری طبیعت ٹھیک ہوتی تو تمھارے ہوش ٹھکانے لگا دیتا۔ جانتا ہوں میری شدتیں وقت تمھاری یہ نازک جان برداشت نہیں کر پائے گی۔ شامیر میرال کے کانوں میں سرگوشی کرتا ہوا بولا۔ میرال کے گال پر شدت بھرا اپنا لمس چھوڑا اور اسے خود سے الگ کیے واش روم کی طرف رخ کیا تاکہ شاور لے کر خود کو نارمل کرے،،، ورنہ میرال نے اسے پاگل کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔

زیان قیوم اس وقت ٹریڈمل پر رننگ کر رہا تھا۔ اس نے اس کی سپیڈ کافی بڑھا رکھی تھی۔ پسینے میں شرابور وہ اس وقت صرف شامیر دُرانی کے متعلق سوچ رہا تھا۔ اپنا اگلا لائحہ عمل سوچ رہا تھا۔ دفعتاً اس کا فون رنگ ہوا۔ نمبر دیکھ کر زیان نے ٹریڈمل آف کیا تھا اور ٹاول سے پسینہ خشک کرتے فون اٹھایا۔

ہاں بولو کال کیوں کی سب ٹھیک ہے؟ میرال تو ٹھیک ہے،،، زیان بے تابی سے بولا۔

وہ،وہ پتہ نہیں صاحب،،، سکینہ موبائل کان سے لگائے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے آہستگی سے بولی۔ کیا مطلب ہے تمھاری اس بات کا؟۔ تم وہاں پر کس لیے ہو۔ کس لیے میں تمھیں ڈھیروں پیسے کھلا رہا ہوں۔ یہی ناں کہ مجھے پل پل میرال کی خبر چاہیے۔۔۔ کسی کام کی نہیں ہو تم۔ زیان قیوم دھاڑا۔

وہ صاحب وہی تو بتانے لگی ہوں۔ سکینہ منمناتے ہوئے بولی۔

صاحب میں نے میرال بی بی کو پورے گھر میں ڈھونڈا ہے مگر وہ کہیں نہیں ہیں،،، مجھے لگتا ہے،،، وہ شامیر صاحب کے کمرے میں ہیں۔

کیا کہہ رہی ہو تم؟ زیان اتنی زور سے چلایا تھا کہ سکینہ نے اپنا موبائل اپنے کانوں سے دور ہٹایا۔

کس لیے رکھا ہے میں نے تمھیں وہاں؟ کیسے ہو سکتا ہے یہ؟ زیان غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔

تمھیں میں نے کہا تھا کہ میرال کے کمرے میں کیمرے لگاؤ،،، تم نے ابھی تک میرا کام کیوں نہیں کیا۔۔۔ زیان پھر سے چلایا تھا۔

صاحب کیسے لگاؤں کیمرہ،،، یہاں ہر جگہ کیمرے ہیں۔ جس کی مانیٹرنگ خود شامیر صاحب کرتے ہیں۔

بہت مشکل ہے ان کے کمرے میں کیمرہ لگانا۔ بلکہ میں نے خود ایسے پکڑے جانا تھا۔

Zubinovelsonline.com
Noor Asif Novels

میں نے تم سے وضاحت یا صفائی نہیں مانگی۔اب سنو تم نے کیا کرنا ہے۔

زیان اسے کچھ سمجھانے لگا۔جس پر سکینہ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے حامی بھری تھی۔

شامیر شاور لے کر نکلا تھا میرال ابھی تک سو رہی تھی۔شامیر نے فون کر کے میرال کے لیے ناشتہ روم میں منگوایا۔

شامیر میرال کے قریب بیٹھ کر اسے دیکھنے لگا۔شامیر کافی دیر تک میرال کے چہرے کو یک ٹک دیکھتا رہا۔جھک کر اس کے چہرے پر اس سے پہلے وہ اپنے عنابی ہونٹ رکھتا شامیر کے گیلے بالوں سے پانی کا قطرہ میرال کے چہرے پر گرا تھا۔۔۔میرال ایک دم ہڑبڑا کر اٹھی۔

کیسی ہو میرال؟شامیر میرال کو اُٹھتا دیکھ کر پوچھنے لگا۔

ٹھیک ہوں۔میرال سیدھی ہو کر اُٹھنے لگی تھی کہ میرال کو کمزوری سے چکر آیا تھا میرال نے اپنا سر تھاما۔شامیر پریشان ہوا۔کیا ہوا میرال؟شامیر نے میرال کو اٹھنے میں مدد کی۔

ٹھیک تو ہو۔شامیر کے پوچھنے پر میرال نے اثبات میں سر ہلایا۔

میں یہاں پر کیسے ؟میرال ابھی بھی حیران تھی۔کیونکہ اسے بلکل بھی یاد نہیں تھا کہ وہ یہاں پر کیسے آئی۔۔میرال کی نظر اچانک سے اپنے لباس پر پڑی۔میرال اس وقت پرپل کلر کی فراک اور ٹراوزر میں ملبوس تھی۔اسے اچھی طرح یاد تھا کہ اس نے لیمن کلر کا ڈریس پہن رکھا تھا۔شامیر نے اس کی حیران نظریں دیکھ لی تھیں۔اس نے نظر اٹھا کر شامیر کو دیکھا اور پھر سرخ ہوتی نظریں جھکالیں۔شامیر مسکرایا تھا۔شامیر میرال کے اور قریب ہوا۔اب یقیناً میری خوبصورت بیوی کا چھوٹا سا دماغ یہ سوچ رہا ہو گا کہ یہ کپڑے اس نے پہنے نہیں تھے تو پھر یہ کس نے چینج کیے۔

مائی بیوٹی فُل وائف۔۔۔آپ کو کل رات بہت تیز بخار ہو گیا گھا۔جس کی وجہ سے مجھے آپ کو شاور دینا پڑا یہ کپڑے میں نے ہی چینج کیے ہیں،،،اور تم اچھی طرح جانتی ہو اس کام میں کتنا ماہر ہوں۔۔۔شامیر نے آخری جملہ کہتے ہوئے میرال کو آنکھ ونک کی تھی۔میرال جو پہلے ہی بخار کی وجہ سے سرخ ہو رہی تھی۔شامیر کی باتوں پر میرال کے گال مزید دہکنے لگے۔میرال گھبراہٹ میں شامیر سے دور ہوتی پیچھے کو کھسکی تھی۔

میرال کی اس حرکت پر شامیر کے لبوں پر تبسم بکھرا تھا۔

ویسے تم یہ چھوٹے چھوٹے بیوقوفانہ،،، مجھ سے بچنے کے حفاظتی اقدام کرتی ہو۔اچھی طرح جانتی ہو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہونے والا۔شامیر نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر

بدکردار

اسے مزید اپنے قریب کیا اس سے پہلے کہ شامیر اس کے ہونٹوں پر جھکتا، دروازہ ناک ہونے پر بدمزہ ہوتا پیچھے ہوا تھا۔

شامیر سے اجازت ملنے پر ملازمہ ناشتے کی ٹرالی دھکیلتے ہوئے اندر داخل ہوئی۔

میرال کو شامیر کے ساتھ دیکھ کر شاہدہ کے چہرے پر مسکان آئی تھی۔ میرال کے چہرے پر پھیلے ڈھیروں قوسِ قزاح کے رنگ دیکھ کر شاہدہ بہت خوش ہوئی تھی۔

ٹھیک ہے شاہدہ تم جاؤ۔

شامیر کے کہنے پر شاہدہ ٹرالی بیڈ کے پاس چھوڑ کر واپس چلی گئی۔

شامیر نے جوس کا گلاس اٹھا کر میرال کو دیا تھا۔ میرال نے ایک سِپ لے کر سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔

کیا ہوا پی کیوں نہیں رہی؟ شامیر کے پوچھنے پر میرال نے بُرا سا منہ بنایا تھا۔ شامیر یہ بہت کڑوا لگ رہا ہے۔

میرال بخار کی وجہ سے کڑوا لگ رہا ہے۔ جلدی سے پورا گلاس فِنش کرو۔ شامیر نے کہتے ہوئے خود ہی گلاس اُٹھا کر میرال کے منہ کو لگایا تھا۔ میرال کے نہ نہ کرنے کے باوجود شامیر نے اسے پورا گلاس ختم کروایا۔

شامیر نے میرال کو باقی ناشتہ بھی اپنے ہاتھوں سے کروایا۔۔

Zubinovelsone.com

میرال کی آنکھیں بھیگی تھیں۔شامیر کے اتنا کیئر کرنے پر۔میرال دھڑکتے دل کے ساتھ یہی سوچ رہی تھی کہ شامیر نے اسے معاف کر دیا ہے کیا؟

لاسٹ ٹائم کھانا کب کھایا تم نے؟شامیر کے پوچھنے پر میرال ایک دم چونکی تھی۔

وہ کل صبح ناشتہ کیا تھا۔میرال آہستگی سے بولی۔

میرال تمھارا دماغ تو ٹھیک ہے تم نے کل صبح کا ناشتہ کیا ہوا ہے اور میں پوچھ سکتا ہوں کیا وجہ ہے کھانا چھوڑنے کی؟شامیر نے سنجیدگی سے سوال کیا۔

میرال نے شکوہ بھری نگاہ شامیر پر ڈالی تھی۔شامیر نے میرال کی آنکھوں میں شکوں و شکایت کا ڈھیر دیکھ لیا تھا۔شامیر نے لمبا گہرا سانس لیا۔

آئندہ کے بعد تم کھانا ڈائننگ ٹیبل پر کھاؤ گی میرے ساتھ اور کھانے میں یہ لاپرواہی نہ دیکھوں۔شامیر میرال کے شکوے نظر انداز کرتا ہوا سنجیدہ لہجے میں بولا۔شامیر نے ناشتہ کروانے کے بعد میرال کو اپنے ہاتھوں سے میڈیسن دی۔تم ریسٹ کرو۔جب نیچے جانا ہوا تو مجھے بتا دینا۔شامیر میرال سے کہتا ہوا لیپ ٹاپ لے کر صوفے پر بیٹھ کر کام کرنے لگ گیا۔

میرا دل ویسے ہی خوش فہم ہو چلا تھا۔شامیر مجھے کبھی بھی معاف نہیں کریں گے۔

میرال نے بھیگی آنکھوں سے شامیر کو دیکھا جو صوفے پر بیٹھا لیپ ٹاپ پر مصروف تھا۔

میرال نے دکھی دل کے ساتھ بیڈ کے ساتھ ٹیک لگا کر آنکھیں موندیں تھیں۔

شامیر کو ایک امپورٹنٹ کال پر آفس جانا پڑا تھا۔اس لیے وہ میرال کو لیے نیچے آیا ہی تھا کہ سکینہ ان دونوں کو دیکھتے ہی پاس آئی تھی جو کب سے شامیر اور میرال کا انتظار کر رہی تھی۔

میرال بی بی آپ کا فون رات سے ہی بج رہا ہے میں نے سوچا آپ کو بتا دوں کہیں کوئی ضروری کال ہی نہ ہو۔سکینہ یہ کہتے ہی یہ جا وہ جا۔

میرال نے سٹپٹا کر شامیر کو دیکھا جس کی آنکھوں میں ایک دم سرد مہری اتر آئی تھی۔

وہ شامیر سکینہ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے میرے پاس کوئی فون نہیں ہے۔میرال نے ہکلاتے ہوئے صفائی دی۔

شامیر بنا کچھ کہے سیڑھیاں اترتا تیزی سے باہر نکل گیا۔میرال نے جلدی سے سیڑھی کی ریلنگ تھامی تھی ورنہ وہ ضرور گر جاتی۔شامیر کی آنکھوں میں اپنے لیے بے اعتباری دیکھ کر میرال کا دل کیا تھا کہ اپنی جان لے لے۔میرال غصے سے سیڑھیاں اتری۔

سکینہ،سکینہ،میرال تیز آواز میں چلاتے ہوئے سکینہ کو پکارا۔

یہ میرال بی بی کو کیا ہوا ہے؟شاہدہ اور فرزانہ حیران ہوئیں تھیں۔میرال بی بی تو کبھی اتنا اونچا نہیں بولتیں،،،اور سکینہ تم سن نہیں رہی میرال بی بی تمھیں بلا رہی ہیں۔

وہ میں بس ذرا یہ برتن دھولوں۔ سکینہ برتن ڈش واشر میں ڈالتے ہوئے گھبرائے انداز میں بولی۔

میرال غصے سے کچن میں آئی تھی اور سکینہ کا بازو سختی سے دبوچا۔ کچن میں باقی ملازموں کو دیکھتے ہوئے خود پر قابو پایا۔ میرے روم میں آکے میری بات سنو۔ میرال نے سختی سے کہتے ہوئے وہاں سے چل دی۔

سکینہ دوپٹے سے ماتھے پر آیا پسینہ صاف کرتی ہوئی میرال کے کمرے کی طرف بڑھی۔

جی،، بی بی،،، جی آپ نے مجھے بلایا۔ سکینہ دروازہ ناک کر کے اندر داخل ہوئی۔

کس کے کہنے پر تم نے شامیر کے سامنے بکواس کی۔ میرال سکینہ کی طرف غصے سے بڑھتی ہوئی چلائی۔ جی بی بی،،، کیا کہہ رہی ہیں آپ؟ مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا۔ سکینہ ہکلاتے ہوئے بولی۔

ناٹک مت کرو سکینہ! میں اچھی طرح سمجھ گئی ہوں تم کس کی آلہ کار ہو مگر میں تمھارے منہ سے سننا چاہتی ہوں۔ میرال نے سرد لہجے میں استفسار کیا۔

بی بی جی میں سچ کہہ رہی ہوں،،، مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا کہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟ سکینہ ہٹ دھرمی سے بولتے ہوئے بلکل انجان بن گئی۔ اچھا تمھیں کچھ سمجھ نہیں آرہا۔ کون سا فون آرہا تھا میرا جب کہ میرے پاس کوئی فون ہی نہیں ہے۔ میرال کی بات پر سکینہ کے ماتھے پر ہلکا ہلکا پسینہ آیا۔

میرال نے آگے ہو کر سکینہ کا بازو دبوچا تھا۔ایک بات یاد رکھنا میں سب سمجھ گئی ہوں لیکن اگر اس کے بارے میں شامیر کو پتا چلا نہ کہ تم زیان کا ساتھ دے رہی ہو تو وہ تمھاری بوٹی بوٹی کر کے کتوں کو کھلا دے گا۔میرال دھاڑتے ہوئے بولی۔

کمرے میں موبائل فون کی چنگاڑتی ہوئی آواز گونجی۔میرال نے حیرانگی سے آواز کی سمت اپنی نظریں دوڑائیں تو میرال کو سائیڈ ٹیبل پر ایک سمارٹ فون پڑا نظر آیا۔

بی بی جی آپ تو کہہ رہی تھیں آپ کے پاس موبائل نہیں تو پھر یہ کیا ہے؟

سکینہ کے چہرے پر پر سرار مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔سکینہ طنزیہ مسکراتے ہوئے کمرے سے نکل گئی۔

میرال اچھی طرح سمجھ چکی تھی یہ کس کی حرکت ہے۔میرال نے غصے سے فون اُٹھایا۔

تمھاری ہمت بھی کیسے ہوئی یہ گھٹیا حرکت کرنے کی۔مجھے پتہ تھا زیان تم ایک انتہائی گھٹیا انسان ہو،،، مگر اتنے پنچ نکلو گے یہ نہیں پتہ تھا میرال غصے سے چلائی۔رکو جانِ من سانس تو لو اور مجھے اپنی خوبصورت آواز کو محسوس کرنے دو،،، کتنے دنوں بعد سُنی ہے یہ کوئل سی میٹھی آواز،،، یقین مانو تمھارے منہ سے گالیاں بھی مجھے پھول لگتی ہیں۔زیان میرال کی آواز سن کر مدہوش ہوا تھا۔

کیا چاہتے ہو زیان کیوں مجھے برباد کر رہے ہو۔چھوڑ دو میرا پیچھا تمھیں خدا کا واسطہ ہے۔میرال کی نہ چاہتے ہوئے بھی آواز بھیگ گئی تھی۔

بدکردار

میں تمھیں چاہتا ہوں میرال! شامیر کو چھوڑ دو۔ یقین مانو میں تمھاری زندگی جنت بنا دوں گا۔ اتنا پیار دوں گا کہ کبھی تمھیں شامیر نے اتنا پیار نہیں دیا ہو گا۔

میں لعنت بھیجتی ہوں تم پر، تمھارے پیار پر۔ میرال نے غصے سے فون بند کر دیا اور سر ہاتھوں میں تھام کر بیٹھ گئی۔

لائبہ سو رہی تھی کہ اس کا فون رِنگ ہوا۔ ہیلو،،، لائبہ نیند میں ڈوبی آواز میں بولی۔ مگر دوسری طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ہیلو لائبہ نے دوبارہ سے ہیلو بولا۔ مگر کسی کے نہ بولنے پر لائبہ نے غصے سے فون بند کر دیا۔۔۔ ایک تو پتہ نہیں لوگوں کو بات نہیں کرنی ہوتی تو فون ہی کیوں کرتے ہیں۔

لائبہ بڑبڑاتی ہوئی اٹھی اور غصے سے اپنے بالوں کا جوڑا بناتے ہوئے واش روم کا رخ کیا کیونکہ اس رانگ کال نے لائبہ کی نیند اڑا دی تھی۔

لائبہ فریش ہو کر باہر آئی تھی کہ اسے اُسی نمبر سے دوبارہ کال موصول ہوئی۔

لائبہ نے غصے سے فون اُٹھایا۔

مجھے سمجھ نہیں آتا اگر بات کرنی ہی نہیں ہوتی تو کیوں اگلے انسان کا اور اپنا ٹائم ویسٹ کرتے ہیں۔

دوسری طرف کسی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی تھی۔

بدکردار

آج بھی بلکل ویسی ہی ہو غصے کی تیز،،، فون پر آواز گونجی۔

کیا مطلب کون؟ لائبہ نے نا سمجھی کے انداز میں فون کو دیکھا تھا۔

میں تو تمھیں ایک پل نہیں بھولا پل پل تمھاری یاد میرے ساتھ رہتی ہے۔ مگر میں شاید تمھارے معاملے میں اتنا خوش قسمت نہیں۔

کیا مذاق ہے؟ دیکھو مسٹر آپ کو فلرٹ ہی کرنا ہے تو کوئی اور نمبر ملائیں میں ایسی ویسی لڑکی نہیں ہوں۔

لائبہ نے تڑخ کر جواب دیا۔

جانتا ہوں تم ایسی ویسی لڑکی نہیں ہو تبھی تو میں نے تمھیں اپنے دل میں ایک خاص مقام دیا ہے دوسری طرف سے کوئی انتہائی میٹھے لہجے میں بولا۔

کون ہو تم؟ لائبہ نے سنجیدگی سے پوچھا۔

فون پر تعارف چاہتی ہو یا پھر تمھارے سامنے آؤں۔ ویسے میرا دل تو بے قرار ہے تمھیں دیکھنے کے لیے۔

دیکھو میری بات،،، اس سے پہلے لائبہ کوئی اور بات کرتی دوسری طرف فون رکھ دیا گیا تھا۔

لائبہ نے حیرت سے فون کو دیکھا تھا اور پھر سر جھٹکتے ہوئے اپنا کام کرنے لگی۔

بدکردار

شامیر میٹنگ کے دوران وہان ہوتے ہوئے بھی وہاں نہیں تھا۔ سوچ سوچ کر شامیر کی کنپٹیاں دکھنے لگی تھیں۔ ایسا نہیں تھا کہ وہ میرال پر یقین نہیں کرتا تھا۔ یہ یقین ہی تو تھا کہ میرال ابھی تک اس کے ساتھ اس کے گھر میں تھی۔

زیان قیوم نے سوشل میڈیا پر فیک اکاؤنٹ سے بات کرنے والی لڑکیوں کا جو تاثر کھینچا تھا وہ سوچ کر ہی شامیر کے خون میں ابال اُٹھنے لگتے۔ شامیر کبھی کسی رشتے کو اپنی کسی چیز کو لے کر پوزیسو نہیں رہا تھا مگر میرال ہی وہ واحد رشتہ اور وہ انسان تھی جسے لے کر وہ بے انتہا پوزیسو تھا۔ شامیر کی اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ میرال سے اس بارے میں استفسار کرتا۔ اس سے ان کالز کے متعلق کچھ پوچھتا کیونکہ وہ جانتا تھا اگر یہ سب کچھ سچ ہوا تو وہ خودکی اور اس کی جان لے لے گا۔ جب جب میرال کے معصوم اور صبیح چہرے کی طرف دیکھتا تو سب کچھ بھول جاتا۔ یاد رہتا تو صرف یہی کہ میرال ہی وہ واحد لڑکی ہے جو اس کا عشق ہے اس کی زندگی ہے اس کا عشق اس کی رگوں میں لہو بن کر دوڑتا ہے،،، مگر دوسرے ہی پل میرال کا کہا ہوا سچ شامیر کے دماغ کی طنابیں ہلا دیتا۔ جو اسے میرال سے کوسوں دور لے جاتا۔ وہ میرال کی سوچوں پر بھی کسی کی پرچھائی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ وہ جانتا تھا میرال کے پاس موبائل نہیں ہے ابھی کچھ دن پہلے طلحہ کا فون اسی کے نمبر پر آیا تھا کہ میرال کا موبائل ادھر ہی رہ گیا ہے اور اسے میرال سے بات کرنی ہے۔ اس نے نہ ہی میرال کو کبھی فون استعمال کرتے دیکھا تھا۔

بدکردار

تو ملازمہ نے ایسا کیوں کہا کہ اس کا فون رات کو بج رہا تھا۔ میرال نے بھی تو اسے وضاحت دینے کی دوشش کی تھی کہ اس کے پاس کوئی موبائل نہیں ہے ہو سکتا ہے ملازمہ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہو۔

اُف! شامیر نے اپنا ماتھا سہلایا تھا اور اپنی کنپٹیوں کو دونوں ہاتھوں سے دبانے لگا۔

شامیر کافی رات بعد گھر آیا تھا۔۔۔ مگر اپنے کمرے میں جانے کی بجائے اس کے قدم بے اختیار میرال کے کمرے کی جانب بڑھے۔۔ شامیر کمرے میں داخل ہوا تو وہ سامنے ہی سائیڈ لیمپ کی مدھم روشنی میں ریڈ نائٹ میں سو رہی تھی۔۔ بال تکیے پر بکھرے ہوئے تھے۔۔۔ شامیر میرال کو ریڈ نائٹ میں دیکھ کر بہت بے چین ہوا تھا۔۔ میرال پر ریڈ کلر شامیر کو بہت پسند تھا۔۔۔ یہی کلر تو پہنے ہوئے تھی جب شامیر کا چین قرار سب کچھ لوٹ لیا تھا۔۔۔ پتہ نہیں میرال نے میڈیسن لی ہے کے نہیں،،، شامیر پریشان ہوا۔۔ اپنے ہاتھ کی دو انگلیوں سے میرال کے ماتھے کو چھو کر دیکھا،،، بخار ابھی بھی ہلکا سا تھا،، کھانا بھی کھایا ہے کہ تم نے نہیں میرال،،، شامیر نے بےچینی سے اپنا ماتھا سہلایا تھا۔۔۔ کافی دیر تک شامیر میرال کو دیکھتا رہا۔۔۔ اور پھر جھک کر اس کے ہونٹوں پر نرمی سے اپنے لب رکھے،،، میرال ہلکا سا کسمسائی،، اور یکدم چیخ مار کر اٹھی،،، شامیر کو بیٹھا دیکھ کر میرال کی جان میں جان آئی تھی۔۔۔ اپ،،، مجھے لگا کے کوئی،،، میرال بات

کرتے کرتے رکی تھی،،کوئی کیا،،،شامیر نے بھنویں اچکا کر پوچھا،،،مجھے لگا کوئی بھوت ہے۔۔۔میرال نے نروٹھے لہجے میں جواب دیا،،،صبح جس طرح شامیر اس کی بات سنے،بِنا چلا گیا تھا۔میرال کو بہت غصّہ تھا۔

ویسے اپ کسی بھوت سے کم بھی نہیں ہیں۔یکیناً بھوت اپ سے اچھا ہی ہو گا،،میرال نے شامیر کو دیکھتے ہوے سوچا۔اچانک ہی شامیر نے قہقہ لگایا تھا۔کیونکہ میرال کے ایکسپریشن صاف صاف بتا رہے تھے کہ وہ کیا سوچ رہی ہے۔۔یااللہ خیر میں کہیں سپنا تو نہیں دیکھ رہی،،،یہ قہقے تو صرف لڑکیوں کو ہی دیکھ کر نکلتے ہیں،،،میرال نے جلے دل کے ساتھ سوچا،،،میرال نے ایک نظر شامیر کو دیکھا،،۔جو اسے دیکھتے مسکرا رہا تھا۔،،یااللہ۔کہیں یہ واقعی میں کوئی بھوت تو نہیں ہیں،،،کیونکے مجھے دیکھ کر تو ان کے ماتھے پہ بلوں کا جال ہی گہرا ہوتا ہے۔۔۔مسکرا جائیں نا ممکن،،،،میرال نے ایک دم اپنی آنکھیں پٹپٹائیں تھیں اور پھر سختی سے اپنی آنکھیں میچ لیں،،۔شامیر نے حیرانگی سے میرال کی حرکتیں دیکھی اور پھر لبوں کو گہری مسکراہٹ نے چھوا،،،کیونکے وہ جانتا تھا اس کی خوبصورت سی بیوی کے چھوٹے سے دماغ میں کیا چل رہا،،،کھلی کتاب کی طرح تو تھی میرال،،۔وہ جھٹ سے جان جاتا تھا،،۔وہ کیا سوچ رہی ہے،،شامیر نے دلچپسی سے اس کی بند آنکھوں کو دیکھا،،،میرال سختی سے اپنی آنکھیں میچیں،،،کچھ بڑبڑا رہی تھی،،،شاید بھوت غائب کرنے کا کوئی سبق،،۔شامیر نے مسکراتے ہوے

اس کی آنکھوں پہ پھونک ماری تھی،،۔ آنکھیں کھولو میں کوئی بھوت نہیں،،۔ تمھارا شوہر ہوں،،۔شامیر نے مسکراہٹ دباتے ہوئے سنجیدگی سے کہا،،تو میرال نے جھٹ سے آنکھیں کھولی تھیں،،شامیر نے اٹھ کر کمرے کی تمام لائٹس آن کیں،،،میرال نے مسکراتے ہوئے شامیر کو دیکھا،،،نہیں تو میں اپ کو بھوت تو نہیں سمجھ رہی تھی،،، آپ بھوت تھوڑی لگتے ہیں،،،میرال نے ہونٹ پھیلاتے ہوئے کہا،،،جی بلکل میں کوئی بھوت نہیں جن ہوں جو ایک پری پر عاشق ہو گیا ہے،،،شامیر معانی خیزی سے کہتا ہوا دوبارہ سے میرال کے پاس بیڈ پر بیٹھا،،۔یہ جو تم ہر ٹائم فضول سوچتی ہو،،یہ بچوں جیسی حرکتیں کرتی پھرتی ہو،،،اس سے ثابت ہوتا ہے تمہارے پاس دماغ نامی کوئی چیز نہیں ہے،،،اور آج پھر کوئی ہارر مووی دیکھی ہے ناں،،،شامیر جانتا تھا میرال کو ہارر موویز دیکھنے کا شوق ہے،،،ہارر موویز دیکھتی ہی کیوں ہو جب اسی طرح کی حرکتیں کرنی ہوتی ہیں،،،میرال حیرانگی سے شامیر کو دیکھ رہی تھی کہ اسے کیسے پتا چلا کے وہ کیا سوچ رہی ہے۔شامیر نے میرال کے حیرت زدہ چہرے کو دیکھتے ہوئے مسکرایا،،تمھے کیا لگتا ہے مجھے پتا نہیں چلتا،،،میں تمھارے چہرے کے ہر رنگ سے واقف ہوں۔شامیر میرال کے بال کانوں کے پیچھے کرتے ہوئے بولا۔۔۔ جھوٹ کہتے ہیں آپ،،،میرال کی بات پر شامیر نے حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھا،،۔میرال طنزیہ مسکرائی تھی۔۔۔اگر اپ میری دل کی بات سمجھتے تو

جان جاتے اپ کی میرال صرف اپ کی ہے،،،یوں اپنی بے اعتباری سے مجھے پل پل کی موت تونہ دیتے،،،میرال بھیگی آواز میں بولی،،شامیر کافی دیر تک میرال کو دیکھتا رہا،،،دونوں ہی ایک دوسرے کو دیکھتے رہے،،،،دونوں کی ہی نظریں ایک دوسرے سے بہت کچھ کہہ رہی تھی۔ایک کی نظروں میں شکوے تھے،،،ناراضگی تھی،،۔امید تھی،،،اور دوسرے کی نظروں میں مان ٹوٹنے کا کرب تھا،،،بے اعتباری کی پر چھائ تھی،،،شامیر بیڈ سے اٹھا تھا،،،میرال نے امید بھری نظروں سے شامیر کو دیکھا تھا،،۔یہ بے اعتباری میں نے نہیں تم نے خود دی ہے مجھے،،۔شامیر نے لمبا گہرا سانس لیا،،،کھانا اور میڈیسن بھجوا رہا ہوں،،،کھالینا۔۔شامیر سنجیدگی سے کہتا ہوا چلا گیا۔۔۔ یہ اپ کو پتا چل گیا ہے کے میں نے کھانا نہیں کھایا،،،میرے دل میں اپ کے لئے کتنی محبّت ہے یہ اپ کو پتا نہیں چل رہا،،،کبھی معاف نہیں کروں گی شامیر اپ کو کبھی بھی نہیں،،۔میرال تکیے پی سر رکھے چیختے ہوے رونے لگی۔۔۔

تم یہاں پر کیا کر رہی ہو؟زیان قیوم اسے اپنے آفس میں دیکھ کر حیران ہوا تھا۔

تم سے ملنے آئی ہوں،،،اور کیا کرنا تھا میں نے،،وہ طنزیہ مسکراتی ہوئ اس کے سامنے والی چیئر کھسکا کر بیٹھ گئ۔

zubinovelsone.com

تمھیں یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔اگر شامیر نے تمھیں دیکھ لیا،،یا اسے خبر ہو گئی تو میں کیا جواب دوں گا۔زیان نے غصے سے اسے گھورا تھا۔جو اس کی بات سن کر ہنستے ہوئے اپنے بالوں کی لٹ انگلی پر لپیٹ گئی۔

پہلی بات تو یہ ہے شامیر یہاں پر نہیں ہے وہ اپنی دوسری کمپنی میں ہے اور دوسری بات جب وہ یہاں نہیں ہے تو کون بتائے گا اسے،، تم بتاؤ گے یا یہاں کے ورکرز؟ وہ مجھے جانتے ہی نہیں۔وہ تو یہی سمجھ رہے ہوں گے کہ میں تمھاری گرل فرینڈ ہوں۔تو اسی لیے ریلیکس رہو۔

وہ اطمینان سے مسکراتے ہوئے بولی۔

زیان قیوم تاسف سے سر ہلاتے اپنی نظروں کے سخت حصار میں لیتے ہوئے اپنی چیئر پر بیٹھا۔

کام کی بات کرو مجھ سے۔کیوں آئی ہو یہاں پر؟ زیان سختی سے دانت پر دانت جمائے بولا تھا۔

تم بار بار ایک ہی سوال پوچھ کر مجھے زچ کر رہے ہو۔ورنہ تم اچھی طرح جانتے ہو مجھے تم سے کیا کام ہے۔وہ چلا کر غصے سے بولی۔

میرال ابھی تک شامیر کی زندگی میں کیا کر رہی ہے؟ جواب دو مجھے،،بقول تمھارے وہ جلد اسے طلاق دے دے گا لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا۔۔

میں پوری کوشش کر رہا ہوں تھوڑا صبر سے کام لو۔

میں اب اور انتظار نہیں کر سکتی مجھے جلد از جلد وہ شامیر کی زندگی سے دور چاہیے اگر تم یہ نہیں کر سکتے تو ٹھیک ہے میں اب اپنا طریقہ اپناؤں گی۔

کیانام ہے اس ملازمہ کا،، اس سے کہو میرال کے کھانے میں زہر ملا دے وہ سفاکی سے بولتے ہوئے زیان پر جیسے بجلی گرا گئی تھی۔

واٹ! تمھارا دماغ خراب ہے میرال کو ایک خراش بھی آئی نہ تو شامیر بھی مجھ سے بچے گا نہیں۔ یہ بات تم اچھی طرح ذہن نشین کر لو۔ زیان تقریباً چلاتے ہوا بولا۔

زیان کی بات پر وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑی تھی۔ میں تو صرف تمھارے اندر کی تڑپ دیکھنا چاہتی تھی۔ خیر ایسا کچھ نہیں ہو گا وعدے کے مطابق تم میرے شامیر کو کچھ نہیں کرو گے اور نہ میں میرال کو کوئی نقصان پہنچاؤں گی۔

مگر تم نے جو کرنا تھا وہ کر لیا۔ اب میں کروں گی اب کی بار ایسی چال چلوں گی کہ شامیر بلبلا اُٹھے گا۔ اسے مجھ سے شادی کرنی پڑے گی۔

ویسے بڑی خوش فہم ہو رہی ہو تم، شامیر تم سے مر کر بھی شادی نہ کرے۔ زیان اس پر طنز کرتا ہوا بولا۔

یہ تم مجھ پر چھوڑ دو بس تم اپنا کام کرو شامیر کے ذہن میں فیک اکاؤنٹ کے تھرو دوستی کرنے والی لڑکیوں کے متعلق زہر بھرتے رہو۔ باقی کام میرا ہے۔ بساط میں نے بچھا دی

ہے،،بس چال چلنا باقی ہے۔۔جس دن میں نے چال چل دی سمجھو اس دن بازی ہماری

--

کیا کرنے والی ہو تم ؟زیان ایک دم اپنی کرسی پر سیدھا ہوا۔

جسٹ ویٹ اینڈ واچ مسٹر زیان قیوم۔اس بار سب کچھ ہماری مرضی کے مطابق ہو گا۔

شامیر بہت جلد میرا ہو جائے گا۔وہ زیان قیوم کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے مسکراتے

ہوئے اسے بڑی بے باکی سے آنکھ مارتے ہوئے بولی۔

زیان قیوم ناگواری سے اسے دیکھتا رہ گیا۔

کہاں تھی تم،،وہ ابھی گھر میں داخل ہی ہوئی تھی کہ عینی نے اسے کڑے تیوروں

سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

جانتی تو ہو کہاں گئی تھی میں۔ایڈ کے سلسلے میں گئی تھی اور کہاں جانا ہے مجھے۔

شمائل صوفے پر بیٹھتی ہوئی بولی۔

شمائل تم ماڈلنگ کیوں کر رہی ہو۔اس بات کے لیے مما بھی تم سے ناراض ہیں اور

ہمارے خاندان میں آج تک کسی نے یہ پروفیشن نہیں اپنایا۔

یہ کہاں لکھا ہے جو پہلے کسی نے نہ کیا ہو وہ کوئی اور نہیں کر سکتا اور یہ ملازمہ کہاں مر گئی ہے۔ اسے بولو میرے لیے چائے لے کر آئے،،، سر درد سے پھٹا جا رہا ہے میرا۔

شمائل عینی کی بات کو سرے سے نظر انداز کرتی ہوئی بولی۔

شمائل تمھارا بہت اچھا رشتہ آیا ہوا ہے لڑکا امریکہ میں ہے بلکہ بھائی کا جاننے والا ہے،،، یہ سب خرافات رہنے دو اس رشتے کے لیے ہامی بھر لو۔ عینی نے اپنی سی کوشش کی اسے سمجھانے کی۔

مجھے نہیں کرنی کسی سے بھی شادی، سمجھا دو سب کو یہ بات اچھی طرح سے۔

میں صرف شامیر دُرانی سے شادی کروں گی۔ صرف شامیر دُرانی سے۔ شمائل حلق کے بل چیختے ہوئے بولی۔

تمھارا دماغ خراب ہے شمائل کیا فضول بات کر رہی ہو۔ شامیر بھائی کی شادی ہو چکی ہے وہ میرال بھابھی سے کتنا پیار کرتے ہیں تم اچھی طرح جانتی ہو تو وہ کیوں کریں گے تم سے شادی؟ عینی شمائل کو تاسف سے دیکھتے ہوئے بولی۔

بہت جلد شامیر میرا ہونے والا ہے اور کیا کہہ رہی تھی۔ وہ میرال سے پیار کرتا ہے۔ تو ایک بات غور سے سنو۔ بہت جلد وہ میرال کو طلاق بھی دے گا اور مجھ سے شادی بھی کرے گا۔ بس تم دیکھتی جاؤ۔ شمائل چمکتی آنکھوں سے بولی۔

شامیر تم سے شادی کرے گا مجھے بھی پتہ چلے کیسے؟ ایک بار وہ تمھارا رشتہ ٹھکرا چکا ہے کتنی بے عزتی ہوئی تھی ہماری اس دن،،، کیسے منہ پر انکار کیا تھا شامیر نے۔ صفیہ اندر داخل ہوتے ہوئے بولی۔ کتنی خواہش تھی میری کہ تمھاری اور شامیر کی شادی ہو جائے مگر شامیر نے اتنا لحاظ نہ کیا کہ میں اس کے مرحوم والد کی اکلوتی بہن ہوں۔ میں اس کی پھوپھو ہوں۔ اس نے ہمارے رشتے کا بھی لحاظ نہ کیا اور ٹکا سا جواب دے دیا کہ وہ تمھاری شادی خود کروائے گا کسی اچھے انسان سے۔ لو بھلا یہ کیا بات ہوئی۔۔ کیا وہ خود اچھا انسان نہیں ہے۔۔ اس سے اچھا کوئی رشتہ ہو سکتا ہے۔ صفیہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

ماما اب ایسا نہیں ہو گا۔ شامیر اس رشتے کو ہامی بھرے گا آپ بس دیکھتی جائیں۔ شائل نے صفیہ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

کیا مطلب ہے تمھارا اس بات سے؟ کیا سچ میں ایسا ہو سکتا ہے؟ صفیہ رونا بھول کر شائل کو دیکھتی ہوئی بولی۔

بلکل ایسا ہی ہو گا بس آپ دیکھتی جائیں۔ چائے لاؤ میرے لیے شائل چلاتی ہوئی ملازمہ کو آواز دی تو عینی شائل اور اپنی ماں کو تاسف سے دیکھ کر رہ گئی۔

شامیر نیچے آیا ہی تھا کہ فرخندہ کو میرال پر چلاتے دیکھ کر شامیر کا دماغ گھوم گیا۔ جو نظریں جھکائے ایپرن باندھے فرخندہ کی ڈانٹ سن رہی تھی۔

کیا ہو رہا ہے یہاں پر؟ شامیر کی سرد آواز پر سب متوجہ ہوئے۔

کیا ہونا ہے؟ شامیر تمھاری بیوی کو اتنی عقل نہیں کہ کس کے سامنے کیسے جانا ہے۔ کم از کم اس کو اپنی عزت کا نہیں تو ہمارے مرتبے اور سٹیٹس کا تو خیال رکھنا چاہیے۔

فرخندہ میرال کو گھورتے ہوئے تپے لہجے میں بولی۔

شامیر نے لب بھینچ کر فرخندہ کو دیکھا تھا۔ اچھا مجھے بھی تو پتہ چلے،، ایسا کیا کیا ہے میرال نے،،، جو آپ کے اونچے سٹیٹس کو اتنا دھچکہ لگ گیا۔ شامیر طزیہ انداز میں گویا ہوا ہوا تھا۔

ہونا کیا ہے؟ میری فرینڈ آئی ہوئی ہے واشنگٹن سے،، اسے اپنے بھائی کے لیے لڑکی کی تلاش تھی تو میں نے سوچا لائبہ سے ملوا دیتی ہوں،، کیونکہ جو تماشہ یہاں پر ہو چکا ہے پوری دنیا دیکھ چکی ہے تو میں نہیں چاہتی کہ لائبہ کی شادی پاکستان میں ہو۔ تمھیں پتہ ہے امریکہ میں اچھا خاصہ بزنس ہے لڑکے کا۔

آج میں نے اس کو اور اس کے بھائی اور اُس کی فیملی کے کچھ لوگوں کو بلایا تھا۔ ابھی میں نے انھیں لائبہ سے ملوایا ہی تھا کہ میرال منہ اٹھا کر اس حلیے میں ڈرائنگ روم میں چلی آئی اور لائبہ نے بھی بڑے فخر سے سب سے میرال کا تعارف کروا دیا،، کتنی سبکی ہوئی

بدکردار

مجھے میں بتا نہیں سکتی،،،یوں اپرن باندھے ملازموں والے حلیے میں دیکھ کر کتنی شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا کہ اتنے بڑے گھرانے، ہمارے گھرانے کی بہویوں کچن میں کام کرتی ہے۔ فرخندہ پھر سے بھڑکیلے لہجے میں میرال کو گھورتے ہوئے بولی۔

تو اس میں آپ کی سبکی کیسے ہو گئی مجھے بھی تو پتہ چلے یقیناً آپ کی فرینڈ اور اس کے گھر والے میرال کو دیکھ کر امپریس ہی ہوئے ہوں گے۔ میرال ہر حلیے میں ہی بہت شاندار اور خوبصورت لگتی ہے۔ شامیر میرال کا من موہنا روپ آنکھوں میں بھرتے ہوئے بولا۔

جو اس وقت گلابی ڈریس میں دوپٹہ گلے میں ڈالے سفید اپرن باندھے بالوں کی چٹیا بنائے سادگی میں بھی غضب ڈھا رہی تھی اور اپنے گھر کا کام وہ بھی کچن کا کام کرنے سے کوئی ملازم کیسے کہلاتا ہے۔۔ عجیب منطق ہے آپ کی۔ شامیر طنزیہ بولا۔

لیکن شامیر خوبصورتی ہی سب کچھ نہیں ہوتی۔ چلو تمہاری بات مان لیتے ہیں کے اپنے گھر کا کام کرنے سے کوئی ملازم نہیں کہلاتا۔۔ لیکن ڈرائنگ روم میں آنے کے کچھ آداب ہوتے ہیں۔ تم جانتے نہیں کہ وہ کتنے ہائی کلاس لوگ ہیں۔ وہ امریکا میں کتنے بڑے بینکر کی بیوی ہے۔

اگر وہ بہت بڑے بینکر کی بیوی ہے تو یہ بھی شامیر دُرانی کی بیوی ہے۔ شامیر سرد لہجے میں بولتا ہوا فرخندہ کو بہت کچھ باور کروا گیا۔

بدکردار

میرال نے شامیر کی بات پر بھیگی آنکھوں سے شامیر کو دیکھا تھا اور پھر کچن میں چلی گئی۔

شامیر کی نظروں نے میرال کی بھیگی آنکھیں دیکھ لی تھیں۔شامیر کے دل پر چوٹ پڑی تھی جیسے۔

شامیر تم میرال کا دماغ ساتویں آسمان پر پہنچا رہے ہو بہت پچھتاؤ گے تم۔

آپا میری بات سنیں میرے اور میرال کے بیچ جو بھی ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ اس کو یوں بے عزت کریں بیوی ہے وہ میری۔ کسی کو حق نہیں داس کی بے عزتی کرنے کا۔چاہے اس کی غلطی بہت بڑی ہی کیوں نہ ہو۔ آپ اس سے سوال جواب کرنے کا حق نہیں رکھتین۔ آئندہ آپ اس سے تمیز کے دائرے میں بات کریں گی۔اگر وہ آپ کو پسند نہیں تو ٹھیک ہے اس سے بات نہ کریں اگر کبھی بات کرنی ہو تو یہ بات ذہن نشیں کر لیں اچھی طرح وہ شامیر دُرانی کی بیوی ہے اور اس کا سٹیٹس،رُتبہ شامیر درانی سے جڑا ہے۔وہ کچھ بھی کرے کچھ کا مطلب کچھ بھی آپ آئندہ سے اس سے اُونچی آواز میں بات نہیں کریں گی۔

شامیر غصے سے فرخندہ کو وارن کرتا میرال کے پیچھے کچن میں آیا تھا۔کوئی میرال کو کچھ کہے اس سے کہاں برداشت ہوتا تھا۔۔

فرخندہ اپنی بے عزتی پر اور شامیر کو میرال کے پیچھے جاتا دیکھ کر تلملا کر رہ گئی۔

بدکردار

شامیر نے کچن میں آتے ہی تمام ملازماؤں کو اشارے سے باہر جانے کا حکم دیا۔ تمام ملازمائیں شامیر کے حکم پر خاموشی سے باہر چلی گئیں۔ تم یہاں پر کیا کر رہی ہو؟ جب میں نے منع کیا تھا کہ تم کچن کا کام نہیں کرو گی تو پھر اپرن باندھے یہاں پر کیا کر رہی ہو؟ شامیر نے میرال سے سرد لہجے میں استفسار کیا تو میرال کے کام کرتے ہاتھ ایک پل کو رُکے تھے دوسرے ہی پل وہ پھر سے اپنا کام کرنے لگی۔

شامیر نے غصے سے میرال کی پُشت کو گھورا تھا۔

میرال میں تم سے بات کر رہا ہوں شامیر نے میرال کو بازو سے پکڑ کر اس کا رُخ اپنے سامنے کیا تھا۔

جو میری اوقات ہے وہی کام ہی تو کر رہی ہوں۔ میرال نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑوا کر پیاز کاٹنے لگی۔

تم فرخندہ آپا کی بات دل پر لے رہی ہو میرال تم اچھی طرح جانتی ہو ان کی عادت کو۔ مجھے کوئی ضرورت نہیں کسی کی بات کو دل پر لینے کی۔ میری اوقات آپ بھی مجھے اچھی طرح یاد کروا چکے ہیں،، آپ نے ہی کہا تھا کہ میں اپنی اوقات مت بھولوں اور ویسے بھی میں اپنے گھر میں بھی تو کام کرتی تھی۔ تو یہاں پر کرنے میں کیا حرج ہے میرال کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تھے۔

بدکردار

وہ جلدی جلدی اور پیاز اُٹھا کر کٹنگ بورڈ پر کاٹنے لگی وہ شامیر کو جتانا چاہ رہی تھی کہ یہ آنسو پیاز کی وجہ سے بہہ رہے ہیں۔

میرال تمھیں میری بات بُری لگی اس کے لیے آئی ایم سوری۔ میں اس دن غصے میں تھا۔

میرا وہ مطلب نہیں تھا۔ شامیر کو اسے روتا دیکھ کر بہت تکلیف پہنچ رہی تھی۔

آپ کا جو بھی مطلب تھا شامیر۔ مجھ سے شادی آپ نے خود کی تھی بلکہ زبردستی مجھے دھمکا کر کی تھی۔ میری جو بھی اوقات تھی آپ کے سامنے تھی۔ تو پھر کیوں ذرا سا مجھ سے کچھ ہوا نہیں سب کو میری اوقات یاد آجاتی ہے۔ میرال نے غصے سے روتے ہوئے چھری پیاز پر چلائی تھی مگر وہ میرال کی انگلی پر جا لگی۔

آہ! میرال کے منہ سے سسکی نکلی۔ شامیر دیوانہ وار میرال کی طرف بڑھا اور اس کے ہاتھ کو پکڑا تھا انگلی سے خون نکلتا دیکھ کر شامیر نے جلدی سے اس کی انگلی پر اپنے انگوٹھے کا دباؤ بڑھایا تاکہ خون رک سکے۔ میرال کی آنکھوں سے تکلیف کے مارے آنسو بہہ نکلے تھے۔

بہت درد ہو رہا ہے میرال، شامیر نے بے تابی سے پوچھا۔ ہاں۔۔۔ میرال روتے ہوئے بولی۔

بدکردار

جب میں منع کر رہا ہوں کہ کام مت کرو مگر مجال ہے کہ تم میری کوئی بات سن لو۔

شامیر کے ڈانٹنے پر میرال کی آنکھوں سے اور آنسو بہنا شروع ہو گئے۔

شامیر نے چلاتے ہوئے ملازمہ کو آواز دی تھی۔شامیر کی دھاڑ سن کر تمام ملازمائیں بھاگتی ہوئی اندر آئیں۔

فرسٹ ایڈ باکس لاؤ جلدی۔ایک ملازمہ نے جلدی سے فرسٹ ایڈ باکس شامیر کو تھمایا۔شامیر نے احتیاط سے میرال کی انگلی کو اینٹی سیپٹک سے صاف کر کے اس کو پٹی کی اور آئندہ اگر میرال مجھے کچن میں نظر آئی تو تم سب کی خیر نہیں۔شامیر تمام ملازماؤں کو وارن کرتا میرال کو بازوؤں کے حلقے میں لیے کچن سے باہر آیا تھا۔

شامیر میرال کو لیے اس کے کمرے میں آیا،،اسے احتیاط سے بیڈ پر بیٹھایا تھا۔میرال کے گلے سے دوپٹہ اتار کر اس کا اپرن اتارا تھا اور پیار سے اس کی لٹیں اس کے کانون کے پیچھے کیں۔

فضول میں ہی خود کو ہلکان کر رہی ہو ان باتوں کو سوچ کر جن کا کوئی مطلب ہی نہیں۔

فرخندہ آپا کو میں نے سمجھا دیا ہے آئندہ وہ تمھیں کچھ بھی نہیں کہیں گئیں۔شامیر نے پیار سے اس کے ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

مجھے ان کی باتوں سے نہیں،، شامیر آپ کی باتوں سے مطلب ہے۔ میرال نے روتے ہوئے کہا۔

جانتا ہوں اس لیے کہہ رہا ہوں آئندہ تم کوئی کام نہیں کرو گی۔ اور ڈرائنگ روم میں کیا تم ایسے ہی حلیے میں گئی تھی۔ شامیر نے اس کے خوبصورت سراپے سے نظریں چراتے ہوئے کہا جس کی کشش اسے اپنی طرف کھینچ رہی تھی اور اسے یہی بات کھٹکی تھی کہ میرال ایسے ہی ایپرن پہنے کھلے بالوں میں دوپٹہ گلے میں ڈالے فرخندہ کے مہمانوں کے سامنے گئی تھی۔

شامیر مجھے پتہ نہیں تھا کہ وہاں مہمان ہیں میں تو شاہدہ سے لائبہ کا پوچھ کر گئی تھی اس نے مجھے مہمانوں کا نہیں بتایا تھا کہ ادھر مہمان بھی بیٹھے ہیں میرال نے جلدی سے صفائی دی۔

مگر آئندہ سے احتیاط کرنا۔ شامیر نے اسے پیار سے سمجھایا۔ ورنہ شامیر کی پوزیسو نیچر کو فرخندہ کی ساری باتوں میں یہی ایک بات بُری لگی۔ میرال کی طبیعت کے پیش نظر اس نے میرال کو کچھ نہیں کہا تھا۔ شامیر نے ٹیبل پر سیل فون کو دیکھا تھا۔

میرال کھانا ٹائم پر کھالینا،،، اوکے میں چلتا ہوں مجھے ایک ضروری کام ہے۔ شامیر میرال کو ہدایت دیتا روم سے چلا گیا۔

میرال شامیر کی پشت کو آنسوؤں بھری آنکھوں سے دیکھتی رہ گئی۔

بدکردار

لائبہ اپنے روم میں کانوں میں ہینڈز فری لگائے میوزک سن رہی تھی کہ ملازمہ نے اسے کسی گیسٹ کے آنے کی اطلاع دی جو اس سے ملنا چاہتا تھا۔لائبہ حیران ہوتی ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی۔

جہاں وہ بلیک پینٹ، بلیک شرٹ پہنے ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں ڈالے گلاس وال سے باہر نظریں جمائے کوئی کھڑا تھا۔اس کی لائبہ کی طرف پشت تھی۔

کون ہیں آپ اور مجھ سے کیوں ملنا چاہتے ہیں؟

لائبہ کی آواز پر اس نے رُخ پلٹا تھا۔

صائم۔۔۔لائبہ نے حیرت سے پکارا۔

تمھیں میرا نام اور چہرہ یاد ہے۔سٹرینج! وہ چلتا ہوا لائبہ کے مقابل آ کھڑا ہوا۔

کیسی باتیں کرتے ہو صائم! اب اتنا بھی عرصہ نہیں ہوا کہ میں تمھارا چہرہ اور نام ہی بھول جاتی۔

آل موسٹ۔۔۔پانچ سال بعد ہماری ملاقات ہو رہی ہے۔یہ تو اور بھی سٹرینج ہے کہ تمھیں عرصہ بھی یاد ہے وہ چہرے پر سنجیدگی جمائے بظاہر مسکرا کر بولا۔

ویسے تم بلکل بھی نہیں بدلی بلکہ پہلے سے زیادہ خوبصورت ہو گئی ہو۔

وہ اس کے خوبصورت چہرے پر نظریں جمائے جذب کے عالم میں بولا۔

بدکردار

لائبہ اس کی بات پر کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی۔ تم بھی کافی ہینڈسم ہو گئے ہو اور پہلے سے کچھ زیادہ سنجیدہ بھی۔

صائم لائبہ کی بات پر مسکرایا تھا۔ ایسا تمھیں لگتا ہے تمھارے اور میرے بیچ سٹیٹس کی جو دیوار ہے جس نے مجھے تم سے ہمیشہ ایک فاصلہ بنائے رکھا۔ جسے تم سنجیدگی کا نام دے رہی ہو وہ اپنے شوز سے ڈرائنگ روم کے نرم قالین کو کریدتا ہوا بولا۔

کیا ہو گیا ہے صائم تم تو سیریس ہو گئے میں تو مذاق کر رہی تھی۔

یہ بتاؤ امریکہ سے کب آئے؟ پھوپھو، شمائل سب کیسے ہیں اگر تم نے آنا ہی تھا ان سب کو بھی لے آتے۔ لائبہ سے صائم کا سنجیدہ اور معنی خیز لہجہ ہضم نہیں ہو رہا تھا اس لیے جلدی سے بات بدلتے ہوئے بولی۔

انھیں اس لیے نہیں لایا کیونکہ میں ائیرپورٹ سے سیدھا یہاں آ رہا ہوں کیونکہ میں سب سے پہلے تمھیں دیکھنا چاہتا تھا اسی لیے سب سے پہلے یہیں آیا ہوں۔

اچھا چلتا ہوں میں،،، وہ ایک دم لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چلا گیا۔

لائبہ حیرانگی سے صائم کی پشت کو دیکھتی رہ گئی جو اس سے عجیب باتیں کر رہا تھا۔

صائم کتنی عجیب باتیں کر رہا تھا۔ آج سے پانچ سال پہلے بھی وہ ان آنکھوں میں اپنے لیے جذبات دیکھ کر وہ ان سے نظریں چراتی تھی اور آج اس نے ان جذبات کو لفظوں کا اظہار دے دیا تھا۔۔۔

بدکردار

الائبہ آج رات کے ڈنر میں ذرا اچھا سا اہتمام کروالینا۔شامیر ناشتہ کرتے ہوئے لائبہ سے بولا۔

ڈائننگ روم میں اس وقت لائبہ،شامیر اور میرال تھے۔

جی بھائی وہ تو میں کروالوں گی۔کوئی خاص بات ہے رات کو۔

فرخندہ آپا نے آج رات پھوپھو کی فیملی کو انوائٹ کیا ہے وہ بتا رہیں تھیں صائم امریکہ سے آیا ہے تو ایک ڈنر ارینج کرنا چاہیے۔شامیر نے جوس کا سپ لیتے ہوئے میرال کو دیکھا جس نے ناشتے سے اچانک ہاتھ کھینچ لیا تھا۔

تمھیں کیا ہوا ہے ناشتہ کیوں نہیں کر رہی۔شامیر نے میرال سے پوچھا۔

دل نہیں کر رہا میرال نے بے دلی سے پلیٹ کھسکائی۔

شائل بھی آرہی ہے کیا؟میرال اپنے ناخنوں کو دیکھتے ہوئے بظاہر لاپروئی سے بولی۔

ظاہر ہے فیملی میں شائل بھی آتی ہے۔شامیر میرال کے سوال پر حیران ہوا تھا۔جس نے خاص طور پر شائل کا پوچھا حالانکہ دونوں کی کچھ خاص بنتی بھی نہیں تھی۔

شامیر کا رویہ جس طرح میرال سے تھا۔پل میں ابر سا بن کر اس پر برس جاتا۔وہ ابھی اس بارش میں سیراب بھی نہ ہو پاتی کہ وہ اسے کڑکتی دھوپ میں لا کھڑا کرتا۔اسے شامیر خود سے صدیوں کی دوری پر محسوس ہوتا۔ایسے میں وہ شائل سے ان سکیور فیل

کر رہی تھی اور ویسے بھی وہ جس طرح شامیر کے ساتھ چپکتی تھی وہ میرال سے بلکل برداشت نہیں ہوتا تھا۔ میرال کی آنکھوں کے سامنے لائبہ کے فنکشن والا منظر آیا تھا۔ جب شامیر شائل کی کمر میں ہاتھ ڈالے پکچرز بنوا رہا تھا اور شائل جس طرح شامیر کو اپنے جلوے دکھا رہی تھی۔ میرال کو سب سمجھ آ رہا تھا۔

کیا ہوا ہے میرال کس سوچ میں گم ہو،، شامیر نے میرال کو گہری سوچ میں ڈوبا دیکھ کر پوچھا۔

کچھ نہیں میرال لمبی سانس لیتی چیئر کھسکا کر اٹھی اور شامیر کو بغیر دیکھے وہاں سے چلی گئی۔

شامیر اسے جاتا دیکھ کر اچھنبے سے سوچنے لگا کہ اس کی بیوی کے چھوٹے سے دماغ میں آخر کیا چل رہا ہے؟ شامیر اپنی سوچوں کو جھٹکتا ناشتہ کرنے لگا۔

یہ کیا پہنا ہے تم نے؟ عینی نے شائل کی ڈریسنگ کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

کیوں کیا ہوا ہے؟ تمھاری نظر کمزور ہو گئی ہے جو دکھائی نہیں دے رہا میں نے کیا پہنا ہے۔ شائل اس وقت بہت تنگ چست وائٹ پاجامہ پہنے ہوئے تھی جو ٹخنوں سے کافی اوپر تھا اور بہت باریک شارٹ وائٹ شرٹ جس پر ہلکا سا کام ہوا تھا۔ اگلا پچھلا گلا کافی

گہرا تھا۔ بالوں کو اس نے چوڑے کی شکل دے رکھی تھی لمبے اویزے پہنے اور ڈارک میک اَپ کیے ہوئے تھی۔

تم نے اپنا ڈریس دیکھا ہے کتنا چست اور باریک ہے صائم بھائی دیکھیں گے تو کیا کہیں گے۔

عینی نے غصے سے اسے اوپر سے نیچے گھورتے ہوئے کہا۔ کیوں وہ کس خوشی میں مجھ پر رعب ڈالے گا۔ چھوٹا ہے مجھ سے۔ شائل اپنی لپسٹک کو آخری ٹچ دیتے ہوئے بولی۔

بات چھوٹا یا بڑا ہونے کی نہیں ہے بات صحیح یا غلط ہونے کی ہے۔

آئی ایم سوری۔ مجھے کہنا تو نہیں چاہیے مگر تمھارا جسم اس وقت دعوتِ نظارہ پیش کر رہا ہے اور تم جس کے لیے اتنا تیار ہوئی ہو مجھے نہیں لگتا وہ تمھیں ایک نظر بھی دیکھنا پسند کرے گا،، کیونکہ وہ اپنی بیوی کو جس طرح سات پردوں میں رکھتے ہیں انھیں تم بے پردہ کیسے اچھی لگ سکتی ہو۔ عینی تاسف سے اس کی عقل پر افسوس کرتے ہوئے بولی۔

شائل نے عینی کی بات پر قہقہہ لگایا تھا یہی تو ہمارے معاشرے کا المیہ ہے بیوی سات پردوں میں ہو مگر باہر کی عورت بے پردہ ہی مرد کو پسند آتی ہے۔ شائل نے آنکھ ماری۔

او تو تم مانتی ہو تم باہر کی عورت ہو اور ہمیشہ باہر کی ہی رہو گی۔

تو پھر تمھیں یہ بھی پتہ ہو گا کہ مرد باہر کی ایسی عورت جو خود کو یوں بے توقیر کرے اُسے کس نظر سے دیکھتا ہے۔ اس سے اپنی انکھوں کو تراوت تو بخش سکتا ہے مگر اسے

گھر کی عزت کبھی نہیں بناتا تو اپنا مقام تم نے خود ہی واضح کر دیا۔ عینی اس کی ڈریسنگ پہ چوٹ کرتے ہوئے استہزائیہ طنزیہ لہجے میں بولی۔

شمائل کچھ پل عینی کو گھورتی رہی اور پھر ہنس دی۔

پتہ ہے مجھے تمھاری کوئی بات بُری نہیں لگ رہی ہے جانتی ہو کیوں؟

تم دیکھنا شامیر کو میں بہت جلد اپنی اداؤں اور جلوں سے اپنا اسیر بنالوں گی۔

شمائل اپنی گہری لپ سٹک کو اور گہری کرتے ہوئی بولی۔

عینی اسے تاسف سے دیکھ کر رہ گئی۔ وہ اس کی عقل پر ماتم کرنے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

شمائل جب تیار ہو کر باہر آئی تو صائم نے اس کی ڈریسنگ دیکھ کر منہ کا زاویہ بگاڑ کر صفیہ کو دیکھا تھا۔ جو جز بز ہوتی نظریں پھیر گئی۔ شمائل ڈریس چینج کر کے آؤ یا پھر دوپٹہ اوڑھو۔ صائم سرد لہجے میں بولا۔

تم مجھ پر اپنی دھونس مت جماؤ میں ایسا کچھ نہیں کرنے والی۔ شمائل نے صائم کی بات چٹکیوں میں اُڑائی۔

تو ٹھیک ہے پھر ہم کہیں نہیں جا رہے۔

بدکردار

صائم نے کہتے ہی اندر کی جانب قدم بڑھائے تھے۔شمائل نے غصے سے صائم کو گھورتے ہوئے اندر کا رُخ کیا اور سفید نیٹ کا دوپٹا اوڑھے باہر آئی جس نے کچھ حد تک اس کی ڈریسنگ کو کور کر لیا تھا۔صائم لب بھینچ کر اسے ایک نظر دیکھ کر گاڑی کی طرف بڑھا تو صفیہ نے اطمینان کا سانس لیا تھا ورنہ وہ دونوں کے غصے اور ضد سے اچھی طرح واقف تھیں۔

میرال کب سے کبرڈ کھولے ڈریسز کو دیکھ رہی تھی مگر اسے کوئی پسند ہی نہیں آ رہا تھا۔ سارے ڈریس لائبہ کے لائے ہوئے تھے۔سب بہت اچھے اور خوبصورت تھے۔ مگر آج کے لیے اسے کچھ سپیشل چاہیے تھا۔۔کچھ آلگ سا۔۔کچھ ایسا جسے پہنا دیکھ کر شامیر اس کے سحر سے نکل نہ سکے۔آخر کار بہت سوچ بچار کے بعد میرال نے چوڑی دار پجامے کے ساتھ شاکنگ پنک کلر کا کلیوں والا فراک منتخب کیا۔جو بہت نازک اور سٹائلش تھا۔جس پر خوبصورت نازک سے بارڈر والا پیور کا خوبصورت دوپٹہ تھا۔میرال نے ڈریس زیب تن کر کے آئینے میں طائرانہ نگاہ ڈالی تھی۔میرال نے بال سٹریٹ کر کے کھلے چھوڑ رکھے تھے مگر اوپر سے پن اَپ کیے ہوئے تھے۔میرال نے اپنی گھنی پلکوں پر مسکارے کا کوٹ لگایا تھا۔جس سے میرال کی آنکھیں اور خوبصورت اور پلکیں

خمدار لگنے لگیں۔ میرال نے اپنے ہونٹوں پہ شاکنگ پنک لپسٹک لگائی۔ زرا سی تیاری نے میرال کے حسن میں چار چاند لگا دیے تھے

میرال کی نظر اپنی گردن کے تل پر ٹھہر گئی۔ شامیر کتنا دیوانہ تھا اس تل کا مگر اب تو اُسے نظر ہی نہیں آتا۔ میرال کی آنکھوں میں آنسوں آئے تھے۔۔ میرال نے لائنر برش سے تل کو مزید ڈارک کیا سفید گردن پر وہ پوری آب و تاب سے چمکنے لگا۔۔ شامیر کے فرار کے سارے راستے بند کرنے کا تہیہ کر رکھا تھا آج میرال نے۔

ایک پل کے لئے میرال کے ہاتھ رکے تھے۔ اسے یاد آیا تھا ایک دفعہ پہلے بھی وہ شامیر کے لئے تیار ہوئی تھی تو شامیر نے کیسے اس کی ہتک کی تھی۔ کیسے اس کی تذلیل کی تھی۔۔ اس کے ہاتھ کانپے تھے۔ دوسرے ہی پل خود کو تسلی دی تھی کہ وہ بیشک شامیر کے لئے تیار ہوئی ہے مگر آج گیدرینگ بھی تو ہے گھر میں،، بظاھر تو وہ بھی سب کی طرح تیار ہوئی ہے۔ لیکن میرال کو آج شدت سے ایک بات کا ادراک ہوا تھا اگر مرد عورت کے معاملے میں حساس ہوتا ہے اسے لے کر غیرت مند ہوتا ہے تو عورت بھی اپنے شوہر کے معاملے میں بہت حساس ہوتی ہے۔ اسے بھی غیرت آتی ہے اپنے شوہر کو کسی اور کے ساتھ دیکھ کے،، وہ سب کچھ برداشت کر سکتی ہے مگر اپنے شوہر کو کسی کے ساتھ بانٹ نہیں سکتی۔ اسی لئے آج پھر میرال نے اپنی آنا کو مار کے شامیر کو منانے کا سوچا تھا۔۔

بدکردار

میرال نے دوپٹہ اوڑھا تو اس کا خوبصورت چہرہ اور دمکنے لگا۔ میرال نے آئینے میں دیکھتے ہوئے خود پر طائرانہ نگاہ کے ساتھ فاتحانا نگاہ بھی ڈالی تھی۔۔ اور مسکراتے ہوئے باہر ائی۔۔

میرال کمرے سے باہر آئی تو لائبہ نے میرال کو دیکھ کر چیخ ماری تھی۔

اوفففففف،، بھابھی آپ کتنی پیاری لگ رہی ہیں،، بھائی تو گئے آج کام سے۔

میرال لائبہ کی تعریف پر مسکرا کر رہ گئی یہ ساری تیاری اس نے خاص طور پر شامیر کے لیے کی تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ شامیر شائل کو ایک نظر بھی اٹھا کر دیکھے اس لیے وہ تمام ہتھیاروں سے لیس ہوئی تھی۔ اور وہ جانتی تھی کہ شامیر آج اس سے نظریں ہٹانا بھول جائے گا۔

میرال کے ہونٹوں کو شرمیلی مسکراہٹ نے چھوا تھا۔

فرخندہ نے کاٹ دار نظروں سے میرال کو دیکھا جو واقعی میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ اسی خوبصورتی اور معصومیت نے میرے بھائی کو دیوانہ بنا رکھا ہے۔ فرخندہ نے نفرت سے میرال کو دیکھتے ہوئے سوچا تھا۔

تم بھی بہت کیوٹ لگ رہی ہو،،، میرال نے لائبہ کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔۔ لائبہ پرپل ٹائٹس کے اوپر سلیو لیس شرٹ اور اس پر لانگ فل سلیوز گاؤن پہنے ہوئے تھی بالوں کی اونچی سی پونی بنائے بہت سٹائلش لگ رہی تھی۔

ہاں،، مگر آپ کا تو وَن پرسنٹ بھی مقابلہ نہیں کر سکتی لائبہ نے بچوں کی طرح ہونٹ باہر نکالے تو میرال کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

فرخندہ بی بی مہمان آگئے ہیں،، انھیں ڈرائنگ روم میں بٹھا دیا ہے۔شاہدہ فرخندہ سے بولی۔

شاہدہ انھیں یہاں لے کر آؤ وہ مہمان تھوڑے ہی ہیں،، وہ تو اس گھر کے فرد ہیں،، تمھیں کس نے کہا انھیں ڈرائنگ روم میں بیٹھاؤ۔

فرخندہ نے خاص طور پر میرال کو دیکھ کر جتاتی نظروں سے کہا تھا جس پر میرال نے نا سمجھی کے عالم میں فرخندہ کے ایکسپریشن کو دیکھا تھا۔

وہ لوگ اس وقت سٹنگ ایریا میں بیٹھے ہوئے تھے جو کہ بہت بڑا اور عالی شان تھا۔ سفید چمچماتا ماربل، خوبصورت آرام دہ ایل شیپ میں وائٹ کلر کا صوفہ ایک طرف بچھا تھا اور دوسری طرف ڈارک مہرون کلر کا صوفہ رکھا گیا تھا۔ بڑے بڑے گلاس ڈور چاروں طرف لگے ہوئے تھے۔ ہر طرف خوبصورت مہنگے بیرونِ ممالک سے لائے گئے بڑے بڑے مجسمے اور شو پیس رکھے گئے تھے۔

فرخندہ انھیں لیے سٹنگ ایریا میں داخل ہوئی تھی۔ شائل میرال کو دیکھ کر حیران رہ گئی اسے لگا تھا میرال بہت سادہ حلیے میں ہوگی کیونکہ وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ شامیر اور میرال کے بیچ آج کل سرد مہری کی دیوار ہے۔ مگر میرال تو اپنا دو آتشہ روپ لیے

پورے حق اور کانفیڈنس کے ساتھ کھڑی شمائل کو ہی دیکھ رہی تھی اور اس کی آنکھوں میں واضح چیلنج نظر آرہا تھا۔اسے میرال کی نظریں بہت کچھ جتا رہی تھیں جیسے اسے چیلنج کر رہی ہوں۔وہ کچھ بھی کرلے وہ اس کے قدم ایک انچ بھی نہیں ہلا سکتی۔

شمائل اس کا کانفیڈنس اور خوبصورتی دیکھ کر لڑکھڑائی تھی۔اسے اپنی دال گلتی مشکل لگی۔عینی نے استہزائیہ مسکراہٹ کے ساتھ شمائل کو دیکھا۔عینی ے ایک نظر میرال کو دیکھا جو بے انتہا دلکش اور خوبصورت لگ رہی تھی اور دوسری نظر شمائل پر ڈالی جس کا رنگ میرال کو دیکھ کر فق ہوا تھا۔

کوا چلا ہنس کی چال اور اپنی چال بھی بھول گیا۔عینی نے طنزیہ جملہ شمائل پر اچھالا اور لائبہ اور میرال کی طرف بڑھ گئی جو سٹنگ ایریا میں ایک طرف کھڑی تھیں۔

شمائل غصے سے فرخندہ کی جانب بڑھ گئی جہاں صفیہ بڑی خوش اخلاقی سے فرخندہ سے مل رہی تھی۔

واؤ،،بھابھی آپ کتنی خوبصورت لگ رہی ہیں،، آج تو شامیر بھائی آپ کو دیکھ کر پاگل ہوجائیں گے۔عینی مسکراتے ہوئے بلند آواز میں بولتے ہوئے میرال کے گلے لگی تھی۔لائبہ عینی کی بات پر کھل کھلا کر ہنس پڑی تھی۔

تمھارے آنے سے پہلے میں بھی بھابھی سے یہی کہہ رہی تھی۔لائبہ مسکرتے ہوئے عینی کے گلے لگی۔

ZubiNovelsOnline.com
Noor Asif Novels

جی ہاں،،، آپ عورتوں کے پاس بہت ہتھیار ہوتے ہیں،،

ہم مردوں کو چاروں شانے چت کرنے کے،، ایک سیکنڈ میں اپنے قدموں میں لا سکتی ہیں،، اور اگر مرد اُس عورت کا دیوانہ ہو تو بچنے کے کوئی چانسز نہیں۔۔۔ صائم لائبہ کے پاس کھڑا اسے گہری نظروں سے دیکھتا ہوا گھمبیر تا سر گوشی نما آواز میں اس کے کانوں کے پاس آکر بولا۔ لائبہ نے اس ک بات کی گہرائی کو سمجھتے ہوئے سرخ ہوتے اپنی نظریں چرائیں تھیں جو اپنی لو دیتی نظروں سے اور معنی خیز جملوں سے اسے بہت کچھ باور کروا گیا تھا۔

اسلام ُعلیکم بھابھی! میں صائم ہوں لائبہ کا فرسٹ کزن میں نے آپ کے متعلق عینی سے بہت کچھ سن رکھا تھا۔ مگر آپ کو دیکھ کر احساس ہوا عینی نے تو آپ کی تعریف میں بہت مبالغہ آرائی سے کام لیا ہے۔ آپ تو بہت زیادہ خوبصورت ہیں واقعی میں۔ شامیر بھائی بہت لکی ہیں صائم نے بہت سادہ لہجے میں بلکل صاف دل کے ساتھ میرال کی تعریف کی تھی۔

صائم واقعی میں میرال سے امپریس ہوا تھا اس کی خوبصورتی اور سادگی سب سے بڑھ کر اسے دوپٹے اور پورے لباس میں دیکھ کر صائم کے دل میں میرال کے لیے عزت بڑھی تھی۔

صائم کی تعریف پر فرخندہ، شائل اور صفیہ نے ناک چڑھایا۔

سچی میرال کے پاس تو اپنی خوبصورتی کا ہتھیار ہے جسے وہ مردوں پر چلا کر اپنا دیوانہ بنا دیتی ہے کیا ضرورت تھی اتنا تیار ہونے کی۔ فرخندہ نفرت سے بڑبڑائی تھی۔ حالانکہ میرال سب کے مقابلے میں بہت کم تیار تھی،، اور میک اپ میں بھی صرف اس کے چہرے پر لپسٹک تھی۔ باقی سب بشمول فرخندہ سب جدید تراش خراش فٹنگ ڈریس اور دوپٹوں سے بے نیاز تھیں۔ صرف میرال ہی تھی جس نے خود کو آچھی کور کر رکھا تھا۔ شائل نے فرخندہ کی بڑبڑاہٹ سن لی تھی۔ شائل کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی وہ فرخندہ کو اپنے ہتھیار کے طور پر استعمال کرنے کا سوچ کر گہرا مسکرا کر رہ گئی۔

میرال صائم کی تعریف سن کر مسکرا کر رہ گئی۔

صائم لائبہ کو گہری نظروں کے حصار میں لیے فرخندہ کی طرف بڑھ گیا

زیان شامیر کے ساتھ ایک میٹنگ میں مصروف تھا جب شائل کالنگ پر اس نے کال ڈسکنکٹ کی تھی۔

اس کا فون دوبارہ سے رنگ ہوا تو اس نے غصے سے فون کو دیکھا تھا۔ زیان جانتا تھا شائل ایک نمبر کی ڈھیٹ لڑکی ہے۔

زیان موبائل سائلنٹ پر لگا کر شامیر کی طرف متوجہ ہوا جو اس سے کچھ امپورٹینٹ پوائینٹ ڈسکس کر رہا تھا۔

میٹنگ ختم ہونے کے بعد زیان شامیر کے آفس سے باہر آتا شائل کو کال ملانے لگا۔

کیا مسئلہ ہے تمھارے ساتھ جب میں نے ایک دفعہ کال کاٹی تھی تو دوبارہ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔زیان شائل پر دھاڑا۔

مجھے کوئی شوق نہیں ہے تمھاری آواز سننے کا۔میری بات غور سے سنو میں اس وقت شامیر کے گھر پر ہوں۔تم نے کہا تھا کہ میرال اور شامیر کے بیچ کچھ ٹھیک نہیں ہے،، مگر یہاں پر ایسے کوئی اثار نہیں لگ رہے۔کیا مطلب ؟زیان نے پریشانی سے شائل کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے فون ایک کان سے دوسرے کان منتقل کیا تھا۔

مطلب یہ کہ اگر ان میں سب کچھ ٹھیک نہیں تو آج ہو جائے گا،،میرال اپنے تمام تر حسن اور اداؤں کے ہتھیاروں سے لیس شامیر کا انتظار کر رہی ہے۔اگر شامیر نے آج اسے دیکھ لیا تو ہمارا پلان چاپٹ ہو جائے گا۔

پہیلیاں مت بجھاؤ۔سیدھی بات کرو۔زیان اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے آہستہ آواز میں بولا۔

آج شامیر کو گھر آنے سے روک لو یا پھر خود آکر دیکھ لو یہاں پر۔شائل غصہ سے دھاڑتی ہوئی فون بند کر چکی تھی۔

بدکردار

زیان کچھ سوچتا ہوا شامیر کے روم میں آیا تھا۔ جہاں شامیر اپنا کوٹ پہنتے ہوئے گھر جانے کی تیاری میں تھا۔ شامیر کدھر جا رہا ہے تو؟ زیان نے پوچھا تو شامیر نے حیرانگی سے اسے دیکھا،، گھر جا رہا ہوں اور کدھر جانا ہے۔ ویسے بھی آج گھر میں مہمان آرہے ہیں ڈنر پر۔

اچھا! زیان کچھ سوچتے ہوئے بولا۔

کیوں کیا ہوا؟ شامیر زیان کو پریشان دیکھ کر بولا۔

کچھ نہیں یار! ابھی فرخندہ آپا کا فون آیا تھا۔ مجھے ڈنر پر انوائٹ کیا ہے تو بس مجھے لگا تجھے کوئی اعتراض نہ ہو۔ زیان ہچکچاتے ہوئے بولا۔

ارے مجھے کیوں اعتراض ہونے لگا اگر تجھے فرخندہ آپا نے انوائٹ کیا ہے تو،، تو بھی چل اور تو کب سے فارمل ہونے لگا۔

شامیر نے مسکراتے ہوئے زیان سے کہا۔

چل پھر تیرے ساتھ ہی چلتا ہوں زیان شامیر کی ہمراہی میں آفس کی بلڈنگ سے نکلتا ہوا بولا۔ جس پر شامیر اور زیان نے گاڑی کی طرف قدم بڑھائے جہاں ڈرائیور ان کا انتظار کر رہا تھا۔

بدکردار

شامیر اور زیان جب گھر میں داخل ہوئے تو شائل شامیر کو دیکھتے ہوئے اس کے گلے لگی تھی۔

ہائے شامیر ! کیسے ہو؟ شامیر نے شائل کو بے زاری سے خود سے دور کیا تھا۔ میں ٹھیک ہوں تم کیسی ہو؟ شامیر خشک لہجے میں بولتا سٹنگ ایریا کی طرف آیا جہاں سب بیٹھے ہوئے تھے۔

شامیر سب سے ملتا ہوا صوفے پر بیٹھا تھا۔ زیان بھی شامیر کے ساتھ ہی صوفے پر براجمان ہوا۔

شائل بُرا سا منہ بناتے شامیر کے سامنے بیٹھی تھی وہ اتنا تیار ہوئی تھی اس کے لیے۔

شامیر نے اس کی طرف ایک نظر بھی ڈالنا گوارا نہیں کیا تھا۔

زیان نے اشارے سے شائل سے میرال کا پوچھا تھا جو وہاں پر نظر نہیں آ رہی تھی۔

میرال اپنے روم میں کسی کام سے گئی تھی۔ میرال سٹنگ ایریا مین داخل ہوئی تھی۔ اس کا زوردار تصادم ہوا تھا کسی سے۔

میرال نے نظر اٹھا کر دیکھا تو اس کے سامنے شامیر کھڑا تھا۔

شامیر تو سِٹل ہو گیا تھا میرال کو دیکھ کر بلکل ایک مجسمے کی طرح۔ شامیر جسے ایک طلسم میں جکڑا جا چکا تھا۔ شامیر اور میرال جس جگہ کھڑے تھے وہاں پر سب کی نظریں ان

پر تھیں۔شامیر کے ایسے دیوانہ وار دیکھنے پر ملازماؤں کے چہرے پر دبی دبی مسکراہٹ بکھری تھی۔

لائبہ بھی بہت مشکل سے اپنی مسکراہٹ کنٹرول کر رہی تھی۔صائم بھی شامیر کو دیکھتا مسکرایا تھا۔

زیان اور شائل کا بُرا حال تھا یہ منظر دیکھ کر،،۔

فرخندہ ار صفیہ بیگم کے سینے پر سانپ لوٹ رہے تھے شامیر کی ایسی بے اختیاری پر جو کسی کا بھی لحاظ کیے میرال کو والحانہ اور پر شوخ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

میرال شامیر کے ایسے دیکھنے پر شرم سے سرخ ہوئی تھی اور میرال نے اپنی گرتی لرزتی پلکوں کی چلمن اٹھا کر شامیر کو دیکھا تھا اور پھر بڑی ادا سے مسکراتے ہوئے شامیر کی آنکھوں میں دیکھا تھا اور پھر مسکراتے ہوئے اپنی نظریں جھکا لیں تھیں۔

شامیر تو جیسے پاگل ہوا تھا میرال کی اس ادا پر۔دل تھا کہ ایک سو بیس کی رفتار پر دھڑکنے لگا۔

میرال جان بوجھ کر شامیر کی آنکھوں میں دیکھ کر مسکرائی تھی وہ اپنی اداؤں اور حسن سے آج شامیر کو بے بس کرنا چاہتی تھی۔

کیونکہ جو بھی تھا۔وہ شامیر کی بے اعتنائی اور سرد مہری تو برداشت کر سکتی تھی مگر شامیر کو کسی کے ساتھ شیئر نہیں کر سکتی تھی۔

zubinovelszone.com

بدکردار

اسے فرخندہ، شمائل، صفیہ کے ارادے ٹھیک نہیں لگ رہے تھے۔ میرال خود جان بوجھ کر آج شامیر سے ٹکرائی تھی اور اس کی توقع کے عین مطابق شامیر کا اس پر نظریں ہٹانا محال تھا۔

میرال مسکراتی ہوئی آگے بڑھی تھی وہاں پر زیان کو بیٹھا دیکھ کر میرال نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے بہت کچھ جتایا تھا۔ اور شمائل کو تو وہ طنزیہ اور استھزائیہ مسکراہٹ کے ساتھ دیکھ کر رہ گئی۔

شامیر ٹرانس کی کیفیت سے باہر آیا تھا اور میرال کو پکارا۔۔

جو صوفے پر بیٹھنے ہی لگی تھی کہ شامیر کی پکار پر مسکراتے ہوئے شامیر کی طرف بڑھی۔

جی شامیر۔ میرال نے شامیر کے سامنے جا کر مسکراتے ہوئے اک ادا سے کہا تو شامیر کو لگا کہ اس کا دل بے قابو ہو کر باہر آجائے گا۔ آج میرال کا ہر انداز اسے پاگل کر رہا تھا۔

شامیر نے میرال کو آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کرتے اوپر کمرے میں آنے کو کہا۔

میرال شامیر کے بے باک اشارے پر سرخ ہوئی تھی مگر اس کی ہمت نہیں تھی کہ وہ خود سے اوپر جاتی اس نے شامیر کی سرخ بوجھل آنکھیں دیکھ لیں تھیں جن میں کتنے دنوں کے پیاسے جذبات ہلکورے لے رہے تھے۔

وہ دھڑکتے دل کے ساتھ وہیں کھڑی رہ گئی شامیر چند قدم آگے بڑھا تھا اور پھر مڑ کر میرال کو دیکھا جو وہیں پر جمی کھڑی تھی۔

Zubinovelsone.com
Noor Asif Novels

بدکردار

شامیر جانتا تھا میرال کبھی خود سے اوپر نہیں آئے گی۔اس کی قربت سے تو میرال کی ویسے ہی جان جاتی تھی۔اور آج اتنے دن بعد شامیر کے جنون کا مقابلہ کرنا میرال کے بس کی بات نہیں تھی۔شامیر میرال کی طرف مڑا تھا اور رک کر میرال کو ایک گہری نظر سے دیکھا۔

مجھے اوپر تم سے ایک کام ہے چلو میرے ساتھ۔شامیر میرال کو کہتا اس کا ہاتھ پکڑے سٹنگ ایریا سے باہر کی طرف چل پڑا۔

صفیہ بیگم تو لاحول ولہ ہی پڑھتی رہ گئیں۔زیان تو سرخ چہرے کے ساتھ سٹنگ ایریا سے باہر نکل آیا تھا۔اس کے دل میں تو بھانبھڑ جل اُٹھے تھے۔یوں شامیر کا پورے حق سے میرال کو اپنے کمرے میں لے جانے سے باقی سب کے چہرے پر دبی دبی مسکراہٹ تھی۔اور لائبہ نے پورے دل کے ساتھ میرال کی خوشیوں کی دعا کی تھی۔۔۔

____

شامیر میرال کو لیے کمرے میں داخل ہوا تھا میرال دھڑکتے دل کے ساتھ شامیر کی ہمراہی میں کمرے میں داخل ہوئی۔

شامیر نے دروازہ لاک کر کے میرال کو دروازے کے ساتھ لگایا تھا اور دیوانہ وار اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے اس کے چہرے پر جھکا اور اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو اپنے لبوں سے چھونے لگا۔

شامیر دیوانہ وار کبھی اس کی آنکھوں پر اپنے لب رکھتا کبھی اس کے گالوں پر اپنا لمس بکھیرتا اور کبھی اس کی ٹھوڑی کو اپنے لبوں سے چومتا۔

میرال آنکھیں بند کیے شامیر کے لمس سے خود کو سیراب کر رہی تھی۔

شامیر نے رک کر گہری نظروں سے میرال کو دیکھا تھا جو آنکھیں بند کیے ہلکا ہلکا کانپ رہی تھی۔شامیر مسکرایا تھا۔شامیر نے میرال کے سر سے دوپٹہ اُتار کر اس کے بالوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر اس کی خوشبو کو اپنے اندر اُتارا تھا اور پھر دوپٹہ اس سے پوری طرح جدا کرتے ہوئے بیڈ پر اچھال دیا۔

میرال اس کے سامنے اپنا نازک سراپہ لیے کھڑی تھی۔

شامیر نے اس کے لبوں پر انگوٹھا پھیرا۔میں نے منع کر رکھا تھا نہ کہ ان ہونٹوں کو سجا کر صرف میرے سامنے آنا تو یہ رنگ ہونٹوں پر کیوں لگایا۔

شامیر کے سرد لہجے پر میرال نے آنکھیں کھول کر شامیر کو دیکھا تھا۔

وہ شامیر آپ نے تو ریڈ لپ سٹک لگانے کو منع کیا تھا۔میرال آہستگی سے بولی۔

مگر یہ کلر تو تمھارے ہونٹوں پر بہت دلکش لگ رہا ہے شاید ریڈ کلر سے بھی زیادہ۔۔

شامیر کی تعریف پر میرال نے مسکراتے ہوئے نظریں جھکائیں تھیں۔

شامیر نے اپنے دونوں ہاتھ میرال کے ارد گرد دروازے پر رکھتے ہوئے کہا،،،تو مائی بیوٹی،،،اس کی کیا سزا ملنی چاہیے آپ کو،ہاں۔میرال نے حیران ہوتے ہوئے شامیر کو

دیکھا۔ یہ کلر لگانے پر آپ کے ہونٹوں کے ساتھ آج بہت بے رحمانہ سلوک کیا جائے گا۔ بولو قبول ہے میری سزا،، شامیر اپنا لب دانتوں تلے دبائے شرارتی لہجے میں سنجیدہ انداز میں میرال سے بولا۔

مجھے آپ کی ہر سزا قبول ہے،، میرال نظریں جھکائے آہستگی سے شامیر سے بولی تھی کہ شامیر کو سننے میں بہت مشکل ہوئی۔۔

شامیر کے ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔

اس کی شرمیلی بیوی نے پہلی دفعہ اس کی قربت میں اس کی کسی بات کا جواب دیا تھا۔

شامیر نے اس کی ٹھوڑی پکڑ کر اس کا چہرہ اوپر کیا تھا۔ میرال نے نظریں اٹھا کر شامیر کو دیکھا دوسرے ہی پل میرال نے نظریں جھکا لیں تھیں۔ شامیر اس کے ہونٹوں پر دیوانہ وار جھکا تھا۔ کافی دیر تک وہ اپنی پیاس مٹاتا رہا۔ شامیر میرال کو بانہوں میں اُٹھائے بیڈ پر لایا۔

شامیر نے غور سے میرال کی گردن پر تل کو دیکھا تھا۔ شامیر کے لبوں پر پھر سے گہری مسکراہٹ بکھری تھی یعنی کہ آج یہ ساری تیاری میرال نے شامیر کے لیے کر رکھی تھی۔ وہ اپنی بیوی کے ہر رنگ ہر انداز سے واقف تھا۔ یہ تل کا اصل کلر کیا ہے وہ جانتا تھا

بدکردار

میرال نے ابھی بھی اپنی آنکھیں بند کر رکھی تھیں اس سے پہلے شامیر میرال پر جھکتا دروازے پر دستک ہوئی تھی۔

شامیر نے غصے سے دروازے کو دیکھا تھا۔کیونکہ جب وہ میرال کے ساتھ ہوتا تھا تو کسی کو بھی اجازت نہیں تھی کمرے کے آس پاس بھی پھٹکنے کی۔

دروازہ ناک کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

شامیر نے اگنور کرنا چاہا تھا مگر دوبارہ سے دستک ہوئی تو شامیر غصے سے دروازے کی طرف بڑھا۔

میرال نے اُٹھ کر اپنا دوپٹہ اوڑھا تھا۔

شامیر نے غصے سے دروازہ کھولا تو سامنے ہی سکینہ ماتھے پر آئے پسینے کو صاف کرتی کھڑی تھی۔

کیا ہے؟ شامیر غصے سے دھاڑا تھا۔

وہ صاحب جی، آپ کو فرخندہ بی بی نے بلایا ہے۔ڈنر سرو ہونے والا ہے۔سکینہ نے ڈرتے ہوئے کہا۔

شامیر اسے سرد نظروں سے گھورتا دروازہ بند کرتا میرال کے پاس آیا تھا۔

میرال اچھی طرح سمجھ چکی تھی کہ سکینہ کو زیان نے بھیجا ہے۔

بدکردار

شامیر میرال کے پاس بیڈ پر بیٹھا تھا اور پیار سے اس کے ہاتھ پکڑ کر اپنے لبوں سے لگائے۔

جانِ شامیر ہم یہیں سے کنٹینیو کریں گے۔ مہمانوں کے جانے کے بعد۔

اور تم یہ ڈریس پہن کر مہمانوں کے سامنے نہیں جاؤ گی۔ نہ ہی لپ سٹک لگاؤ گی۔ کیونکہ تم اتنی خوبصورت لگ رہی ہو کہ میں نہیں چاہتا کہ میری خوبصورت بیوی کو میرے علاوہ اس ڈریس میں کوئی اور دیکھے۔

میں جب رات کو کمرے میں آؤں تو مجھے تم یہی ڈریس پہنے اور یہی لپ سٹک لگائے ملو،،، ہوں،،،، شامیر نے میرال کے چہرے کو ہاتھوں میں بھرتے ہوئے کہا۔ میرال نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

شامیر نے میرال کے ماتھے پر اپنی محبت کی مہر ثبت کی۔

شامیر بیڈ سے اٹھتے میرال کا ہاتھ پکڑے اسے اُٹھایا تھا۔ میرال اپنا دوپٹہ سر پر سیٹ کیے شامیر کے ساتھ نیچے آئی تھی۔

شامیر سٹنگ ایریا کی جانب بڑھ گیا۔ میرال ڈریس چینج کرنے چلی گئی تھی۔

\-----------------------

بدکردار

شامیر بلو جینز پہنے آف وائٹ لائننگ شرٹ میں ملبوس بازوؤں کو کہنیوں تک فولڈ کیے سیٹنگ ایریا میں داخل ہوا تھا۔ صوفے پر بیٹھتے اس نے اپنی بارعب پر سنیلٹی کے ساتھ فرخندہ کو مخاطب کیا تھا۔

آپا ایسا کیا کام تھا جو آپ نے مجھے اور میرال کو بلانے کے لیے ملازمہ کو بھیجا۔
فرخندہ حیران ہوئی تھی۔

شائل اور زیان نے سٹپٹا کر ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔ اس سے پہلے فرخندہ کوئی جواب دیتیں۔

شائل ایک دم سے اپنی جگہ سے اُٹھتی شامیر کے بہت قریب آکر بیٹھ گئی اور شامیر کو موبائل سے لائبہ کے نکاح وال فنکشن والی تصویریں دکھانے لگیں۔ زیان فرخندہ سے باتوں میں مصروف ہو گیا تھا۔

شائل شامیر کے بہت قریب بیٹھی تھی۔ شامیر نے ناگواری سے شائل کو دیکھا تھا اور کھسکتا ہوا اس سے تھوڑا دور ہوا تھا۔ مگر شائل بنا پرواہ کیے شامیر کے پھر سے نزدیک ہوئی تھی۔ عینی نے حیرنگی سے شائل کو دیکھا تھا اس سے بھی زیادہ حیرانگی سے اپنی ماں صفیہ کو دیکھا تھا جو شائل کی ایسی حرکتوں پر ٹوکنے کی بجائے خاموش بیٹھی تھیں بلکہ شائل کی حوصلہ افزائی کر رہی تھیں۔

وہ تو شکر ہے اسوقت صائم بھائی سٹنگ ایریا میں نہیں ہیں شمائل کی اس حرکت پر وہ اپنا غصہ کنٹرول نہ کر پاتے۔ عینی افسوس بھری نظروں سے شمائل دیکھ رہی تھی۔ اس وقت سٹنگ ایریا میں صرف زیان، فرخندہ، صفیہ اور عینی ہی تھے۔

میرال نے اس بار سفید رنگ کا ڈریس منتخب کیا تھا۔ سفید ایمرائیڈری شارٹ شرٹ، کھلا ٹراوزر، اس کے اوپر بڑا اگینز ادوپٹہ سر پر اوڑھے بغیر میک اَپ دھلے ہوئے چہرے کے ساتھ سٹنگ ایریا میں داخل ہوئی تھی مگر اندر کا منظر میرال کو آگ لگا گیا۔ شمائل شامیر کے بے حد پاس بیٹھی اسے موبائل میں کچھ دکھا رہی تھی۔ اپنا ایک ہاتھ اس نے شامیر کی ٹانگ پر رکھا ہوا تھا۔

اس سے پہلے شامیر شمائل سے دور ہوتا اس کا ہاتھ جھٹکتا۔ میرال نے غصے سے وہاں پڑے ایک ڈیکوریشن پیس کو اُٹھا کر زور سے زمین پر پھینکا تھا وہ نازک خوبصورت مجسمہ تھا جو شامیر فرانس سے لایا تھا جو کہ اچھا خاصہ مہنگا تھا۔ مگر اب زمین پر ٹکڑوں کی صورت میں پڑا تھا۔ سب میرال کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔ شامیر نے میرال کو دیکھا جو آنکھوں میں شرارے لیے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ شامیر ایک دم بوکھلاتے ہوئے شمائل سے دور ہوا تھا۔ میرال غصے سے سٹنگ ایریا سے واک اوٹ کر گئی۔ شامیر نے

بدکردار

ایک نظر زمین پہ ٹکروں کی صورت میں پڑے مجسمے کو دیکھا تھا جو بہت مہنگا اور قیمتی تھا۔ جو میرال بے دردی سے توڑ گئی تھی مگر شامیر کو کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔

شامیر یہ کیا حرکت تھی میرال کی؟ جانتے ہو یہ کتنا مہنگا تھا؟ یہ میں اور تم فرانس سے لائے تھے اور یہ تمھارا فیورٹ تھا۔ فرخندہ اپنا غصہ ضبط کرتی ہوئی بولی۔

کیا ہو گیا ہے آپا؟ ٹوٹنے والی چیز تھی ٹوٹ گئی اور اب پلیز آپ میرال کے سامنے اس کی قیمت کا ذکر مت کیجئے گا۔ آپ کو پتہ ہے نہ وہ کتنی حساس ہے دل پر لے لے گی۔

شامیر اچھی طرح جانتا تھا میرال کو اس کی قیمت کے بارے میں ذرا اندازہ نہیں ہو گا شامیر فرخندہ سے کہتا ہوا میرال کے پیچھے گیا تھا۔۔ فرخندہ نے بڑی مشکل سے اپنے غصے پر کنٹرول کیا تھا۔

شمائل نے غصے سے زیان کو گھورا تھا اور آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے کچھ کرنے کو کہا تھا جس طرح شامیر میرال کے آگے پیچھے پھر رہا تھا وہ تو زیان سے بھی برداشت نہیں ہو رہا تھا۔

میرال غصے سے کچن میں آئی تھی اس کا بس نہیں چل رہا تھا شمائل کا منہ نوچ لے۔ کیسے اس کے شوہر کے ساتھ اتنی چپک کے بیٹھی تھی اور شامیر بھی تو اس کے ساتھ لگ کر بیٹھے تھے۔ میرال روہانسی ہوئی تھی۔ میرال نے غصے سے شیلف پر پڑا نازک شیشے کا گلاس ہاتھ میں پکڑا تھا اس سے پہلے وہ اٹھا کر پھینکتی شامیر نے ایک دم سے اس کے ہاتھ

سے لیا تھا اور ملازماؤں کو باہر جانے کو کہا۔اب کچن میں صرف شامیر اور میرال تھے میرال نے غصے سے رُخ پھیر لیا تھا۔شامیر اپنے ہاتھ میرال کے ارد گرد شیلف پر جمائے۔

کیا ہوا ہے؟کس بات کا غصہ آرہا ہے میری جان کو؟شامیر اس کے کان میں آہستگی سے بولتے ہوئے جھٹکے سے اس کا رُخ اپنے سامنے کیا تھا۔

اور میرال کا دوپٹہ اتار کر سائیڈ پر رکھا

مجھے جانے دیں شامیر۔میرال اپنا غصہ ضبط کرتے سرخ چہرے کے ساتھ شامیر سے بولی۔

شامیر نے میرال کو کمر سے تھام کر خود کے قریب کیا تھا۔اور اس کی گردن پر جھک کر شدت سے اپنے دانت گاڑھے۔میرال نے سسکی لی تھی۔

شامیر نے میرال کو بانہوں میں بھرا تھا،،کوئی فائدہ نہیں ہوا تمھارا چینج کرنے کا،،تم پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت لگ رہی ہو میری جان،،جی چاہتا ہے تمھیں قید کر کے رکھ لوں،،میرے علاوہ تمھیں کوئی نہ دیکھے۔شامیر اسے بانہوں میں سمیٹے گھمبیر تا بھاری خمار آلود لہجے میں بولا۔

شامیر چھوڑیں مجھے ڈنر کا ٹائم ہونے والا ہے،،میڈز کو اندر آنے دیں تا کہ وہ کھانا سرو کریں۔میرال شامیر کے حصار سے نکلتے ہوئے بولی۔

شامیر میرال سے الگ ہوا تھا اور گہری نظر میرال کے سراپے پر ڈالی تھی۔شامیر نے اپنے ہاتھ پھر سے میرال کے گرد شیلف پر جمائے،،یہ غصہ کس بات پر آرہا ہے۔شامیر کچھ کچھ سمجھ تو گیا تھا۔

میرال کا اتنا تیار ہونا اسے اپنی ادائیں دکھانا اور اب یوں ری ایکٹ کرنا یعنی کہ وہ شائل سے جیلس ہو رہی ہے۔مجھے کیوں آنے لگا غصہ،،یہ ڈیپارٹمنٹ تو آپ کا ہے نا،، میرال نروٹھے لہجے میں طنزیہ بولی تھی۔شامیر نے قہقہہ لگایا تھا۔

ویسے تمہارا غصہ زیادہ خطرناک ہے جس طرح مجھے گھور رہی تھی میں تو ڈر گیا تھا کہ کہیں تم مجھے ہی کچھ آٹھا کر ہی نہ دے مارو۔شامیر اپنی مسکراہٹ ضبط کرتا شرارتی لہجے میں بولا۔

جی نہیں میری ایسی قسمت کہاں کہ میرا شوہر مجھ سے ڈرے،،کیونکہ وہ شامیر دُرانی جو ہے۔

میرال طنزیہ کاٹ دار لہجے میں بولی تھی،،شامیر نے دوبارہ قہقہہ لگیا تھا۔

میرال کا جیلس چہرہ شامیر کو بہت مزہ دے رہا تھا۔

میرال شامیر کو ہنستا دیکھ کر غصے سے شامیر کو پیچھے کرتے وہاں سے جانے لگی تھی شامیر نے ایک جھٹکے سے اس کی گردن کے پچھلی سائیڈ پر ہاتھ ڈالا تھا اور اس کے گلابی ہونٹوں پر جھک گیا۔

فرخندہ نے حیرانگی سے ملازماؤں کو کچن کے باہر کھڑا دیکھا تھا۔

یہ تم لوگ باہر کیا کر رہی ہو؟ ابھی تک ڈنر کیوں نہیں لگایا۔

فرخندہ کی بات پر ملازماؤں کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔ اور معنی خیز نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔

کیا بات ہے میں کیا پوچھ رہی ہوں،، اور تم لوگ مجھے دانت دکھا رہی ہو۔ فرخندہ غصے سے چیخی تھی۔

وہ بی بی جی اور میرال بی بی کچن میں ہیں۔ شامیر صاحب نے ہمیں کچن سے جانے کا حکم دیا تھا۔ شاہدہ دبی دبی مسکراہٹ کے ساتھ بولی تو فرخندہ کا منہ خجالت سے سرخ ہوا تھا کہ شامیر کو گھر کی ملازماؤں کا تو خیال کرنا چاہیے تھا۔ یہ کیا طریقہ ہے کہ یوں کچن میں۔۔۔

فرخندہ نے لب بھینچ کر کچن کو دیکھا تھا مگر اندر جانے کی ہمت نہیں تھی۔

جب شامیر صاحب باہر آجائیں تو ڈنر سرو کرو۔ فرخندہ غصے سے گھورتے ہوئے حکم دیتی وہاں سے چلی گئی۔ مجھے نہیں لگتا شامیر صاحب اتنی جلدی باہر آئیں گے شاہدہ نے آنکھ مارتے ہوئے کہا تو باقی سب ملازمائیں زور سے ہنس پڑیں۔

بدکردار

لائبہ لان میں کھڑی موسم انجوائے کر رہی تھی بہت ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی اسے اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔لائبہ ایک دم مڑی تھی اپنے سامنے کھڑے صائم کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔

آپ یہاں؟لائبہ نے صائم کو دیکھتے ہوئے کہا جو گہری لو دیتی نظروں اسے دیکھ رہا تھا۔

لائبہ کو اس کی نظریں کنفیوز کر رہی تھیں۔صائم کی گہری سیاہ آنکھیں اسے ہمیشہ ایسے ہی پزل کر دیتی تھیں پتہ نہیں صائم کی آنکھیں اسے نظریں چرانے پر مجبور کرتی تھیں یا پھر ان آنکھوں میں چھپے گہرے اور پیور جذبات۔لائبہ نے نظریں جھکائے سوچا۔

موسم بہت اچھا ہو رہا ہے صائم نے ٹھنڈی ہوا کو اپنی سانسوں میں اتارتے ہوئے لائبہ سے کہا۔ہاں بہت اچھا ہو رہا ہے۔

کہتے ہیں جب دل کا موسم اچھا ہو تو ہر موسم اچھا لگتا ہے۔

امریکہ میں ان پانچ سالوں میں میرے دل کو کوئی موسم نہیں بھاتا تھا مگر یہاں پاکستان میں مجھے کڑکتی ہوئی دھوپ بھی ٹھنڈی لگتی ہے۔صائم نے مسکرا کر لائبہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

میں اندر چلتی ہوں ڈنر کا ٹائم ہونے والا ہے۔لائبہ صائم کی بات میں چھپے مطلب کو اگنور کرتے ہوئے اندر جانے لگی تو صائم نے ایک جھٹکے سے لائبہ کی کلائی کو کھینچ کر اسے کمر سے تھامتے ہوئے خود کے قریب کیا تھا۔

لائبہ تو اس اچانک افتاد پر حیران رہ گئی۔لائبہ کا منہ غصے سے سرخ ہوا تھا یہ کیا بد تمیزی ہے صائم؟لائبہ اپنا غصہ ضبط کرتے سرخ چہرے کے ساتھ بولی۔

جانتے بوجھتے انجان کیوں بنتی ہو۔ تمھیں نظر نہیں آتا میں تمھارے بارے میں کیا محسوس کرتا ہوں۔کتنا پیار کرتا ہوں تم سے مجھ سے نظریں کیوں چراتی ہو؟کیا کیا تمھیں میرا درد نظر نہیں آتا۔ تمھیں میری محبت نظر نہیں آتی۔صائم لائبہ کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا سرد لہجے میں بولا تو لائبہ کو اپنی ہتھیلیاں پسینے میں بھیگتے ہوئے محسوس ہوئیں تھیں۔

صائم نے لائبہ کو خود سے اور قریب کیا تھا کہ صائم کی سانسوں کی تپش لائبہ کو اپنے چہرے پر محسوس ہوئیں۔

صائم چھوڑو مجھے کوئی دیکھے گا تو کیا کہے گا۔لائبہ صائم کے ہاتھ اپنی کمر سے ہٹاتے ہوئے بولی۔

صائم نے لائبہ کی کمر پر اپنے ہاتھ کا دباؤ بڑھایا تھا۔لائبہ پانچ سال پہلے بھی تم ایسے ہی مجھے اگنور کرتی تھی مجھے لگا کہ شاید میں تمھارے قابل نہیں ہوں اور پھر خود کو تمھارے قابل بنانے کے لیے میں امریکہ چلا گیا۔

کتنے میسجز، کتنی کالز کی تھیں میں نے تمھیں مگر تم نے ایک میسج اور ایک کال تک کا جواب نہ دیا۔پھر بھی مجھے لگتا تھا کہ تم صرف میری ہو تم پر صرف میرا حق ہے جب

مجھے پتا چلا کہ تمھارا نکاح ہو رہا ہے کتنا تڑپا تھا میں کتنی دعائیں مانگیں تھیں اور دیکھو میری دعاؤں کا نتیجہ تمھیں کسی کا نہیں ہونے دیا۔ بہت پیار کرتا ہوں لائبہ تم سے۔ اب اور دور نہیں رہ سکتا۔ صائم نے اپنا دل کھول کر لائبہ کے سامنے رکھ دیا۔

لائبہ نے حیرانگی سے صائم کو دیکھا تھا۔

صائم کے ہاتھ اپنی کمر سے ہٹاتے، اس کے حصار سے نکلتے ہوئے بنا کچھ کہے خاموشی سے اندر چلی گئی۔

صائم لب بھینچ کر لائبہ کی پشت کو دیکھا تھا۔

ڈنر سرو ہونے کے بعد سب ڈائننگ ایریا میں داخل ہوئے تھے۔

شائل شامیر کے ساتھ والی چیئر پر بیٹھی تھی۔ میرال نے غصے سے شائل کو دیکھا تھا اور اپنا غصہ کنٹرول کرتے ہوئے شامیر کے سامنے والی چیئر پر بیٹھ گئی۔

صائم لائبہ کے سامنے بیٹھا تھا ار لائبہ کو گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا جو نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔

صائم کے ساتھ ہی زیان بیٹھا تھا اور ایک طرف فرخندہ اور صفیہ بیٹھیں تھیں۔

ڈنر کافی پر تکلف اور شاندار تھا۔

بدکردار

میرال اپنی پلیٹ میں چمچ چلاتے ہوئے شمائل کو دیکھ رہی تھی جو شامیر کی پلیٹ میں اپنے ہاتھوں سے کھانا ڈال رہی تھی۔

شمائل رہنے دو تم مجھے ضرورت ہوئی تو میں میڈ کو کہہ دوں گا۔ تم اپنا ڈنر کرو۔ شامیر نے نرمی سے شمائل کو منع کیا تھا۔

کوئی بات نہیں شامیر،،، تمھیں جس چیز کی ضرورت ہو مجھے کہہ دینا میں سرو کر دوں گی۔

شمائل مسکراتے ہوئے شامیر سے بولی۔

میرال نے مسکراتے ہوئے شمائل کو دیکھا تھا۔ شامیر نے حیرانگی سے میرال کو دیکھا جو بلکل نارمل تاثرات لیے مسکراتے ہوئے شمائل کو دیکھ رہی تھی۔

شمائل کی حرکات سے شامیر اچھا خاصہ زچ ہو چکا تھا مگر گھر آئے مہمان کا لحاظ کر رہا تھا۔

میرال خاموشی سے شمائل کو دیکھتے ہوئے اپنا ڈنر کر رہی تھی۔ شمائل نے کباب والی ٹرے اُٹھائی تھی اور اس میں سے بڑے پیار سے کباب اٹھا کر شامیر کی پلیٹ میں مسکراتے ہوئے سرو کیے۔ شامیر نے لمبا سانس لے کر شمائل کو دیکھا تھا سر جھٹکتے ہوئے کھانا کھانے لگا۔ میرال اپنی چیئر سے اٹھی تھی۔ کیا ہوا میرال؟ کہاں جا رہی ہو؟ شامیر نے میرال کو چیئر سے اُٹھتا دیکھ کر حیرانگی سے پوچھا۔

کچھ نہیں مٹن والا ڈونگہ چاہیے بس،،، وہی لینا ہے،،، میرال مسکراتے ہوئے بولی۔

بدکردار

شامیر حیران ہوا تھا میرال کو تو مٹن پسند نہیں تھا۔

میم میں آپ کو دے دیتی ہوں۔ پاس کھڑی ملازمہ نے میرال سے کہا۔

نہیں اس کی ضرورت نہیں میں خود لوں گی۔

میرال اسے منع کرتے ہوئے شمائل کے پاس آئی تھی۔ کیونکہ وہ ڈونگہ شمائل کے پاس ہی پڑا تھا۔ شامیر کھانا چھوڑ کر ہونٹوں پر انگلیاں رکھے میرال کو ہی دیکھ رہا تھا میرال کے ایکسپریشن اسے کچھ انہونی کا احساس دلا رہے تھے۔

میرال نے وہ ڈونگہ اُٹھایا تھا پھر اچانک سے ہی وہ ڈونگہ چھوٹ کر شمائل کے اوپر گر چکا تھا۔

آوچ! سوری شمائل! میرال چہرے پر معصومیت سجائے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے شمائل سے بولی۔

شمائل ایک دم چیئر سے کھڑی ہوئی تھی۔ گرم مٹن قورمہ شمائل کے پورے ڈریس کو داغ دار کر گیا تھا کچھ تو اس کے سینے اور ہاتھوں پر بھی گرا تھا۔

واٹ دا ہیل میرال! شمائل غصے سے چیخی تھی۔

سب کھانا چھوڑ کر شمائل اور میرال کو ہی دیکھ رہے تھے۔

Zubinovelszone.com
Noor Asif Novels

بدکردار

جہاں شمائل لال بھبھوکا چہرہ لیے غصے سے کھڑی تھی اور میرال معصوم ساچہرہ بنائے دھیمی سی مسکراہٹ کے ساتھ کھڑی تھی۔ تمھیں دکھائی نہیں دیتا اندھی ہو گئی ہو کیا؟ شمائل غصے سے چیخی تھی۔

سٹاپ اٹ،،، شمائل،، اپنا لہجہ اور ٹون درست کرو میرال کے ساتھ۔ شامیر ایک دم چیئر چھوڑ کر اُٹھا تھا۔

جانتی ہو کس سے بات کر رہی ہو،،۔ شامیر دُرانی کی بیوی سے۔ شامیر سرد انداز میں بولا تو ڈائننگ روم کا ماحول بہت سرد ہو چکا تھا۔

سب کھانا چھوڑ چکے تھے مگر کسی کی ہمّت نہیں تھی کہ شامیر کے سامنے کچھ کہتا۔۔

لیکن شامیر تم نے دیکھا نہیں میرال نے مجھ پر کھانا گرایا ہے۔

غلطی سے اس سے گرا ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم یوں سین کریٹ کرو۔

لائبہ! شامیر کے پکارنے پر لائبہ ایک دم سے چیئر سے اُٹھی تھی۔ شمائل کو کمرے میں لے جاؤ اور اسے کوئی ڈریس دو یہ چینج کر سکے۔

۔فرخندہ کا بس نہیں چل رہا تھا میرال کا ہاتھ پکڑ کر گھر سے نکال دے شامیر کسی کو کچھ کہنے ہی نہیں دیتا تھا میرال کو۔۔ چاہے میرال کی غلطی کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو۔۔

zubiinovelsone.com
Noor Asif Novels

بدکردار

زیان بھی حیران تھاوہ جانتا تھاشامیر میرال سے بہت پیار کرتا تھا۔ مگر ابھی بھی شامیر کو میرال کاکتنا خیال تھا۔زیان نے میرال کا خوبصورت چہرہ دل میں اُتارا تھاجو وائٹ ڈریس میں بنا کسی میک اپ کے کوئی پری لگ رہی تھی یکیناًمیرال کسی بھی مرد کے پاس ہوتی وہ اس کے لئے اتنا ہی پاگل اور اتنا ہی پوزیسیو ہوتا جتنا شامیر ہے۔

ایک دفعہ میرے پاس آجاؤ میرال،،،تمھے کہیں زیادہ پیار دوں گا،۔شامیر تو تم سے دور رہ لیتا ہے میں تو ایک پل بھی تمھیں خود سے دور نہیں ہونے دوں گا۔

زیان نے اپنے خشک لبوں پر میرال کے گلابی ہونٹوں کو دیکھتے ہوئے زبان پھیری۔۔

صائم بے لب بھینچ کر شائل کو دیکھا تھاوہ جانتا تھا اپنی بہن کو۔یقیناًاس میں شائل کی ہی غلطی ہو گی۔اس نے تاسف سے سوچا۔۔

شامیر نے میڈ کو ٹیبل صاف کرنے کا حکم دیا تھااور تم کیوں کھڑی ہو۔ کھانا شروع کرو آکر۔

شامیر میرال کو دیکھتے ہوئے بولا تھاجو ایک طرف کھڑی تھی۔

جی شامیر،،۔میرال مسکراتے ہوئے چیئر پر بیٹھ چکی تھی۔اس کے دل میں سکون کی لہر دوڑ چکی تھی اور اب اسے بھوک بھی بہت لگ رہی تھی۔ صبح سے اس نے کچھ کھایا جو نہیں تھا۔

شامیر نے سنجیدہ نظروں سے میرال کو دیکھا تھا جو اب مزے سے کھانا کھانے میں مصروف تھی۔

شامیر اچھی طرح جانتا تھا میرال نے جان بوجھ کر وہ ڈونگہ شائل پر گرایا ہے بلکہ شامیر نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا میرال نے کیسے اسکے پاس جاکر وہ ڈونگہ اپنے ہاتھوں سے چھوڑا تھا۔

اسے میرال کی یہ حرکت کافی ناگوار لگی تھی۔کمرے میں چل کر میرال کی اچھی خاصی کلاس لینے کا ارادہ تھا شامیر کا۔۔۔

شامیر نے لب بھینچ کر میرال کو ایک نظر دیکھا اور پھر خاموشی سے کھانا کھانے لگا۔

شائل کا بس نہیں چل رہا تھا میرال کا منہ توڑ دے۔اسے پورا یقین تھا میرال نے جان بوجھ کر کھانا اس پر گرایا ہے۔

شائل نے آئینے میں خود کو دیکھا۔گردن کے نیچے اس کی سکن سرخ ہوئی تھی۔ہاتھوں پر بھی جلن ہو رہی تھی اور اس کا اتنا مہنگا برانڈڈ ڈریس جو اس نے کتنے بڑے ڈیزائنر کا

خریدا تھا۔ صرف شامیر کو امپریس کرنے کے لیے۔ شامیر تو امپریس ہوا نہیں اور اتنا مہنگا ڈریس بھی گیا کام سے۔

شمائل کو پھر سے رونا آیا تھا۔ وہ تو سمجھ رہی تھی شامیر کو میرال میں کوئی انٹرسٹ نہیں۔ لائبہ کے نکاح والے دن اس نے دیکھا تھا۔ شامیر نے میرال کو منہ لگانا ضروری نہیں سمجھا تھا۔ وہ فنکشن میں ایک طرف ہی بیٹھی رہی تھی اور پھر زیان نے اتنی کڑواہٹ بھر دی تھی شامیر کے دل میں تو وہ کیسے میرال پر بھروسا کر سکتا ہے۔

اتنا تو وہ جان چکی تھی شامیر کو جو میرال کو لے کر کتنا پوزیسو ہے۔

اگر مرد پوزیسو ہو اپنی عورت کے لیے شدت پسند ہو تو وہ اس کی ایسی غلطی معاف نہیں کر سکتا۔ تو کیا شامیر ابھی بھی میرال پر بھروسہ کرتا ہے۔

نہیں اگر ایسا ہوا تو سب برباد ہو جائے گا۔

مجھے شامیر ہر حال میں چاہیے۔

کب سے چاہتی ہوں میں شامیر کو۔ مجھے تو لگا تھا وہ مجھ سے شادی کرے گا اگر میرال ہمارے بیچ نہ آتی تو یقیناً وہ مجھ سے شادی کرتا۔

دروازہ کھلنے کی آواز پر وہ چونکی تھی۔

میرال دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تھی۔

بدکردار

چیلنج کر لیا! میرال نے مسکراتے ہوئے شمائل کو دیکھا جو اس وقت بلیک پینٹ اور بلو شارٹ کُرتے میں ملبوس تھی۔

ویسے تم پر یہ ڈریس زیادہ اچھا لگ رہا ہے یا پھر دوسروں کی اترن تمھارے بدن پر زیادہ اچھی لگتی ہے۔

ویسے اگر تم چاہو تو میرا ڈریس بھی پہن سکتی ہو الماری بھری پڑی ہے اور تمھیں پتہ ہے میرے پاس جتنے ڈریس ہیں سارے شامیر کی پسند کے ہیں فل سلیوز، لُوز اور لانگ ڈریسز۔

ہاں! تمھارے لیے ایک مسئلہ ہو گا وہ پہن کر اپنے جسم کی نمائش نہیں کر سکو گی۔

لیکن تم میرا ڈریس پہن کر بھی شامیر کو ایک پل کے لیے اپنی طرف متوجہ نہیں کر پاؤ گی۔

میرال نے مسکراتے ہوئے ہونٹ پھیلائے ٹھنڈے لہجے میں شمائل سے کہا۔

شمائل کا چہرہ بے انتہا سرخ ہوا تھا۔

میرال اپنی حد میں رہو تم ورنہ! شمائل نے سے وارن کیا۔

ورنہ کیا کرو گی میرے شوہر کو امپریس کرنے کے لیے اوچھا ہتھکنڈا اپناؤ گی ہاں بولو۔

حد مَیں نہیں تم اپنی حد بھول رہی ہو۔ جو مرضی کرو شمائل ایک بات یاد رکھنا شامیر صرف میرا ہے وہ محبت نہیں عشق کرتا ہے مجھ سے۔

میں نے اس سے اتنی محبت نہیں کی جتنی وہ مجھ سے کرتا ہے۔ تم جتنی مرضی کوشش کر لو تم اسے مجھ سے چھین نہیں سکتی۔ اور باہر ٹریلر تو تم دیکھ چکی ہو۔ دیکھو کیسے میں نے تم پر وہ کھانا گرایا مگر شامیر نے تمھیں تمھاری کیسے اوقات یاد دلائی۔ میرال کی باتوں نے شمائل کو آگ لگادی۔ اگر شامیر صرف تمھارا ہے اور تمھیں اتنا یقین ہے تو یہں کیا کر رہی ہو۔ مجھے وارن کیوں کر رہی ہو تمھارے چہرے پر جلن کیوں ہے۔

یہ باتیں محض مجھے ہی سنانے کے لیے کہہ رہی ہو تم مانو یا نہ مانو میرال تم مجھ سے اِنسکیور فِیل کر رہی ہو۔ شمائل نے مسکرتے ہوئے میرال سے کہا۔

ہاں ہو رہی ہوں تم سے جیلس کیونکہ ہر بیوی کی طرح اپنے شوہر کے نزدیک کسی لڑکی کو برداشت نہیں کر سکتی۔

آئیندہ میرے شوہر کے آس پاس بھی نظر آئی ناں تو اگلی بار یہ کھانا تمھارے سڑے ہوئے منہ پر گراؤں گی۔

میرال نے ایک ایک لفظ چبا کر کہا تھا۔

بہت غرور ہے میرال تمھیں اپنی خوبصورتی کا۔ اتنا غرور اچھا نہیں ہوتا۔ غرور کرنے والے منہ کے بل گرتے ہیں۔ شمائل طنزیہ لہجے می بولی۔ میرال اس کی بات پر مسکرائی تھی۔

ہاں ہے غرور اپنی خوبصورتی پر کیونکہ اپنی خوبصورتی اپنی زیبائش صرف اپنے شوہر کے سامنے عیاں کرتی ہوں تمھاری طرح نہیں جو غیر مردوں کے سامنے اپنے بدن کی نمائش کرکے اپنی ادائیں دکھا کر انھیں اسیر کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ یہ میری فرسٹ اینڈ لاسٹ وارننگ ہے شائل تمھارے لیے۔

میں اچھی طرح جانتی ہوں شامیر تمھارا لحاظ کر رہا تھا کہ تم گھر آئی مہمان ہو اس کی پھوپھو کی بیٹی ہو۔

لیکن میں تمھارا لحاظ نہیں کروں گی تمھاری اس گھر میں اینٹری بند کروادوں گی کیونکہ یہ گھر یہاں کی ہر چیز میری ہے کیونکہ شامیر صرف میرا ہے۔

میرال غصے سے کہتے دھاڑ سے دروازہ بند کرتی چلی گئ۔

شائل سرخ چہرے کے ساتھ بند دروازے کو گھور رہی تھی۔

تم نے اچھا نہیں کیا میرال۔ دیکھو تمھارے غرور کو میں آج کیسے پاش پاش کرتی ہوں شامیر کی آنکھوں میں تمھارے لیے جو محبت کے دیپ جل رہے ہیں دیکھنا ان کی چمک کیسے ماند پڑتی ہے۔ میرے ایک ہی وار سے تم بلبلا کر رہ جاؤ گی۔

میرال سٹنگ ایریا میں داخل ہوئی تو شامیر نے اسے اشارے سے خود کے پاس بیٹھنے کو کہا۔

بدکردار

میرال مسکراتی ہوئی شامیر کے پاس بیٹھ گئی۔

کہاں تھی میری جان! شامیر نے میرال کا ہاتھ تھام کر لبوں سے لگایا تھا۔

شامیر کی اس حرکت پر میرال سرخ پڑی تھی اور ایک دم سٹپٹاتے ہوئے سب کی طرف دیکھا تھا۔ سب باتوں میں مصروف تھے ویسے بھی وہ اور شامیر ذرا الگ بیٹھے ہوئے تھے۔ مگر زیان نے یہ منظر دیکھ کر اپنا منہ کڑوا کیا تھا۔ کیا ہوا جانِ شامیر؟ شامیر اس کا سرخ چہرہ دیکھ کر اس کے کان میں سرگوشی کرتا ہوا بولا۔

شامیر یہاں پر سب ہیں میرال آہستگی سے بولی۔ شامیر مسکرایا تھا۔

تو میری جان میں نے کیا کیا ہے ابھی تو میں نے کرنا ہے کمرے میں جا کر۔ یقین مانو صبر نہیں ہو رہا۔

آج یہ سب مجھے اپنے دشمن لگ رہے ہیں اتنا تو میں اپنی سہاگ رات کو بے تاب نہیں تھا جتنا آج ہوں تمھاری قربت کے لیے۔ شامیر میرال کا ہاتھ پکڑے اس کے کانوں میں گھمبیر تا سرگوشی کرتا میرال کی جان لبوں پر لے آیا تھا۔

میرال کے ہاتھ کپکپائے تھے جسے شامیر محسوس کرتا ہوا مسکرایا تھا۔

میرال جی جان سے لرز گئی تھی شامیر کی شدتوں میں دن بدن اضافہ ہی ہوا تھا۔

بدکردار

شامیر کی شدتیں برداشت کرتے کرتے وہ ہلکان ہو جاتی تھی۔شامیر کی محبت اس کی طرح جنونی تھی۔ اتنے دن شامیر سے دور رہ کر احساس ہوا تھا کہ وہ شامر کی جنونی محبت تو برداشت کر سکتی ہے مگر شامیر کی بے اعتنائی اور دوری نہیں۔

شامیر کی اتنی سی توجہ سے اس کے چہرے پر اَن گنت رنگ بکھر گئے تھے۔ گالوں پر شرم وحیا کی سرخی پھیلی تھی۔ ہونٹوں سے مسکان جدا نہیں ہو رہی تھی۔

سب سٹنگ ایریا میں بیٹھے چائے انجوئے کر رہے تھے۔شامیر اور میرال ایک ساتھ صوفے پر بیٹھے ہوئے تھے شامیر نے میرال کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا۔صائم لائبہ کے سامنے بیٹھا لائبہ کو اپنے حصار میں لیے ہوئے تھا۔ڈائننگ روم کی نسبت یہاں کا ماحول کافی خوشگوار تھا۔

شمائل لائبہ کا ڈریس پہنے میک اَپ کیے سٹنگ ایریا میں داخل ہوئی تھی۔

میرال کو ایک نظر دیکھتے ہوئے شامیر کے بلکل سامنے والے صوفے پر بیٹھی تھی۔

سب باتیں کر رہے تھے کہ اچانک شمائل کی آواز گونجی تھی۔

میرال تمھاری ایف بی آئی ڈی کیا ہے؟

شمائل نے یہ سوال کافی اونچی آواز میں کیا تھا کہ سب شمائل اور میرال کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔

میال کا رنگ ایک پل کے لیے فق ہوا تھا۔شامیر کی گرفت بھی میرال کے ہاتھوں پر ڈھیلی ہوئی جسے میرال نے شدت سے محسوس کیا تھا۔

میں یہ ایپلیکیشن یُوز نہیں کرتی۔میرال نے سپاٹ مگر آہستہ آواز میں کہا۔میرا کوئی اکاؤنٹ نہیں ہے۔

کیا مطلب تم یُوز نہیں کرتی؟ چلو تمھارے اوریجینل نام سے نہ سہی مگر اکثر لوگ اپنے نک نیم یا فیک نیم سے بھی تو اکاؤنٹ بناتے ہیں

شامیر نے میال کا ہاتھ اب چھوڑ دیا تھا۔میرال نے شاکی نظروں سے شامیر کو دیکھا تھا۔

جب وہ کہہ رہی ہے کہ اس کا کوئی اکاؤنٹ نہیں ہے تو یہ فضول سوال پوچھنے کا مطلب!شامیر کی تیز اور سرد آواز گونجی تھی۔سب حیران پریشان چہروں کے ساتھ دیکھ رہے تھے۔

عینی نے بھی عجیب نظروں سے شائل کو دیکھا تھا جو فضول میں ہی بنا مقصد یہ بات کر رہی تھی اور شامیر کا یوں سرد انداز میں بات کرنا بھی کسی کو سمجھ نہیں آیا تھا کہ ہوا کیا ہے۔

شائل شامیر کی سرد آواز پر ایک پل کے لیے دل میں کانپی تھی۔

زیان نے لب بھینچ کر شمائل کو دیکھا۔ آخر یہ کرنا کیا چاہ رہی ہے۔ کیا کہہ رہی ہے؟

شامیر کو ذرا بھی شک ہو گیا تو زیان نے بے چینی سے پہلو بدلا تھا اور ذرا سا کھنکار کر شمائل کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

شمائل نے ایک پل زیان کو دیکھا تھا زیان نے اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں منع کیا تھا۔

مگر شمائل سنی اَن سُنی کرتی شامیر سے مخاطب ہوئی تھی۔

میں تو اس لیے پوچھ رہی ہوں شامیر اصل میں میں نے کچھ عرصہ پہلے ایک اکاؤنٹ پر میرال کی تصویریں دیکھیں تھیں کیا نام تھا اس آئی ڈی کا؟

میرال کا دل بہت زوروں سے دھڑکنے لگا تھا۔ میرال کا بدن ہلکا ہلکا لرزنے لگا تھا۔ شامیر کا سرد انداز سے وہ کافی ڈر گئی تھی۔ اور شمائل کو فق چہرے کے ساتھ دیکھ رہی تھی یونی کہ شمائل زیان کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔

شمائل نے رُک کر گہری مسکراہٹ کے ساتھ میرال کے چہرے پر نظر ڈالی تھی۔

ہاں یاد آیا۔ پاپا کی پری۔

شامیر کی آنکھیں لہو رنگ ہو گئیں تھیں شامیر ایک ہی جھٹکے سے صوفے سے اُٹھا تھا اور لمبے لمبے ڈھنگ بھرتا بنا کسی کی طرف دیکھے وہاں سے چلا گیا۔

میرال کا چہرہ ایسے تھا جیسے اس سے سارا خون نچوڑ لیا گیا ہو۔

میرال نے آنکھوں میں آنسو لیے ایک نظر شمائل کو دیکھا تھا جو ہونٹوں پر مسکراہٹ لیے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

میرال ایک دم سے صوفے سے اُٹھتی شامیر کے پیچھے بھاگی تھی۔

سب حیران و پریشان بیٹھے تھے کسی کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ معاملہ کیا ہے۔

اگر میرال کا اکاؤنٹ تھا بھی تو اس میں شامیر نے اتنا سخت ری ایکشن کیوں دیا۔وہ سرخ انگارہ آنکھیں لیے وہاں سے چلا کیوں گیا۔

صائم نے لب کاٹتے ہوئے شمائل کو دیکھا تھا۔شمائل کے چہرے کے تاثرات سے پتہ نہیں اسے کیوں لگ رہا تھا کہ کوئی تو بات ہے مگر کیا صائم نے پریشانی کے عالم میں سوچا تھا۔

لائبہ شمائل کو گھورتی ہوئی وہاں سے چلی گئی تھی۔

میال سٹنگ ایریا سے تیزی سے نکلتی تقریباً بھاگتے ہوئے شامیر کے پیچھے گئی تھی۔شامیر میری بات سنیں پلیز۔میرال تیز تیز سیڑھیاں چڑھتے شامیر کو پکار رہی تھی۔وہ سُنی اَن سُنی کرتا سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔شامیر تحمل سے بیٹھ کر میری بات سنیں پلیز۔شامیر اب کمرے کی طرف بڑھا میرال بھاگتے ہوئے شامیر کے ہم قدم ہوئی تھی۔

شامیر آپ خود سوچیں۔ایسا کیسے ہو سکتا ہے وہ اکاؤنٹ شمائل نے دیکھا ہو۔

بدکردار

شامیر کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہی ہوا تھا۔

شامیر فیک اکاؤنٹ پر کوئی کیسے اپنی تصویریں لگا سکتا ہے۔ کیونکہ وہ تو فیک اکاؤنٹ ہوتا ہے۔

میرال کی بات ابھی منہ مین ہی تھی کہ شامیر نے دروازہ زور سے میرال کے منہ پر بند کیا تھا۔ میرال بند دروازے کو دیکھا تھا۔ اور اسے زوردار چکر آیا تھا۔ میرال نے جلدی سے دیوار کا سہارا لیا۔ شامیر کی بے اعتباری نے آج پھر اس کی جان لے لی تھی۔ کیا میں ساری عمر ایسے ہی اپنے کردار کی صفائیاں دیتی رہوں گی۔ میرال نے بند دروازے کو نم آنکھوں سے دیکھا تھا خوشیوں کا دورانیہ اتنا چھوٹا کیوں ہوتا ہے اسے تو لگا تھا آج سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا کیا میرے اور شامیر کے درمیان کبھی کچھ ٹھیک نہیں ہو گا۔

میرل نے اپنے دھڑکتے دل پر ہاتھ رکھا تھا۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ شامیر کو میری بات سُننی ہو گی۔

شامیر دروازہ کھولیں پلیز۔ میرال نے زور سے دروازہ کھٹکھٹایا تھا۔

شامیر اوپن دا ڈور پلیز! شامیر میں نے اس اکاؤنٹ پر کبھی اپنی تصویر نہیں لگائی۔ شامیر میری بات سُنیں آپ کو قسم ہے میری شامیر پلیز۔

میرال کافی دیر تک دروازہ کھٹکھٹاتی رہی مگر شامیر نے دروازہ نہیں کھولا تھا۔

میرال شکست خوردہ انداز میں سیڑھیاں اترتے نیچے آئی تھی۔

بدکردار

-------------------------شامیر کمرے میں جا کر غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔شامیر نے پورا کمرہ الٹ پلٹ کر رکھ دیا۔دماغ میں لہو گردش کرنے لگا،شریانیں جیسے پھٹنے کے قریب تھیں۔

وہ اگر کچھ پل میرال کے سامنے رکتا یقیناوہ میرال کی جان لے لیتا۔

میرال اپنی آئی ڈی پر اپنی تصویریں کبھی کسی کو سینڈ بھی کی ہوں گی۔

میرال نے مجھے خود کیوں بتایا تھا کیا؟اسے کیوئی بلیک میل کر رہا تھا۔

شامیر نے اپنے دکھتے سر کو دبایا تھا۔

نہیں میری میرال ایسی نہیں ہے وہ صرف میری ہے۔وہ ایسی لڑکی نہین ہو سکتی۔کیا یہ خواہش غلط تھی میری کہ میرال کی چندگی میں آنے والا میں پہلا مرد ہوں۔میرال صرف مجھے چاہے۔میں نے سب کچھ بھلا دیا تھا اس کی بات پر یقین کر لیا تھا۔کہ اس نے صرف چند کھڑی دسی سے بات کی ہوگی یہ تصویروں والا کیا معاملہ ہے۔شامیر نے سگریٹ سلگا کر منہ کو لگا کر اپنے آپ کو پر سکون کرنے لگا۔

زیان غصے سے لان مین ٹہل رہا تھا اس کا غصہ شمائل پر بڑھتا ہی جارہا تھا۔

کیا ہے کیوں بلایا ہے مجھے ادھر؟شمائل بلند آواز میں زیان کو گھورتے ہوئے بولی۔

تمھارا دماغ خراب ہو گیا ہے یہ کیا کیا ہے تم نے اندر؟تمھیں اندازہ بھی ہے۔

بدکردار

زیان قیوم دھاڑتے ہوئے بولا۔

کیا کیا ہے میں نے؟ یہی تو ہم چاہتے تھے کہ شامیر اور میرال کے درمیان غلط فہمیاں پیدا کرنا اور یہی تو میں نے کیا ہے۔ تمھیں مجھے شاباش دینی چاہیے اور تم مجھے آنکھیں دکھا رہے ہو۔

شائل کا پارہ ہائی ہوا تھا زیان کا ردِ عمل دیکھ کر۔

کبھی کبھی انسان کو اوور سمارٹنس لے ڈوبتی ہے۔ فیک اکاؤنٹ پر کون اپنی تصویریں لگاتا ہے بولو۔ اگر شامیر کو تم پر شک ہو گیا تو بنا بنایا کھیل برباد ہو جائے گا۔

لیکن شامیر کو شک ہوا تو نہیں ناں۔ میرال نے جو آج میرے ساتھ کیا اس کو سبق سیکھانا ضروری تھا۔ یقین مانو اس کا چہرہ دیکھنے کے لائق تھا۔ مجھے تو بہت مزہ آیا۔ دل خوش ہو گیا میرا تو۔ بڑی اکڑ رہی تھی شامیر کی محبت پر۔ شائل نے ناک چڑھایا تھا۔ اور جہاں تک بات ہے شامیر کو شک ہو گا تو بے فکر رہو اسے کبھی نہیں ہو گا۔ کیونکہ غصہ اور بے اعتباری انسان کی جان لے لیتا ہے غصہ انسان کی عقل کو کھا جاتا ہے شامیر اس وقت سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے محروم ہو گا۔

تمھیں پتہ ہے شامیر کا میرال کے لیے حد سے زیادہ پوزیسو ہونا مجھے آگ لگا دیتا تھا لیکن اب شامیر کی یہی کمزوری کی وجہ سے ہم آسانی سے انھیں الگ کر سکتے ہیں۔ کیونکہ مرد جس عورت کے لیے جتنا پوزیسو ہوتا ہے اس کی ہر غلطی معاف کر سکتا ہے مگر اس کی

ایک پل کی بھی بے وفائی برداشت نہیں کر سکتا۔ دیکھنا بہت جلد میرال اور شامیر الگ ہو جائیں گے۔

شائل ایک ایک لفظ چباتے زہر آلود لہجے میں بولی۔

یہ جو تم اتنی اوور سمارٹ بن رہی ہو اپنی ایک کامیابی پر بے انتہا خوش ہو رہی ہو ناں کہیں ہی جلد بازی ہمارا بنایا کھیل نہ خراب کر دے۔ اگر ایسا کچھ ہوا ناں تو میں تمھیں نہیں چھوڑوں گا۔

زیان شعلہ بار نگاہوں سے میرال کو گھورتا ہوا بولا۔

کچھ نہیں ہو گا اب سب کچھ ہماری مرضی کے مطابق ہو گا لوہا گرم ہے بس چوٹ لگانی ہے شائل کچھ سوچتی ہوئی بولی تھی۔

کیا کرنے والی ہو تم اب۔ اب کون سا داؤ پیچ کھیلنے والی ہو۔ شائل مجھے بتاؤ۔ زیان نے پوچھا تو شائل ہنس پڑی تھی اب کوئی داؤ پیچ نہین کھیلنا بلکہ اِموشنلی بلیک میل کرنا ہے۔ بس تم دیکھتے جاؤ۔ دیکھو شائل میں میرال کو کسی قیمت پر نہیں کھو سکتا۔ وہ میرا جنون بن چکی ہے اور اس جنون کو آج تم نے ہی ہوا دی ہے مجھے یہاں بلا کر اس کا دو آئینہ روپ دیکھ کر میں اس کے لیے اور پاگل ہو چکا ہون تم نے کچھ بھی ایسا ویسا کیا جس کی وجہ سے میرال مجھ سے دور ہوتی تو تمھاری جان اپنے ہاتھوں سے لوں گا زیان نے سرد انداز میں شائل کو دھمکی دی۔

ایک تو تمھاری شکل ویسے ہی منحوسوں والی ہے لیکن جب تم میرال کی تعریفیں کرتے ہوناں قسم سے اور منحوس لگتے ہو۔

شائل غصے سے بولتی ہوئی اندر چلی گئی۔

زیان شعلہ بار نگاہوں سے شائل کی پشت کو دیکھتارہ گیا۔

میرال شکست خوردہ قدموں سے نیچے آئی تھی۔ آنکھیں رونے کی جہ سے گلابی ہورہی تھیں۔شامیر پھر اس سے دور چلا گیا تھا۔شدتِ غم سے اس کا دل پھٹنے کو تھا۔وہ کتنی محبت کرنے لگی تھی شامیر سے۔اس بات کا

اندازہ شامیر کو بھی نہ تھا۔اس کی دل پر حکمرانی کرنے والا وہ پہلا شخص تھا اس کے قریب آنے والا وہ پہلا شخص تھا۔اس سے محبت کا اظہار کرنے والا وہ پہلا شخص تھا۔کچی عمر کی محبت زندگی کا روگ بن جاتی ہے یہ اُسے آج پتہ چلا تھا۔جب شامیر اس کی زندگی میں آیا تو وہ اٹھارہ سال کی بھی نہیں ہوئی تھی۔وہ زبردستی اس کی زندگی میں گھس آیا تھا۔زبردستی اس پر اپنا حق جتاتا تھا۔تب وہ اسے اپنی زندگی میں نہیں چاہتی تھی۔اس کا حق جتانا بلکل پسند نہیں تھا۔اور اب جب اس کا حق جتانا اچھا لگنے لگا اس کی محبّت اس

کی سانسوں کی ضرورت بن گئی تو وہ اس کی سسانسیں نکالنے کے درپے تھا۔ وہ ابھی تک اسے جان ہی نہ سکا تھا۔

ابھی تک اس کی آنکھوں میں چھپے اپنے عکس کو ہی نہ پہچان سکا۔ اس کے دل کی دھڑکن پر اپنا نام ہی نہ سن سکا تھا۔ اسے مجھ سے زیادہ دوسروں پر اعتبار ہے۔ کیوں شامیر کیوں کر رہے ہیں،، میرے ساتھ ایسا،، یہ سب یہی تو چاہتے ہیں کہ آپ مجھے اپنی زندگی سے نکال دیں۔ میں مر جاؤں گی آپ کے بغیر،، آپ کے بغیر میں زندگی گزارنے کا سوچ بھی نہیں سکتی۔

میرال سر ہاتھوں میں تھام کر لاؤنج میں صوفے پر بیٹھی تھی کہ شامیر اسے سیڑھیوں سے اترتا دکھائی دیا۔

وائٹ جینز پر وائٹ شرٹ پہنے خوبصورت قیمتی لیدر جیکٹ پہنے خوشبوؤں میں مہکتا بال سلیقے سے سیٹ کیے اپنی بارعب اور سحر انگیز پر سنیلٹیلی لئے سیڑھیاں اترا رہا تھا۔

میرال شامیر کو اتنا تیار دیکھ کر شامیر کے پاس آئی تھی۔

شامیر اس وقت کہاں جا رہے ہیں آپ؟

میری ایک بہت اہم میٹنگ ہے وہیں جا رہا ہوں۔ شامیر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

لیکن شامیر اس وقت رات کے بارہ بج رہے ہیں اس وقت کون سی میٹنگ ہوتی ہے۔

بدکردار

شامیر کے گھورنے پر میرال یکدم خاموش ہوئی تھی۔شامیر کے فون پر رنگ ہوئی تھی۔

ہیلو! آرہاہوں میں،،شامیر نے فون اٹھاتے ہوئے کہا۔

شامیر نے میرال پر کوئی نظر ڈالے بناباہر کو اپنے قدم بڑھائے۔

شامیر کو یوں تیار دیکھ کر میرال کے دل میں عجیب وسوسے سمائے تھے۔

میرال بھاگتے ہوئے شامیر کے پیچھے گئی تھی۔

شامیر آپ نے کہا تھا کہ آج میں آپ کا کمرے میں تیار ہو کر ویٹ کروں۔میرال سرخ چہرے کے ساتھ اپنی نظریں جھکائے کانپتے ہونٹوں سے بمشکل یہ الفاظ بول پائی۔یہ الفاظ بولتے ہوئے اس نے اپنی آنا کو پھر سے کچلا تھا۔

شامیر نے تمسخر سے میرال کے کانپتے وجود اور شرم سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا تھا۔کتنے روپ ہیں میرال تمھارے؟

اپنے شوہر سے اتنی سی بات کہتے ہوئے شرم سے سرخ پڑرہی ہو۔اکاؤنٹ پر تصویریں لگاتے ہوئے اور غیر مردوں سے بات کرتے ہوئے یہ شرم کہاں تھی۔شامیر نے دکھ اور کرب سے سوچا۔

شامیر میرال پر گہری نظر ڈالتا اس کی بات کا بنا کوئی جواب دیے باہر نکل گیا تھا۔میرال نے شامیر کو ڈبڈبائی آنکھوں سے باہر جاتا دیکھا تھا۔

بدکردار

میرال اندر کو آئی ہی تھی کہ فرخندہ کو گھورتے ہوئے پایا۔ میرال نے اگنور کر کے جانا چاہا۔

میری بات سنو میرال۔ فرخندہ کی آواز پر میرال رکی تھی۔

مگر میرال نے رخ نہیں پلٹا تھا۔

فرخندہ میرال کے سامنے آکر کھڑی ہوئی۔

کیامسئلہ ہے تمھارے اور شامیر کے بیچ میں ہاں بولو، کہ وہ گھر آئے مہمانوں کا لحاظ کیے بنا چلا گیا۔

ابھی تو وہ تم پر واری صدقے جا رہا تھا اب ایسا کیا ہو گیا کہ وہ یوں غصے سے گھر سے باہر گیا ہے۔

فرخندہ میرال سے زہر آلود لہجے میں بولی تھیں۔

آپ کا بھائی اس وقت باہر کیوں گیا ہے،، یہ بات آپ اس سے پوچھیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

میرال غصے سے فرخندہ کا جواب دیتے ہوئے اپنے قدم آگے کو بڑھائے ہی تھے کہ فرخندہ کی بات پر پھر سے رکی تھی۔

فرخندہ کو میرال کے جواب پر آگ ہی لگ گئی۔ پہلی دفعہ میرال نے اس کی کسی بات کا جواب دیا تھا۔

بیوی تم ہو اس کی،، تو پوچھنا بھی تم سے ہی چاہیے ناں کہ تمھارا شوہر اس وقت کہاں گیا ہے وہ بھی اپنی اتنی خوبصورت بیوی کو چھوڑ کر یوں آدھی رات کو۔

فرخندہ طنزیہ بولی تھی۔ فرخندہ کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے میرال نے بمشکل خود پر کنٹرول کیا تھا۔

تم شامیر کو سنبھال نہیں سکتی تو یہاں پر کیا کر رہی ہو۔ روم تو وہ تم سے الگ کر چکا ہے،، اگر ذرا سی بھی تم میں انا و غیرت ہے تو یہ گھر چھوڑ کر چلی جاؤ۔ ورنہ عنقریب شامیر تمھیں خود سے ہی دھکے دے کر نکال دے گا۔

میں جانتی ہوں اپنے بھائی کو اس کا دل بھر گیا ہو گا تم سے،، تمھاری خوبصورتی سے متاثر ہو کر اس نے تم سے شادی کر لی مگر ہمارے سٹیٹس سے تم میچ نہیں کرتی اس لیے اب وہ پچھتا رہا ہے۔ عنقریب میں بہت جلد شامیر کی دوسری شادی کرواؤں گی تم دیکھتی جاؤ۔

میرال غصے سے فرخندہ کی طرف مڑی تھی۔

اوہ۔۔۔۔۔ تو شائل کو آپ لائی ہیں مہرہ بنا کر۔

آپ اپنا شوق پورا کر لیں جو آپ چاہتی ہیں وہ کبھی نہیں ہو گا۔ منہ کی کھانی پڑے گی آپ کو۔

یہ میری بدقسمتی تھی کہ میرا رشتہ آپ لوگوں سے جڑا ورنہ آپ لوگ تو شائل کو ہی ڈیزرو کرتے تھے۔

بدکردار

میرال فرخندہ کے منہ سے شامیر کی دوسری شادی کا سن کر آپے سے باہر ہو گئی تھی۔

ابھی شامیر اس کے ساتھ جو کر کے گیا تھا،،یوں سب کے سامنے اس کی ذات کو سوالیہ نشان بنا کر اسے تنہا چھوڑ گیا تھا۔

میرال کو لگ رہا تھا جیسے اس کے دماغ کی نس پھٹ جائے گی اس لیے وہ غصے سے نہ چاہتے ہوئے بھی پھٹ پڑی تھی۔

صحیح کہہ رہی ہو،، شمائل کو ہی ہم ڈیزرو کرتے ہیں،۔

ہم تمھارے قابل نہیں ہیں،،تو بی بی تم یہاں پر کیا کر رہی ہو۔ جاؤ وہاں پر جو تمہیں ڈیزرو کرتے ہیں۔

میں اپنے بھائی کی دوسری شادی کرواؤں گی اور تم اپنے سامنے یہ سب ہوتا دیکھو گی۔

بس دیکھتی جاؤ فرخندہ نفرت سے بولتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔

میرال فرخندہ کی باتوں کا سوچ کر دھڑکتے دل کے ساتھ صوفے پر بیٹھی تھی۔ میرال کو اپنے حلق میں کانٹے سے چبتے محسوس ہوئے، آنکھوں میں مرچیں سی محسوس ہوئیں۔

میرال جلدی سے کچن کی طرف بڑھ گی تھی اور فریج سے ٹھنڈے پانی کی بوتل نکال کر منہ کو لگائی

فرخندہ اس سے پہلے سٹنگ ایریا کی طرف قدم رکھتی لائبہ ان کا ہاتھ کھینچ کر ایک طرف لے گئی۔

چھوڑو مجھے لائبہ یہ کیا بد تمیزی ہے،۔ فرخندہ غصے سے چیخیں۔

آپا یہ کیا کیا ہے آپ نے باہر،، جانتی بھی ہیں آپ۔

لائبہ دبے دبے انداز میں بولی تھی۔ اندر تک آپ کی آوازیں آرہی تھیں۔ کتنی شرمندگی ہوئی مجھے میں بتا نہیں سکتی آپ کو۔

میرال بھابھی اور شامیر بھائی الگ الگ روم میں رہتے ہیں یہ سن کر صفیہ پھوپھو کتنی خوش ہوئیں ہیں

آپ ان کا چہرہ دیکھتیں تو آپ کو بھی غصہ آتا۔

صائم کیا سوچتا ہو گا ہمارے بارے میں۔

لائبہ کا منہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ آپ اچھی طرح جانتی ہیں صفیہ پھوپھو شمائل کی شادی کرنا چاہتی تھیں شامیر بھائی کے ساتھ۔

یہ سن کر سب سے زیادہ راحت پہنچی ہے انھیں اور یہ سب آپ کی وجہ سے ہوا ہے۔

لائبہ کو بے تحاشا غصہ آرہا تھا جب جب اس کے سامنے صفیہ پھوپھو کا مسکراتا اور طنزیہ چہرہ سامنے آتا۔

لائبہ نے ضبط کے مارے غصے سے مٹھیاں بھینچی تھیں۔

zubinovelszone.com

بدکردار

جو وہ چاہتیں تھیں اب میں بھی چاہتی ہوں اور اس میں حرج ہی کیا ہے؟ فرخندہ اطمینان سے بولیں۔

ویٹ ویٹ،،۔ آپا،، کیا سوچ رہی ہیں آپ۔۔

باہر بھی آپ شامیر بھائی کی دوسری شادی کی بات کر رہی تھیں۔

لگتا ہے آپا،، آپ اپنے حواس میں نہیں ہیں،۔ پہلی بات تو شامیر بھائی کبھی نہیں مانیں گے وہ میرال بھابھی سے بہت پیار کرتے ہیں۔۔ اور مجھے تو آپ کی سوچ پر حیرت ہو رہی ہے۔

کہاں شائل اور کہاں میرال،، لائبہ استھزائیہ ہنسی تھی۔ میرال بھابی ہیرا ہیں آپا ہیرا،، ان کی عادتیں،، ان کا اعلی کردار اور سب سے بڑھ کر ان کی شہزادیوں جیسی خوبصورتی،، جس مرد کے پاس ایسی عورت ہو وہ شائل جیسی عوت سے شادی کیوں کرے گا۔

حیرت ہے،، شامیر کے پاس اتنے گنوں والی عوت ہے پھر بھی آدھی رات وہ باہر گزارتا ہے اتنی خوبصورت عورت سے اس نے اپنا کمرہ الگ کیا ہوا ہے۔ فرخندہ طنزیہ کاٹ دار لہجے میں بولی۔

کیونکہ یہ بھائی کی بدنصیبی ہے آپا۔ پچھتائیں گے وہ جس دن بھابھی ان کو چھوڑ کر چلی گئیں بہت روئیں گے وہ، تڑپیں گے۔ وہ ان کے لیے۔۔

اور آپ کو اچھی طرح پتہ ہے میرال بھابھی جب گھر سے گئیں تھیں تو شامیر بھائی کی کیا حالت تھی۔

میں اچھی طرح جانتی ہوں آپ کو میرال اس لیے نہیں پسند کہ شامیر بھائی آپ سے بھی زیادہ انھیں اہمیت دیتے ہیں۔ آپ نے اپنی انا کا مسئلہ بنالیا ہے۔

ابھی تو آپ نے اپنا بھائی نہیں کھویا مگر یہ سب کچھ کر کے آپ ضرور اپنے بھائی کو کھو دیں گی۔ کیونکہ بھائی کا دل میرال بھابھی کے بغیر قبرستان ہے اور یہ گھر بھی ان کے بغیر قبرستان بن جائے گا۔

لائبہ نے فرخندہ کو احساس دلانے کی اپنی سی کوشش کی تھی۔

مگر فرخندہ تو میرال سے اللہ واسطے کا بیر بنائے بیٹھی تھیں۔ دیکھو لائبہ میری بات سنو،، تحمل سے سوچو اس میں حرج ہی کیا ہے؟ اگر شائل کی شادی شامیر سے ہو جائے اور تمھاری صائم سے۔۔

شائل ہماری اپنی بھی ہے اور اب تو صائم بھی امریکہ میں ڈالرز کمارہا ہے۔ تم امریکہ چلی جاؤ گی اس کے ساتھ،، اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیے۔

میرال کا سمجھو،، اس کا بس اتنا ہی کام تھا۔

شامیر اس کے ساتھ خوش بھی نہیں ہے وہ بھول جائے گا اسے جلد ہی۔ مجھے یقین ہے۔

آپا آپ کا دماغ خراب ہو چکا ہے،، میرال بھابھی کی خوشیوں کی سیج اجاڑ کر میں اپنی سیج سجاؤں گی۔ یہ اپ نے سوچ بھی کیسے لیا۔

میں لعنت بھیجتی ہوں صائم اور صائم جیسے ہزاروں رشتوں پر،، جو کسی غرض پر مبنی ہوں۔

اگر صائم دنیا کا آخری مرد بھی ہو گا میں کبھی بھی میرال بھابھی کا گھر اجاڑ کر اپنا گھر نہیں بساؤں گی یہ بات آپ کان کھول کر سن لیں اچھی طرح۔

لائبہ فرخندہ کی بات سن کر ہتھے سے ہی اکھڑ گئی تھی۔

پتہ ہے تم میرال کی اتنی سائیڈ کیوں لے رہی ہو۔ اس نے تمھیں باقر سے کیا بچا لیا تم تو اس کی،،،،

نہیں آپا ایک لفظ نہیں بولیں گی آپ۔ میں میرال نہیں ہوں جو آپ سب کی بکواس سنوں۔

اپنے کردار پر ایک لفظ نہیں سنوں گی۔

میرال بھابھی کی زبان پر قفل شامیر بھائی کی محبت ڈالتی ہے۔ تبھی وہ سب کچھ برداشت کر لیتی ہیں۔

مگر میرے ساتھ ایسا کوئی مسئلہ نہیں۔

آئندہ آپ نے میرے سامنے باقر کا نام بھی لیا یا میرے پاسٹ کا حوالہ دیا میں بھول جاؤں گی کہ آپ مجھ سے بڑی ہیں۔

گوٹ اٹ،،، یہ بات یاد رکھیے گا۔

لائبہ فرخندہ کو سرد انداز میں باور کرواتے ہوئے فرخندہ کو حق دق چھوڑ کر چلی گئی۔

شامیر بے مقصد ہی سڑکوں پر گاڑی دوڑا رہا تھا

اس کے ایک دوست نے اپنی بیچلر پارٹی پر انوائٹ کیا تھا پہلے تو اس نے آج جانے سے انکار کر دیا تھا مگر گھر میں جو سب کچھ ہوا تو وہ اس سب سے راہِ فرار چاہتا تھا اور اس کمرے میں جہاں میرال کی خوشبو ہر جگہ بکھری ہوئی تھی۔اب تو وہ بستر شامیر کو کانٹوں کی طرح چبتا تھا۔میرال کے بغیر اس کمرے میں رات گزارنا کسی عذاب سے کم نہ تھا۔

اسی لیے اس نے اپنے دوست کو آنے کی ہامی بھری مگر وہاں جا کر بھی اس کا دل وہاں نہ لگا تھا کلب کی تیز روشنی، تیز میوزک اور لڑکیوں کا آدھے کپڑوں میں ڈانس یہ سب کچھ دیکھ کر شامیر کا دل گھبرانے لگا تھا۔دوست کے بے تحاشا روکنے کے باوجود بھی وہ وہاں پر نہ رکا تھا۔

بدکردار

دن بدن وہ اپنی بیوی کا اور دیوانہ ہوتا جارہا تھا۔ جیسے جیسے یہ دیوانگی بڑھتی جارہی تھی ویسے ویسے وہ اس سے دور ہوتی جارہی تھی۔

شامیر گاڑی ایک سائیڈ پر پارک کرتا گاڑی میں بیٹھے سگریٹ سلگا کر لبوں سے لگایا۔ کچھ تو ہے جو مجھ سے چھپا ہے لیکن کیا؟

کیا میرال ویسی ہی لڑکی ہے،، جیسا زیان نے بتایا تھا کہ فیک اکاؤنٹ بنانے والی لڑکیاں ہوتی ہیں۔ یہ خیال آتے ہی شامیر کی شریانئں پھٹنے کو تھیں

شامیر نے اپنی کنپٹیاں سہلائی تھیں وہ میرال کی سوچوں میں بھی کسی کا وجود برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ مووی میں بھی کسی ہیرو کو غور سے دیکھتی تو شامیر اس سے رقابت محسوس کرنے لگ جاتا۔

اور یہ سب کچھ وہ کیسے برداشت کرتا تھا۔ شامیر کا دل ہی جانتا تھا۔

زیان کی باتیں، میرال کا سچ، شمائل کی آج کی باتیں، اُففففف،،، شامیر نے اپنی دکھتی کنپٹیوں کو دبایا تھا۔

میرال کچن میں چیئر پر بیٹھی تھی کہ شمائل اندر داخل ہوئی۔

کیا ہوا میرال یہاں پر ایسے کیوں بیٹھی ہو۔

بدکردار

ارے تم روئی بھی ہو،، یہ کیا غضب کیا تم نے، اتنی خوبصورت آنکھوں میں آنسو مجھے بلکل اچھے نہیں لگے۔۔

یہ شامیر آدھی رات کو کہاں گیا ہے۔ تم اتنی تیار ہوئی، اپنی ادائیں دکھائیں مگر وہ تمھیں چھوڑ کر کہاں گیا۔

میرال نے خاموشی سے شائل کو دیکھا تھا مگر اس کی کسی بات کا جواب نہیں دیا تھا۔

کیا ہوا میرال؟ بول نہیں رہی تم، ابھی کمرے میں تمھاری زبان بہت چل رہی تھی۔

مجھے اس گھر سے نکالنے کی دھمکی دے رہی تھی۔ میں تو اس گھر سے گئی نہیں ہاں مگر شامیر تمھیں چھوڑ کر چلا گیا۔

تم نے میری اس گھر میں اینٹری بند کروانا چاہتی تھی اب دیکھنا میرال،،

شامیر تمھیں خود اس گھر سے نکالے گا اور پھر یہ گھر یہاں کا سب کچھ میرا ہو جائے گا کیونکہ شامیر میرا ہو جائے گا۔ شائل لبوں پر دل جلانے والی مسکراہٹ لیے بول رہی تھی۔

میرال خاموشی سے بلکل سپاٹ چہرہ لیے ہاتھ میں پکڑے گلاس کو دیکھ رہی تھی شاید اس کے پاس بولنے کو کچھ تھا ہی نہیں۔ میرال استہزائیہ مسکرائی تھی خود پر۔

جواب دو میرال،، خاموش کیوں ہو۔ بس اتنے میں ہی تمھاری بس ہو گئی۔ ابھی تو میں نے بہت کچھ کرنا ہے تمھارے ساتھ،، بس تم دیکھتی جاؤ۔

بدکردار

کیا کرنا ہے؟ میں بھی تو سنوں۔لائبہ کچن میں داخل ہوتے ہوئے بولی تھی۔

اور بھابھی تمھاری فضول باتوں کا جواب اس لیے نہیں دے رہیں۔

وہ کہتے ہیں ناں کہ ہر چیز کا ایک صدقہ ہوتا ہے اور عقل کا صدقہ یہ ہے کہ جاہل کی بات کو برداشت کرنا۔

لگتا ہے بھابھی آج تمھاری بات کا جواب نہ دے کر اپنی عقل کا صدقہ اتار رہی ہیں۔

شمائل تو آگ بگولہ ہو گئی لائبہ کی بات سن کر۔

تم نے مجھے جاہل کہا ہے۔شمائل آگ بگولہ ہوتے ہوئے بولی۔

ارے تمھیں کس نے کہا کہ تم جاہل ہو۔

تم نہ صرف جاہل، اجڈ، گنوار، بد تمیز، بے شرم لڑکی ہو جسے اپنی عزت کی پرواہ تو ہے نہیں دوسروں کی کیا کرے گی۔

لائبہ اپنی زبان کو سنبھالو ورنہ میں۔۔۔۔۔۔

غصے سے شمائل کے منہ سے الفاظ نہیں نکل رہے تھے۔ورنہ کیا کرو گی تم کچھ نہیں کر سکتی۔شمائل تمھاری اتنی اوقات نہیں کہ تم کچھ کر سکو۔

یہ جو تمھارے ارادے ہیں اس گھر میں آنے کے میں کبھی پورا نہیں ہونے دوں گی۔تم میرال بھابھی کے پاؤں کی جوتی کے بھی برابر نہیں ہو۔تمھارا خواب ہی رہے گا۔

بدکردار

دفعہ ہو جاؤ اب اپنی یہ منہوس شکل لے کر اور آئیندہ بھابھی کو دھمکی مت دینا ورنہ تمھارا منہ توڑ کر تمھارے ہاتھوں میں تھما دوں گی۔ لائبہ غصے سے چیخی۔

دیکھ لوں گی لائبہ،، تمھیں بھی،، بہت جلد تمھارے پَر بھی کاٹ دوں گی۔ دیکھتی جاؤ تم۔

شائل آنکھوں میں چنگاریاں اور بے تحاشا غصہ لیے میرال پر نفرت بھری نگاہ ڈالتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔

بھابھی آپ شائل کی باتیں کیوں سن رہی تھیں۔ جواب کیوں نہیں دیا ایسے لوگوں کا جب تک منہ بند نہ کیا جائے وہ اپنی اوقات میں نہیں رہتے۔ آپ بنا لڑے ہی کیسے ہتھیار پھینک سکتی ہیں۔ لائبہ میرال کے پاس چیئر پر بیٹھتی ہوئی بولی تھی۔

کیا بولتی میں،، میرے پاس کہنے کو ہے ہی کیا۔

بیوی کا ہتھیار تو اس کا شوہر ہوتا ہے جب میرا شوہر ہی میرے ساتھ نہیں تو میں کیسے کسی کا مقابلہ کر سکتی ہوں۔ میرال تھکے تھکے انداز میں بولی۔

بھابھی کیا بات ہے؟ مجھے بتائیں آپ میں اور بھائی میں ایسی کونسی بات ہے جو اتنا پیار کرنے کے باوجود آپ لوگوں میں دوری ہے۔ میرال اس بات پر استھزائیہ مسکرائی تھی۔

بھابھی پلیز مجھے بتائیں ہو سکتا ہے میں آپ کی مدد کر سکوں۔

میرال نے ٹھنڈی سانس لی تھی۔

میرے اور تمہارے بھائی کے بیچ بدگمانی ہے،، بدگمانی انسان کو وہ بھی سوچنے پہ مجبور کروا دیتی ہے جس کا سرے سے وجود ہی نہیں ہوتا۔ اور یہ بدگمانیاں دن بدن بڑتی جا رہی ہیں۔

بتاؤں گی تمھیں،، مگر ابھی نہیں۔ ابھی میں لان میں جانا چاہتی ہوں تھوڑی دیر کھلی ہوا میں سانس لینا چاہتی ہوں اگر میں اندر کچھ دیر اور رہی تو میرا سانس بند ہو جائے گا۔

میرال جھٹکے سے چیئر سے اٹھتی باہر چلی گئی تھی۔

لائبہ نم آنکھوں سے میرال کو باہر جاتا دیکھ رہی تھی۔

میرال باہر کھلی ہوا میں آکر لمبے لمبے سانس لینے لگی۔ اپنی پشت پر کسی کی نظروں کا احساس ہونے پر مڑی تو اپنے سامنے زیان قیوم کو کھڑا دیکھ کر اسے حیرت نہیں ہوئی تھی وہ جانتی تھی وہ اسے ملے بغیر نہیں جائے گا۔

کیسی ہو میرال؟ زیان اس کے پاس آکر گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔

میرال نے نفرت آمیز نگاہوں سے زیان کو دیکھا تھا۔ پتہ ہے میرال،، تمھاری آنکھوں میں آنسو مجھے بالکل پسند نہیں ہیں۔ کیوں تم اس انسان کے لیے آنسو بہاتی ہو۔ جسے تمھاری ذرہ برابر پرواہ نہیں ہے۔

میری آنکھوں میں تمھیں اپنے لیے نفرت کیسی لگتی ہے زیان؟

میرال کے سوال پر زیان نے قہقہہ لگایا تھا۔

جب تم اپنی آنکھوں میں نفرت کی چنگاریاں لیے مجھے دیکھتی ہو مجھے لگتا ہے تم اپنی آنکھوں سے مجھے بھسم کر دو گی۔ میں تو خود بھسم ہونا چاہتا ہوں تمھارے وجود کی گرمائش سے۔ زیان نے آنکھ مارتے ہوئے بے باکی سے کہا۔

زیان تم انتہائی گھٹیا انسان ہو۔ میری سوچ سے بھی کہیں زیادہ۔ میرال غرائی۔

میں گھٹیا ہوں تو اپنے شوہر کے متعلق کیا خیال ہے۔ وہ تو مجھ سے بھی پرلے درجے کا گھٹیا ہے پھر تو۔ زیان پھنکارا۔

بکواس بند کرو میں شامیر کے خلاف ایک لفظ نہیں سنوں گی۔

دیکھو میرال ابھی بھی وقت ہے میرے پاس آجاؤ۔ عزت سے آؤ گی تو عزت سے اپناؤں گا ورنہ تمھیں اس گھر سے دکھے دے کر نکلواؤں گا۔ زیان نے دھمکی دی۔

زیان تم جتنی مرضی کوشش کرلو ایسا کبھی نہیں ہوگا جو بھی ہو شامیر مجھ سے بہت پیار کرتا ہے وہ کبھی تم لوگوں کا مہرہ نہیں بنے گا۔

میرال کی بات پر زیان نے قہقہہ لگایا تھا۔

ابھی بھی یہی کہہ رہی ہو وہ مہرہ بن چکا ہے اس کا ڈیمو تمھیں اندر مل چکا ہے۔ میرال کیا فائدہ ایسے انسان کے ساتھ رہنے کا جو تم پر اعتبار ہی نہ کرتا ہو۔

میرے پاس آجاؤ میں تم پر اعتبار کرتا ہوں۔ تم سے اچھے کردار کی لڑکی میں نے آج تک نہیں دیکھی۔ کیا نہیں ہے میرے پاس؟ پیسہ، عیش و عشرت، جوانی اپنا سب کچھ تم پر لٹادوں گا بس ایک دفعہ میرے پاس آجاؤ۔

زیان میں تھوکتی ہوں تم پر اور تمھارے پیسے پر۔ رہی بات شامیر کے اعتبار کی وہ آج بھی مجھ پر اعتبار کرتا ہے۔ اس کی آنکھوں میں بے اعتباری نہیں ہے۔ ایک شوہر کی آنکھوں میں اپنی بیوی پر مان ٹوٹنے کا کرب ہے۔

جس کی ذمہ دار میں خود ہوں اور مجھ جیسی ہزاروں لڑکیاں ہیں جو اپنے ماں باپ کی دی گئی آزادی اور بھروسے کا ناجائز فائدہ اُٹھاتی ہیں۔ وہ تو میرے اللہ کا شکر ہے اس نے میری تم جیسے بھیڑیے سے حفاظت کی ہے انشااللہ میرا رب آگے بھی تم سے میری حفاظت کرے گا۔

میں سب کچھ ٹھیک کردوں گی۔ میں تمھاری اصلیت اسے ضرور بتاؤں گی۔ شامیر میرا اعتبار ضرور کرے گا۔ میرال پُر عزم چٹانوں سے لہجے میں بولی۔ میرال تم اپنے دل کو جھوٹی تسلیاں دے رہی ہو۔

وہ تم پر اعتبار نہیں کرتا۔ اعتبار کرتا تو آج تمھارے ساتھ کھڑا ہوتا یوں تمھیں چھوڑ کر نہ جاتا۔ تم یہ سوچو وہ اس وقت ہے کہاں۔ اتنی آدھی رات کو وہ کہاں گیا ہے؟ تمھارا اتنا ہینڈسم اور پیسے والا شوہر! زیان طنزیہ مسکرایا تھا۔

زیان کی بات پر میرال کے چہرے پر سایہ لہرایا تھا۔ جسے زیان نے فوراً سے محسوس کر لیا تھا۔

سوچو میرال کہاں ہے وہ اس وقت؟

تم سے تو وہ کافی دنوں سے اپنا کمرہ الگ کر چکا ہے تو اپنی ضرورتیں کہاں سے پوری کرتا ہو گا۔ کہیں اسی لیے تو نہیں گیا آج؟ کہیں ہوٹل کے بند کمرے یا پھر اپنے فارم ہاؤس میں عیاشی تو نہیں کر رہا۔

زیان مکروہ ہنسی ہنسا تھا۔

چٹاخ۔۔۔۔۔زیان کی ہنسی میرال کے تھپڑ سے رکی تھی۔

ایسی بکواس کر کے تم مجھے میرے شوہر سے بدگمان نہیں کر سکتے۔ میں شامیر پر خود سے زیادہ اعتبار کرتی ہوں۔۔ دفعہ ہو جاؤ یہاں سے میرال چلاتے ہوئے بولی۔

زیان نے سرخ نظروں سے گال پر ہاتھ رکھے میرال کو دیکھا۔

تم نے جو یہ حرکت کی ہے اگر کوئی اور یہ کرتا تو اس کا ہاتھ توڑ دیتا۔ مگر فکر نہ کرو عنقریب اس کا بدلہ سود سمیت لوں گا۔ زیان دھاڑا۔

کیا کرو گے؟ ہاں! شائل کو مہرہ بنا کر لائے ہو ایسی چیپ حرکتیں کرو گے۔

شامیر صرف میرا ہے صرف میرا۔ تم یا شائل کبھی اسے مجھ سے چھین نہیں سکتے۔ یاد رکھنا تم۔

وہ تو وقت آئے گا تم خود دیکھ لو گی کہ شائل کیا کرتی ہے؟ بس تم ابھی یہ سوچو شامیر کہاں ہے؟ اور کیا کر رہا ہے اس وقت؟

جب اچھی طرح سوچ لو گی تمھیں خود ہی جواب مل جائے گا کہ واقعی میں شامیر صرف تمھارا ہے۔

زیان شیطانی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے سیٹی بجاتا ہوا میرال پر گہری نظر ڈالتا وہاں سے چلا گیا۔

میرال سب کے جانے کے بعد کافی دیر سے باہر لان میں جلے پیر بلی کی مانند چکر لگا رہی تھی۔ چار بجنے کو آئے تھے مگر شامیر کا کچھ اتا پتہ نہیں تھا۔ لینڈ لائن سے بھی کافی دفعہ کال کی مگر نمبر بند تھا۔

زیان کی باتیں سوچ سوچ کر میرال کا سر درد سے پھٹا جا رہا تھا۔ دل میں عجیب وسوسے سما رہے تھے۔ تھک ہار کر لان میں پڑی کرسی پر ٹیک لگائے شامیر کا انتظار کرنے لگی۔ آنکھ کب لگی پتہ نہ چلا۔ صبح کی روشنی پر آنکھ کھلی تو بھاگتے ہوئے کار پورچ تک گئی تھی مگر شامیر کی گاڑی کو نہ پا کر اُلٹے قدموں واپس آئی تھی۔ کمرے میں آ کر منہ تکیے میں دیے سسک سسک کر رو پڑی۔

میرال اپنے کمرے میں اُداس سی بیڈ پر بیٹھی تھی۔ آج کمرے سے باہر نہیں نکلی تھی۔ رات والے حلیے میں بکھرے بال سرخ متورم آنکھیں، بے چین بے قرار، دوپہر ہونے کو آئی تھی۔ شامیر ابھی تک نہیں آیا تھا۔ لائبہ کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ میرال کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔

بھابھی کیا ہوا ہے آپ کو؟ لائبہ نے میرال کی حالت دیکھ کر تشویش زدہ انداز میں پوچھا۔

کچھ نہیں۔ میرال پھیکی سی مسکرائی۔

بھابھی کچھ تو ہوا ہے۔ آپ نے اپنی کیا حالت بنا رکھی ہے؟ صبح سے آپ کمرے سے بھی باہر نہیں نکلی۔ میں نے آپ کے لیے ناشتہ بھجوایا تھا وہ بھی آپ نے واپس بھجوا دیا۔ بھابھی پلیز مجھے بتائیں بھائی اور آپ کے درمیان کیا چل رہا ہے؟ لائبہ نے میرال کے ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔

میرال یکدم لائبہ کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

کافی دیر تک میرال روتی رہی تھی اور پھر خود پر قابو پا کر لائبہ کو سب کچھ بتا دیا۔ مگر زیان کی سچائی لائبہ سے چھپائی تھی۔ لائبہ زیان کو اپنے بھائیوں کی طرح مانتی تھی۔ پتہ نہیں لائبہ اس پر یقین کرے نہ کرے۔

لائبہ میرال کی باتیں سُن کر بے یقینی کے عالم میں بیڈ سے اُٹھی تھی۔

غصے سے کمرے کے چکر لگانے لگی۔

آئی کانٹ بِلیو دِس بھابھی! اتنی چھوٹی سی بات پر بھائی کا رِی ایکشن اتنا ایکسٹریم؟ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ بھائی کی سوچ اتنی چھوٹی اور سطحی ہو سکتی ہے۔

یہ چھوٹی بات نہیں ہے۔ میرال نے ہچکی لی۔

اُوہ کم آن بھابی! جب تک آپ خود کو قصوروار سمجھتی رہیں گی سب آپ کو ہی قصوروار سمجھیں گے۔

اگر آپ نے اپنی کم عمری میں کسی سے دو گھڑی بات کر لی تو ایسا کیا ہو گیا کہ بھائی آپ کو معاف نہیں کر پا رہے۔

عشق کا دعوٰی کیا تھا شامیر بھائی نے۔ اور دل اتنا چھوٹا نکلا بھائی کا، لائبہ نے افسوس سے سر ہلایا۔

وہ مجھے لے کر بہت پوزیسو ہیں شاید اس لیے۔ میرال انگلیاں چٹخاتے ہوئے بولی۔

پوزیسو ہونے کا مطلب یہ تو نہیں کہ اب آپ کو ساری عمر سولی پر لٹکائے رکھیں گے۔

بھابھی پلیز خود کے لیے سٹینڈ لینا سیکھیں۔

لائبہ بیڈ پر بیٹھتی میرال کو سمجھانے لگی۔

میرال زخمی سی مسکرائی تھی وہ اسے کیا بتاتی وہ سب سے لڑ سکتی ہے مگر اس ظالم، بے حس، جلاد انسان کی آنکھوں میں بھی نہیں دیکھ سکتی تو اس سے لڑے گی کیا؟

اچھا چلیں اُٹھیں تیار ہو جائیں ہم باہر جا رہے ہیں۔شاپنگ بھی کریں گے اور لنچ بھی باہر ہی کریں گے۔

نہیں لائبہ تم جاؤ میرا موڈ نہیں ہے۔

میرال نے انکار کیا،،اور ویسے بھی اس جلاد نے کہاں برداشت کرنا تھا کہ وہ اس کے بغیر باہر گئی ہے۔

میرال کے انکار کرنے کے باوجود لائبہ زبردستی میرال کو باہر لے کر آئی تھی۔

میرال اور لائبہ ایک بہت بڑے ہوٹل میں داخل ہوئیں تھیں۔

کیا خیال ہے بھابھی پہلے لنچ ہی نہ کر لیا جائے بھوک بہت لگی ہے مجھے۔آپ نے بھی تو صبح سے کچھ نہیں کھایا۔لنچ کے بعد شاپنگ کر لیں گے پاس ہی تو مال ہے۔

لائبہ چیئر پر بیٹھتی ہوئی بولی۔

میرال نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

لائبہ اور میرال کھانے کا ویٹ کر رہی تھیں کہ میرال کی نظر دور ایک ٹیبل پر پڑی جہاں شامیر کسی فارنر لڑکی کے ساتھ بیٹھا لنچ کر رہا تھا۔

لڑکی کافی خوبصورت تھی اور کپڑے تو اس نے نہ ہونے کے برابر پہن رکھے تھے۔

شامیر اور وہ کافی مسکرا مسکرا کر ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے۔میرال نے بھیگی پلکوں سے شامیر کو دیکھا تھا جو چاکلیٹ براؤن ٹو پیس پہنے بہت شاندار لگ رہا تھا۔

شامیر کو اس لڑکی کے اتنا قریب بیٹھا دیکھ کر میرال کے دل میں جلن کی لہر اُٹھی تھی۔

زیان کی باتیں بھی یاد آئیں تھیں۔ میرال کی آنکھیں پل میں آنسوؤں سے لبریز ہوئیں۔

میرال نے اپنا رُخ موڑ لیا تھا اسے اس ظالم، جلاد، بے حس انسان کی کوئی پرواہ نہیں تھی اب۔

وہ کچھ بھی کرتا پھرے اس کی بلا سے۔

صائم اپنے دوست کے ساتھ لنچ کرنے آیا تھا واپس جا ہی رہا تھا کہ لائبہ اور میرال پر نظر پڑی تو خوشگواری کا احساس ہوا۔

صائم اپنے دوست کو خدا حافظ کرتا ان کی ٹیبل کی طرف آیا۔

اسلامُ علیکم ! واٹ آ پلیزنٹ سرپرائز! صائم نے پاس آکر گلا کھنکار کر مخاطب کیا۔

لائبہ نے حیرت سے صائم کو دیکھا اس سے بھی زیادہ حیرت اس بات پر ہوئی کہ وہ کرسی کھسکاتا ان لوگوں کے پاس بیٹھ چکا تھا۔

کیسی ہیں بھابھی آپ؟ صائم نے لائبہ کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے میرال سے پوچھا۔

میں بالکل ٹھیک ہوں، آپ سُنائیں۔ میرال نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

میں بھی اب بالکل ٹھیک ہوں۔ بلکہ بہت خوش ہوں۔ صائم کی نظروں کا رُخ ابھی بھی لائبہ کی طرف ہی تھا۔

لائبہ نے غصے سے اپنی نظروں کا زاویہ بدلا تھا۔

صائم نے حیرت سے لائبہ کے غصے سے سرخ چہرے کو دیکھا۔ کل رات ڈنر کرنے تک تو بالکل ٹھیک تھی۔ جب وہ جانے لگے تھے تو وہ انھیں خداحافظ بھی نہیں کرنے آئی تھی۔ اور اب اسے دیکھ کر چہرے پر بے انتہا غصہ کیوں تھا۔ صائم پریشان ہوا تھا۔ کیا بات ہوسکتی ہے؟

لائبہ مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے پلیز ذرا باہر آ کر میری بات سُن لو۔ صائم نے التجائیہ لہجے میں کہا۔

صائم تمھیں جو بھی بات کرنی ہے وہ یہیں پر کرو ویسے بھی بھابھی کو اکیلا چھوڑ کر میں کہیں نہیں جاسکتی۔ لائبہ نے صائم کی بات پر مبہم سا بہانہ تراشہ۔

اصل میں وہ صائم کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔ یعنی کہ وہ اس سے محبت کا ڈرامہ کررہا تھا تاکہ شائل اس گھر میں آسکے۔

کیا ہو گیا ہے لائبہ؟ بھابھی چھوٹی بچی تو نہیں ہیں۔ جو وہ اکیلی نہیں بیٹھ سکتی۔ مجھے دو منٹ تم سے بات کرنی ہے۔ پلیز بھابھی آپ کہیں لائبہ سے۔ صائم نے میرال سے التجا کی۔

لائبہ صائم بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے تم اس کی بات سُن لو۔ میرال نے کہنے پر لائبہ غصے سے اُٹھ کر باہر گئی تھی۔ صائم میرال کا شکریہ کرتا لائبہ کے پیچھے گیا تھا۔

کیا صائم لائبہ کو پسند کرتا ہے؟ میرال کو خوشگوار حیرت ہوئی تھی۔ میرال کو شروع دن سے ہی صائم بہت اچھا لگا تھا۔ بہت سِمپل اور ڈیسینٹ تھا بالکل عینی کی طرح۔ پتہ نہیں شائل کس پر گئی ہے؟ جو میرے شوہر کے پیچھے ہی پڑ گئی ہے۔ میرال نے کڑھتے ہوئے دل کے کے ساتھ سوچا اور کن اکھیوں سے شامیر کی ٹیبل کی طرف دیکھا۔ جہاں شامیر کی ہنسی گونجی تھی اس انگریز لڑکی کی کسی بات پر۔

سفید بھوتنی،، میرال نے جلے دل کے ساتھ اُسے خطاب دیا۔

شامیر کی نظر سامنے ٹیبل پر پڑی تھی۔ شامیر نے حیرانگی سے دیکھا جہاں میرال ڈارک میرون کلر کی ٹراوزر اور شرٹ میں ملبوس، دوپٹہ سر پر اوڑھے بیٹھی تھی۔

یہ یہاں پر کیا کررہی ہے؟ وہ بھی اکیلی۔۔ شامیر نے سرد نظروں سے میرال کو گھورا تھا۔

شامیر اسی فانز لڑکی سے ایکسکیوز کرتا میرال کی ٹیبل پر آیا۔

تم یہاں پر کیا کررہی ہو؟ شامیر کی سرد آواز پر میرال اُچھلی تھی اور پھر خود پر قابو پاتی ہوئی بولی۔

جو آپ یہاں پر کرنے آئے ہیں۔ میرال نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

شامیر میرال کو گہری نظروں سے دیکھتا ہوا چیئر گھسیٹ کر میرال کے سامنے بیٹھا تھا۔

کس کے ساتھ آئی ہو؟ شامیر نے خشک لہجے اور سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

کسی کے بھی ساتھ آئی ہوں آپ کو اس سے کیا؟ میرال نے جی کڑا کے جواب دیا۔ مگر آواز اتنی آہستہ تھی کہ شامیر کو بمشکل ہی سُنائی دیا۔

میرال نے گردن گھما کر دیکھا جہاں وہ سفید بھوتنی ادھر ہی دیکھ رہی تھی۔ میرال سیدھا جواب دو۔ شامیر اپنا غصہ دباتا ہوا بولا۔

لیکن میرال کی توجہ تو اس سفید بھوتنی پر تھی جو ابھی بھی شامیر کو ہی دیکھ رہی تھی۔۔

شامیر نے میرال کی نظر ہں کا ارتکاز سامنے ٹیبل پر محسوس کیا تو سامنے دیکھا جہاں وہ فارنر لڑکی بیٹھی تھی شامیر کے دیکھنے پر اس لڑکی نے ہاتھ ہلا کر مسکرا کر اشارہ کیا تھا۔

جسے شامیر نے مسکرا کر جواب دیا۔

میرال کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔ میرال غصے سے ایک جھٹکے سے ٹیبل سے اُٹھی تھی اپنا پرس اُٹھایا اس سے پہلے وہ باہر جاتی شامیر نے اس کی کلائی تھامی تھی۔ کہاں جا رہی ہو؟

میں جہاں بھی جاؤں آپ کو اس سے کیا؟

میرال نے اپنی کلائی چھڑاتے ہوئے بھیگے لہجے میں کہا۔

بدکردار

شامیر اپنی چیئر سے کھڑا ہوا تھا۔ میرال تم میرا دماغ بہت خراب کر چکی ہو اور میرا ٹائم بھی بہت ضائع کر چکی ہو۔ اس سے پہلے میرا مزید دماغ خراب ہو یہاں پر آرام سے بیٹھو۔ میں اپنا کام ختم کر کے آتا ہوں۔ شامیر نے دبے لہجے میں غراتے ہوئے کہا۔

بیٹھو یہاں پر میں بس آرہا ہوں۔

میرال شامیر کی بات سُنی اَن سُنی کرتی کھڑی رہی۔

میرال۔۔ شامیر نے ہلکے مگر سرد انداز میں میرال کو پکارا تھا۔ میرال شامیر کے سرد انداز پر بولنے پر بُرے بُرے منہ بناتی وہاں پر بیٹھ چکی تھی۔

یہاں سے ہلنا مت اب۔ شامیر سرخ آنکھوں سے میرال کو گھورتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

شامیر اپنی ٹیبل پر آیا تھا اور فارنر لڑکی سے معذرت کی تھی جس کے ساتھ آج اس کی میٹنگ تھی جو آج ہی لندن سے آئی تھی۔ لڑکی نے خوش اخلاقی سے شامیر کی معذرت قبول کی اور مسکراتے ہوئے شامیر سے مصافحہ کیا تھا۔ میرال یہ سب دیکھتے ہوئے غصے سے شامیر کی پرواہ کیے بناوہاں سے چلی گئی۔

شامیر جب میرال کی ٹیبل پر آیا وہاں میرال کو نہ پا کر غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں۔ کہاں گئی یہ بے وقوف لڑکی؟ شامیر خود سے بڑبڑاتا ہوا میرال کی تلاش میں نکلا۔

zubinovelszone.com
Noor Asif Novels

بولو صائم تمھیں مجھ سے کیا بات کرنی ہے؟

لائبہ باہر آکر صائم سے بولی تھی اس غصے اور گریز کی وجہ جان سکتا ہوں۔ صائم لب بھینچتے ہوئے بولا۔

گریز کی خوب کہی۔ میرے اور تمھارے مراسم کب اتنے گہرے تھے کہ تم مجھ سے میری گریز کی وجہ پوچھو۔ لائبہ طنزیہ مسکراتی ہوئی بولی۔

ٹھیک کہہ رہی ہو۔ میرے اور تمھارے مراسم گہرے نہیں ہیں اور میں یہی مراسم گہرے کرنا چاہتا ہوں بہت گہرے

۔ صائم نے مسکرتے ہوئے لائبہ کے ہاتھ پکڑے تھے۔

دیکھو صائم میں تمھارے ارادے اچھی طرح سے جان چکی ہوں، تم یہ جھوٹی محبت کی آڑ میں شائل کی شادی شامیر بھائی سے کروانا چاہتے ہو۔ تو اچھی طرح ایک بات سُن لو، میں تمھیں اور تمھاری بہن کو میرال بھابھی کا گھر اُجاڑنے نہیں دوں گی۔

لاۂبہ نے ایک جھٹکے سے اپنے ہاتھ ھُڑائے۔

صائم نے الجھن بھری نظروں سے لائبہ کو دیکھا تھا۔

یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟ صائم حیرت سے بولا تھا۔

صائم تم اتنے معصوم کیوں بن رہے ہو،، جیسے تمھیں کچھ پتہ ہی نہیں۔

شمائل نے کل میرال بھابھی کو دھمکی دی تھی کہ وہ بہت جلد شامیر بھائی سے شادی کرے گی اور فرخندہ آپا نے بھی مجھے یہی کہا کہ شمائل کی شادی شامیر سے اور میری تم سے کروانے کا ارادہ رکھتی ہیں۔

ان سب باتوں میں تمھیں یہ کہاں سے لگا کہ میں تم سے جھوٹی محبت کا ناٹک کر رہا ہوں۔شمائل کیا چاہتی ہے؟ فرخندہ آپا کیا چاہتی ہیں؟ مجھے کچھ نہیں پتہ۔

بس مجھے یہ پتہ ہے کہ میں کیا چاہتا ہوں۔اور میں بس تمھیں چاہتا ہوں۔

جہاں تک شمائل اور شامیر کی شادی کی بات ہے۔میں ایسا کبھی نہیں ہونے دوں گا۔

اور مجھے پورا یقین ہے شامیر کبھی بھی ایسا نہیں ہونے دے گا۔

میرال بھابھی اتنی اچھی ہیں۔وہ میرے لیے عینی اور شمائل کی ہی طرح ہیں۔

میں نے اس دن شامیر کی آنکھوں میں میرال بھابھی کے لیے بہت محبت دیکھی ہے۔

اور جہاں تک شمائل کی بات ہے اس کی عادت ہے بے پر کی اُڑانے کی اور فضول سوچنے کی۔اس کے بارے میں زیادہ مت سوچو۔

لیکن مجھے دُکھ اس بات کا ہوا ہے تم نے مجھے غلط سمجھا۔

لائبہ میں واقعی میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں،،بنا کسی غرض اور لالچ کے۔آج سے نہیں نا جانے کب سے۔لیکن آج تم نے مجھے بہت مایوس کیا ہے۔میرے سچے جذبوں کی توہین کی ہے۔

صائم یہ کہتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔لائبہ لب کاٹتے ہوئے جی بھر کر شرمندہ ہوئی تھی۔

واقعی میں وہ اچھی طرح جانتی ہے شائل کو،،

اور فرخندہ آپا کا بھی پتہ ہے کس طرح میرال سے خار کھاتی ہیں۔پھر بھی میں نے صائم کے بارے میں غلط سوچا اور اسے اتنا کچھ کہہ دیا۔

لائبہ یہ سوچ رہی تھی کہ میرال آتی دکھائی دی۔

بھابھی میں بس آ ہی رہی تھی۔لائبہ میرال کو دیکھتی ہوئی بولی۔

نہیں مجھے یہاں نہیں رُکنا۔چلو یہاں سے،، لیکن بھابھی کھانا،،لائبہ حیران ہوئی۔

لائبہ تم نے چلنا ہے کہ نہیں؟میرال غصے سے آگے بڑھ گئی۔

لائبہ میرال کے پیچھے بھاگی تھی۔

اچھا بھابھی کھانا نہیں کھانا تو نا کھائیں مگر شاپنگ تو کر لیں۔

شامیر نے غصے سے میرال کا نمبر ملایا تھا جو کہ آف تھا۔شامیر نے اپنا ماتھا سہلایا۔

اُف! میرال کے پاس تو موبائل ہی نہیں ہے۔

کہاں گئی یہ پاگل لڑکی؟شامیر ہوٹل سے باہر آیا تھوڑا آگے آنے پر میرال اور لائبہ دکھائی دیں۔جو مال میں داخل ہو رہی تھیں۔

شامیر ان کے پیچھے مال میں داخل ہوا۔

بدکردار

لائبہ شامیر کو دیکھ کر رُکی تھی مگر میرال غصے سے آگے بڑھ گئی۔شامیر نے قہر بھری نظروں سے میرال کی پُشت کو گھور تھا۔

بھائی آپ یہاں پر! لائبہ شامیر کو دیکھ کر حیران ہوئی۔

تم لوگ یہاں پر کیا کر رہی ہو؟شامیر نے سرد لہجے میں استفسار کیا۔

وہ بھائی میں اور بھابھی کچھ شاپنگ کرنے آئی ہیں۔

شامیر اور لائبہ بھی اندر داخل ہوئے تو میرال ایک جگہ پر رُک کر ایک بوتیک پر ایک ڈریس بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔لائبہ اپنے لیے ڈریسز دیکھنے لیڈیز سیکشن کی طرف چلی گئی۔

شامیر میرال کے پاس آیا تھا جو ڈارک میرُون سٹائلش میکسی کو دیکھ رہی تھی جو کہ بہت خوبصورت تھی جس پر انٹیکس کا نازک کام ہوا تھا اور ساتھ خوبصورت کامدار دوپٹہ تھا۔جو شیشے میں ڈمی نے پہنا تھا۔پوری بوتیک میں وہ ڈریس اپنی شان میں آپ تھا۔اس کے کام کی چمک آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی۔میرال بہت غور سے اس ڈریس کو دیکھ رہی تھی۔

کیا ہوا بہت پسند آگیا ہے تو لے لو۔شامیر اس کے پاس آکر ہاتھ پینٹ کی پاکٹ میں ڈالے پوچھنے لگا۔

نہیں مجھے تو پسند نہیں آیا۔اور ویسے بھی اتنا ہیوی ڈریس لے کر میں کیا کروں گی۔

آپ لے لیں شاید آپ کے کام آجائے۔ میرال غصے سے بولتی آگے کو بڑھ گئی۔

شامیر میرال کی اس فضول بات پر حیران ہوا تھا اور لب بھینچ کر میرال کو دیکھا۔ بھلا مجھے کیا اس کی ضرورت، یہ کیا فضول بول کر گئی ہے۔ شامیر نے وہ ڈریس سیلز گرل سے پیک کرنے کو کہا اور اس کی پے مینٹ کرتا باہر کو آیا تھا۔

صائم ڈرائنگ روم میں بیٹھا کب سے سوچ رہا تھا۔

لائبہ نے اسے کیوں بلوایا ہے؟

لائبہ ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی تھی صائم اسے دیکھ کر کھڑا ہوا اور لائبہ کا چہرہ دیکھ کر پریشان ہوا جو بے انتہا سنجیدہ تھا۔

صائم کیا تم مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہو؟ لائبہ اندر داخل ہوتی ہوئی بولی تھی۔

ہاں میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ صائم نے لائبہ کا سنجیدہ چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے حیرانگی سے جواب دیا۔

میں آج جو تمھیں بتانے لگی ہوں۔

مجھے پورا یقین ہے یہ سُن کر تم مجھ سے شادی کا خیال دل سے نکال دو گے۔

لائبہ کیا کہہ رہی ہو میں کیوں؟

صائم پہلے میری پوری بات سُن لو،، پھر کہنا جو بھی تم نے کہنا ہے۔

لائبہ نے صائم کو اپنے پاسٹ باقر کے متعلق سب کچھ بتایا تھا کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ ساری زندگی اپنے پاسٹ کو لے کر ڈرتی رہے۔اور صائم کو وہ کسی بھی دھوکے میں نہیں رکھنا چاہتی تھی۔میرال بھابھی کی مثال اس کے سامنے تھی۔شامیر بھائی میرال بھابھی کی چھوٹی سی غلطی معاف نہیں کر سکے تو میرا تو گناہ ہے۔یقیناً صائم یہ سب سُن کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے میرا خیال دل سے نکال دے گا۔لائبہ تلخ انداز میں سوچتے ہوئے صائم کو دیکھا جو سر جھکائے بیٹھا تھا۔

صائم تمہارا جھکا ہوا سر دیکھ کر مجھے تمہارا جواب مل چکا ہے۔اچھا میں چلتی ہوں یہ میری اور تمہاری شائد آخری ملاقات تھی۔اپنا خیال رکھنا۔

لائبہ جانے کے لیے بڑھی ہی تھی کہ صائم کی آواز پر پلٹی۔

لائبہ مجھے تمہارے پاسٹ سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔فرق پڑتا ہے تمہارے حال اور تمہارے مستقبل سے۔

بلکہ آج میری نظروں میں تمہاری عزت میں اور اضافہ ہوا ہے۔تم چاہتی تو مجھ سے سب کچھ چھپا سکتی تھی۔یقین کرو تمہاری سچائی نے مجھے تمہارا اور گرویدہ بنا دیا ہے۔

میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔

کیا تم بھی مجھ سے شادی کرو گی۔

صائم نے آگے بڑھ کر لائبہ کے دونوں ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

لائبہ نے نم آنکھوں سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

میرال اپنے کمرے میں تیار ہو رہی تھی جب ملازمہ نے آکر ایک پیکٹ میرال کو تھمایا تھا کہ شامیر سر نے دیا ہے آپ کے لیے۔۔

میرال نے حیران ہو کر وہ پیکٹ کھولا،، اس میں وہی میکسی تھی جو اس دن شاپنگ مال میں،، اس دن اس نے دیکھی تھی۔

میرال نے ایک نظر اس میکسی کو دیکھا اور دوسری نظر خود پر ڈالی۔ میرال اس وقت سی گرین لانگ میکسی پہنے ہوئے تھی۔ باریک نیٹ کا سی گرین بڑا سا دوپٹہ اوڑھ رکھا تھا اور آنکھوں پر گرین سموکی میک اَپ کیے ہوا تھا گرین نگوں والے لمبے آویزے پہن رکھے تھے۔ میرال اس ڈریس میں بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔ مگر یہ بھی سچ تھا شامیر والی میکسی زیادہ خوبصورت تھی۔

میرال وہ میکسی پکڑے شامیر کے کمرے میں آئی تھی مگر شامیر کمرے میں نہیں تھا شاید واش روم میں تھا واش روم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی۔ میرال نے وہ میکسی بیڈ پر رکھی اور کمرے سے باہر آگئی۔ شامیر شاور لے کر نکلا تھا اور بیڈ پر وہی میکسی دیکھ جو اس نے ابھی ابھی میرال کے روم میں بھجوائی تھی۔ شامیر نے لب بھینچ کر اس میکسی کو دیکھا اور پھر غصے سے اُٹھا کر وہ میکسی زمین پر پھینک دی۔

بدکردار

آج صائم اور لائبہ کا نکاح پلس رخصتی تھی۔ یہ تقریب گھر میں رکھی گئی تھی جس میں صائم کی طرف سے کچھ مہمان مدعو تھے اور شامیر کی طرف سے چند مہمان تھے۔

لائبہ آج بہت خوش تھی۔ اپنے آپ کو بہت خوش قسمت تصور کر رہی تھی کہ صائم جیسا انسان اس کی زندگی میں آیا ہے۔ حقیقت میں صائم نے اس کے دل میں اپنی جگہ بنا لی تھی۔ وہ کچھ ہی دنوں میں صائم سے بہت محبت کرنے لگی تھی۔ مگر وہ تھوڑی حیران ہو رہی تھی کہ صائم آج بجھا بجھا سا ہے۔ کل تک تو وہ بہت خوش تھا مگر آج اسے کیا ہوا ہے۔

میرال حیران ہو رہی تھی کہ شائل آج کی تقریب میں شریک نہیں ہوئی۔ صفیہ پھوپھو بھی بہت سیریس موڈ میں تھیں پتہ نہیں میرال کو صائم اور اس کے گھر والے کافی خاموش لگے تھے۔ میرال کو یہ خاموشی کسی بڑے طوفان کا پیش خیمہ لگی تھی۔

نکاح کے بعد سب مہمان چلے گئے تھے۔ صرف فرخندہ اور صائم کے گھر والے تھے۔ تھوڑی ہی دیر بعد رخصتی تھی۔

سب اس وقت سٹنگ ایریا میں بیٹھے ہوئے تھے جب صفیہ پھوپھو کی آواز گونجی تھی۔

شامیر یہ رخصتی نہیں ہو سکتی۔ اگر تم یہ رُخصتی چاہتے ہو تو ہماری ایک شرط ماننی ہو گی۔

صفیہ پھوپھو سپاٹ لہجے میں بولیں۔

لائبہ نے حیرانگی سے صفیہ پھوپھو کو دیکھا اور اپنے ساتھ بیٹھے صائم کو دیکھا جو نظریں جھکائے بیٹھا تھا۔

شامیر ایک دم سیدھا ہو کر بیٹھا کیسی شرط پھوپھو بتائیں مجھے۔اگر آپ نے کوئی شرط رکھنی تھی تو پہلے بھی بتا سکتیں تھیں۔میں اپنی بہن کی خاطر ہر شرط ماننے کو تیار تھا لیکن یوں آپ کو دھمکی نہیں دینی چاہیے تھی۔شامیر سنجیدگی سے بولا۔

بولیں کیا چاہیے آپ کو؟جو بھی چاہیے۔

مجھے بتائیں میں آپ کی ہر شرط ماننے کہ تیار ہوں۔

شامیر اچھی طرح صفیہ پھوپھو کی لالچی طبیعت کو جانتا تھا۔اسے لگا صفیہ جائیداد کا مطالبہ کریں گی اور وہ سب کچھ دینے کو تیار تھا۔

لائبہ کی خوشی لے لیے۔وہ لائبہ کی اانکھوں کی چمک دیکھ کر سمجھ گیا تھا لائبہ اس رشتے سے بہت خوش ہے اس لیے وہ صفیہ پھوپھو کا ہر مطالبہ ماننے کو تیار تھا۔

تو ٹھیک ہے شامیر ہماری شرط یہ ہے کہ تم شمائل سے شادی کرلو۔

صفیہ پھوپھو کی بات تھی کہ زہر میں بجھا ہوا تیر جو میرال کو اپنے آر پار ہوتا محسوس ہوا۔

میرال کو شامیر مینشن کا خوبصورت دو منزلہ محل خود پر گرتا محسوس ہوا۔میرال نے نظر اُٹھا کر شامیر کو دیکھا جو اس کی ہی طرف دیکھ رہا تھا۔

یہی میری ایک شرط ہے۔میرال کو طلاق دو اور شمائل سے شادی کرلو۔

بدکردار

سٹنگ ایریا میں ایک دم خاموشی چھا گئی تھی۔ میرال نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے شامیر کو دیکھا تھا۔

جو نظریں جھکائے بیٹھا ہوا تھا۔ میرال کے گلے میں آنسوؤں کا پھندا اٹک گیا تھا۔ میرال نم آنکھوں اور چکراتے سر کو تھامتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔

لائبہ نے بے یقینی سے صائم کو دیکھا تھا جو اس سے نظریں نہیں ملا رہا تھا۔

بولو شامیر تمھیں منظور ہے ہماری شرط۔ اگر تم ہماری شرط نہیں مانو گے تو یہ رخصتی کبھی نہیں ہو گی۔

اپنی بہن کی خاطر ہر شرط ماننے کو تیار تھے تو ٹھیک ہے ابھی اور اسی وقت میرال کو طلاق دو۔ صفیہ پھوپھو شامیر کو سر جھکاتا دیکھ کر اکڑتے ہوئے بولیں تھیں۔ ان کو پورا یقین تھا کہ شامیر ان کی یہ بات مانے گا۔ میرال اور شامیر الگ کمروں میں رہتے ہیں تو یقیناً شامیر اور میرال کا رشتہ انتہائی کمزور موڑ پر ہے۔ جو کبھی بھی ٹوٹ سکتا ہے۔ جو رشتہ کل ٹوٹنا ہے وہ آج کیوں نہیں۔

شامیر ضبط کی انتہا پر تھا۔ شامیر کی رگیں ابھر گئی تھیں شامیر نے صفیہ پھوپھو کی بات پر سختی سے اپنی مٹھیاں بھینچیں تھیں۔

شامیر کیا سوچ رہے ہو۔ دیکھو جس دن تم میرال کو طلاق دو گے اسی دن یہ رخصتی ہو گی۔

بدکردار

بس صفیہ پھوپھو! شامیر دھاڑتے ہوئے اُٹھا۔شامیر اتنی تیز چلایا تھا پورے گھر میں شامیر کی چنگاڑتی ہی آواز سنی دی۔لائبہ اور فرخندہ ہڑبڑا کر اُٹھیں تھیں۔

شامیر۔۔۔۔۔فرخندہ آگے بڑھیں۔

بس آپا وہیں پر رُک جائیں۔ہمت کیسے ہوئی آپ لوگوں کی میرے ہی گھر میں بیٹھ کر مجھ سے میری بیوی کو ہی طلاق دینے کی بات کرنے کی۔شامیر نے غصے سے واز اُٹھا کر زمین پر مارا۔۔شامیر کی آنکھیں لہو رنگ ہو رہی تھیں۔

اب تو صفیہ پھوپھو اور صائم بھی اپنی اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

آپ لوگ لائبہ کو رخصت کریں یا نا کریں ایک بات کان کھول کر سُن لیں میں میرال کو کبھی طلاق نہیں دوں گا۔۔کبھی نہیں۔۔۔

آئندہ مجھ سے یہ بکواس آپ لوگوں میں سے کسی نے بھی کی تو میں اس کی زبان گُدی سے کھینچ لوں گا۔شامیر دھاڑتے ہوئے بولا تھا۔

شامیر بھائی آپ میری ماں سے اس لہجے میں بات نہیں کر سکتے۔صائم سے برداشت نہیں ہوا تھا۔شامیر کا ایسے صفیہ سے بات کرنا۔۔۔

تمہاری ماں اور تم نے سوچ بھی کیسے لیا کہ شامیر درانی اپنی بیوی اپنی میرال کو چھوڑ دے گا۔شامیر درانی مر تو سکتا ہے مگر اسے کبھی خود سے الگ نہیں کر سکتا۔نکل جاؤ میرے گھر سے ابھی اور اسی وقت۔۔شامیر دھاڑتے ہوئے بولا۔۔صفیہ پھوپھو کا تو منھ

Zubiinovelsone.com

کھلا کا کھلا رہ گیا تھا۔ اپنی اتنی بے عزتی پر۔ انہوں نے سوچا تھا بازی ان کے ہاتھ میں ہے۔ شامیر اُن کی بات مان لے گا۔ بات ماننا تو دور کی بات شامیر نے تو ان کو ذلیل کر کے رکھ دیا۔ اپنے بہنوئی کا بھی لحاظ نہیں کیا۔

صائم کا رنگ اپنی ہتک سے لال سرخ ہوا تھا۔ صائم نے اپنی سرخ آنکھیں صفیہ پر گاڑھی تھیں۔ جسے صفیہ بیگم نے دیکھتے ہوئے جلدی سے اپنی نظریں پھیریں۔

صائم تم مجھے رخصت کیا کرو گے۔ بلکہ میں تمھارے ساتھ رخصتی سے انکار کرتی ہوں۔ اپنی ماں کو لو اور یہاں سے نکل جاؤ۔ مجھے شرم آ رہی ہے خود پر۔ میں نے تم جیسے جھوٹے انسان پر اعتبار کیا۔

بھائی آپ کی یہ شرط کبھی نہیں مانیں گے بلکہ تم میرا ل بھابھی کو طلاق دلوانا چاہتے تھے نہ۔

اب تم مجھے طلاق دو گے۔ مجھے ابھی اور اسی وقت تم سے طلاق چاہیے۔۔ مجھے طلاق دو۔۔ دلائبہ غصے سے چیخی۔

صائم نے شکست خوردہ اور دُکھ بھری نظروں سے لائبہ کو دیکھا تھا۔

لائبہ ہوش میں تو ہو۔ یہ کیا کہہ رہی ہو تم۔

صفیہ پھوپھو آپ اس وقت یہاں سے جائیں ہم آپ کو سوچ کر بتاتے ہیں۔ صائم تو غصے سے پہلے ہی وہاں سے نکل چکا تھا۔ صفیہ اور عینی بھی وہاں سے چلے گئے۔

میرال کمرے میں آکر بے تحاشا رو رہی تھی۔ دکھ اس بات کا نہیں تھا کہ صفیہ پھوپھو نے اس قسم کا مطالبہ کیا۔ اسے ان سے یہی سب کی اُمید تھی۔ مگر دکھ اس بات کا تھا کہ شامیر نے کیسے خاموشی سے سر جھکائے اتنی بڑی بات سن لی۔

اسے وہ وقت یاد آیا تھا جب اس نے طلحہ بھائی سے شامیر سے خلع لینے کا ذکر کیا تھا تو شامیر دُرانی کیسے پاگل ہو گیا تھا۔ اس کی آنکھیں کس طرح اُس دن خون چھلکا رہی تھیں۔ ان آنکھوں سے وحشت ٹپک رہی تھی۔ کیا جنون تھا ان آنکھوں میں اس دن۔ ان ہونٹوں پر کیسے آپ نے اپنا جنون اُتارا تھا میرال نے اپنے ہونٹوں پر اپنا ہاتھ لگایا

مگر آج آپ کو کوئی فرق ہی نہیں پڑا۔

میرال چیخیں مار مار کر رونے لگی۔

کل شامیر جنونی ہو رہا تھا۔ آج وہ جنونی ہو رہی تھی۔ کیوں، کیوں شامیر مرد کی محبت کی معیاد اتنی کم کیوں ہوتی ہے۔ جب تک وہ عورت کو پا نہیں لیتا اسے تسخیر نہیں کر لیتا اسے اپنی زندگی میں سب سے اوپر درجہ دیتا ہے اور پھر وہی مرد جب اسے پا لیتا ہے وہ

Zubinovelsone.com
Ushna Asif Novels

مکمل اس کی ہو جاتی ہے تو اس کی اوقات ردی کی ٹوکری جتنی نہیں ہوتی۔ میرال تڑپتے ہوئے سوچ رہی تھی اسے اپنی اوقات آج ردی کی ٹوکری سے بھی ہلکی لگ رہی تھی۔

میرال روتے روتے کب ہوش و خرد سے بیگانہ ہوئی پتہ نہیں چلا۔

شامیر کمرے میں آکر بے چینی سے ٹہل رہا تھا اسے صفیہ پھوپھو کے الفاظ کنپٹی پر گولیوں کی طرح لگے۔ برسوں پہلے بھی یہ لفظ سن کر وہ ایسی ہی اذیت سے گزرا تھا۔ کچھ اپنا کھونے کا احساس کچھ بہت خاص۔۔ تب یہ الفاظ کہنے والی اس کی جان سے بھی پیاری بیوی تھی۔۔ اور یہ لفظ سن کر اسے اپنی روح جیسے فضا میں تحلیل ہوتی محسوس ہوئی تھی۔

شامیر کی آنکھیں آج بھی وحشت ٹپکا رہی تھیں۔ ہمت کیسے ہوئی ان لوگوں کی میرے گھر آکر یہ بکواس کرنے کی۔ شامیر نے ضبط سے مٹھیاں بھینچیں۔ اگر لائبہ کا نکاح صائم سے نہ ہوا ہوتا تو آج اس سے زیادہ بُرا حال کرتا ان لوگوں کا۔ شامیر کی آنکھوں کے سامنے یکدم دو آنکھیں آئیں تھیں آنسوؤں سے بھری، شکوہ کناں نگاہیں، سینے میں دل مچل کے اُبھرا تھا جیسے، پہلو میں درد اُٹھا تھا، جن آنکھوں میں زرا سے آنسو دیکھ کر وہ بے چین ہو جاتا تھا آج ان آنکھوں میں دن رات آنسو رہتے تھے۔

بدکردار

اور یہ سب شامیر دُرانی کیسے برداشت کرتا تھا وہ اس کا دل ہی جانتا تھا۔شامیر نے ہاتھ کا مکہ بنا کر زور سے گلاس ونڈو پر مارا تھا۔کاش میرال تم مجھے وہ سب کچھ نہ بتاتی۔میں یونہی خوش گمانی میں جیتا کہ تم صرف میری ہو۔تمھارے سچ نے مجھے بہت اذیت پہنچائی ہے۔شامیر بیڈ پر ٹیک لگائے آنکھیں موند چکا تھا۔وہ اچھی طرح جانتا تھا آج اسے وہ دو بے قرار شکوہ کناں آنکھیں سونے نہیں دیں گی۔

لائبہ نے کمرے میں آ کر اپنا زیور نوچ نوچ کر اُتارا تھا۔یہاں تک کہ اپنا دوپٹہ بھی بغیر پِنز اتارے نوچ کر اُتارا تھا۔لیکن اسے درد نہیں ہوا تھا کیونکہ جو درد صائم کے جھوٹ نے دیا تھا۔۔یہ درد تو اس درد کے آگے کچھ نہیں۔لائبہ نے خود کو آئینے میں دیکھا شاید میرے نصیب میں سچا پیار ہی نہیں ہے۔

پہلے باقر نے محبت کے نام پر مجھے دھوکا دیا اسے میرے جسم کی طلب تھی۔

اب صائم نے محبت کے نام پر مجھے دھوکا دیا۔صائم کو بھی مجھ تک اُس کی غرض کھینچ کر لائی ہے۔

لیکن غلطی شاید میری ہے کہ میں نے صائم کا اعتبار کیا۔سب جھوٹ تھا وہ۔تم نے مجھے بیوقوف بنایا۔محبت کے نام پر مءرے جذبات سے کھیلا۔لائبہ چیخی۔۔

محبت بکواس ہے،، یہ پیار ویار کچھ نہیں ہوتا۔

سچے جذبے، غرض سے عاری محبتیں کہاں ہوتی ہیں آج کل۔

اتنا دکھ تکلیف تو اسے باقر نے نہیں پہنچائی تھی۔ جتنی آج صائم نے اسے دی تھی۔ کیونکہ آج کا وار سیدھا دل پر ہوا تھا۔ باقر تو اس کی فینسٹی تھا۔ جسے وہ وقتی طور پر محبت سمجھ بیٹھی تھی۔ مگر صائم سے اس نے سچی محبت کی تھی۔ اس بات کا ادراک اسے ابھی ہی ہوا تھا۔ جب اسے کھونے کے ڈر سے دل پسلیوں سے سر ٹکرا رہا تھا۔ سوکھے پتے کی طرح لرز رہا تھا۔ یہ تو طے ہے صائم میں تمھارے بغیر جی نہیں سکوں گی۔ مر جاؤں گی تمھارے بغیر،،، مگر جو تم چاہتے ہو وہ نہیں ہونے دوں گی۔ لائبہ دونوں ہاتھوں میں منہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

صائم راکنگ چیئر پر آنکھیں بند کیے کب سے جھول رہا تھا۔ آنکھوں کے ڈورے بے حد سرخ ہو رہے تھے اس کی آنکھوں میں خود کے لیے نفرت دیکھنا ایسے تھا جیسے خود کو آرے سے کٹوانا۔ کتنی بے یقینی تھی ان آنکھوں میں۔ صائم نے یک لخت اپنی آنکھیں کھولیں۔ کیا میں آج اسے پھر سے کھو چکا ہوں۔ جس کی ریاضت برسوں سے کی تھی۔ جسے اپنے دل کی مسند پر سب سے اُونچی جگہ دی۔ آج اسے اپنے ہاتھوں سے ہی کھو دیا۔ اس کی بے اعتباری مجھے پل پل مار رہی ہے۔ صائم بال مٹھیوں میں جکڑ کر زور سے چلایا تھا۔ کتنی اذیت رقم تھی ان آنکھوں میں۔ اور وہ تکلیف دینے والا میں خود تھا۔ کیا

بدکردار

کروں میں رشتوں کی ڈوری میں اُلجھ کر رہ گیا ہوں۔ جس رشتے نے اسے قسم دی تھی۔ جس رشتے کی وجہ سے وہ یہ سب کرنے پر مجبور ہوا۔

وہ رشتہ ایک مرد کی زندگی میں سب سے اونچے درجے پر ہوتا ہے۔اس رشتے کی اہمیت سب سے زیادہ ہوتی ہے۔اس کی ماں جو اس کے پیروں میں گر کر گڑگڑائی تھی تو وہ کیا کرتا۔۔

کل رات ہی تو شائل نے سُوسائیڈ اٹیمپٹ کیا تھا۔ نیند کی گولیاں بھاری مقدار میں کھانے کی وجہ سے اسے ہاسپٹل لے جانا پڑا تھا۔ جہاں بروقت اس کا معدہ واش کر کے اسے بچا لیا گیا تھا۔

مگر ہوش میں آنے کے بعد اس نے شامیر سے شادی کی ضد کی تھی اور اس کی بات نہ ماننے پر اس نے دوبارہ سُوسائیڈ کی دھمکی دی تھی۔ صفیہ خاتون کا شائل کی یہ حالت دیکھ کر بی پی شوٹ کر گیا تھا۔ماں اور بہن کی وجہ سے مجبور ہو کر اس نے ان لوگوں کا ساتھ دینے کا وعدہ کیا تھا۔

وہ اچھی طرح جانتا تھا سب کا ردِ عمل کیا ہو سکتا ہے۔ مگر لائبہ کا اتنا ہارش بیہویئر ہو گا اس نے نہیں سوچا تھا۔ س نے کیسے اس سے طلاق مانگی تھی۔

صائم نے دل پر ہاتھ رکھا تھا۔ یہ لفظ نیزے کی نوک کی طرح چبا تھا اسے۔ دل اُسے پھر سے کھونے کے احساس سے ڈرنے لگا تھا۔

اُفففف، صائم نے آنکھیں بند کیے اپنا ماتھا سہلایا تھا۔

ڈائننگ ٹیبل پر شامیر اس وقت اکیلا ہی بیٹھا تھا نہ میرال کل سے کمرے سے نکلی تھی اور نہ ہی لائبہ اپنے کمرے سے نکلی تھی۔

شامیر نے بھی صرف ملازمہ سے چائے لانے کو کہا تھا۔ رات بھر جاگنے سے سر میں شدید درد ہو رہا تھا۔ ابھی ملازمہ اسے چائے دے کر گئی ہی تھی کہ فرخندہ اسے آتی ہوئی دکھائی دی۔

اسلامُ علیکم آپا! آپ صبح صبح یہاں۔ شامیر فرخندہ کو اتنی صبح دیکھ کر حیران ہوا تھا۔

ہاں مجھے تم سے ضروری بات کرنی تھی اس لیے جلدی آنا پڑا۔ بعد میں تم نے آفس چلے جانا تھا۔ فرخندہ سنجیدہ لہجے میں بولیں۔

جی بولیں میں سُن رہا ہوں۔ شامیر کرسی پر سیدھا ہوا تھا۔

شامیر میری بات تحمل سے سُننا۔ پھر فیصلہ کرنا۔ تمھارے ایک فیصلے سے صرف تمھاری زندگی ہی نہیں لائبہ کی زندگی بھی جڑی ہے۔ اگر آپا آپ کل والی بات دوبارہ دہرانے آئیں ہیں۔ تو نہ ہی کریں تو بہتر ہو گا کیونکہ اس بات پر میں آپ کا بھی لحاظ نہیں کروں گا۔ شامیر نے فرخندہ کی بات کاٹتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

شامیر میں کل والی بات نہیں کر رہی بلکہ میں خود نہیں چاہتی کہ تم میرال کو طلاق دو۔

فرخندہ نے بات بنائی۔

بلکہ میں صرف اتنا کہنے آئی ہوں ایک دفعہ ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچو اس مسئلے کا ایک اور حل بھی ہے۔ تمھارے ایک فیصلے سے لائبہ کی زندگی سنور یا بگڑ سکتی ہے۔ باقر نے کیا کیا لائبہ کے ساتھ۔ کتنی تکلیف اور ذہنی اذیت سے گزری ہے ل ائبہ،،،اور پھر ملک داؤد کے ساتھ نکاح والے دن انکار۔ پوری دنیا کے سامنے ہمارا تماشہ لگا۔ سوچو لائبہ نے یہ سب کیسے برداشت کیا ہو گا۔ اب کتنی خوش تھی وہ،، تم خود سوچو اگر صائم نے اسے طلاق دے دی تو کہیں لائبہ کو ہم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نہ کھو دیں۔ مجھے نہیں لگتا وہ یہ صدمہ برداشت کر پائے گی۔ اور یہ کبھی مت بھولنا امی ابو لائبہ کی ذمہ داری تمھیں سونپ کر گئے تھے۔ فرخندہ بھیگے لہجے میں بولی۔ شامیر کو اِموشنلی بلیک میل کرنے لگی جس مقصد کے لیے وہ آج آئی تھی۔

تو آپ مجھ سے کہنا چاہتی ہیں،، صائم اور پھوپھو کے پیر پکڑ لوں جا کر۔ شامیر غصے سے بولا تھا۔ کل کا ہنگامہ یاد کر کے شامیر کے تن بدن میں پھر سے آگ لگی تھی۔

نہیں شامیر میرا ل مطلب یہ نہیں۔

میں یہ کہنا چاہتی ہوں۔

فرخندہ نے رُک کر سانس لیا تھا۔

شامیر تم میرال کو طلاق نہ دو۔ لیکن تم دوسری شادی بھی تو کر سکتے ہو۔

کیا کہا۔۔۔۔۔شامیر اپنی جگہ سے اُٹھا تھا۔ کیا کہہ رہی ہیں آپ آپا۔ آپ ہوش میں تو ہیں۔

شامیر میں ہوش میں ہوں تم ایک نہیں چار شادیاں کر سکتے ہو۔ کیا ہو جائے گا اگر تم لائبہ کی خاطر شمائل سے دوسری شادی کر لو۔ بے شک میرال اس گھر میں رہے۔ تم رکھو اسے جس طرح رکھنا چاہو اور شمائل کو دوسرے گھر میں شفٹ کر دینا،، یا پھر دونوں یہاں بھی رہ سکتی ہیں۔ سیدھے اور آسان الفاظ میں شامیر تم دو شادیاں کر سکتے ہو۔ دنیا میں ہزاروں مرد کرتے ہیں۔ دو نہیں چار چار شادیاں کرتے ہیں۔ اگر تم لائبہ کی خاطر شمائل سے شادی کر لو گے تو کیا قیامت آ جائے گی۔ میری صفیہ پھوپھو سے بات ہو چکی ہے وہ مان چکی ہیں انھیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ بس وہ چاہتی ہیں شمائل اور تمھاری شادی ہو جائے۔ وہ خود یہاں آ کر تم سے معافی مانگیں گی۔ اور پوری عزت و احترام سے لائبہ کو لے کر جائیں گی۔

شامیر پلیز جو بھی فیصلہ کرنا سوچ سمجھ کر کرنا۔ لائبہ بہت معصوم ہے۔ تمھاری چھوٹی بہن ہی نہیں بلکہ سوچو تو بیٹی جیسی ہے۔ چھوٹی سی تھی جب امی ابو اسے ہمارے پاس چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ تم نے کتنا پیار دیا ہے۔ کبھی اسے ڈانٹا تک نہیں پھولوں کی

چھڑی سے نہیں چھوا۔اور اب اس کے ساتھ یہ ظلم مت کروامی ابو تمھیں کبھی معاف نہیں کریں گے۔لائبہ کو تکلیف میں دیکھ کر ان کی روح کو کتنی تکلیف پہنچے گی۔

فرخندہ کی باتوں پر شامیر نے اپنا ماتھا سہلایا تھا۔فرخندہ نے مسکراتے ہوئے شامیر کو دیکھا تھا۔تیر بالکل نشانے پر لگا تھا۔

آپا مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا،، آپ کیا کہہ رہی ہے؟میں میرال کے ساتھ اتنا بڑا ظلم کیسے کر سکتا ہوں اگر آپ کے نزدیک لائبہ معصوم ہے۔لائبہ چھوٹی ہے۔تو میرال تو لائبہ سے بھی چھوٹی ہے۔وہ یہ صدمہ کیسے برداشت کرے گی۔

کیا ہو گیا ہے شامیر تمہیں،، مجھے تو سمجھ نہیں آرہا ہے تم کیا بول رہے ہو،، کیا میرال دنیا کی واحد لڑکی ہے۔جس کا شوہر دوسری شادی کرے گا۔اور معصوم کے کیا کہنے،، تم خود ہی بتاؤ تم نے اپنا کمرہ اس سے الگ کیوں کیا ہے اگر تمھاری بیوی اتنی معصوم ہے۔کس بات کی سزا دے رہے ہو۔کیا ہم سے چھپا رہے ہو۔فرخندہ بھڑکتے ہوئے بولیں تھیں۔

آپا تمیز کے دائرے میں رہ کر بات کریں میں آپ کو بہت دفعہ سمجھا چکا ہوں،، میں میرال کے خلاف ایک لفظ نہیں سنوں گا تو سوچ سمجھ کر بولیں میرے سامنے۔شامیر سرخ آنکھوں میں وحشت لیے بولا تھا۔بہت سے زخم ادھڑے تھے۔

فرخندہ نے خود پر قابو پایا آج وہ جو ٹھان کر آئی تھیں اسے ہر حال میں پورا کرنا تھا۔

شامیر میرا وہ مطلب نہیں تھا۔ میرا مطلب تھا کہ تم میرال کے ساتھ خوش بھی تو نہیں ہو۔ اگر تم شائل سے شادی کرو گے تو کیا فرق بڑ جائے گا۔ دونوں کو برابر کے حقوق دیتے رہنا۔ یہ تو تم پر منحصر ہے۔ فرخندہ رنسانیت سے شامیر کو سمجھاتے ہوئے بولیں۔

ٹھیک ہے جیسا آپ کو مناسب لگے ویسا ہی کریں۔

شامیر اپنا کوٹ چیئر سے اُٹھاتا موبائل پکڑے فرخندہ کو بنا دیکھے وہاں سے نکل گیا۔

فرخندہ گہرا سانس چھوڑتی طمانیت سے مسکرا دیں۔

آپا یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ؟ مجھے صائم کے ساتھ نہیں رہنا۔ مجھے اس سے طلاق چاہیے اور مجھے تو سمجھ نہیں آرہا، بھائی شائل سے شادی کے لیے کیسے مان سکتے ہیں۔

لائبہ فرخندہ کی بات سُنتے ہی ہتھے سے اُکھڑ گئی تھی۔

کیونکہ اسی میں سب کی بہتری ہے۔ ویسے بھی وہ دوسری شادی کر رہا ہے میرال کو طلاق نہیں دے رہا۔

کچھ بھی ہو جائے میں یہ رخصتی نہیں ہونے دوں گی مجھے صائم کے ساتھ نہیں رہنا۔ یہ میرا حتمی فیصلہ ہے۔

Zubiinovelszone.com

بدکردار

لائبہ پاگل نہ بنو۔ تحمل سے سوچو۔ نکاح ہو چکا ہے تمھارا صائم سے۔ شادی بیاہ گڈے گڑیوں کا کھیل نہیں جب چاہا جوڑ دیا جب چاہا توڑ دیا۔ فرخندہ رسانیت سے لائبہ کو سمجھاتے ہوئے بولیں۔

کچھ بھی ہو میں صائم کے ساتھ اپنی زندگی نہیں گزار سکتی۔ وہ ایک دوغلہ، مطلبی اور جھوٹا انسان ہے۔ لائبہ ترخ کر بولی تھی۔

لائبہ یہ فیصلہ تمھارے بڑے کریں گے۔ اور شامیر یہ فیصلہ کر چکا ہے۔ تمھاری رخصتی صائم کے ساتھ ہو کر رہے گی اور اُسی دن شائل اس گھر میں رخصت ہو کر آئے گی۔ فرخندہ غصے سے بولی تھی۔ بلکہ قدرے اونچی آواز میں بولی تھیں مقصد میرال کے کانوں تک بات پہنچانا تھا۔ اور جو بخوبی میرال کے کانوں تک پہنچ چکی تھی۔ جو لاؤنج میں کھڑی تھی۔ میرال نے بے یقینی سے فرخندہ کو دیکھا تھا۔ فرخندہ کے چہرے پر فخریہ مسکراہٹ تھی جو دھمکی انہوں نے میرال کو دی تھی آج وہ پوری کر دی تھی۔

میرال بنا کچھ کہے اپنے آنسو صاف کرتی شکست خوردہ قدموں سے اپنے کمرے میں چلی گئی۔

شامیر رات گئے گھر آیا تھا۔ شامیر آفس سے واپسی پر کافی دیر سڑکوں کی خاک چھاننے کے بعد تھکا ہارا گھر آیا تھا۔ کمرے میں آکر شامیر نے اپنی شرٹ اُتار کر بیڈ پر پھینکی ہی

تھی کہ میرال دھاڑ سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔شامیر حیرانگی سے میرال کو دیکھ رہا تھا جو جارحانہ تیور لیے آگے بڑھی۔

شامیر آپ یہ کیسے کر سکتے ہیں،، آپ دوسری شادی کیسے کر سکتے ہیں؟

میرال سرخ چہرہ لیے شامیر سے مخاطب تھی۔شامیر نے میرال کو گہری نظروں سے دیکھا تھا جو میرون شارٹ فراک اور پاجامے میں ملبوس تھی جس پر نفیس دھاگے کا کام ہوا تھا۔

دوپٹہ گلے میں ڈالے بالوں کا میسی ساڈھیلا جوڑا بنا رکھا تھا۔چہرے کے ارد گرد لٹیں نکلی ہوئی تھیں جو میرال کے سفید گلابی خوبصورت چہرے کو چھو رہی تھیں اس وقت وہ شعلہ جوالہ بنی اس سے سوال کر رہی تھی۔

کیوں نہیں کر سکتا میں دوسری شادی؟

شامیر نے الٹا میرال سے سوال کیا۔

کیونکہ آپ کی شادی ہو چکی ہے۔میرال نے یاد کروایا۔

شامیر میرال کی بات پر مسکرایا۔

میرا خیال ہے دوسری شادی پہلی شادی کے بعد ہی کی جاتی ہے۔

ہاں کی جاتی ہے،،، اس صورت میں جب شوہر اپنی بیوی سے پیار نہ کرے اور اس سے خوش نہ ہو۔

اب کی بار میرال کی بات پر شامیر استہزائیہ مسکرایا تھا۔

تو میں تم سے خوش ہوں۔ وَاٹ آ جوک میرال!

شامیر مت بھولیں،، آپ نے مجھ سے محبت کی شادی کی تھی۔ آپ مجھ سے پیار کرتے تھے۔ میرال کی آواز بھیگی تھی۔

کرتا تھا اور کرتا ہوں میں،، p بہت فرق ہوتا ہے۔

اب یہ فضول باتیں بند کرو اور جاؤ یہاں سے مجھے سونا ہے۔ شامیر نے تحمل اور آرام سے اسے جانے کو کہا۔ کیونکہ وہ رات کے س پہر اپنا خوبصورت دلکش سراپہ لیے اس کا ضبط آزما رہی تھی۔ شامیر کو خود پر بہت کنٹرول تھا مگر میرال اس کی کمزوری تھی۔

شامیر اگر آپ نے دوسری شادی کی تو،، میں آپ کا گھر چھوڑ کر چلی جاؤں گی۔ میرال نے دھمکایا۔

شامیر کو ایک دم سے غصہ آیا تھا میرال کی بات پر۔

اوریئلی میرال! تم گھر چھوڑ کر جاؤ گی۔

شامیر نے قہقہہ لگایا۔ پہلے بھی یہ گھر چھوڑ کر جا چکی ہو۔ بلکہ میں نے تمھیں خو نکالا تھا اور دیکھو خود آئی ہو تم،،، شامیر کی آنکھوں میں تمسخر تھا۔

یاد رکھیے گا شامیر آپ کو میرے ساتھ کیے ہر ظلم کا حساب دینا پڑے گا وہ بھی بمع سود کے ساتھ

بدکردار

میرال نے اپنی شہادت کی انگلی اُٹھا کر شامیر کو وارن کیا تھا۔

شامیر میرال کی بات پر پھر سے ہنسا تھا۔

اوکم آن میرال! کیا بچوں جیسی باتیں کر رہی ہو۔

تم واقعی میں بہت کم عمر اور معصوم ہو۔ غلطی ہوئی جو تم سے شادی کر لی۔

خیر مجھے یہ بتاؤ کیسے بدلہ لو گی وہ بھی بمع سود کے۔شامیر میرال کے قریب ہو کر طنز کرتا ہوا بولا۔

میرال دو قدم پیچھے ہوئی تھی،، دور رہ کر بات کریں مجھ سے۔شامیر اور قریب ہوا تھا۔

کیوں دور رہوں۔ جو لڑکی مجھ سے بدلہ لینے کی بات کر رہی ہے وہ میرے قریب آنے پر پزل کیوں ہو رہی ہے۔

میں پزل نہیں ہو رہی۔ میرال شامیر کے سکس پیک سے نظریں چراتی ہوئی آہستگی سے بولی۔

اور ئیلی! پھر مجھ سے نظریں کیوں چرا رہی ہو۔

میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرو،، تاکہ مجھے بھی پتہ چلے کہ میری بیوی مجھ سے بدلہ کیسے لے گی۔ بلکہ بدلہ تو مجھے لینا چاہیے تمھارے جھوٹ کا، دھوکے کا۔ جو تم آج تک مجھے دیتی آئی ہو۔شامیر میرال کے اور قریب ہوتا ہوا بولا تھا۔

میں نے آپ کو کوئی دھوکہ نہیں دیا۔ میرال چیختے ہوئے بولی۔

Zubinovelszone.com

آواز نیچی رکھو میرال۔شامیر میرال سے بھی زیادہ چیخا۔اونچی اواز میں بات مت کرنا مجھ سے۔

اچھا کوئی دھوکہ نہیں دیا۔چلو تم کہتی ہو تو مان لیتا ہوں۔ تمھارے اس جھوٹ کو بھی سچ مان لیتا ہوں۔

شامیر نے میرال کو کمر سے پکڑ کر خود کے قریب کیا تھا۔

ویسے تم رات کے اس پہر میرے کمرے میں اس لیے تو نہین آئی کہ اپنی ادائیں دکھا کر مجھے اس شادی سے روک سکو۔جیسے اُس دن دکھائیں تھیں ادائیں۔اور جب ساڑھی پہن کر آئی تھی میرے سامنے۔شامیر نے اسے کمر سے تھامے تمسخر سے اس پر وار کیا۔

اب کی بار وار بڑا کاری تھا کہ میرال بلبلا اُٹھی۔

اپنے دونوں ہاتھوں سے شامیر کو دھکا دیا تھا مگر شامیر کو ایک اِنچ بھی نہ ہلا سکی

پچھتائیں گے آپ،،اپنی ایک ایک بات پر پچھتائیں گے شامیر۔۔۔

میرال کی ضبط کے باوجود آواز نم ہو چکی تھی۔

شامیر نے میرال کی گردن میں پیچھے سے ہاتھ ڈال کر میرال کے بالوں کو جھٹکے سے کھینچا تھا اور اس کے ہونٹوں پر جھکا اور شدت سے اس کے ہونٹوں کو بے دردی سے نشانہ بنایا۔میرال جھٹپٹائی مگر شامیر کو خود سے دور نہ کر سکی۔

شامیر نے گہرا کٹ اس کے ہونٹوں پر لگا کر چھوڑا تو میرال لڑکھڑاتے ہوئے زمین پر جا گری تھی۔ میرال زمین پر گھٹنوں کے بَل گری لمبے لمبے سانس لے کر اپنا تنفس درست کرنے لگی۔ ہونٹوں پر شدید جلن کا احساس ہوا تھا۔ اپنی انگلیوں کے پوروں سے ہونٹوں سے نکلتا خون بے دردی سے صاف کیا تھا۔ خود پر ہی استہزایہ مسکرائی تھی جیسے۔۔

ویسے میں ابھی سوچ رہا ہوں تم مجھ سے بدلہ لو گی تو کیا کرو گی۔ حالت تو دیکھو اپنی۔۔۔ میری قربت میں مرنے والی ہو جاتی ہو۔ میری شدتیں سہہ نہیں سکتی اور مجھ سے بدلہ لو گی۔ اس سے پہلے میرا دماغ اور خراب ہو جاؤ اس کمرے سے چلی جاؤ۔

میرال یکدم زمین سے اُٹھی اور شامیر کی طرف دیکھے بنا دروازے کی طرف بڑھی تھی۔۔ دروزے پر رُک کر اپنا رُخ شامیر کی طرف پلٹا تھا۔

ایک وقت آئے گا شامیر۔۔۔

جب آپ میرے مجرم بن کر میرے سامنے کھڑے ہوں گے۔ یہ جو غرور طنطنہ ہے نہ آپ کے چہرے پر،، تب نہیں ہو گا اور پھر یہ مجھ پر منحصر ہو گا کہ میں آپ کو معاف کرتی ہوں یا نہیں۔ میرال دھاڑ سے دروازہ بند کرتی چلی گئی۔

میرال نے دروازہ اتنی زور سے بند کیا تھا کہ شامیر بھی ایک پل کو ہڑبڑا گیا تھا۔

شامیر نے ہڑبڑا کر دروازے کو دیکھا تھا۔

Zubinovelsonline.com

یہ آج بھیگی بلی سے شیرنی کیسے بن گئی؟شامیر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگی تھی۔

میرال کمرے میں آکر کافی دیر تک غصے سے ٹہلتی رہی۔ آنسوں آنکھوں سے رواں تھے۔ جنھیں وہ بار بار بے دردی سے صاف کررہی تھی۔

شامیر ہمیشہ میرے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں۔میں نے ان کی ہر بات برداشت کی۔ لیکن ان کا یہ ظلم ناانصافی برداشت نہیں کروں گی۔ میں اب یہاں نہیں رہوں گی۔ مجھے یہاں سے چلے جانا چاہیے۔

جب اس ظالم، بے حس انسان کو میری ذرہ پرواہ نہیں تو میں یہاں پر کیا کررہی ہوں۔

اور جو بھی ہو میں شامیر کو کسی کے ساتھ شئیر نہیں کرسکتی۔میں کیسے برداشت کروں گی اسے اپنی نظروں کے سامنے کسی کا ہوتے دیکھ کر۔۔ہاں مجھے یہاں سے چلے جانا چاہیے۔میرال بیڈ پہ بیٹھی اضطرابی کیفیت میں ناخن چباۓ سوچ رہی تھی۔۔

توکیا میں اپنا گھر اپنے شامیر کو چھوڑ کر چلی جاؤں۔یہی تو چاہتی ہے وہ شمائل۔ اگر میں چلی گئی تو شمائل کو تو کھلا میدان مل جائے گا۔شامیر کو تو میں سامنے نظر نہیں آرہی۔ اگر میں ان کی نظروں سے اوجھل ہوگئی تو وہ مجھے بالکل ہی بھول جائیں گے۔

نہیں میں ایسا نہیں ہونے دوں گی۔ میں شامیر کو کسی کا نہیں ہونے دوں گی۔ شامیر صرف میرا ہے۔

مجھے یقین ہے وہ یہ شادی نہیں کریں گے۔۔

شامیر میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے۔

وہ بہت پیار کرتے ہیں مجھ سے۔ میرال اب کمرے میں ٹہلتے ہوئے سوچ رہی تھی۔ میرال کا پورا بدن لرز رہا تھا۔ شامیر کو کسی کے ساتھ سوچ کر ہی اس کی حالت غیر ہو رہی تھی۔ میرال اب دوبارہ سے بیڈ پر ٹانگیں نیچے لٹکا کر بیٹھی تھی۔ ٹانگیں اضطرابی کیفیت میں ہل رہی تھیں۔ اس کی حالت بلکل قابلِ رحم لگ رہی تھی۔

شاید میں اپنے دل کو جھوٹی تسلیاں دے رہی ہوں اگر شامیر مجھ سے پیار کرتے تو کبھی دوسری شادی کا نہ مانتے؟ وہ مجھ سے بدلہ لے رہے ہیں۔ میرال نے بے دردی سے اپنا زخمی ہونٹ کاٹا تھا۔

تو ٹھیک ہے شامیر میں دیکھنا چاہتی ہوں آپ کی نفرت کی انتہا زیادہ ہے۔ یا میری ضبط کی انتہا۔

جس دن شمائل آپ کی زندگی میں آئے گی اس دن میرال آپ کی زندگی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چلی جائے گی۔ میرال اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے سوچ رہی تھی۔

بدکردار

شامیر لاؤنج میں بیٹھا لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا۔جب لائبہ لاؤنج میں داخل ہوئی تھی۔

بھائی مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔

کیا کہنا ہے کہو؟شامیر لیپ ٹاپ بند کرتا ہوا بولا۔

بھائی مجھے صائم سے ڈائیورس چاہیے۔مجھے یہ رخصتی نہیں کرنی۔لائبہ نظریں جھکائے بولی۔

لائبہ اگر تم یہ سب کچھ میرال کی وجہ سے کہہ رہی ہو تو مجھے لگتا ہے تمھیں صرف اپنے بارے میں سوچنا چاہیے۔شامیر سنجیدہ لہجے میں بولا۔

نہیں بھائی میں میرال بھابھی کی وجہ سے نہیں کہہ رہی بلکہ اس کے ذمہ دار آپ ہیں۔

آپ کی وجہ سے کہہ رہی ہوں۔

کیونکہ آپ کی وجہ سے میرا مرد ذات سے اعتبار اُٹھ گیا ہے۔لائبہ تلخ ہوئی تھی۔

لائبہ کیا کہنا چاہتی ہو کھل کر کہو۔شامیر نے لب بھینچتے ہوئے کہا۔

باقر نے مجھے محبت کے نام پر دھوکہ دیا۔صائم نے بھی مجھے ورغلانے کے لیے محبت نام کا لفظ ہی استعمال کیا اور آپ کے تو کیا ہی کہنے۔آپ نے تو عشق کیا تھا بھی سے۔کہاں گیا وہ عشق؟بولیں۔۔۔

شاید مرد صرف عشق، محبت کا دعویٰ کرتا ہے جب نبھانے کی بات آتی ہے تو اس کے سارے دعوے دھرے کے دھرے ہی رہ جاتے ہیں۔

لائبہ تم اس وقت اموشنل ہو رہی ہو اور کچھ نہیں۔

میں صرف دوسری شادی کر رہا ہوں اور یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے اپنا جائز حق استعمال کر رہا ہوں اور تم مجھے غلط کہہ رہی ہو۔

میں یہ سب کچھ تمھاری خاطر کر رہا ہوں۔ کیونکہ تم مجھ سے جتنا مرضی چھپا لو میں اچھی طرح جانتا ہوں تم صائم کو چاہتی ہو۔ شامیر سنجیدگی سے بولا۔

نہیں بھائی آپ میری خاطر نہیں کر رہے،، بلکہ آپ اپنی نام نہاد نفرت کا اظہار کر رہے ہیں بھابھی سے۔

آپ بھابھی کو ان کے ناکردہ گناہوں کی سزا دے رہے ہیں۔

کیونکہ جس شامیر دُرانی کو میں جانتی ہوں۔ وہ اتنا کمزور نہیں ہو سکتا کہ اپنے اصولوں سے ہٹ کر دوسروں کے ناجائز مطالبے مانے،، چاہے وجہ کوئی بھی ہو اور مطالبہ بھی ایسا جس سے اس کی عزیزِ جاں ہستی کو سب سے زیادہ تکلیف ہو۔

لیکن دکھ تو اسی بات کا ہے کہ آپ خود وہ تکلیف اُسے دینا چاہتے ہیں تو ہم سب کیا کر سکتے ہیں۔

لائبہ روتے ہوئے بولی۔

لائبہ تم جاؤ یہاں سے،،،

بدکردار

تم کچھ بھی کہو تمھاری رخصتی صائم سے ہر حال میں ہو گی۔ اور یہ میرا لاسٹ ڈیسیژن ہے۔ تم اچھی طرح جانتی ہو میرا فیصلہ پتھر پر لکیر ہوتا ہے جو کوئی نہیں بدل سکتا۔

لائبہ کی باتوں سے شامیر کی آنکھیں پل میں سرخ ہوئیں تھیں۔ شاید لائبہ نے اسے اُس حقیقت سے روشناس کروایا تھا جس سے شامیر خود نظریں چرا رہا تھا۔

بھائی میری آخری بات کا جواب دے دیں اگر آپ میرال بھابھی کے ساتھ خوش ہوتے یہ سب کچھ نہ ہوا ہوتا آپ لوگوں کے بیچ،،، تو تب بھی آپ یوں دوسری شادی کرتے۔

لائبہ یہاں سے جاؤ۔ تم نے سُنا نہیں شامیر اپنا غصہ ضبط کرتا آرام سے بولا تھا۔

میں بتاؤں بھائی،، آپ کبھی نہ کرتے چاہے میری جان ہی کیوں نہ چلی جاتی۔ آپ صرف میرال بھابھی کو ان کی غلطی کی سزا دے رہے ہیں۔ لیکن آپ بہت چھتائیں گے بھائی،،، بہت چھتائیں گے۔ لائبہ روتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔

شامیر نے غصے سے لیپ ٹاپ اٹھا کر زمین پر پھینک دیا تھا۔

آج پورا ایک ہفتہ ہونے کو آیا تھا۔ شامیر کا سامنا میرال سے نہ ہوا تھا۔ آج سنڈے کا دن تھا شامیر کل رات بہت لیٹ آیا تھا آفس کے کام کے بعد ایک بزنس پارٹی میں چلا گیا تھا۔ پھر گھر آکر بھی نیند کہاں آنی تھی۔ صبح ہی تو آنکھ لگی تھی۔

zubiinovelsone.com Noor Asif Novels

بدکردار

ابھی سو کر اُٹھا تو نیچے آیا تھا۔ آنکھیں کسی کی متلاشی تھیں مگر اس دشمنِ جاں نے شاید

تہیہ کر رکھا تھا سامنے نہ آنے کا۔

شامیر نے پورے گھر کا چکر لگایا تھا مگر وہ کہیں نہیں دکھائی دی تھی۔

شامیر نے کچن کا بھی چکر لگایا تھا مگر وہ وہاں بھی نہیں تھی۔ شامیر درانی کا کچن میں آنا

ملازماؤں کے لئے حیرانگی کا باعث تھا۔ کیونکہ شامیر درانی کچن میں اسی صورت آنا

تھا۔ جب میرال کچن میں موجود ہو۔۔ شامیر آج خاص طور پر اسی کو تو دیکھنے آیا تھا مگر

سرد آہ بھرتا وہاں سے واپس چلا گیا۔

اب لاؤنج میں بیٹھا اضطرابی کیفیت میں اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر رہا تھا۔ آنکھیں دید کو

بے تاب تھیں۔

اسے دیکھا نہیں کئی دنوں سے

آنکھیں بیکار ہی نہ ہو جائیں کہیں

شامیر بے چینی سے اٹھ کر لان میں آیا۔ شامیر کا دل دھڑکا تھا سامنے ہی تو لان میں

جھولے پر بیٹھی تھی۔

سفید ملگجا سا ڈریس پہنے اُداس سی ہاتھ اپنے گھٹنوں پر باندھے نگاہیں کسی غیر مرئی نقطے

پر جمائے وہ گہری سوچ میں تھی۔

بدکردار

خوبصورت سٹائلش جھولا جس پر سفید گلاب کے پھول سجے تھے اور وہ گلابوں کا ہی حصہ معلوم ہو رہی تھی۔

شامیر بہت دیر تک اسے دیکھتا رہا۔

ایسا نہیں کہیں کوئی ہے
غلط فہمی جو بنی ہے
کھویا نہیں اپنا پن
احساس کی راہ چنی ہے
ترستی ہیں نگاہیں
میری تکتیں ہیں راہیں تیری
سُن کبھی آہیں میری
یہ کیسے میں بتاؤں تجھے
سوتی نہیں آنکھیں میری
کٹتی نہیں راتیں میری
کیوں ستم ہے تیرا
تیرے چاہنے والوں پہ
کے ڈھل نہیں جاتے

بدکردار

پل نہیں جاتے

ڈوپتی ہیں سانسیں

دل ایسے بھر جاتے

بے خبر تھا زرا،

پر ناتھا بے وفا یارا

جاتے ہوئے لمحوں کو پاس بُلاتا ہے

تھوڑی سی بھی دوری دل سہہ نہیں پاتا ہے۔

شامیر یک ٹک کھویا میرال کو دیکھ رہا تھا۔اسی اثناء میں میرال کی نظر پڑی تھی شامیر پر۔جو دور کھڑے اسے بنا پلکیں جھپکائے دیکھ رہا تھا۔بالکل ہمیشہ کی طرح اسے دیکھ کر ٹرانس کی کیفیت میں چلا گیا تھا میرال کے ہونٹوں پر استہزائیہ مسکراہٹ دوڑ گئی تھی۔اسے اب اس جھوٹے انسان پر ذرا برابر اعتبار نہیں تھا۔

جانیئے کہاں ہے وفا یہاں رائیگاں

سائباں جو لگا تھا کبھی وہ فریبِ نظر آسمان

اب شرافت نہیں یہ روایت نہیں باقی

ہو کسی کی قدر ایسی عادت نہیں باقی

بدکردار

سب ہیں دکھاوے جھوٹے بہلاوے

اک ہی قدم لائے سو سو پچھتاوے

سچ تھا یا غلط فہمی پر خواب نہیں جڑ پاتے

دکھ دیتے جان لیتے ہیں ترس ذرا نہیں کھاتے

دونوں ہی ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے مگر میرال نے جلد ہی اپنی نظریں پھیر لیں تھیں۔ آنکھوں میں کچھ چبھا تھا جیسے۔۔۔۔۔۔۔میرال نے رُخ پھر کر اپنی آنکھوں کو رگڑا تھا۔

اسی اثناء میں فرخندہ اور شمائل اندر داخل ہوئیں تھیں۔شمائل بغیر دوپٹہ سلیو لیس شرٹ اور ٹراوزر پہنے ہوئی اندر داخل ہوئی تھی۔

مگر شامیر کو یوں میرال کو دیوانوں کی طرح دیکھنے پر حلق کڑوا ہو گیا تھا۔

فرخندہ کے پکارنے پر شامیر ٹرانس کی کیفیت سے باہر آیا تھا۔

یہاں کیا کر رہے ہو شامیر؟

فرخندہ نے میرال کو گھورتے ہوئے شامیر سے سال کیا۔

کچھ نہیں بس ویسے ہی،،،

آپ سنائیں یہاں کیا کر رہی ہیں؟

بدکردار

شمائل کو تو شامیر نے بالکل اگنور کر رکھا تھا۔

چلو اندر چلو تمھیں کچھ دکھانا ہے۔ ٹھہرو یہیں دکھاتی ہون۔ فرخندہ نے ایک نظر میرال کو دیکھا تھا اور پھر اونچی آواز میں بولی تھیں۔

یہ دیکھو شامیر تمھاری اور شمائل کی اِنگیجمیٹ رِنگ۔

فرخندہ نے ایک ڈبی شامیر کی طرف بڑھائی تھی۔ جسے شامیر نے نہیں پکڑا تھا اور نہ ہی دیکھا تھا۔

شامیر تمھاری رِنگ میں نے اپنی پسند سے لی ہے۔ اچھی ہے ناں۔۔

شمائل شامیر کے بازو کے ساتھ لپٹتے ہوئے بولی۔

شامیر نے بیزاری سے شمائل کو خود سے الگ کیا تھا۔ہاں اچھی ہے اور ایک نظر میرال کو دیکھا جو جھولے سے اُٹھ کر ادھر ہی آرہی تھی۔۔شامیر کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی تھی۔ میرال ان کے پاس سے گزرتی بغیر رکے اندر چلی گئی۔

میرال نے ایک نظر بھی شامیر کو نہیں دیکھا تھا۔ ذرا سا بھی نہیں۔۔۔یہ بات شامیر درانی کو بڑی چبھی تھی۔ شامیر کی نظروں نے میرال کا دور تک پیچھا کیا تھا۔ جسے شمائل نے محسوس کر کے لہجے میں چاشنی سی بھر کر شامیر کو پکارا تھا۔ شامیر،،،، میری رِنگ تو تم نے دیکھی ہی نہیں۔ شمائل نے رنگ آگے بڑھائی۔ شامیر نے وہ رنگ ایک نظر دیکھی اور پھر غصے سے وہ رِنگ اُٹھا کر پھینک دی تھی۔

بدکردار

کتنی دفعہ دکھانی ہے مجھے،،، دیکھ تو لی ہے۔

میرال اسے اتنے دنوں بعد دیکھ کر یوں اندیکھا کر کے گئی تھی۔ جیسے وہ وہاں پر ہے ہی نہیں،، اسے یوں اگنور کر کے گئی تھی۔ جو شامیر دُرانی سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔

شامیر غصے سے تن فن کرتا اپنے کمرے میں چلا گیا۔

شمائل اور فرخندہ سرخ چہرے ک ساتھ شامیر دُرانی کو دیکھ کر رہ گئیں۔

آج شامیر اور شمائل کی انگیجمنٹ تھی۔ گھر کے لان کو بہت خوبصورت طریقے سے سجایا گیا تھا۔

خوبصورت لائٹنگ، جگہ جگہ پھولوں کے واز رکھے گ ئے تھے۔

شامیر مینشن کا یہ لان آج بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔

فرخندہ کے بہت کہنے کے باوجود شامیر نے اس انگیجمنٹ پر کسی کو نہیں بلایا تھا۔ فرخندہ نے ہی زیان کو انوائٹ کیا تھا حالانکہ شامیر نے تو منع کر دیا تھا۔ اور صفیہ پھوپھو کو بھی منع کیا تھا کہ کسی کو نہ بلائیں۔ شمائل اور صفیہ کو یہ بات بہت کھٹکی تھی۔ مگر شامیر کی ناراضگی کی جہ سے کڑوا گھونٹ بھر کر رہ گئیں۔

بدکردار

شامیر نے میڈیا کو بھی یہ بات بتانے سے سختی سے منع کرر کھا تھا۔اور شائل کو بھی منع کیا تھا کہ وہ اپنے سوشل میڈیا پیج پر ایسی کوئی بات نہ کرے کیونکہ شائل نے ریسنٹلی ماڈلنگ سٹارٹ کی تھی اور اس کا اب ایک سوشل لنک تھا۔۔

صفیہ پھوپھو اور شائل تو نکاح کا کہہ رہی تھیں مگر شامیر نے نکاح کے لیے اگلے مہنے کی ڈیٹ رکھی تھی تو فرخندہ نے ہی انگیجمنٹ کا آئیڈیا دیا تھا۔

میرال نے آج اپنا نکاح والا ڈریس زیب تن کیا تھا۔ٹی پِنک کلر کی لانگ میکسی اور ہیروں کا سیٹ پہنا تھا۔وہ بالکل ویسے ہی تیار ہوئی تھی جیسے اپنے نکاح والے دن تیار ہوئی تھی۔فرق صرف اتنا تھا کہ نکاح والے دن ان آنکھوں میں آنسوں تھے۔شامیر درانی کا ڈر تھا۔مگر آج یہ آنکھیں بے انتہا اداس تھیں بے انتہا کرب چھپا تھا۔شامیر کی بیوفائی کا درد تھا آج ان آنکھوں میں،،،جو میرال کی خوبصورت آنکھوں کو اور دل کش اور سحر انگیز بنا رہا تھا۔

وہ آج اس اذیت سے گزرنا چاہتی تھی بلکہ فنا ہو جانا چاہتی تھی کہ اپنے سامنے اپنے محبوب شوہر کو کسی اور کا ہوتا دیکھنا کیسا لگتا ہے۔میرال کی آنکھ سے آنسو بہے تھے جنھیں میرال نے بے دردی سے اپنے ہاتھوں سے چن لیا تھا۔

بدکردار

شامیر بلیک شلوار قمیض پہنے ہوئے تھا گلے میں چادر ڈالی بہت شاندار مردانہ وجاہت کا اعلیٰ شاہکار لگ رہا تھا۔ مگر ایک اضطراب کی کیفیت میں تھا۔

صفیہ پھوپھو، شمائل، صائم اور عینی آچکے تھے۔ صائم نے دور سے ہی لائبہ کو دیکھ کر اپنی آنکھوں کی پیاس بجھائی تھی۔

پاس جانے کی ہمت نہیں تھی اور لائبہ کے انداز و اطوار بھی بہت خطرناک تھے۔

وہ پلم کلر کی سلیو لیس شارٹ شرٹ پہنے ہوئے تھی۔ کندھوں پر نیٹ کا کام والا دوپٹہ لے رکھا تھا۔

وہ ایک طرف کھڑی یہ تماشا دیکھ رہی تھی۔ صفیہ اور شمائل اسے آگے ہو کر ملیں تھیں۔ مگر لائبہ نے انھیں ایسا نہیں کرنے دیا۔ صفیہ تو اپنا سا منہ لے کر رہ گئی۔ صائم نے بھی لب بھینچے تھے لائبہ کی اس حرکت پر مگر لائبہ کو کسی کی پرواہ نہیں تھی۔

شمائل نے اورنج کلر کا کنٹراسٹ سلیولیس اور ڈیپ گلا شرٹ اور ساتھ شرارہ پہن رکھا تھا۔ دوپٹہ ایک طرف کندھے پر ڈال رکھا تھا۔

شمائل کے چہرے پر آج فتح یابی کے آثار تھے اس نے نظر اُٹھا کر شامیر مینشن کے محل کو دیکھا تھا اور پھر پاس کھڑے اتنے شاندار پرسنیلٹی والے آدمی کو،، وہ طمانیت سے مسکرا دی تھی کیونکہ یہ سب کچھ بہت جلد اس کا ہونے والا تھا اور رہی بات میرال کی

تو،،،اسے تو وہ بہت جلد شامیر کی زندگی سے نکال دینے کا ارادہ رکھتی تھی۔بس ایک دفعہ وہ اس گھر میں آجائے۔

شمائل اور شامیر کی منگنی کی رسم شروع ہونے والی تھی سب ان کے ارد گرد کھڑے تھے شمائل نے شامیر کو پہنانے والی انگوٹھی ہاتھوں میں تھام رکھی تھی۔اس سے پہلے شامیر ہاتھ آگے بڑھاتا۔اسے سامنے سے میرال آتی دکھائی دی۔

نکاح والا ڈریس پہنے،بال کھلے چھوڑے،دوپٹہ سینے پر پھیلائے بے انتہا خوبصورت لگ رہی تھی اتنی خوبصورت کہ شمائل اور باقی سب بھی اسے دیکھ کر حیرت زدہ ہوئے۔

دھیرے دھیرے قدم بڑھاتی وہ ان کی ہی طرف آرہی تھی۔زیان تو پاگل ہوا تھا اسے دیکھ کر،،،پہلی دفعہ اسے یوں کھلے بالوں میں دیکھا تھا۔۔وہ تو اس کی سوچ سے بھی زیادہ خوبصورت تھی۔زیان نے شامیر کے پاس کھڑی شمائل کو ایک نظر دیکھا اور شامیر کی قسمت پر افسوس کیا تھا۔۔

شامیر نے سختی سے اپنے لب دانتوں میں پیوست کیے اسے یوں دوپٹہ سر پر لیے بغیر دیکھ کر،،اسے کھلے بالوں میں دیکھ کر شامیر کے اندر آگ لگی تھی۔برداشت نہیں ہوا تھا کہ کیسے آج اس نے اس کی خواہش کو پسِ پشت ڈالا تھا۔کیا اب اس کے نزدیک اس کی بات کی کوئی اہمیت نہیں اور برداشت نہیں ہو رہا تھا اس کا اتنا سجا سنورا روپ،اسے تو آج کمرے میں ہونا چاہیے تھا۔ماتمی حلیے میں،روتے،سسکتے ہوئے۔اپنی محبت کا ماتم

مناتے ہوئے،، مگر یہ کیا وہ تو سب کے سامنے اعتماد کے ساتھ کھڑی تھی۔ اور یہ ڈریس تو شامیر نے اسے منع کر رکھا تھا سب کے سامنے پہننے کو۔ کیونکہ شامیر کو نکاح والے ڈریس میں اتنی خوبصورت لگی تھی کہ شامیر نے اس سے وعدہ لیا تھا یہ ڈریس وہ ہر ویڈنگ اینیورسری کو اس کے لیے پہنا کرے گی بس اس کے سامنے،، مگر آج تو میرال نے شامیر کی ہر بات کو پسِ پشت ڈال دیا تھا اور یہ شامیر دُرانی سے کہاں برداشت ہونا تھا۔

شائل کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا کیونکہ شامیر دُرانی میرال کو ہی دیکھ رہا تھا۔ شامیر نے اپنی لال سرخ آنکھیں میرال پر گاڑھی ہوئیں تھیں۔

لائبہ میرال کو یوں پُر اعتماد آتا دیکھ کر مسکرائی تھی۔

میرال شامیر کے سامنے تھوڑا دور کھڑی ہو گئی تھی وہ اپنی آنکھوں سے شامیر کو شائل کو انگوٹھی پہناتا دیکھنا چاہتی تھی۔

شامیر ہاتھ آگے کرو۔ فرخندہ نے شامیر کو ہاتھ آگے کرنے کو کہا۔

شامیر نے ایک نظر میرال کو دیکھا تھا۔ اور دوسرے پل مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ آگے کیا مگر اپنی نگاہیں میرال پر ہی جمائے رکھیں تھیں۔

۔اب شائل نے اپنا ہاتھ آگے کیا تھا۔ فرخندہ نے جلدی سے شامیر کو انگوٹھی پکڑائی وہ جلد از جلد یہ منگنی کرنا چاہتی تھی۔

وہ نہیں چاہتی تھی میرال کا جادوئی حسن شامیر پر کوئی کرشماتی اثر دکھادے وہ تو پہلے ہی اس حسن کا مرید تھا۔

شامیر نے وہ انگوٹھی فرخندہ سے لی تھی اور شمائل کو وہ انگوٹھی پہنائی۔اب کی بار پوری توجہ شمائل کی طرف کی تھی بلکہ مسکراتے ہوئے شمائل کو انگوٹھی پہنائی تھی۔

کیونکہ آج جس طرح میرال بغیر دوپٹہ سر پر لیے کھلے بالوں میں آئی تھی وہ شامیر دُرانی سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔جس طرح وہ سلگ رہا تھا اسے بھی تو سلگانا تھا۔

میرال جو خود پر ضبط کیے کھڑی تھی مگر اس کی ضبط کی کڑی چھوٹ چکی تھی۔شاید اس کے دل میں موہوم سی امید تھی کہ شامیر منگنی نہیں کرے گا۔میرال نے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی ہچکی روکی تھی اور بھاگتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔

شامیر نے اسے یوں جاتا دیکھ کر اضطرابی کیفیت میں اپنی بیرڈ پر ہاتھ پھیرا تھا۔آنکھیں یکدم لال انگارہ ہو چکی تھیں

چلو شامیر کیک کاٹو۔فرخندہ نے آگے بڑھ کر شامیر کا کندھا ہلایا۔جو اسی جگہ دیکھ رہا تھا جہاں سے میرال ابھی گئی تھی۔

شامیر نے سختی سے اپنے لب بھینچے تھے اور پھر ایک دم لمبے لمبے ڈھنگ بھرتا کار پورچ کی طرف چل پڑا تھا سب کو حیران و پریشان چھوڑ کر وہ گاڑی لیے باہر چلا گیا تھا۔

بدکردار

شمائل تو اس بے عزتی پر تلملا کر رہ گئی۔ صائم کا چہرہ بھی اہانت کے احساس سے سرخ ہو تھا۔ فرخندہ بھی شرمندہ شرمندہ سی کھڑی تھی۔ وقار کے سامنے اسے کتنی انسلٹ کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ جو فرخندہ کو یہ سب کرنے سے روک رہے تھے۔

ابھی تو ڈنر بھی کرنا تھا اور کیک بھی کاٹنا تھا مگر شامیر تو فنکشن بیچ میں ہی چھوڑ کر چلا گیا تھا۔

لائبہ استھزائیہ مسکراتی ہوئی صائم کو دیکھتی وہاں سے چلی گئی۔ شمائل نے غصے سے چھری اُٹھا کر کیک پر ماری تھی۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا میرال کی جان لے لیتی۔ نہ وہ یہاں آتی نہ آج اس کا اتنا امپورٹنٹ دن خراب ہوتا۔ بہت جلد تمھارا بندوبست کروں گی میرال کہ شامیر دُرانی تمھیں دیکھنا تو دور کی بات تمھارا نام بھی لینا پسند نہیں کرے گا۔ شمائل سرخ چہرے کے ساتھ سوچ رہی تھی۔

میرال کمرے میں آکر کافی دیر تک روتی رہی اور پھر اُٹھ کر اپنا ڈریس چینج کیا تھا۔ اسے وہ منظر بھول ہی نہیں رہا تھا جب شامیر نے مسکراتے ہوئے شمائل کو انگوٹھی پہنائی تھی۔ اتنا درد اسے محسوس ہو رہا تھا اسے لگ رہا تھا کہ آج اس نے اس درد کا علاج نہیں کیا تو وہ مر جائے گی۔

شاید اس دوا سے ہی اس درد کا آرم مل جائے۔ میرال نے روتے روتے سوچا تھا۔

\------------------

شامیر رات گئے واپس آیا تو اپنے کمرے کا رُخ کیا شامیر لائٹ آن کر تا ڈریسنگ روم میں جانے لگا تو اسے میرال بیڈ کے پاس نیچے بیٹھی دکھائی دی۔

شامیر بے تابی سے میرال کی طرف بڑھا۔ میرال تم یہاں پر کیا کر رہی ہو؟ اُٹھو یہاں سے۔ شامیر نے میرال کا ہاتھ پکڑ کر اسے اُٹھایا تھا۔

میرال نے اپنی گلابی ہوتی آنکھوں سے شامیر کو مسکراتے ہوئے دیکھا۔ ظالم۔۔۔۔۔۔ بے حس۔۔۔۔۔۔۔۔بے رحم

میرال لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں بولی۔

یہ کیا کہہ رہی ہو تم میرال؟ شامیر نے اچھنبے سے میرال کو دیکھا جو گلابی آنکھیں لیے اسے مسکراتی ہوئی دیکھ رہی تھی۔

ظالم۔۔۔۔۔۔۔بے حس۔۔۔۔۔۔۔بے رحم.....ہو تم

میرال نے اپنی شہادت کی انگلی شامیر کے ہونٹوں پر پھیرتے ہوئے کہا۔

اور ایک دم سے میرال لڑکھڑائی تھی۔ شامیر نے سے جلدی سے سنبھالا۔

تم نے۔۔۔ مجھے۔۔۔ سنبھال لیا، گرنے۔۔۔ نہیں دیا۔ لیکن ہم۔۔۔۔۔

دونوں۔۔۔۔ تو آسمان۔۔۔۔ پر ہیں۔ شکریہ۔۔۔ ظالم۔۔۔۔ بے

حس۔۔۔۔آدمی۔۔۔۔اگر۔۔۔۔۔۔۔میں گر۔۔۔۔جاتی مجھے۔۔۔۔۔۔بہت۔۔۔۔۔ زور سے۔۔۔۔۔لگتی۔

ظالم۔۔۔۔۔۔بے حس۔۔۔۔۔۔بے رحم آدمی

میرال نے ہچکی لی۔

میرال تم نے ڈرنک کی ہے؟شامیر نے سرخ آنکھوں سے میرال کو گھورا۔

ارے مجھے۔۔۔۔۔بچاؤ ارے۔۔۔۔مجھے بچاؤ۔میں گر جاؤں گی۔

میرال گول گول گھومتے ہوئے بولی۔

شامیر اب لب بھینچے سرخ آنکھوں سے میرال کو گھور رہا تھا۔جو بلیک نائٹی پہنے ہوئے تھی۔

میرال نے اچانک اپنی نائٹی کا گاؤن ریمو کیا تھا۔

یہ کیا کر رہی ہو میرال؟شامیر کی اب سیٹی گم ہوئی تھی۔

میرال آب اس کے سامنے سلیولیس شارٹ نائٹی میں تھی جو گھٹنوں تک تھی۔

کیا کر رہی ہوں۔۔۔۔میں

ظالم،بے حس،بے رحم انسان

میرال ہنسنے لگی۔وہی جو پہلے۔۔۔۔تم۔۔۔۔کرتے تھے اور ویسے بھی آج بہت۔۔۔۔ گرمی۔۔۔۔ہے۔میرال شامیر کے قریب آکر اس کے گلے میں بانہیں ڈالتی ہوئی بولی۔

میرال ہوش میں آؤ۔۔۔شامیر نے اس کی بانہیں اپنے گلے سے نکالیں۔میرال پھر سے اس کے گلے میں بانہیں ڈال کر اس کے سینے سے لگی تھی۔

ظالم،بے حس،بے رحم،،،انسان! میرال نے روتے ہوئے ہچکی لی۔شامیر ایک دم بے چین ہوا تھا۔

نہ میرے۔۔۔پاس آتے ہو،،،نہ مجھے اپنے پاس آنے دیتے ہو۔یہ دیکھو۔۔۔ میرال ایک دم سے اس سے الگ ہوئی تھی اپنی گردن سے تھوڑا نیچے تِل کی طرف اشارہ کیا تھا۔

تم تو۔۔۔دیوانے تھے اس۔۔۔تِل کے۔۔۔۔اس کو بھی نہیں۔۔۔۔چھوا۔۔۔۔ اتنے دنوں سے۔۔۔اور پتہ ہے جب تم۔۔۔اسے۔۔۔۔۔لبوں۔۔۔۔سے۔۔۔ چھوتے تھے۔نہیں،نہیں۔میرال نے اپنی آنکھیں بند کی تھیں۔ظالم۔۔۔بے حس۔۔۔۔بے رحم انسان۔

ہچکی لے کر پھر سے اپنی آنکھیں کھولی تھیں۔۔۔تم اسے۔۔۔۔لبوں۔۔۔۔ سے۔۔۔۔چھوتے نہیں تھے یہاں تو۔۔۔میرال نے تِل پر انگلی رکھی۔یہاں،تو

شدت سے۔۔۔کاٹتے تھے۔بہت۔۔۔درد ہوتا تھا پہلے۔۔۔پھر وہ تمھارا لمس مجھے۔۔۔اچھا لگنے لگا۔

دیکھو۔۔۔میری۔۔۔بات سنو۔میرال شامیر کے قریب جھکتے ہوئے سرگوشی میں بولی۔

تم اس۔۔۔ثمائل چڑیل سے۔۔۔۔شادی۔۔۔مت کرو۔ورنہ۔۔۔لوگ کیا کہیں گے۔

کہ داگریٹ شامیر دُرانی نے۔۔۔ایک چڑیل سے۔۔۔شادی کرلی۔میرال اس بات پر اونچا اونچا ہنسنے لگی۔

میرال ہوش میں آؤ۔شامیر میرال کے قریب آکر اسے بانہوں میں تھامے واش روم لے جانے لگا تاکہ شاور کے نیچے کھڑا کرکے اس کا نشہ اتارا جاسکے۔

میرال نے اپنا آپ چھڑایا تھا اور جاکر ڈریسنگ کے سامنے کھڑی ہوگئی۔

تم۔۔۔صرف،شامیر دُرانی کی۔۔۔ہو تم۔۔۔پر صرف شامیر دُرانی کا حق۔۔۔ہے۔تم شامیر دُرانی کی۔۔۔امانت ہو۔شامیر دُرانی۔۔۔تمھارے بغیر۔۔۔نہیں رہ سکتا۔شامیر دُرانی دیوانا۔۔۔ہے تمھارا۔میرال ڈریسنگ کے سامنے کھڑے ہوکر شامیر کی ایکٹنگ کرنے لگی۔شامیر دور کھڑا ائیرڈ پر ہاتھ پھیرتا اس کی حرکتیں دیکھ رہا تھا۔

میرال نے ایک دم ہچکی لی تھی۔

شامیر درانی سب سے بڑا۔۔۔۔۔ جھوٹا ہے

شامیر درانی۔۔۔۔ جھوٹے وعدے۔۔۔۔ کرتا ہے

شامیر دُرانی۔۔۔۔ کسی۔۔۔۔۔ سے محبت۔۔۔ نہیں کرتا۔

میرال کی آنکھوں سے پھر سے آنسو بہنے لگے۔

شامیر لب بھینچے میرال کو دیکھ رہا تھا۔

ظالم، بے حس، بے رحم انسان۔ تمھارا نام۔۔۔۔ شامیر دُرانی نہیں۔۔۔ ظالم، بے حس، بے درد۔۔۔ ہونا چاہیے تھا۔ پتہ ہے تمھارا۔۔۔ نام کیوں۔۔۔ ظالم، بے حس، بے درد۔۔ ہونا چاہیے تھا۔۔ میرال نے شامیر کے سینے پر انگلی رکھی تھی یہاں پر دل نہیں ہے۔۔۔۔ پتھر ہے پتھر۔۔۔ میرال یہ کہہ کر شامیر کے سینے سے لپٹ کر رونے لگی۔

شامیر ضبط کرتا ہوا کھڑا رہا۔ ظالم، بے حس، بے رحم انسان، میرال نے ہچکی لی اور ہوش وخرد سے بیگانہ ہو کر شامیر کی بانہوں میں جھول گئی۔

شامیر اسے نرمی سے تھام کر بیڈ پر لایا اور بڑی احتیاط اور پیار سے اسے بیڈ پر لٹایا۔ اسے کمفرٹر اوڑھا کر اس کے پاس بیڈ پر بیٹھ کر اسے دیکھنے لگا۔ خود پر ضبط کرتا کافی دیر تک اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھتا رہا، لمبا گہرا سانس لیتے الماری سے کمفرٹر نکال کر صوفے پر سونے لکے لیے چل پڑا۔

اب نیند شامیر کو کہاں آنے والی تھی۔

اس کی متاع حیات، جو اس کی روح کا قرار تھی اپنے تمام ہتھیاروں سے لیس بیڈ پر سو رہی تھی۔

میرال کی صبح آنکھ کھلی تو وہ ایک دم سے اُٹھ کر بیڈ پر بیٹھی اپنے چکراتے سر کو تھاما تھا۔۔

لیکن جیسے ہی کمرے میں نظریں دوڑائیں تو چودہ طبق روشن ہوئے۔

سامنے ہی تو ظالم، بے حس، بے رحم انسان ڈریسنگ کے سامنے کھڑا اپنے بال بنا رہا تھا۔

میرال ہونقوں کی طرح شامیر کو دیکھ رہی تھی جو شیشے میں اسے اُٹھتا دیکھ چکا تھا اس لیے سنجیدہ چہرے کے ساتھ میرال کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔

مم۔۔۔مم۔۔۔میں یہاں کیسے ؟میرال ایک دم سے بیڈ سے اٹھنے لگی

بیٹھی رہو وہیں پر۔شامیر کی سرد آواز پر میرال وہیں بیٹھ گئی۔

شامیر کھڑا سرخ آنکھوں سے میرال کو گھور رہا تھا۔

میرال نے نظریں اٹھا کر شامیر کو دیکھا مگر اسے گھورتے پا کر جلدی سے نظریں جھکا لیں۔

مم۔۔۔مم میں یہاں پر کیسے آئی؟میرال انگلیاں چٹخاتے ہوئے بولی۔

یہی تو میرا سوال ہے تم سے؟ تم یہاں پر کیسے آئی؟

شامیر نے سرد انداز میں استفسار کیا۔

مم مم۔۔۔مجھے۔۔کچھ یاد نہیں۔میرال نے نظریں جھکائے جواب دیا۔

یقیناً تمھیں کچھ بھی یاد نہیں ہو گا جو تم نے کیا۔

میرا سوال یہ ہے کہ تم یہاں کیسے پہنچی۔وہ تو یاد ہو گا اور یہ بھی کہ تم نے کمرے میں آ کر ڈرنک کی تھی۔

میرال ایک دم ہڑبڑائی تھی شامیر کے سوال پر۔

وہ مم میں،،میں،، ششششش شامیر،،،وہ مم،، مم میں نے تو۔۔۔

وہ مم مم،، کیا،،رات کو تو بہت زبان چل رہی تھی۔مجھے یقین نہیں آرہا کہ میرال تم ڈرنک کر سکتی ہو۔وہ بھی جانتے بوجھتے۔کیوں کی ڈرنک۔بولو جواب دو۔شامیر دھاڑا۔

میرال شامیر کی دھاڑ پر لرزی تھی اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

آئی ایم سوری شامیر۔بس مجھے سمجھ نہیں آیا۔مجھے پتہ نہیں تھا میں نے تو بس ویسے ہی۔۔۔میرال روتے ہوئے بولی۔

شامیر لب بھینچتے ہوئے میرال کو دیکھتا رہا۔بہت مایوس کیا ہے میرال تم نے مجھے،،،مجھے یقین نہیں آرہا کہ تم نے ڈرنک کی۔

بدکردار

اگر آئندہ کے بعد تم نے ایسی کوئی حرکت کی تو تمھارا نشہ میں اس انداز میں اتاروں گا

کہ تم ساری زندگی یاد رکھو گی۔

شامیر نے سرد انداز میں وارن کیا۔

اور کیا کہہ رہی تھی تم رات کو،، ظالم، بے حس، بے رحم نام ہونا چاہیے میرا۔

میرال نے ایک دم ہڑبڑا کر نظریں اُٹھا کر شامیر کو فق چہرے کے ساتھ دیکھا تھا۔ نن

نہیں،،، میں نے تو نہیں کہا،، میں نے تو یہ الفاظ کبھی سنے بھی نہیں تو بولوں گی کیسے۔

میرال سر نفی میں دائیں بائیں ہلاتی ہوئی بولی۔

شامیر کے ہونٹوں پر ایک پل کے لیے مسکراہٹ رینگی تھی۔

میرال نے یکلخت خود کو دیکھا تھا وہ سلیولیس نائٹی میں تھی جس کا گلہ کافی گہرا تھا۔

میرال شرم سے لال سرخ ہوئی تھی۔ نظریں کمرے میں اپنے گاؤن کی طرف دوڑائیں

جو زمین پر پڑا تھا۔ اور پھر شامیر کو دیکھا اور سرخ چہرے کے ساتھ نظریں گھمائے

کمفرٹر کو دیکھا اور نظریں جھکائے ہی کمفرٹر سینے تک اوپر کیے ہاتھوں سے پکڑا تھا۔

کیا ہوا شرم آرہی ہے رات کو شرم کہاں گئی تھی جب بے شرمی کے مظاہرے کیے جا

رہے تھے میرال نے سرخ چہرے کے ساتھ اور کھلے منہ کے ساتھ شامیر کو دیکھا تھا اور

پھر نچلا لب دانتوں میں دبائے نظریں جھکائے سوچنے لگی کیا کیا ہے میں نے رات کو اب

تم یہی سوچ رہی ہو نا کہ تم نے رات کو کیا کیا۔ چلو میں تمھیں بتاتا ہوں۔ اپنا گاؤن خود اُتارا تھا اور مجھے فورس کر رہی تھی۔

نن نن نہیں۔ میں ایسا کبھی نہیں کر سکتی۔ میرال بے ربط بولی۔

جب انسان نشے میں ہوتا ہے نا مائی ڈیئر وائف،،، تو وہ سب کچھ کرتا ہے جو وہ جاگتے میں نہیں کر سکتا۔

اس لیے آئندہ تم نے یہ حرکت کی تو میں تمھیں زندہ زمین میں گاڑھ دوں گا۔

اب اٹھو شاور لو اور نیچے آؤ۔

شامیر اسے سرخ آنکھوں سے وارن کرتا وہاں سے چلا گیا۔

حقیقت میں شامیر کو بہت تکلیف پہنچی تھی میرال کے ڈرنک کرنے پر۔ وہ جانتا تھا اس نے رات کو شائل اور اس کی منگنی کے غم میں ڈرنک کی ہے۔ مگر جو بھی تھا وہ شامیر کی عزت تھی اس کی بیوی تھی۔ شامیر دُرانی نے سوچ لیا تھا۔ وہ آئندہ الکوحل ملی ڈرنک کو کبھی گھر نہیں لائے گا۔۔ اس لیے اس نے صبح اٹھتے ہی سب سے پہلے تمام الکوحل کی بوتلیں ضائع کروائیں تھیں۔

شائل نے گھر آکر پورا کمرہ تہس نہس کر کے رکھ دیا تھا۔ شامیر کیسے اس کی بے عزتی کر کے گیا تھا۔ کیسے وہ مگنی کا فنکشن ادھورا چھوڑ کے گیا تھا۔۔

میں تمھیں چھوڑوں گی نہیں میرال۔ میں تمھارا وہ حال کروں گی کہ دنیا تم پر ترس کھائے گی

شمائل غصے سے نمبر ڈائل کرتے فون کو کان سے لگایا۔

ہیلو! ہاں میری بات سنو میں تمھیں ایک تصویر بھیج رہی ہوں اور یہ تصویر ہر جگہ سرکولیٹ ہونی چاہے۔ میرا نام بالکل نہیں آنا چاہیے اور ہیڈلائن بھی چلانی ہے بریکنگ نیوز کے ساتھ۔۔ شمائل نے کہتے ساتھ ہی فون بند کر دیا۔

اب دیکھتی ہوں مسٹر شامیر تم کیا کرتے ہو۔ اب تو تمھیں ہر حال میں مجھ سے شادی کرنی پڑے گی اور پوری دنیا کے سامنے مجھے اپنی بیوی کے طور پر انٹروڈیوس کروانا پڑے گا۔ شامیرل استہزائیہ مسکراتے ہوئے سکون سے چیئر کے ساتھ ٹیک لگائے سوچنے لگی کہ شامیر کا ردعمل کیا ہو گا۔

شامیر اپنے آفس میں ایک میٹنگ میں مصروف تھا۔ جب اس کی سیکرٹری دروازہ ناک کرتے اندر داخل ہوئی تھی۔

شامیر کے ماتھے پر بلوں کا جال گھرا ہوا تھا۔

بدکردار

مس فرح،،، آپ اچھی طرح جانتی ہیں کہ یہاں امپورٹینٹ میٹنگ چل رہی ہے میں نے فون کالز تک لینے کو منع کیا تھا اور آپ منہ اٹھا کر یہاں چلی آئیں ہیں۔ شامیر چہرے پر ناگواریت لیے بولا۔

آئی ایم سوری سر۔ مگر ایک ایمرجنسی ہو گئی ہے وہ بس میں اسی لیے،،۔

شامیر کی سیکرٹری انگلیاں چٹخاتے بولی۔

مِس فرح آپ جائیں یہاں سے میں میٹنگ کے بعد آپ سے بات کرتا ہوں۔ شامیر سرد انداز میں کہتا میٹنگ دوبارہ سے سٹارٹ کر چکا تھا۔

مِس فرح شرمندگی سے وہاں سے چلی گئی۔

میٹینگ اٹینڈ کرنے کے بعد شامیر نے اپنا فون آن کیا ہی تھا کہ پریشانی کے عالم میں اپنی چیئر سے اٹھا۔

اور فوراً اسے اپنی سیکرٹری کو اندر بولایا۔۔

مِس فرح،، دروازہ ناک کر کے اندر داخل ہوئی۔

مِس فرح،، آپ نے مجھے صبح ہی کیوں نہیں بتایا کہ پورے سوشل میڈیا پر یہ نیوز سرکل کر رہی ہے بمعہ تصویر۔ شامیر دھاڑا۔

سر میں آپ کو یہی بتانے آئی تھی کتنے ہی نیوز چینلز سے مجھے کالز آ چکی ہیں وہ آپ سے اس بارے میں کنفرم کرنا چاہتے ہیں

بدکردار

ٹھیک ہے آپ جائیں اور کسی بھی نیوز چینل سے رابطہ کریں اور ان سے میری میٹنگ فکس کروائیں۔

جی سر جیسا آپ کہیں۔ فرح مودبانہ انداز میں کہتے ہی وہاں سے چلی گئی۔

شامیر جھلائے ہوئے انداز میں اپنی کرسی پر بیٹھا تھا۔ کس کی حرکت ہو سکتی ہے یہ؟

شامیر نے غصے سے وہ تصویر دیکھ کر موبائل ٹیبل پر پٹخا تھا۔

میرال نے شامیر کے جانے کے بعد اپنا گاؤن پہنا تھا اور صوفے پر پڑی شامیر کی گرم چادر سے خود کو اچھی طرح کور کیا تھا۔

شامیر کی گرم چادر لپیٹے وہ نیچے اپنے روم کی طرف چل پڑی۔

روم میں آنے کے بعد میرال نے اچھی طرح شاور لیا۔ سر میں شدید درد ہو رہا تھا۔ چکر بھی آ رہے تھے۔ میرال نے ملازمہ سے کافی منگوائی تھی۔۔

تھوڑی ہی دیر بعد میرال کی طبیعت سنبھلی تو میرال نے تھکے تھکے انداز میں بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائی۔

آنکھوں سے آنسو پھر سے بہنا شروع ہو چکے تھے۔ کیوں شامیر کی محبت نے مجھے کسی اکٹوپس کی طرح جکڑ لیا ہے۔ کیوں،،، میں خود کو شامیر کی جھوٹی محبت کے سحر سے ابھی تک نکال نہیں پا رہی،، کیوں،، شامیر کی دوری کے خیال سے ہی یہ دل رکنے لگتا ہے۔

بدکردار

میں نے ہر بار خود کی ذات کی نفی کی خود کو شو پیس کی طرح شامیر کے سامنے پیش کیا۔۔اس نے مجھے دھتکارا۔میں نے برداشت کیا۔سوچا وہ میرا محرم ہے مجھے حق ہے میں اس کو منانے کے لئے میں یہ کر سکتی ہوں۔

عورت ناراض ہو تو مرد زبردستی منالیتا ہے۔۔پیار کے چند لفظ بول کر عورت کو سب کچھ بلانے پر مجبور کر دیتا ہے۔اگر وہی مرد ناراض ہو تو عورت کیا کرے اسے اس کے آنسو نہ دکھے اس کا تڑپنا نہ دکھے تو عورت کیا کرے۔

کیونکہ مرد بستر پر ہی تو عورت کو احساس دلاتا ہے وہ اس کے لئے کتنی اہم ہے۔۔وہ اس پی پور پور مکمل حق رکھتا ہے۔وہ اسے بتاتا ہے کے اس کی ذات اس کے لئے سکون کا باعث ہے۔وہ اسے پا کر مکمل ہو گیا ہے۔آج سے پہلے وہ ادھورا تھا۔۔میں نے اپنے محرم کے لئے خود کو سجایا اور شامیر نے مجھے دھتکار کر مجھے بے شرم کہہ کر میری نسوانیت میرے پندار کو ریزہ ریزہ کر دیا۔میں نے ہر بار معاف کیا اب اور نہیں۔۔

بس اب اور نہیں،،مجھے اب یہاں نہیں رکنا۔

میں اپنی ذات کی اور نفی نہیں کر سکتی۔شامیر نے میری برداشت کو میری کمزوری سمجھ لیا ہے۔

میرال نے بیڈ سے اٹھ کر سوٹ کیس نکالا تھا اور اپنے کپڑے پیک کرنے لگی۔

میرال نے اچانک سے ہی وہ تمام کپڑے نکال کر باہر پھینکنا شروع کر دیے۔

بدکردار

یہاں میرا کچھ بھی نہیں ہے۔یہ سب کچھ تو شامیر دُرانی کا ہے۔

جب شامیر دُرانی میرا نہیں تو ان چیزوں پر میرا کوئی حق نہیں۔میرال ہسٹرائی انداز میں چیخی۔

میرال نے دوپٹہ خود پر اچھی طرح لپیٹا اور کمرے سے باہر نکلی۔

میرال نے لاؤنج میں بیٹھی لائبہ کو ان دیکھا کر کے باہر کی جانب قدم بڑھائے ہی تھے۔

کہ لائبہ کی پکار پر رُکی۔

بھابھی کہاں جا رہی ہیں آپ؟

میں اپنے گھر، اپنوں کے پاس،میرال لائبہ کی طرف رخ کرتے ہوئے بولی

بھابھی آپ کا گھر یہ ہے۔شامیر بھائی آپ کے اپنے ہیں۔

لائبہ کی بات پر میرال استہزائیہ ہنسی تھی۔

یہ تم کہہ رہی ہو لائبہ ابھی بھی۔شامیر میرا کتنا ہے وہ تم کل رات دیکھ چکی ہو۔

بھابھی آپ اتنی جلدی ہار نہیں مان سکتیں۔

آپ شامیر بھائی کو اتنی آسانی سے شمائل کے حوالے نہیں کر سکتیں۔۔

لائبہ شامیر کوئی چیز نہیں ہے ایک جیتا جاگتا انسان ہے۔جو میرے حوالے کرنے یا نہ کرنے سے وہ کسی کا ہو جائے گا۔یا پھر میرا رہے گا۔اس کا فیصلہ میں یا شمائل نہیں کریں گے وہ خود کرے گا۔کل رات شامیر لائبہ کو انگوٹھی پہنا کر اپنا فیصلہ سنا چکا ہے۔

بدکردار

اب مجھ میں اتنی سکت نہیں ہے کہ میں اپنی نظروں کے سامنے شامیر کو کسی کا ہوتے دیکھ سکوں۔ میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔ شامیر کو نہ ہی میرے آنسو نظر آتے ہیں اور نہ ہی میری وفائیں دکھائی دیتی ہیں۔ وہ ایک بے حس انسان ہے۔ وہ فیصلہ کر چکا ہے مجھے سزا دینے کا۔ میں نے جتنی سزا بھگتنی تھی بھگت لی۔ اب اور نہیں،، میرال چیختے ہوئے بولی۔

بھابھی بھائی ابھی بھی آپ کے ہیں جلد بازی میں فیصلہ مت کریں۔ جہاں اتنا صبر کیا وہاں تھوڑا اور صحیح۔

یہ دیکھیں بھابھی،، لائبہ نے اپنا موبائل میرال کے سامنے کیا۔

بھابھی بھائی نے اپنی اور شائل کی منگنی کو ماننے سے انکار کر دیا ہے اور ان تصویروں کو جعلی اور ایڈِٹ قرار دیا ہے۔

میرال نے بے یقینی سے موبائل ہاتھ میں پکڑا تھا جہاں شامیر کا چھوٹا سا کلپ چل رہا تھا۔

اس نے اس منگنی کو ماننے سے انکار کر دیا تھا۔

اینکر نے شامیر سے اس کے اور میرال کے رشتے کے بابت پوچھا تھا۔

جس پر شامیر نے کہا تھا کہ وہ اپنی بیوی سے بہت پیار کرتا ہے وہ کبھی بھی اسے نہیں چھوڑ سکتا اور نہ ہی اس کے ساتھ بے وفائی کر سکتا ہے۔

بدکردار

میرال نے آنکھوں میں آنسو لیے وہ ویڈیو دیکھی تھی۔

بھابھی کل رات بھائی اپنی منگنی ادھوری چھوڑ کر چلے گئے تھے مجھے یقین ہے بھائی کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے

پلیز اب کوئی غلطی نہ کیجیے گا جو شامیر بھائی کے غصے کا سبب بنے۔

لائبہ التجابیہ انداز میں بولی۔

زیان نے غصے سے شمائل کا نمبر ڈائل کیا تھا۔

ہیلو! شمائل کی نیند میں بھری آواز سپیکر پر گونجی۔

اوہ تو محترمہ سو رہی ہیں،،

لگتا ہے اسے ابھی تک اپنے کارنامے کا پتہ ہی نہیں۔

زیان نے غصے سے سوچا تھا۔

شمائل میں تمھارے گھر کے پاس ہی ہوں جلدی سے باہر آؤ۔زیان نے غصے سے کہتے ساتھ ہی فون بند کر دیا۔

شمائل نے حیرانگی سے موبائل کو دیکھا تھا۔

یہ یہاں پر کیا کر رہا ہے؟

شمائل نے غصے سے کہتے ساتھ ہی فون پٹخا اور پھر اٹھ کر تیار ہونے چل پڑی۔

کیا آفت آن پڑی تھی جو تمھیں یہاں پر آنا پڑا شمائل گاڑی میں بیٹھتے ساتھ ہی زیان پر طیش کے عالم میں چیخی۔

شمائل میں نے تمھیں منع کیا تھا نہ کہ اُور سمارٹ مت بننا۔ مگر تم نے میری ایک نہیں سنی۔

اب اپنا کارنامہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لو۔

زیان نے اپنا موبائل شمائل کو پکڑایا۔

شمائل نے بے یقینی سے دیکھا تھا۔ جہاں شامیر نے اس کی اور اپنی منگنی کو سرے سے ہی ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ اس نے ان تصویروں کو جعلی قرار دے دیا تھا اور میرال سے اپنی محبت کا اعتراف بھی بڑے دھڑلے سے اور فخر سے کیا تھا۔

لیکن حیرت کی بات یہ تھی کہ زیادہ تر لوگ شمائل کو ہی غلط کہہ رہے تھے اور شامیر کو سچا کہہ رہے تھے۔ وہ ان تصویروں اور اس خبر کو شمائل کا پبلیسٹی سٹنٹ کہہ رہے تھے کہ اس نے جان بوجھ کر یہ نیوز بریک کروائی ہے تا کہ خود کو پبلیسٹی دے سکے۔

یہ یہ نہیں ہو سکتا۔ شامیر ایسے نہیں کر سکتا۔

شمائل بے یقینی سے بولی۔

کر نہیں سکتا؟ شامیر کر چکا ہے۔ تمھیں کس نے کہا تھا یہ سب کرنے کو۔۔

یقیناً اسے یہ بھی پتہ چل گیا ہو گا کہ یہ نیوز تم نے لیک کی ہے۔ جانتی ہو اس کا مطلب کیا ہے کہ وہ تم سے شادی نہیں کرے گا اور نہ ہی میرال کو چھوڑے گا۔ زیان غصے سے چیخا۔

مجھے لگا تھا یہ نیوز لوگوں کے سامنے آئے گی تو اسے اقرار کرنا پڑے گا اور وہ مجھ سے جلد از جلد شادی کرے گا۔ شائل آہستگی سے بولی۔

وہ عام انسان نہیں ہے۔۔ شامیر دُرانی ہے۔ شامیر دُرانی۔۔۔۔

اس نے ملک مرتضع جو کہ حکومتی وزیر تھا اسے نکیل ڈال دی تھی۔ اسے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا تھا

تو تم کیا چیز ہو اس کے آگے۔۔

کیا کر سکا ملک مرتضع ہاں بولو۔ کچھ نہیں بگاڑ سکا وہ شامیر دُرانی کا۔ الٹا اسے اپنی وزارت سے ہاتھ دھونا پڑا۔ ابھی تک باقر کا کچھ پتہ نہیں چل سکا۔ اور مجھے یقین ہے اس میں بھی شامیر دُرانی کا ہاتھ ہے۔ مگر کوئی بھی شامیر پر ہاتھ ڈالنے کا سوچ بھی نہیں سکتا اور تمھیں لگا تھا تم یہ سب کر کے اسے بلیک میل کر لو گی۔ وہ میڈیا کے سامنے تمھارے اور اپنے رشتے کا اعلان کر دے گا۔ یہ تمھاری سب سے بڑی غلط فہمی ہے۔

بدکردار

وہ تمہارے ہاتھوں بلیک میل بھی لائبہ کی وجہ سے نہیں ہوا۔جہاں تک میں اسے جانتا ہوں وہ صرف اور صرف میرال کو سزا دے رہا تھا کیونکہ شامیر دُرانی دھوکہ اور جھوٹ برداشت نہیں کر سکتا۔

وہ بھی دھوکہ اپنی جان سے پیاری بیوی سے ملا ہو تو۔۔اسے اتنی سزا دینے کا حق تو وہ رکھتا تھا اور مجھے لگتا ہے کہ اس نے یہ منگنی کا ڈرامہ کیا تھا صرف میرال کو تڑپانے کے لیے۔میرال اس کی سزا بھگت چکی ہے تو اب وہ کیوں کرے گا تم سے شادی۔۔اور انکار کرنے کا یہ موقع تم نے اسے خود دے دیا ہے۔زیان پاگلوں کی طرح چیخا۔۔

میں منزل کے اتنے پاس آکر شامیر کو کھو نہیں سکتی۔شائل کی سرسراتی آواز گونجی۔

میں بھی میرال کو نہیں کھو سکتا۔اب آخری وار کرنا ہے جو بہت گہرا ہو گا۔میرال اس کی زندگی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نکل جائے گی

لیکن زیان،،اگر اس بار شامیر کو پتہ چل گیا تو شائل زیان کی بات کاٹتے ہوئے بے تابی سے بولی۔

مجھے یقین ہے کہ اسے پتہ نہیں چلے گا کیونکہ وہ میرال کے معاملے میں دماغ سے نہیں دل سے سوچتا ہے۔

اگر اسے پتہ چل گیا تو شامیر کی گولی ہو گی اور میرا سینہ۔میں مر تو سکتا ہوں مگر میرال کو کھو نہیں سکتا۔۔میرال اب میری ضد بن چکی ہے۔۔وہ پہلی لڑکی ہے جس پر زیان کا

دل آیا ہے۔۔اتنے مکمل حسن سے میں دستبردار نہی ہو سکتا۔اسے میری بستر کی زینت بنناپڑے گا۔۔۔بس اب تم کچھ نہی کروگی۔۔ سمجھی تم۔۔زیاں نے سخت لہجے میں اسے وارن کیا تھا۔

\-

میرال کمرے میں آکر خود سے ہی مسکرا رہی تھی یعنی کہ شامیر صرف مجھے ستا رہے تھے وہ یہ شادی نہیں کریں گے۔

میرال کی نظروں کے سامنے وہی ویڈیو آئ تھی۔۔جس میں شامیر نے ساری دنیا کے سامنے اس پیار کا اظہار کیا تھا۔

یہ فیک تصویریں ہیں۔میرا ان سے کوئی لینا دینا نہیں۔میری شادی ہو چکی ہے اور میں اپنی بیوی سے بہت پیار کرتا ہوں۔میں اس سے بے وفائی کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔

لیکن سر سننے میں آیا ہے کہ آپ بہت جلد اپنی بیوی کو طلاق دینے والے ہیں۔رپوٹر نے سوال کیا۔

جس نے بھی یہ خبر پھیلائی ہے بے بنیاد ہے۔

کیونکہ شامیر دُرانی مر تو سکتا ہے مگر اپنی بیوی کو کبھی نہیں چھوڑ سکتا۔

مرال کے لبوں پر شرمیلی سی مسکراہٹ بکھر گئ۔

zubiinovelszone.com Noor Asif Novels

شامیر میں بھی مر تو سکتی ہوں مگر آپ کو کبھی نہیں چھوڑ سکتی۔ میرال دل ہی دل میں شامیر سے مخاطب تھی۔ وہ پھر سے ایک مرد اپنے محرم کے دو میٹھے بول سن کر سب کچھ بھول چکی تھی۔۔ آخر تھی تو ایک عورت ہی۔۔۔۔

دروازہ ناک ہونے پر میرال اپنی خیالوں کی دنیا سے باہر آئی۔

میرال بی بی آپ کا فون ہے لینڈ لائن پر،، ملازمہ نے اندر آکر میرال کو اطلاع دی۔

میرا فون،، کہیں شامیر کا تو نہیں۔ میرال بے تابی سے فون کی طرف بڑھی۔

ہیلو شامیر! میرال بے تابی سے بولی۔

لگتا ہے بہت خوش گمان ہو گیا ہے تمھارا دماغ وہ بھی صرف ایک ویڈیو دیکھ کر۔

ریسور پر زیان کی زہریلی آواز گونجی۔

لگتا ہے کسی کو آگ لگ گئی ہے وہ ویڈیو دیکھ کر۔ میرال سکون اور اطمینان سے بولتی زیان کو آگ ہی لگا گئی اور ہاں آئندہ سے مجھے فون مت کرنا۔ کیونکہ آج رات ہی میں تمھاری سچائی شامیر کو بتانے والی ہوں۔

میرال یہ کہتے ہی فون رکھنے ہی لگی تھی کہ زیان کی تیز آواز نے اسے ایسا کرنے سے روک دیا۔

میرال یہ تمھاری خوش فہمی ہے کہ تم شامیر کو آئندہ کبھی دیکھ سکو گی۔

کیا مطلب ہے تمھارا اس بات کا۔ میرال کی آواز کانپی تھی۔

جسے محسوس کر کے زیان ہنسا تھا۔

مطلب یہ کہ شامیر اس وقت میرے سامنے ہی ہے۔ سوچ رہا ہوں اس کی کافی میں زہر ملادوں یا پھر گھر واپسی پر اس پر فائرنگ کروادوں۔ کیونکہ تم تو میری بات مانو گی نہیں تو سوچ رہا ہوں تمھیں بیوہ کر کے اپنے پاس لے آؤں۔۔

دیکھو زیان،، تم ایسا کچھ نہیں کرو گے۔ تمھیں خدا کا واسطہ ہے،، پلیز میرے شامیر کو کچھ مت کرنا۔ میرال کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔

کافی میں زہر،، بہتر آپشن ہے۔ بس پانچ منٹ کے اندر کام تمام۔۔۔۔

زیان سفاکی سے بولتے ہوئے میرال کی جان نکال چکا تھا۔

زیان پلیز ایسا کچھ مت کرنا تمھیں خدا کا واسطہ۔ میرال روتے ہوئے التجا کرنے لگی۔

ٹھیک ہے میں اس کے بارے میں سوچتا ہوں۔

اندر اپنے کمرے میں جاؤ اُدھر ایک فون ہو گا اس سے مجھے ابھی اور اسی وقت کال کرو،، پھر شاید میں اپنے فیصلے پر نظر ثانی کر سکوں۔

زیان نے کہتے ہی فون بند کر دیا تھا۔

میرال بھاگتے ہوئے روم میں آئی تو سامنے ہی بیڈ پر پڑا موبائل دِکھا۔ میرال نے جلدی سے اسے پکڑ کر زیان کا نمبر ملایا تھا۔

----

zubiinovelszone.com

بدکردار

زیان اس وقت شامیر کے آفس میں بیٹھا ایک پراجیکٹ کے سلسلے میں بات کررہا تھا کہ اس کے موبائل پر میرال کی کال آئی۔

زیان کے چہرے پر پرسرار مسکراہٹ بکھری تھی۔

بیل کی آواز پر شامیر نے ناگواریت سے زیان کی طرف دیکھا تھا۔

آئی تھنک ہم بہت امپورٹینٹ پروجیکٹ کو ڈسکس کررہے ہیں تو یہ فون سائلنٹ پر کر دیا آف کر دو۔شامیر آرام سے مگر جھلائے انداز میں بولا تھا۔سوری یار پتہ نہیں کون ہے؟مگر رات سے اس کا فون آرہا ہے۔کوئی لڑکی ہے آواز تو کافی سریلی ہے۔مگر فیڈ اَپ ہو چکا ہوں اس سب سے۔زیان بیزاریت سے بولتا اپنا فون ٹیبل پر اس انداز میں رکھا تھا کہ شامیر باآسانی سکرین پر جگمگاتے نمبر کو دیکھ سکے۔

میرال نے پریشانی اور کانپتے ہاتھوں سے دوبارہ زیان کا نمبر ملایا تھا۔

بیل پر شامیر نے غصے سے موبائل کی طرف دیکھا مگر سکرین پر جگمگاتے نمبر کو دیکھ کر اس کے حواس نے جیسے کام کرنا چھوڑ دیا تھا۔زمین اس کے قدموں سے سرکی تھی۔ آسمان اس پر گرا تھا۔۔شامیر نے بے یقینی سے نمبر کو یکھا تھا یہ تو اس کی میرال کا نمبر تھا۔

شامیر نے کانپتے ہاتھوں اور لہورنگ آنکھوں سے فون اٹینڈ کیا تھا۔

میری بات سنو بس ایک بار مجھ سے بات کر لو۔ میرال کی آواز شامیر کو سنائی دی۔ فون پر شامیر کی گرفت کمزور پڑی تھی۔

گلے کی رگیں ابھری تھیں۔۔ ماتھے کی وینز صاف دکھائی دینے لگیں۔۔ شامیر نے ٹیبل پر پڑے گلاس کو ہاتھ میں پکڑ کر زور سے پریس کیا تھا گلاس ٹوٹ کر ہاتھ کو بری طرح زخمی کر گیا۔ ٹیبل پل میں شامیر کے خون سے سرخ ہوئی تھی۔۔

زیان پریشان ہوا تھا۔ اگر میرال نے کچھ ایسا ویسا بول دیا تو سارا پلان چاپٹ نہ ہو جائے۔

پتہ نہیں شامیر کون ہے اگر تجھے پتہ چل جائے مجھے بھی بتا دینا۔

زیان قدرے اونچی آواز میں بولا تھا۔ کہ میرال تک آواز پہنچ سکے۔۔ شامیر،، میرال نے سرگوشی کے انداز میں پکارا۔۔ ہاتھ لرزے تھے اور فون میرال کے قدموں میں جا گرا۔

شامیر فون ٹیبل پر پٹختا جھٹکے سے اپنی چیئر چھوڑتا آندھی طوفان کی طرح وہاں سے نکل گیا۔

زیان چیئر سے ٹیک لگائے دونوں ہاتھ آپس میں رگڑتا طمانیت سے مسکرا دیا تھا۔

بدکردار

شامیر ریش ڈرائیونگ کرتے گھر پہنچا تھا۔ آندھی طوفان بنا لال سرخ وحشت بھری آنکھیں لئے گھر میں داخل ہوا، چہرہ ہر جذبات سے آری تھا۔ سیدھا میرال کے کمرے میں پہنچا۔

میرال شامیر کی لال سرخ انگارہ آنکھیں دیکھ کر ایک پل کو گھبرائی تھی۔

دوسرے ہی پل خود کو سنبھالتی شامیر کو سب کچھ بتانے کا فیصلہ کیا۔

شامیر جیسا آپ سمجھ رہے ہیں،، ایسا کچھ نہیں ہے۔ میں آپ کو آج زیان کی حقیقت بتاتی ہوں۔

وہ انسان کی کھال میں چھپا بھیڑیا ہے۔ وہ مجھے بلیک میل کر رہا ہے۔ اس سے پہلے میرال اپنی بات مکمل کرتی۔

چٹاخ۔۔۔ شامیر کے تھپڑ پر اپنا توازن برقرار نہ رکھتے ہوئے زمین پر جا گری۔

شامیر نے کمرے میں چاروں طرف نظریں دوڑائیں۔ موبائل سامنے ہی بیڈ پر پڑا نظر آیا تھا۔ شامیر نے فون پکڑ کر پنجوں کے بل بیٹھتا میرال کے سامنے فون لہرایا تھا۔ تم نے کہا تھا تمھارے پاس کوئی فون نہیں ہے۔ کہاں سے آیا یہ فون تمھارے پاس؟ شامیر چیختے ہوئے بولا۔

شامیر میری بات سنیے آپ غصے میں ہیں۔ایک دفعہ میری بات سنیں گے آپ کو ساری حقیقت پتہ چل جائے گی۔میں ویسی لڑکی نہیں ہوں یہ سب کچھ زیان کی چال ہے۔

میرال روتے ہوئے بولی۔

اچھا یہ زیان کی چال ہے کہ تم نے اسے خود فون کیا اور جو تم فون پر اس سے بات کرنے کے لیے منتیں کر رہی تھی وہ کیا تھا۔شامیر دھاڑا۔

مجھے لگا تھا کہ میں تمھارے ساتھ زیادتی کر رہا ہوں۔مجھے احساس ہو گیا تھا۔میں سب کچھ ٹھیک کرنے والا تھا آج۔لیکن یہ میری غلط فہمی نکلی۔تم تو میری سوچ سے بھی زیادہ گھٹیا نکلی۔تم نے میرے دوست کو بھی نہیں بخشا۔تم ایک بدکردار لڑکی ہو۔تم شامیر دُرانی کے لائق ہی نہیں ہو۔شامیر اپنی سرخ وحشت بھری آنکھیں میرال پر گاڑھتا خود اذیتی سے بولا۔

بس،،شامیر ایک لفظ اور نہیں۔آپ ایک لفظ اور نہیں بولیں گے۔۔خبردار مجھے بدکردار کہا۔

میں آپ کے لائق نہیں ہوں؟بلکہ آپ میرے لائق نہیں ہیں۔آپ ایک نفسیاتی مریض ہیں۔ایک جنگلی وحشی انسان،،جسے سمجھنے میں مجھے غلطی ہوئی۔

مردانگی دکھانے کا بہت شوق ہو رہا ہے ناں تو جا کر زیان قیوم پر دکھائیں۔۔جو آپ کا مقابلہ کر سکے ایک مرد پر دکھاؤ۔لیکن نہیں،،کیوں دکھائیں گے آپ اس پر اپنی

مردانگی،، کیونکہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ آپ کے وار کا جواب دے گا۔ مجھ پر ہاتھ اسی لئے اٹھا رہیں ہیں کیونکہ میں ایک عورت ہوں۔ آپ جانتے ہیں میں آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

عورت پر ہاتھ اُٹھانے والا نامرد ہوتا ہے اور آپ ایک نامرد ہیں۔ سنا آپ نے۔ آپ ایک نامرد ہیں۔۔ میرال حلق کے بل چلاتے ہوئے بولی۔

شامیر نے اپنی وحشی گرفت میں میرال کے بالوں کو دبوچا تھا۔ کیا کہا میں جنگلی، وحشی انسان ہوں، نامرد ہوں میں آج تمھیں اپنی مردانگی دکھاؤں گا بتاؤں گا۔ تمھیں ایک مرد ہوتا کیا ہے۔ آج کی رات تم پناہ مانگو گی مجھ سے۔ شامیر لال سرخ انگارہ آنکھیں لیے میرال کے بالوں کو جھٹکے سے کھینچا تھا۔ میرال کی تکلیف کے مارے سسکی نکلی تھی۔

بس اتنے میں میرال تمھاری بس ہو گئی ابھی تو تمھیں بہت کچھ سہنا ہے۔ شامیر میرال کا ہاتھ پکڑ کر گھسیٹتا ہوا باہر تک لایا تھا۔

شامیر چھوڑیں مجھے کہاں لے کر جا رہے ہیں مجھے؟ میرال چلاتے ہوئے بول رہی تھی۔

شامیر میرال کو گھسیٹتا ہوا اپنے کمرے میں لایا تھا۔ پٹخنے کے انداز میں اسے بیڈ پر پٹخا تھا۔ شامیر نے دروازہ لاک کیا تھا میرال بدحواس ہوئی بیڈ سے اترتی دروازے کی طرف بڑھی۔

شامیر جھٹکے سے اس کی کلائی مڑوڑتا اس کی پشت کو اپنے سینے کے ساتھ لگایا تھا۔ کہاں میری جان، آج کی رات تمھیں مجھ سے رہائی نہیں مل سکتی۔ بہت شوق ہے ناں تمھیں مردوں کے ساتھ باتیں کرنے کا۔ بہت آگ ہے نہ تمھارے اندر، آج اس آگ کو میں بجھادوں گا۔ وہ حال کروں گا تمھارا تم کسی کے قابل نہیں رہوگی۔ تمھیں مرد ذات سے نفرت ہو جائے گی۔ شامیر سرد انداز میں میرال کے کان میں پھنکارہ۔ شامیر غصے اور حسد میں پاگل ہو رہا تھا۔۔ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت مفقود ہو چکی تھی۔

شامیر پلیز آپ کو خدا کا واسطہ ہے مجھے جانے دیں پلیز

تمھیں جانے دوں ہاں تمھیں۔ شامیر دُرانی نے اگر زندگی میں کسی سے پیار کیا تھا وہ تم تھی۔ اپنی جان سے بھی بڑھ کر تمھیں پیار کیا بدلے میں تم نے کیا دیا۔ دھوکہ، فریب، جھوٹ۔

کیا کہا مجھ سے میں زیان کا مقابلہ کروں تم نے مجھے اس کے سامنے نظریں ملانے کے قابل نہیں چھوڑا۔ کیا کمی تھی میرے پیار میں کہ تمھیں زیان کی ضرورت پڑی۔ لگتا ہے،، میرے میں ہی کمی تھی جو تمھیں اس کی ضرورت پڑی۔ مگر آج میں ہر کمی پوری کر دوں گا۔ شامیر میرال کا رُخ اپنی طرف موڑتا اس کا منہ دبوچتے بولا۔

شامیر نے میرال کو پھر سے بیڈ پر پٹخا تھا اور اپنی شرٹ اتارتا میرال کی طرف بڑھا میرال تھر تھر کانپتی سیدھی ہوتی اس سے پہلے وہ بیڈ سے اترتی شامیر اس پر مکمل حاوی ہوتا بہت بری طرح اس پر قابو پا چکا تھا۔ میرال چیخی تھی۔

شامیر کی وحشی بربریت کی کوئی حد نہ تھی آج،، میرال چیخنتی، بلکتی رہی شامیر کو واسطے دیتی رہی۔ شامیر پر کوئی اثر نہ ہوا تھا۔ شامیر اپنی شرٹ میرال کے منہ میں ٹھونستا اس کا بے ضرر سا احتجاج کا بھی گلا گھونٹ چکا تھا۔۔

وہ میرال کا اتنا بُرا حال کر چکا تھا کہ میرال ہوش و خرد سے بیگانہ ہو چکی تھی۔

شامیر اس پر نفرت بھری نگاہ ڈالتا اس پر سے اٹھتا وہاں سے چلا گیا۔

صبح میرال کی آنکھ کھلی، رات کا منظر آنکھوں کے سامنے لہرایا تھا۔ پورا بدن میرال کا ایسے دکھ رہا تھا جیسے اس کا وجود کسی بھاری چٹان کے نیچے آ گیا ہو۔

میرال بمشکل خود کے وجود کو گھسیٹتی ہوئی واش روم تک گئی تھی۔ شاور کھول کر اس کے نیچے کھڑی ہو تھی۔ میرال چیخیں مارتے ہوئے اپنے بدن، اپنے ہاتھوں سے اپنے بازوں، گردن کو رگڑنے لگی۔ شامیر کا لمس اکھاڑنا چاہتی ہو جیسے۔

میرال اب شاور کے نیچے بیٹھ کر اونچا اونچا رونے لگی

میرال نے اپنے بالوں کو دونوں ہاتھوں سے نوچا تھا اور کتنے ہی تھپڑ میرال نے اپنے چہرے پر مارے تھے۔ مجھے شرم آ رہی ہے خود پر شامیر کہ میں نے آپ جیسے درندے سے پیار کیا۔۔ میرال چیختے ہوئے بولی تھی۔ میرال کافی دیر تک شاور کے نیچے بیٹھی رہی۔

ہم عورتیں کتنی پاگل ہوتی ہیں۔ کتنی احمق ہوتی ہیں۔ مرد کی وقتی محبت کو اپنا سب کچھ سمجھ لیتی ہیں۔ اس کے پیار کے دو بول ہمارے لئے ہماری پوری زندگی ہوتے ہیں۔ مرد کے حق جتانے کو سمجھتی ہیں۔ وہ عشق کرتا ہے تو اسی لئے حق جتاتا ہے۔ مگر نہیں حق نہیں جتاتا۔ وہ چاہتا ہے ہم سانس بھی اس کی مرضی سے لیں۔۔ کاش میں سمجھ سکتی میں آپ سے ڈر کے مارے شادی نہ کرتی۔۔ تب خود کے لئے اسٹینڈ لیتی۔۔ تو آج آپ میرے ساتھ یہ نہ کرتے۔۔

میرال نے باہر آ کر اپنے رات والے کپڑے پہنے، دوپٹے سے خود کو اچھی طرح کور کیا اور نیچے آئی۔

سگریٹ کے ٹوٹے صرف ایش ٹرے میں ہی نہیں بلکہ پورے فرش پر بکھرے ہوئے تھے۔ شامیر دُرانی صرف سگریٹ ہی نہیں پی رہا تھا بلکہ اپنا خون بھی جلا رہا تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ اک آگ سی لگی تھی اس کے اندر جو وقت کے ساتھ اور بھڑک رہی تھی۔

بدکردار

میرال نے اس کی طرف دیکھے بنا قدم باہر کی طرف بڑھائے ہی تھے کہ شامیر کی آواز پر رکی۔

رُکو کہاں جارہی ہو؟ شامیر کی سرد اور بھاری آواز گونجی تھی۔

آپ کے گھر کو چھوڑ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جارہی ہوں۔ میرال اپنا رُخ پلٹتے ہوئے جذبات سے آری لہجے میں بولی۔

شامیر نے قہقہہ لگایا تھا۔ اچھا فیصلہ ہے تمھارا کیونکہ میں خود تمھیں آج دھکے دے کر نکالنا چاہتا تھا کیونکہ تم جیسی بدکردار لڑکی کو میں اب اس گھر میں ایک منٹ برداشت نہیں کر سکتا۔ شامیر ٹانگ پر ٹانگ جمائے سفاکیت سے بولا تھا۔

بدکردار میں نہیں بدکردار آپ کی سوچ ہے۔ جو عورت کو بدکردار بناتی ہے۔ کردار صرف عورت کا ہی خراب نہیں ہوتا جب مرد حضرات بھی اپنے کردار سے گر جائیں اپنے آپ کو پستیوں کی گہرائیوں تک گرادیں وہ بھی بدکردار ہی کہلاتے ہیں۔

بدکردار میں نہیں بدکردار آپ ہیں شامیر۔

میرال چیختے ہوئے بولی تھی۔ آج اسے شامیر دُرانی سے ذرا ڈر محسوس نہیں ہو رہا تھا کیونکہ رات جو شامیر دُرانی اس کے ساتھ کر چکا تھا۔ اس سے زیادہ کیا کر سکتا تھا۔ اس کے بعد صرف جسم سے جان نکالنا ہی باقی رہتا تھا۔ میرال تو ویسے بھی اب زندہ لاش کی

طرح اس کے سامنے کھڑی تھی۔شامیر میرال کی بات سن کر بلبلاتا ہوا ایک ہی جست میں اس تک پہنچا تھا۔کہا کہا تم نے۔شامیر میر میرال کا منہ دبوچتا ہوا بولا۔

وہی جو آپ نے سنا شامیر۔۔میرال شامیر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے خود کو چھڑاتی گھٹی ہوئی آواز میں بولی۔

شامیر سرخ انگارہ آنکھیں میرال پر ٹکائے اس کے انداز و اطوار دیکھ رہا تھا۔

شامیر نے اسے ایک جھٹکے سے چھوڑا۔نکل جاؤ یہاں سے اس سے پہلے میں تمھارا مرڈر کر دوں۔

کیا ہوا خود پر بات آئی تو تڑپ اُٹھے۔

اس طرح مجھے بھی درد ہوتا ہے اذیت دیتے ہیں۔آپ کے الفاظ۔مجھے بھی زخمی کرتے ہیں۔خیر آپ نہیں سمجھیں گے۔

رات میرے جسم پر ہی نہیں میری روح پر بھی تشدد کیا ہے آپ نے۔میری نسوانیت میرا پندار مسخ کر رکھ دیا ہے۔اتنی ہی آنا غیرت ابل ابل کر آ رہی تھی۔۔تو زیان کو جان سے مارتے۔۔مجھے جان سے مار ڈالتے غیرت کے نام پر،،اور آپ سے تو کوئی حساب بھی نہ لیتا۔۔مرد کو غیرت کے نام پر سب کچھ معاف جو ہے۔بلکہ بریکنگ نیوز چلتی۔۔دا گریٹ شامیر درانی نے غیرت کے نام پر اپنی بیوی کا قتل کر دیا۔۔یقین مانیں آپ جیسے لاکھوں کی تعداد میں مرد ہیں۔۔جو آپ کو خراجِ تحسین پیش کرتے۔مگر

نفرت کی آڑ میں میرے جسم کے ساتھ کھیلتے رہے۔اپنی حوس کو نام نہاد نفرت اور غیرت کا نام دے دیا۔۔

میرال نفرت سے بولتی شامیر کو آگ ہی لگا گئی۔۔

شامیر نے رخ پھیر کر اپنی مٹھیاں بھینچتے اپنے اشتعال پر قابو پایا تھا۔ورنہ جانے وہ کیا کرتا۔۔

مجھے لگا تھا آپ مجھ سے عشق کرتے ہیں مگر میں غلط تھی آپ کو تو پیار کا مطلب بھی نہیں پتہ۔اعتبار محبت کی پہلی سیڑھی ہوتی ہے۔آپ نے ساری سیڑھیاں پار کر لیں مگر اسے پھلانگنا ہی بھول گئے۔

میں نفرت کرتی ہوں شامیر دُرانی سنا آپ نے، نفرت کرتی ہوں آپ سے۔

میرال دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔اس سے پہلے میں تمھارارات سے بُرا حال کر دوں۔شامیر طیش و عالم میں دھاڑا۔

آج میرال نے اپنے سارے حساب بے باک کرنے کا ارادہ کر رکھا تھا۔

ٹھیک کہا تھا آپ نے،، مجھ سے مجھے مرد ذات سے نفرت ہو جائے گی۔ہو گئی نفرت مگر وہ مرد آپ ہی نکلے۔میرال نفرت سے شامیر کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی پھنکاری۔

نکلو یہاں سے ابھی کہ ابھی۔شامیر میرال کی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت دیکھ کر دھاڑا تھا۔

میرال استھزائیہ مسکرائی تھی۔شامیر کی دھاڑ پر۔

بلکہ رکو تم۔یہیں پر رکو تم،،ایک منٹ میں آیا،،شامیر اسے کہتے میرال کے کمرے کی جانب بڑھا۔

اس کے کمرے میں جاکر میرال کے سارے کپڑے سوٹ کیس میں ٹھونستا اسے بند کرتا باہر لاکر میرال کے قدموں میں پھینکا تھا۔اسے بھی لو اور یہاں سے دفع ہو جاو۔مجھے اپنے گھر میں تمہاری کوئی چیز نہیں چاہیے۔۔شامیر حلق کے بل چلایا۔

یہ سب کچھ آپ کا ہے میرا اس میں کچھ بھی نہیں میرے جانے کے بعد اسے آگ لگا دیجیے گا۔

میرال یہ کہتے ساتھ ہی باہر کی جانب بڑھی تھی اور پھر رک کر شامیر کو ایک نظر دیکھا تھا۔

مجھے لگتا تھا آپ کے بنا رہوں گی تو مر جاؤں گی مگر آج مجھے لگتا ہے آپ کے ساتھ رہوں گی تو مر جاؤں گی۔میرال یہ کہتے ہوئے شامیر کی دہلیز عبور کر گئی تھی۔

میرال کے جانے کے بعد شامیر پاگلوں کی طرح ایک ایک چیز آٹھا کر پھینکنے لگا۔شامیر پاگل ہو رہا تھا اس کی آنکھوں میں نفرت شامیر کو اندر تک مار چکی تھی۔

بدکردار

ان آنکھوں میں ہمیشہ تو اس نے خود کے لیے ڈر اور درد دیکھا تھا۔ پیار دیکھا تھا، محبت دیکھی تھی مگر آج ان آنکھوں میں نفرت تھی شامیر کے لیے نفرت کے سوائے کچھ نہ تھا۔

شامیر اپنے بال مٹھیوں میں پکڑے چلایا تھا۔

شمیر اپنے پہلے خسارے پر ہی اپنے ہوش کھو رہا تھا۔ ابھی تو شامیر کو کتنے خساروں کا بوجھ اٹھانا تھا۔

ابھی تو بس شروعات تھی۔

طلحہ، رافعہ، ریحانہ بیگم، اشفاق صاحب سب ہی اس وقت لاؤنج میں بیٹھے تھے جب کسی نے بیل اتنی زور سے بجائی تھی جیسے بیل پر ہاتھ رکھ کر بھول گیا ہو۔

توبہ ہے،، یہ کون ہے؟

جسے اتنی تمیز نہیں کہ بیل کیسے بجانی ہے؟ رافعہ اپنی عادت سے مجبور منہ بگاڑ کر بولی تھی۔ طلحہ نے جا کر دروازہ کھولا تو سامنے ہی میرال کھڑی تھی۔ رنگ زرد ہوا، گال پر نیل کا نشان، میرال اچھی طرح خود کو دوپٹے میں کور کرتی جیسے خود کو چھپا رہی ہو۔

پورے جسم پر تو شامیر کی حیوانیت کے نشان تھے۔

میرال! طلحہ تڑپ کر آگے بڑھا۔ میرال یہ کس نے کیا؟ کیا ہوا ہے تمھیں؟ طلحہ نے اسے تھاما تھا۔ اگر وہ تھوڑی اور دیر کرتا تو شاید میرال زمین بوس ہو جاتی۔

میرال کی یہ حالت دیکھ کر طلحہ کے دل پر برچھیاں سی چلیں تھیں۔ اپنی جان سے بھی زیادہ وہ میرال سے پیار کرتا تھا۔ میرال کیا ہوا ہے تمھیں؟ آنکھیں کھولو پلیز۔ طلحہ میرال کو دیوانہ وار پکارنے لگا۔

طلحہ میرال کو بانہوں میں اٹھائے جلدی سے اندر کی طرف بڑھا۔ سب ہی میرال کو یوں بے ہوش اور ایسی حالت میں دیکھ کر بے حد پریشان ہوئے تھے۔

اشفاق صاحب نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا تھا۔ ریحانہ بیگم نے جلدی سے انھیں پانی پلایا اور انھیں بی پی کی گولی دی۔ انھیں ریلیکس ہونے کو کہا۔ مگر وہ کہاں آرام کر سکتے تھے۔ شادی کے بعد بیٹی اس حالت میں گھر آئے تو کیسا محسوس ہوتا ہے۔ ریحانہ بیگم اور اشفاق صاحب کی اس وقت حالت دگرگوں تھی۔

البتہ رافعہ کے چہرے پر استہزائیہ مسکراہٹ بکھری تھی اور کریں اونچے گھرانے میں شادی۔ یہ لوگ تو اپنی اوقات ہی بھول گئے تھے۔

شامیر دُرانی نے جتنا میرال کے حسن سے دل بہلانا تھا بہلا لیا۔ اب یقیناً کوئی اور مل گئی ہو گی۔ رافعہ کے دل کو سکون ملا تھا میرال کو اس حالت میں دیکھ کر۔۔

طلحہ نے اسے بیڈ پر لٹایا۔ طلحہ کی ہمت نہیں ہو رہی تھی اس کے دوپٹے کو ہٹانے کی۔ میرال کی حالت اسے بہت کچھ سمجھا چکی تھی۔ طلحہ کی آنکھیں پل میں لہو رنگ ہوئیں تھیں۔ شامیر دُرانی تم یہ کیسے کر سکتے ہو۔ بیوی ہے یہ تمھاری۔ لوگ تو زر خرید کنیزوں کے ساتھ بھی یہ سب کچھ کرنے سے پہلے سو بار سوچتے ہیں تم نے اپنی ہی محرم اپنی ہی بیوی کے ساتھ یہ سب کچھ کیا۔

طلحہ نے جھک کر میرال کے ماتھے پر پیار کیا تھا۔ طلحہ کی آنکھ سے نکلتے آنسو میرال کے چہرے پر گرے تھے۔ بیٹی سے بڑھ کر تھی میرال اس کے لیے۔

ریحانہ بیگم کو ہمت نہیں ہو رہی تھی اندر جا کر میرال کو دیکھنے کی۔ ان کی شہزادیوں جیسی بیٹی، پریوں جیسا حسن رکھتی تھی۔ کیا حالت تھی آج اس کی؟ کیا یہ سب کچھ شامیر دُرانی نے کیا ہے؟ ریحانہ بیگم نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا۔

کافی دیر تک ریحانہ میرال کی ٹھنڈے پانی سے پٹیاں کرتی رہیں۔ تھوڑی ہی دیر پہلے میرال ہوش میں آئی تھی۔ ریحانہ بیگم نے میرال کو سوپ پلایا تھا جو میرال نے خاموشی سے پی لیا اس کے بعد ریحانہ بیگم نے میرال کو میڈیسن دی، لائٹ آف کرتی میرال کی طرف بنا دیکھے کمرے سے باہر آگئی۔

بدکردار

دوپہر سے رات ہو چکی تھی سب اپنے اپنے کمروں میں بند تھے۔ کسی نے بھی کھانا نہیں کھایا تھا۔ طلحہ آج آفس بھی نہیں گیا تھا۔

پورے گھر میں موت سا سناٹا چھایا تھا۔ طلحہ اشفاق صاحب اور ریحانہ بیگم کو کمرے سے باہر لایا تھا اور رافعہ کو ان کے لیے کچھ کھانے کو لانے کو کہا۔

طلحہ نے زبردستی سب کو کھانا کھلایا تھا۔

ابھی سب کھانے سے فارغ ہوئے خاموشی سے لاؤنج میں بیٹھے ہی تھے کہ میرال دروازہ کھول کر باہر آئی اور اشفاق صاحب کی گود میں سر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ اشفاق صاحب نے کانپتے ہاتھوں سے میرال کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔ طلحہ صوفے سے اُٹھتا میرال کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔

پاپا مجھے معاف کر دیں۔ میں بہت بُری ہوں۔ پاپا مجھے معاف کر دیں۔

ایسے کیوں کہہ رہی ہو میری بچہ؟ تم تو سب سے اچھا بچہ ہو میرا۔ پوری دنیا میں میری بیٹی جیسا کوئی نہیں۔ اشفاق صاحب کانپتی آواز میں بولے۔

نہیں پاپا میں بہت بُری ہوں۔ آپ کو پتہ چلے گا نہ میں نے کیا کیا ہے تو آپ سب بھی مجھ سے نفرت کریں گے۔ آپ سب ھی مجھے بدکردار کہیں گے۔ میرال کپکپاتی آواز اور بے ربط جملوں میں بولی۔

وہ اپنے حواسوں میں نہیں لگ رہی تھی۔ آپ بھی مجھ سے نفرت کریں گے۔ طلحہ بھائی بھی مجھ سے نفرت کریں گے۔ کیونکہ میں نے آپ کے اعتبار کو ٹھیس پہنچائی ہے۔

طلحہ بھائی نے مجھے کتنا مان دیا کتنا پیار دیا کبھی مجھ پر روک ٹوک نہیں کی اور میں نے کیا کیا؟

میرال ہچکیوں سے بولی۔

میرال تم یہ سب کیا کہہ رہی ہو؟ ریحانہ بیگم نے تشویش زدہ انداز میں میرال کے پاس آئیں۔

طلحہ اور رافعہ خاموشی سے کھڑے یہ سب دیکھ رہے تھے۔

میرال ہچکیوں سمیت سب کچھ بتاتی چلی گئ۔فیک اکاؤنٹ، کسی لڑکے سے بات کرنا، زیان کے بارے میں سب کچھ میرال نے سب کچھ بتا دیا تھا وہ اب اور بوجھ نہیں اُٹھا سکتی تھی۔اب وہ اشفاق صاحب کی گود میں سر رکھے لرزتے وجود کے ساتھ رو رہی تھی۔اشفاق صاحب خاموشی سے بیٹھے تھے۔انہوں نے اپنا ہاتھ میرال کے سر سے ہٹا لیا تھا۔جسے میرال محسوس کر کے اور بھی زیادہ ہچکیوں سے رونے لگی۔

واہ میرال تمھارے کیا کہنے؟ تم ہمارے ناک کے نیچے یہ کھیل کھیلتی رہی اور ہمیں پتہ ہی نہ چلا۔

بدکردار

اپنے باپ جیسے بھائی کو دھوکہ دیتی رہی۔ کتنا مان تھا انھیں تم پر اور تم نے کیا کیا اپنے بھائی کو رسوا کر دیا۔ خود پر تہمت لگوا کر اس گھر میں واپس چلی آئی۔

صحیح کیا شامیر دُرانی نے تمھارے ساتھ،، بلکہ اس سے بھی زیادہ بُرا کرنا چاہیے تھا۔

ارے کون سا شوہر یہ سب کچھ برداشت کرتا ہے۔ یقیناً زیان کو بھی تم نے خود ہی پھنسایا ہو گا اب ہمارے سامنے ستی ساوتری بن رہی ہو۔ کیا سمجھا تھا تمہیں اور تم ایک بدکردار لڑکی نکلی۔ رافعہ پھنکارتے ہوئے بولی۔

اپنی بکواس بند کرو رافعہ۔ خبردار میری بہن کے لیے یہ الفاظ استعمال کیے۔ میری بہن کا کردار آج بھی بے داغ ہے۔ میری بہن آج بھی میرا غرور ہے۔ مجھے فخر ہے میرال پر جس نے زیان جیسے بھیڑیے کا مقابلہ اکیلے کیا۔ میرال نے بے یقینی سے طلحہ کو دیکھا تھا۔ یہ الفاظ اس کے لیے بولے جا رہے تھے وہ تو جانے کتنے عرصے سے خود کے لیے بدکردار کا لفظ ہی سُنتی آئی تھی۔ طلحہ کے لفظوں نے اس کے اندر توانائی سی بھر دی تھی۔

دکھ تو مجھے اس بات کا ہے، شاک تو مجھے اس بات کا لگا کہ میری بہن نے مجھ پر اعتبار نہیں کیا۔ اکیلی ہی یہ سب کچھ سہتی رہی۔ طلحہ کی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہو چکے تھے۔

میرال تڑپ کر اٹھی تھی اور طلحہ کی بانہوں میں سما گئی۔

بدکردار

میرال طلحہ کے سینے کے ساتھ لگی سسکیوں سے رونے لگی۔

بس میری شہزادی اب اور نہیں جتنا رونا تھا رو لیا۔ جتنا برداشت کرنا تھا کر لیا۔

اب میں تمھاری آنکھ میں ایک آنسو نہ دیکھوں۔ طلحہ میرال کے آنسو صاف کرتا پیار سے بولا تھا۔

رافعہ یہ منظر دیکھ کر اندر تک جل گئی۔

بس کریں طلحہ۔ آپ کی بہن ہے اس لیے اس کے گناہوں پر پردہ ڈال رہے ہیں۔ اگر یہ اتنی نیک ہوتی تو اس کا شوہر اس پر اعتبار کرتا یوں ذلیل و رسوا کر کے گھر سے نہ نکالتا۔ یقیناً شامیر نے اسے زیان کے ساتھ دیکھ لیا ہو گا بدکاری کرتے ہوئے۔

چٹاخ۔۔۔۔ رافعہ کے الفاظ ابھی منہ ہی میں تھے کہ طلحہ کے تھپڑ نے اس کی زبان کو بریک لگائی۔

وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر بے یقینی سے طلحہ کو دیکھ رہی تھی۔

اگر تم نے دوبارہ یہ لفظ بولا تو میں تمھاری زبان کاٹ دوں گا۔ اگر شامیر نے اس پر اعتبار نہیں کیا تو وہ اس کی بدنصیبی ہے لیکن اس گھر میں میری بہن کے لیے کوئی یہ لفظ نہیں بولے گا۔ سُنا تم نے۔

طلحہ سرد انداز میں وارن کرتا دھاڑا۔ طلحہ تم نے مجھ پر ہاتھ اُٹھایا میں تمھارے گھر نہیں رہوں گی۔ جا رہی ہوں تمھارا گھر چھوڑ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔

رہو تم اپنی بہن کے ساتھ۔مجھے پتہ تھا میرال ایک دن میرا گھر برباد کر کے رہے گی۔

اور وہ اس نے کر دیا۔خوشیاں مناؤ میرال اپنے گھر کے ساتھ میرا گھر بھی برباد کر دیا۔

رافعہ جاہلوں کی طرح اونچا اونچا چیخنے لگی۔

میرال خاموشی سے کھڑی آنسو بہاتی تھر تھر کانپ رہی تھی۔طلحہ نے اس کا کپکپانا محسوس کر کے سے اپنی بانہوں کے حصار میں لیا تھا۔بھائی۔میرال نے روتے ہوئے طلحہ کو پکارا تھا۔

کچھ نہیں ہوا میرا بیٹا۔کچھ بھی نہیں ہوا تم ریلیکس رہو۔میرال کی ذہنی حالت ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔

اتنا کچھ اس کے ساتھ شامیر دُرانی نے کیا بلکہ کتنے ہی دنوں سے وہ یہ سب کچھ سہہ رہی تھی اور اب گھر آکر رافعہ نے یہ تماشہ لگا دیا۔

رافعہ غصے سے اپنے کمرے میں چلی گئی۔طلحہ نے میرال کو صوفے پر بیٹھا کر پانی پلایا۔

میرال کی حالت دیکھ کر وہ کڑھ رہا تھا۔

اشفاق صاحب نے بھی اُٹھ کر میرال کے سر پر ہاتھ رکھا تھا اور اسے تسلی دیتے ہوئے اپنے کمرے میں چلے گئے۔

ریحانہ بیگم نے میرال کو اپنے سینے سے لگایا تھا۔میرال چیخیں مار مار کر رونے لگی۔

ریحانہ بیگم میرال کو چپ چپ کرواتے کرواتے خود بھی بے تحاشہ رو رہی تھیں۔

رافعہ تنتناتی ہوئی اپنے کمرے سے بیگ لیے باہر آئی تھی۔

طلحہ میں اب کبھی بھی واپس نہیں آؤں گی آپ کو حساب دینا پڑے گا مجھ پر جو ہاتھ اٹھایا آپ نے۔

طلحہ ایک ہی جست میں رافعہ تک پہنچا تھا۔ جو تم نے اپنے لفظوں سے میری بہن کا دل دکھایا۔ وہ کیا۔۔

بدن پر لگے زخم تو ایک دن مٹ جاتے ہیں مگر لفظوں کے تیر تو ساری عمر روح میں نشتر چبوتے ہیں۔

ایک بات یاد رکھنا اگر یہ بات تم نے اپنے میکے پہنچائی یا مرچ مصالحہ لگا کر بتائی اور مجھ تک یہ بات پہنچی تو اگلے ہی دن تمھیں طلاق بھیج دوں گا۔ طلحہ سخت الفاظ میں کہتا میرال کے پاس جا کر صوفے پر بیٹھ چکا تھا۔

رافعہ خاموشی سے وہاں سے چلی گئی۔

بھائی بھابھی کو روک لیں۔ میرال روتے ہوئے بولی۔ جانے دو میری گڑیا۔ وہ جب تک یہاں رہے گی ایسے ہی اس کی زبان زہر اُگلتی رہے گی۔ میں خود نہیں چاہتا وہ یہاں رہے۔

تم ریلکس رہو کسی کی پرواہ نہ کرو۔ کسی کی بھی نہیں۔۔ یہ میرا اور رافعہ کا معاملہ ہے میں اپنے طریقے سے ہینڈل کر لوں گا۔

تم بس اپنا خیال رکھو۔ ٹھیک ہے میری شہزادی۔ طلحہ میرال کے آنسو صاف کرتا ہوا بولا اور چلو اُٹھو فریش ہو جاؤ۔

تمھیں باہر کھانا کھلاتا ہوں اور واپسی پر آئس کریم بھی کھائیں گے۔ طلحہ میرال کو بچوں کی طرح پچکارتے ہوئے بولا۔

نہیں مجھے کہیں نہیں جانا میرال نے نفی میں سر ہلایا۔

ٹھیک ہے مت جاؤ میں آج بھوکا سو جاتا ہوں پھر۔۔ طلحہ منہ پر لاچاری سجاتے ہوئے بولا۔

بھائی آپ تو کھانا کھالیں۔ میرال بے چارگی سے بولی۔

بالکل نہیں کھاؤں گا طلحہ منہ پھلا کر بولا تو میرال بچوں کی طرح کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

چلو اٹھو تیار ہو جاؤ۔ لیکن بھائی میری طبیعت۔ میرال کو اٹھنے میں مشکل ہو رہی تھی۔ چکر آرہے تھے۔ بخار پھر سے ہو رہا تھا اور پورا بدن دکھ رہا تھا۔ چلو ٹھیک ہے۔ تم کمرے میں چل کر آرام کرو۔ میں تمھارے لیے تمھارا فیورٹ کھانا آرڈر کرتا ہوں۔ ہم مل کر کھائیں گے طلحہ اس کے سر پر ہاتھ رکھتا اپنی آنکھوں کی نمی چھپاتا باہر چلا گیا تھا۔

ریحانہ بیگم میرال کو سہارا دے کر اندر لے گئیں۔

بدکردار

آج ایک مہینہ ہونے کو آیا تھا۔ میرال کو گھر چھوڑے ہوئے۔ شامیر ٹیرس پر کھڑا سگریٹ پی رہا تھا۔ دسمبر کی یخ بستہ سمندری ہوائیں چل رہی تھیں جو جسم کو چیرتی ہوئیں گزر رہیں تھیں۔

شامیر صرف ٹی شرٹ اور ٹراوزر پہنے کھڑا تھا۔ اچانک ہی بارش شروع ہوئی۔ شامیر ٹیرس پر کھڑا بھیگتا رہا۔ آنکھیں لال سرخ انگارہ ہو رہی تھیں۔

شامیر سارا دن تو خود کو بزنس میٹنگز میں مصروف رکھتا مگر رات کو وہ ٹیرس پر کھڑا یونہی سگریٹ پیتا رہتا۔ اندر ہی اندر جلتا رہتا۔

یہ سوچ ہی اسے پاگل کر دیتی کہ میرال اسے دھوکہ دے رہی تھی۔ جس کی سوچوں میں بھی وہ کسی کا عکس برداشت نہیں کر سکتا تھا اس کا کردار ایسا نکلا۔ وہ زبان سے بات کرنے کے لیے کیسے ترلے کر رہی تھی۔ شامیر نے سگریٹ کو پنی انگلیوں سے بجایا تھا۔ میرال میں تمھیں کبھی معاف نہیں کروں گا کبھی بھی نہیں۔ تم اس قابل ہی نہیں تھی کہ تم سے پیار کیا جاتا مگر اب میں تم سے نفرت کرتا ہوں بلکہ تم تو میری نفرت کے بھی قابل نہیں ہو شامیر کے ہونٹوں پر تلخ سی مسکراہٹ بکھر گئی۔

بدکردار

شامیر اور شائل کی شادی کی ڈیٹ فکس ہو چکی تھی اگلے ہفتے کی ڈیٹ رکھی گئی تھی وہ آفس میں بیٹھا لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا جب شائل جینز اور شارٹ شرٹ پہنے اندر داخل ہوئی تھی۔

شامیر نے بیزاری سے لیپ ٹاپ سے نظریں اٹھا کر شائل کو دیکھا تھا۔ جو ڈارک میک اَپ کیے سرخ لِپ سٹک لگائے سرخ بالوں کے ساتھ اس کے سامنے کھڑی تھی

تم یہاں پر کیا کر رہی ہو؟ شامیر اپنی چیئر سے کھڑا ہوا تھا اور موبائل اٹھائے کسی کو کال ملانے لگا۔

اس سے پہلے شائل جواب دیتی شامیر موبائل پر مصروف ہو چکا تھا۔

موبائل بند کرتا شامیر دوبارہ شائل کی طرف متوجہ ہوا جلدی بولو جو بھی کہنا ہے۔ مجھے کہیں جانا ہے۔ شامیر نے کھڑے کھڑے ہی لیپ ٹاپ پر کچھ ٹائپ کیا تھا۔ اس نے مکمل شائل کو اِگنور کر رکھا تھا کیونکہ شائل کو دیکھ کر شامیر کو بہت کوفت ہو رہی تھی۔

شامیر مجھے شادی کی شاپنگ کرنی ہے میں چاہتی ہوں کہ تم میرے ساتھ چلو۔۔

میرے ساتھ چلنے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ میری پسند تمھیں پسند نہیں آئے گی۔ شامیر شائل کی ڈریسنگ پر چوٹ کرتا ہوا بولا۔

کیوں نہیں آئے گی۔

تم ایک دفعہ کہہ کر تو دیکھو شائل اپنے سرخ بال جھٹکتی اک ادا سے بولی تھی۔

میں دوسروں پر اپنی مرضی مسلط نہیں کرتا۔شامیر سپاٹ انداز میں بولا۔

میرال پر تو تم اپنی ہی مرضی مسلط کرتے تھے۔شمائل کی بات پر شامیر کی آنکھیں پل میں لہورنگ ہوئیں تھیں۔شمائل شامیر کی آنکھوں کی سرخی دیکھ کر ایک دم سے گڑ بڑائی تھی۔

آئندہ اس کا نام میرے سامنے مت لینا۔شامیر نے کہتے ساتھ ہی اپنے والٹ سے کریڈٹ کارڈ نکال کر ٹیبل پر پھینکا تھا۔اسے لو اور جتنی شاپنگ کرنی ہے کرو۔

شامیر سرد لہجے میں کہتا اپنا کوٹ اُٹھائے وہاں سے نکل گیا۔

شامیر کے جانے کے بعد شمائل نے کریڈٹ کارڈ اُٹھا کر اپنے پرس میں ڈالا تھا۔

نہیں تو نہ صحیح۔مجھے بھی تمھاری ضرورت نہیں۔جس کی ضرورت تھی وہ مجھے مل گیا ہے۔شمائل اپنا پرس اٹھاتی باہر کو چل دی

شامیر لاؤنج میں بیٹھا تھا۔فرخندہ ڈھیر ساری شاپنگ بیگز اٹھائے اندر داخل ہوئی تھی۔

شامیر یہ دیکھو شمائل کا برائیڈل ڈریس فرخندہ نے سرخ لہنگہ چولی شامیر کو دکھائی تھی یہ لباس دیکھ کر شامیر کی آنکھوں میں چھبن ہوئی تھی،،سرخ رنگ دیکھ کر شامیر کو بہت کچھ یاد آیا تھا۔

Zubinovelsone.com
Yusra Asif Novels

آپا شائل یہ ڈریس نہیں پہنے گی۔ بلکہ ریڈ کلر کا کوئی بھی ڈریس ہماری طرف سے نہیں ہو گا۔ شامیر سرد انداز میں حکم دیتا وہاں سے چل دیا۔

لائبہ فرخندہ کے سامنے والے صوفے پر بیٹھی تھی۔ فرخندہ کو استہزائیہ مسکراہٹ کے ساتھ دیکھتی وہاں سے چلی گئی۔

شامیر کمرے میں آ کر سگریٹ سلگائے کمرے کی گلاس ونڈو سے باہر دیکھ رہا تھا۔ کئی یادوں کے دیپ دل میں سلگے تھے۔

سونا من کا آنگن ہے

یہ کیسا خالی پن ہے

میرے اندر ہے تنہائی

میرے باہر ہے بیگانے

ہائے ربا ہائے ربا

کوئی درد نہ جانے میرا

ہائے ربا ہائے ربا

کوئی درد نہ جانے میرا

کوئی پوچھے میرے دل سے

Zubinovelszone.com
Noor Asif Novels

بدکردار

کیسے یہ زہر پیا ہے مرنا کس کو کہتے ہیں

جیتے جی یہ جان لیا ہے

بے درد یہ زمانے سے

کوئی شکوہ کروں کیسے

ہمدرد جسے سمجھا تھا اسی نے تو غم دیا ہے

قطرہ قطرہ آنکھوں سے کیوں بہتی ہے مجبوری

جو دعائیں مانگی ہیں وہ بھی

جانے کب ہوں گی پوری

یہ آج محبت ہم کو

کس موڑ پر ہے لے آئی

ہے ساتھ مگر نہ جانے پھر بھی کیوں ہے تنہائی

کیا سوچا تھا کیا پایا

یہ کیسا روگ لگایا

اب جاؤں تو کہاں جاؤں

روٹھی سی تقدیر منانے

لائبہ دروازہ ناک کر کے اندر داخل ہوئی تھی۔شامیر خیالوں کی دنیا سے باہر آیا تھا۔

آؤ لائبہ۔شامیر نے سے اندر آنے کو کہا۔

بھائی مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔

لائبہ شامیر کے پاس آکر کھڑی ہو گئی۔

بولو کیا کہنا ہے؟

بھائی آپ یہ کیوں کر رہے ہیں؟

بھائی پلیز ابھی بھی وقت ہے یہ شادی مت کریں بھائی ورنہ سب کچھ برباد ہو جائے گا۔

لائبہ التجایئہ انداز میں بولی تھی۔

لائبہ میں فیصلہ کر چکا ہوں اور یہ شادی ہو کر رہے گی اور اگلے ہفتے ہی ہو گی۔

تو ٹھیک ہے آپ یہ شادی کرنا چاہتے ہیں۔

تو کر لیں شادی مگر بھابھی کو طلاق دے دیں۔

لائبہ کے بولنے پر شامیر دھاڑا تھا۔

لائبہ آئندہ سے یہ لفظ میرے سامنے مت بولنا۔

کیوں نہ بولوں؟ آپ بھابھی سے اپنا تعلق ختم کر چکے ہیں۔ آپ دوسری شادی کر رہے ہیں۔بھابھی کو آپ نے گھر سے نکال دیا ہے تو پھر بھابھی کو آزاد کر دیں تاکہ وہ بھی آگے بڑھ سکیں۔اپنا گھر بسا سکیں۔ایک اچھا جیون ساتھی چننے کا اُنھیں بھی حق ہے۔

بدکردار

چٹاخ۔۔۔شامیر کا ہاتھ اٹھا تھا لائبہ پر۔

لائبہ نے منہ پر ہاتھ رکھ کر شامیر کو بے یقینی سے دیکھا۔

شامیر نے اپنا ماتھا سہلایا تھا۔

میں تم پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہتا تھا۔ مگر آئندہ میں تمھارے منہ سے یہ بکواس نہ سنو۔ وہ ساری عمر میرے نام پر بیٹھی رہے گی۔ میں کبھی اسے کسی اور کے لیے نہیں چھوڑوں گا۔ ساری زندگی اسے میرے نام پر بیٹھنا پڑے گا۔ میرے نکاح میں رہنا پڑے گا۔

شامیر آنکھوں میں وحشت لیے پھنکارہ تھا۔

بھائی آپ نے مجھ پر ہاتھ اٹھا کر ثابت کر دیا کہ آپ بھابھی سے آج بھی بہت پیار کرتے ہیں باقر کی سچائی سن کر آپ کا ہاتھ مجھ پر نہیں اٹھا تھا۔ اتنی سی بات میرے منہ سے بھابھی کے لیے سن نہیں سکے اور آپ کا مجھ پر ہاتھ اٹھ گیا۔ بھابھی کو کسی اور کے ساتھ سوچ کر بھی آپ کی آنکھیں وحشت برسا رہی ہیں۔ آپ کو بھابھی پر یقین ہو یا نہ ہو مگر مجھے بھابھی پر پورا یقین ہے مین نہیں جانتی اس رات آپ دونوں کے بیچ کیا ہوا۔ مگر اتنا جانتی ہوں جس دن سچائی آپ کے سامنے آئے گی آپ میرال بھابھی سے نظریں ملانے کے قابل نہیں رہیں گے۔ لائبہ کہتی وہاں سے چلی گئی۔ شامیر نے غصے سے گلاس ونڈو پر زور سے ہاتھ مارا تھا۔ میرال تمھاری سچائی می جانتا ہوں تم کتنی گری ہوئی ہو،، تم

میری محبت کے لائق نہیں ہو،، نفرت کرتا ہوں تم سے۔ تم صرف شامیر درانی کی نفرت کے لائق ہو۔

لیکن تمھیں کسی کے لیے نہیں چھوڑوں گا۔

ساری عمر تم میرے نام پر بیٹھی رہو گی۔ تمھیں میں کسی کے لیے بھی نہیں چھوڑوں گا۔

نہ تمھیں اپناؤں گا نہ تمھیں چھوڑوں گا۔

شامیر بالوں کو مٹھیوں پر جکڑے چلایا تھا۔ نفرت کرتا ہوں تم سے صرف نفرت۔

شامیر غصے سے اپنا کوٹ پہنتا کمرے سے باہر نکلتا کار پورچ کی طرف آیا اور گاڑی سٹارٹ کیے باہر نکل گیا تھا۔

اب یقیناً شامیر دُرانی نے ساری رات گاڑی سڑکوں پر دوڑانی تھی۔ اس کمرے سے تو اسے وحشت محسوس ہوتی تھی۔

میرال بس سٹاپ پر کھڑی پوائنٹ کا انتظار کر رہی تھی۔ طلحہ کے کہنے پر ہی اس نے جاب کرنے کا سوچا تھا۔ طلحہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ سارا دن گھر رہ کر اپنی زندگی کی تلخ یادوں کو سوچتی رہے۔ یہ سب بُھلانے کے لیے میرال کا مصروف رہنا ضروری تھا۔ میرال نے ایک دو جگہ جاب کے لیے اپلائی کیا تھا۔ آج اس کا ایک دو کمپنیوں میں انٹرویو تھا جو کہ بہت اچھا ہوا تھا اسے پورا یقین تھا کہ یہ جاب اسے ہی ملے گی۔ اس لیے

میرال بہت خوش لگ رہی تھی۔ صبح طلحہ نے اسے ڈراپ کیا تھا اب میرال نے پوائنٹ سے گھر جانے کا سوچا تھا۔

شامیر دُرانی آفس سے کسی میٹنگ میں جارہا تھا شامیر نے گاڑی روکی تھی اسے لگا اسے غلط فہمی ہوئی ہے میرال شامیر کے منہ سے سرسراتے الفاظ میں نکلا۔ شامیر نے اپنی گاڑی پیچھے کو لی تھی۔

شامیر نے بے یقینی سے دیکھا۔ بلاشبہ وہ میرال ہی تھی۔ بلیک ڈریس پہنے، بلیک ہی شال کندھے پر ایک طرف ڈالے، بلیک سمپل جارجٹ کا دوپٹہ سر پر اوڑھے، بنا میک اَپ کیے، فائل سینے کے ساتھ لگائے کھڑی تھی وہ اس سادگی میں اتنی خوبصورت لگ رہی تھی کہ بس سٹاپ پر کھڑے کتنے ہی لوگ اس کی طرف متوجہ تھے۔ اپنی غلیظ نگاہیں میرال پر جمائے ہوئے تھے۔ شامیر درانی کا دماغ پل میں گرم ہوا تھا۔

شامیر درانی خود پر قابو پاتا طیش کے عالم میں گاڑی سے باہر نکلا تھا اور میرال کے مقابل جا کر کھڑا ہوا تھا۔ میرال شامیر کو اپنے سامنے دیکھ کر حیران ہوئی۔ شامیر کا سرد سپاٹ چہرہ دیکھ کر ایک پل کے لیے خوفزدہ ہوئی تھی دوسرے ہی پل نفرت سے منہ پھیر لیا تھا۔

بدکردار

گاڑی میں بیٹھو۔شامیر اپنے اشتعال پر قابو پاتا دھیمے لہجے میں بولا۔ورنہ دل تو کیا تھا کہ بس سٹاپ پر کھڑے لوگوں کو آگ لگا دے۔جو میرال پر اپنی غلیظ نگاہیں گاڑھے ہوئے تھے۔

اسی اثناء میں پوائنٹ آچکی تھی۔میرال شامیر کو اگنور کرتی پوائنٹ کی طرف بڑھ گی۔

شامیر نے اس کی کلائی کو اپنی سخت گرفت میں لیا تھا۔

یہ دیکھ کر بہت سے لوگوں نے بس میں چڑھنے سے انکار کر دیا تھا۔ہر کوئی بے اس تحاشا حسن رکھنے والی لڑکی کی مدد کرنا چاہتا تھا۔ان میں سے ایک آدمی جو اچھی خاصی صحت کا حامل تھا جو کب سے میرال کو وہاں کھڑا دیکھ کر اپنی آنکھوں کو تراوت بخش رہا تھا اپنی مونچھوں کو تاؤ دیتا آگے بڑھا۔۔

کیا مسئلہ ہے!کیوں تم اس لڑکی کو تنگ کر رہے ہو۔

اس نے شامیر کی کلائی پکڑی تھی۔شامیر کا میٹر تو پہلے ہی شارٹ تھا میرال کو وہاں دیکھ کر۔شامیر نے اسے دیکھ لیا تھا کیسے وہ میرال کے خوبصورت چہرے کو نہارنے میں مصروف تھا۔

شامیر نے اسے بنا کوئی موقع دیے اس کے گریبان سے پکڑ کر اسے گاڑی کے بونٹ کے ساتھ لگایا تھا اور اس پر مکوں کی برسات کر دی۔بکو اس بند کر اپنی اور میری بیوی کو

بدکردار

گھورنا بند کر۔۔۔۔شامیر اُسے چھوڑ تا میرال کی طرف بڑھا اور پھر رُخ پلٹتا ایک زور دار مکا اس آدمی کی آنکھ پر مارا تھا۔جو ان غلیظ آنکھوں سے میرال کو گھور رہا تھا۔

میرال شامیر کا یہ جنگلی روپ دیکھ کر اندر سے کافی ڈر گئی تھی اسے شامیر سے اور بھی زیادہ نفرت محسوس ہوئی تھی اور کسی کی بھی ہمت نہیں ہوئی کہ وہ میرال کی مدد کرے۔

شامیر میرال کو کلائی تھامتا اسے گاڑی میں دھکیلا تھا۔

میرال اندر ہی اندر کافی گھبرا گئی تھی کیونکہ وہ دوبارہ شامیر کی وحشی جنونیت جھیلنے کی متحمل نہیں ہو سکتی تھی۔اسے شامیر سے عجیب سی نفرت کا احساس ہو رہا تھا جو اس کی رَگ رَگ میں سما رہا تھا۔

وہ خود کو مضبوط ظاہر کرتی گاڑی کے دروازے کے ساتھ لگی باہر دیکھنے لگی۔ماتھے پر آئے پسینے کو دوپٹے سے صاف کیا تھا۔

شامیر کافی دیر تک اپنے چٹختے ہوئے اعصاب پر قابو پاتا رہا۔

کہاں گئی تھی تم؟شامیر ونڈو سکرین پر نظریں جمائے سرد انداز میں میرال سے مخاطب ہوا۔

میرال بنا کوئی جواب دیے گاڑی سے باہر دیکھتی رہی۔

میں نے کچھ پوچھا ہے تم سے ؟شامیر اب کی بار کافی تیز آواز میں بولا تھا۔

جاب انٹرویو کے لیے گئی تھی۔میرال نے نہ چاہتے ہوئے بھی جواب دیا تھا۔

جاب کا سن کر شامیر کا میٹر شارٹ ہوا تھا۔۔

کیا بکواس ہے یہ ؟تم اب ٹکے ٹکے کی نوکری کرو گی۔

شامیر دُرانی کی بیوی یوں آفس میں کام کرے گی۔شامیر نے زوردار مکا سٹیرنگ پہ مارا تھا۔

کیا فرق پڑتا ہے اس سے ؟میرا خیال ہے میں آپ کی زندگی میں اب کہیں نہیں ہوں۔

ہمارا رشتہ بھی اب خالی کاغذوں تک محدود ہے۔

شامیر نے میرال کی بات بہت مشکل سے برداشت کی۔

مگر میرال پر وہ ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا کہ اسے اس بات نے کتنی تکلیف پہنچائی تھی۔

بالکل صحیح کہہ رہی ہو۔ہمارا رشتہ کاغذوں تک ہی محدود ہے اور آخری دم تک تم کاغذوں کی حد تک میری بیوی رہو گی۔

اب میری زندگی میں تمھاری اہمیت ایک استعمال شدہ ٹشو پیپر سے زیادہ نہیں ہے۔

شامیر کے الفاظ سے میرال کا رنگ اہانت کے احساس سے سرخ ہوا تھا۔

شامیر دُرانی اپنی فالتو چیزیں جو کاٹھ کباڑ کی حیثیت رکھتی ہیں انھیں توڑ مروڑ کر بھی صرف اپنی ہی دسترس میں رکھتا ہے سمجھی تم۔

اس لیے آئندہ تم یہ فضول نوکری نہیں کرو گی۔

تمھاری سوچ سے بھی زیادہ تمھارے اکاؤنٹ میں ہر مہینے پیسے ٹرانسفر ہو جائیں گے۔

اس لیے آئندہ مجھے تم ہوں آوارہ گردی کرتی نظر نہ آؤ۔

شامیر سرد انداز میں کہتا میرال کو طیش میں مبتلا کر چکا تھا۔

جس طرح آپ کے نزدیک میں ایک استعمال شدہ ٹشو سے بھی کم حیثیت رکھتی ہوں

اسی طرح آپ کی بات میرے لیے ایک خالی ٹین پیک سے بھی کم کی حیثیت رکھتی

ہے۔میرال ٹھنڈے لہجے میں کہتی شامیر کو آگ لگا گئی۔

اپنی بکواس بند کرو۔جو میں کہہ رہا ہوں وہی کرو ورنہ مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہو گا۔

میرال غصے سے باہر دیکھنے لگی۔انداز ایسا تھا جیسے اسے اس کی بات کی کوئی پرواہ نہیں۔

میرال کی نظر سامنے ہی ایک بورڈ پر پڑی تھی جہاں شمائل کی آدھے ادھورے کپڑوں

میں تصویر جگمگا رہی تھی جو کسی کمرشل کی تھی۔

میرال کے لبوں پر استہزائیہ مسکراہٹ دوڑ گئی۔

مجھے لگتا ہے کچھ توجہ آپ کو اپنی ہونے والی بیوی پر بھی کر لینی چاہیے۔

شامیر نے بھی شمائل کی تصویر دیکھ لی تھی۔

مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا میری بلا سے کچھ بھی کرتی پھرے وہ۔شامیر کے منہ

سے بیزاری سے نکلا تھا۔

بدکردار

جب وہ میرے نکاح میں آئے گی تو اسے میری مرضی کے مطابق چلنا پڑے گا۔وہ دوسرے ہی لمحے خود پر قابو پاتا گویا ہوا۔۔

شامیر نے میرال کو اس کے گھر ڈراپ کیا تھا۔

میرال اترنے ہی لگی تھی کہ شامیر کی آواز پر رکی۔میری ایک بات یاد رکھنا اگر تم آئیندہ گھر سے نکلی تو اس سے پہلے شامیر اپنی بات مکمل کرتا میرال گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلتی دروازہ زور سے بند کر گئی تھی اور جلدی سے اپنا گیٹ عبور کرتی اندر چلی گئی۔

شامیر کو لگا تھا میرال نے جیسے اس کے منہ پر زوردار تھپڑ مارا ہو۔شامیر کا رنگ بے تحاشا سرخ ہوا تھا۔میرال کے چہرے اور آنکھوں میں شامیر کے لیے شدید نفرت تھی۔

شامیر غصے سے گاڑی سٹارٹ کی تھی شامیر نے سوچ لیا تھا کہ میرال کو وہ نوکری تو کبھی بھی نہیں کرنے دے گا۔چاہے اس کے لیے اسے میرال کی جان ہی کیوں نہ لینی پڑے۔

طلحہ آفس کے لیے بالکل تیار تھا مگر میرال ابھی تک روم سے نہیں نکلی تھی۔

بدکردار

طلحہ حیران ہوا تھا کہ ابھی تک میرال باہر نہیں آئی کل تک وہ اپنی جاب کے لیے بہت ایکسائٹیڈ دہو رہی تھی۔اس نے اسے خود فون پر بتادیا تھا۔

طلحہ میرال کا دروازہ ناک کرتا اندر داخل ہوا۔میرال طلحہ کو دیکھتے ہوئے بیڈ سے اُٹھی تھی

بھائی آپ؟میرال اپنے بالوں کو جوڑے کی شکل میں لپیٹتی دوپٹہ لیتی طلحے سے مخاطب ہوئی۔

یہ کیا؟میرال تم ابھی تک تیار نہیں ہوئی۔

نہیں مجھے نہیں جانا۔مجھے یہ جاب نہیں کرنی۔

میرال اُداسی سے بولتی اپنی آنکھوں کی نمی کو چھپا گیئ۔۔

کیا ہوا ہے میرال؟تم رات کو روئی ہو۔

طلحہ میرال کی سوجی آنکھوں کو دیکھ کر پریشان ہوا تھا۔۔

نہیں تو میں تو نہیں روئی۔میرال اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے سر نفی میں ہلا گئی۔

طلحہ میرال کے سامنے بیڈ پر بیٹھ گیا۔

میرال کیا ہوا ہے؟کیا چھپا رہی ہو مجھ سے؟تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تم آئیندہ مجھ سے کچھ نہیں چھپاؤ گی۔

بتاؤ مجھے کل تک تم بالکل ٹھیک تھی۔

بھائی وہ شامیر وہ کبھی مجھے یہ نوکری نہیں کرنے دے گا۔وہ چاہتا ہی نہیں ہے کہ میں اپنی زندگی میں آگے بڑھوں۔

پتہ نہیں کیا چاہتا ہے وہ مجھ سے۔خود تو وہ دوسری شادی کر رہا ہے۔مگر مجھ پر پابندیاں لگا رہا ہے۔۔

بھائی پلیز مجھے شامیر سے طلاق دلوا دیں۔۔میں اب اور اس رشتے کا بوجھ نہیں اُٹھا سکتی۔

طلحہ میرال کے منہ سے شامیر کی دوسری شادی کا سن کر چونکا تھا۔

میرال نے اسے کل کی ہوئی شامیر کی ملاقات کے بارے میں سب کچھ بتا دیا۔۔۔

طلحہ یہ سب کچھ سنتے ہوئے بس ایک ہی بات سوچ رہا تھا اب شامیر سے ملاقات ضروری ہو گئی ہے۔

شامیر اپنے آفس میں بیٹھا کچھ ضروری فائلز چیک کر رہا تھا جب اسے انٹر کام پر طلحہ کے آنے کی اطلاع دی گئی تھی۔

شامیر کے چہرے پر تلخ مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔

اسے باہر ایک گھنٹہ بٹھائے رکھو پھر اندر بھیجنا۔

شامیر تلخی سے کہتا فون بند کر گیا تھا۔شامیر نے غصے سے فائل ٹیبل پر پٹخی تھی۔

ایک گھنٹہ طلحہ کو انتظار کروانے کے بعد شامیر نے اسے اندر بلوایا تھا۔

طلحہ اندر داخل ہوا تو شامیر چیئر سے ٹیک لگائے تیکھی نظروں سے طلحہ کو دیکھ رہا تھا۔

کہو کیسے آنا ہوا سالے صاحب!

طلحہ چیئر پر بیٹھنے ہی لگا تھا کہ شامیر کی سرد آواز گونجی۔

مجھے لگتا ہے پہلے تمھیں اپنا یہاں آنے کا مدعا بیان کرنا چاہیے۔

طلحہ شامیر کی بات سن کر کھڑا ہی رہ گیا تھا۔

جو بھی بولنا ہے جلدی بولو میرا وقت بہت قیمتی ہے۔میں ٹکے ٹکے کے لوگوں کے لیے اپنا وقت ضائع نہیں کرتا۔

شامیر نے اپنی دونوں ٹانگیں ٹیبل پر جمائیں تھیں۔ طلحہ کا رنگ لال سرخ ہوا تھا اپنی اہانت پر۔۔۔

مجھے تم سے میرال کے بارے میں بات کرنی ہے۔ طلحہ شامیر کی بدتمیزی اگنور کیے ضبط کرتا ہوا بولا۔

اوہ۔۔۔۔تو تم اپنی بدکردار بہن کی سفارش لے کر آئے ہو میرے پاس،، کہ میں اسے اپنا لوں۔

شامیر کی آنکھوں میں صاف صاف تمسخر تھا۔

خبردار میری بہن کو بدکردار کہا۔ طلحہ اونچی آواز میں دھاڑتا ہوا بولا۔۔

بدکردار

شامیر ایک دم سے چیئر سے اُٹھا تھا۔ آواز نیچی رکھو مسٹر طلحہ یہ میرا آفس ہے تم لوگوں کی تو کوئی عزت ہوتی نہیں۔۔ مگر میں شامیر دُرانی ہوں اور شامیر دُرانی گیا گزرا نہیں ہے۔۔ جس کے آفس میں آکر تم یوں اونچا بولو. بڑی مرچیں لگی ہیں تمھیں یہ لفظ سن کر۔

تمھیں کیا لگتا ہے یہ لفظ بول کر مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے۔ بیوی کے لیے بولی جانے والی یہ گالی شوہر کے لیے بھی گالی بن جاتی ہے۔

ارے میرا پوراوجود تمھاری بہن نے ایک گالی بنادیا ہے سمجھے تم۔ شامیر طلحہ سے بھی اُونچی آواز میں دھاڑا۔۔

بڑا غرور ہے تمھیں خود پر کہ تم ایک بہت بڑے بزنس مین ہو۔ تم شامیر دُرانی اسٹیٹ آف بلڈرز کے سی ای او ہو۔

مگر مجھ سے پوچھو تو تم ایک ناکام انسان ہو۔ جو خود سے جڑے رشتوں کی قدر ہی نہ کر سکا اور اس رشتے کا جو ایک مرد کی زندگی میں بہت اہم ہوتا ہے میاں بیوی تو ایک دوسرے کا لباس ہوتے ہیں۔۔ لیکن افسوس تم نے اپنے ہی لباس کے چیتھڑے کر دیے۔

صرف میری ایک بات کا جواب دو۔ میرال تمھارے ساتھ کب سے ہے۔ تقریباً ایک سال ہونے کو آیا ہے تمھارے نکاح میں اسے آئے ہوئے۔

تمھیں ایک پل کے لیے بھی نہیں لگا میرال تم سے سنسیئر ہے۔ وہ ایسی حرکت کر سکتی ہے۔

ارے کسی کو پہچاننے کے لیے ایک پل ہی کافی ہوتا ہے۔۔ اور تم تو اس کے اتنے قریب رہے ہو۔ تم اُسے جان ہی نہ سکے۔۔

اپنی بکواس بند کرو اور یہاں سے دفعہ ہو جاؤ۔ شامیر طلحہ کی بات کو کاٹتا ہوا چلایا۔۔

چلا جاؤں گا یہاں سے،، تمھارا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔

اگر میرال غلط ہوتی، ایسی ویسی لڑکی ہوتی تو وہ تمھیں سب کچھ کیوں بتاتی۔ اگر اسے کوئی بلیک میل ہی کر رہا تھا یا پھر تمھارے مطابق اس نے کسی کو اپنی تصویریں سینڈ کی تھیں۔ تو آج تک تمھارے سامنے وہ فیک آئی ڈی کیوں نہیں آئی۔ وہ تصویریں کیوں نہیں آئیں۔۔۔

اگر میرال تمھیں نہ بتاتی تو تمھیں تو کبھی پتہ ہی نہ چلتا۔ اگر میرال نے تمھیں بتایا تھا تو یقیناً اس کے پیچھے کوئی بہت بڑی وجہ ہو گی۔

شمائل نے تمھیں کہا کہ میرال نے فیک آئی ڈی پر اپنی تصویریں لگائیں تھیں مگر تم نے ایک پل کے لیے بھی نہیں سوچا کہ فیک آئی ڈی پر کوئی کیونکر اپنی ذاتی تصویریں لگائے گا۔

شامیر طلحہ کی اس بات پر چونکا تھا۔ اگر میرال نے لگائی ہی تھیں تو وہ بھی صرف شائل نے دیکھیں اور تم اچھی طرح جانتے ہو شائل میرال سے نفرت کرتی ہے۔ وہ تم سے شادی کرنا چاہتی تھی تو میرال اس کے راسے کا واحد کانٹا تھی۔ میرال کے تمھارے زندگی سے جانے سے اور اس سب کے بعد سب سے زیادہ فائدہ شائل کو ہی ہوا ہے۔ کتنی دفعہ میرال نے تم سے کہا کہ وہ تمھیں کچھ بتانا چاہتی ہے۔ بس ایک دفعہ تحمل سے اس کی بات سن لو۔ مگر تم نے اس کی ایک بات نہ سنی۔

تم نے میرال کو سزا دینی تھی تو دیتے۔ مگر اس کا جرم ثابت ہونے پر۔ اگر وہ بہت بُرے کردار کی لڑکی تھی تمھاری اتنی مار کھانے کے بعد،، تم نے اُسے بیلٹ سے دھنک کر رکھ دیا تھا۔ پھر بھی وہ گھر آنے کے لیے تمھاری منتیں کرتی رہی۔ تمھارے آگے جھکتی رہی کیوں؟ اگر وہ بُری ہوتی تو وہ تم سے دور رہ کر یہ سب کچھ کرتی پھرتی۔ مگر وہ تمھارے پاس کیوں آنا چاہتی تھی؟ کیا وجہ تھی شامیر ؟ تمھاری دولت، تمھارا سٹیٹس۔۔۔۔

نہیں شامیر نہیں،، میرال کو ان چیزوں میں کوئی انٹرسٹ نہیں یہ بات تو تم بھی سمجھ چکے ہوگے۔ اسے ہیرے، جواہرات، بینک بیلنس سے کوئی دلچسپی نہیں۔ اگر ہوتی تو وہ تم سے نکاح کو کبھی انکار نہ کرتی۔ تم سے نکاح میں نے کروایا تھا۔ وہ بھی زبردستی۔

وہ تمھارے پاس صرف اس لیے آنا چاہتی تھی کیونکہ وہ تم سے پیار کرتی تھی۔اسی لیے تمھارا ہر ظلم برداشت کرتی رہی۔کیونکہ وہ تمھیں کھونے سے ڈرتی تھی اس لیے تمھارے آگے جھکتی رہی۔

شامیر کا چہرہ دھواں دھواں ہوا تھا۔یہ سب سن کر مگر وہ سپاٹ چہرہ لیے کھڑا رہا۔

ایک آخری بات،،زیان کو تو تم اچھی طرح جانتے ہو گے۔ تمھارا بچپن کا دوست ہے۔ تمھارا بزنس پارٹنر ہے پھر تو تمھیں اچھی طرح پتہ ہو گا۔زیان کتنا حسن پرست ہے اور مجھے پورا یقین ہے اس نے میرال سے زیادہ حسین لڑکی آج تک نہیں دیکھی ہو گی۔

طلحہ اپنی آخری بات پر رکا تھا۔

اس سے زیادہ کلیئر الفاظ میں میں تمھیں نہیں سمجھا سکتا۔چلتا ہوں میں۔طلحہ یہ کہتے ہی وہاں سے چلا گیا۔

شامیر دُرانی کے ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہوئے تھے۔دل پہلو میں بے تحاشا دھڑکنے لگا تھا۔شامیر جلدی سے چیئر پر بیٹھا تھا اور پانی کا گلاس منہ کو لگایا تھا۔

صبح کے چار بجنے والے تھے مگر نیند تھی کہ شامیر سے روٹھ گئی تھی جیسے۔

شامیر بے چینی سے کمرے میں ٹہلنے لگا۔ طلحہ کی باتیں اس کے ذہن میں گونجنے لگیں۔

شامیر نے سگریٹ سلگا کر منہ کو لگایا تھا۔

شامیر نے ایزی چیئر سے ٹیک لگائے آنکھیں بند کی تھیں۔

میرال سے زیادہ شرمیلی لڑکی اس نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھی تھی۔ میرال تو کبھی اس کی قربت میں نظر اٹھا کر اس کی طرف نہیں دیکھتی تھی بلکہ آج تک وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات نہ کر سکی۔ اس کے ذرا سے قریب آنے پر وہ کیسے شرم وحیا سے سرخ پڑ جاتی تھی۔

شامیر نے بے چینی سے اپنی آنکھیں کھولیں۔ جو لڑکی اپنے محرم کی قربت میں اتنی شرم وحیا رکھتی ہو وہ کیسے ایسا کردار رکھ سکتی ہے۔۔

شامیر نے بے چینی سے سگریٹ کو ایش ٹرے میں مسلا تھا۔

شامیر میری بات سنیں مجھے آپ کو کچھ بتانا ہے۔ پلیز صرف ایک بار تحمل سے میری بات سن لیں پلیز۔ شامیر کو یاد آیا تھا۔ وہ کیسے اس کے پیچھے پیچھے پھرتی تھی کچھ بتانے کے لیے مگر شامیر سنی ان سنی کرتا رہا۔

زیان نے پہلے کبھی فیک اکاؤنٹ سے ریلیٹڈ ٹاپک پر بات نہیں کی تو پھر اچانک سے وہ اس سے یہ سب کچھ کیوں ڈسکس کرنے لگا تھا۔

بدکردار

شامیر اپنی بیرڈ پر ہاتھ پھیر تا اب کمرے کے چکر لگا رہا تھا۔

شامیر کو یاد آیا تھا لائبہ کے نکاح والے دن ہوٹل میں اس نے شمائل اور زیان کو آپس میں بات کرتے دیکھا تھا اسے حیرت بھی ہوئی تھی کہ یہ دونوں کی اتنی بے تکلفی کب سے ہوئی۔ مگر وہ اگنور کر گیا تھا۔

زیان کتنا حسن پرست ہے۔ہاں زیان حسن پرست ہے یہ بات تو وہ جانتا تھا اور میرال کو دیکھ کر تو اچھے اچھوں کا ایمان ڈگمگا جائے۔

شامیر کے سینے میں آگ بھڑکی تھی۔تو کیا زیان نے اس کی بیوی پر نظر رکھی ہوئی تھی۔

شامیر اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر تا بے چینی سے سیڑھیاں اترنے لگا۔

شامیر پچھلے دنوں کی تمام سی سی ٹی وی فوٹیج چیک کرنے لگا۔

ایک کلپ پر شامیر کے ہاتھ رکے تھے۔

یہ دعوت والے دن کی فوٹیج تھی باہر لان کی۔ جہاں زیان اور شمائل آپس میں بات کر رہے تھے۔

اگلی فوٹیج پر شامیر چونکا تھا۔ میرال اور زیان آپس میں بات کر رہے تھے۔ میرال نے زیان کو کھینچ کر تھپڑ مارا تھا۔

شامیر ایک دم سیدھا ہو کر بیٹھا تھا۔

Zubinovelszone.com

بدکردار

شامیر کی آنکھیں لہو چھلکانے لگی تھیں یہ سب کچھ دیکھ کر۔

شامیر آگے کی فوٹیج چیک کرنے لگا۔ سکینہ اس کی ملازمہ میرال کے کمرے کے باہر کھڑی تھی مگر اس کے چہرے پر گھبراہٹ تھی وہ ادھر ادھر دیکھ رہی تھی شامیر نے زوم کیا تھا۔ کافی دفعہ آگے پیچھے زوم کرنے پر شامیر نے محسوس کیا سکینہ نے ہاتھ میں کچھ چھپایا ہوا ہے اور یہ اس دن کی ویڈیو تھی جس دن میرال کا فون آیا تھا زیان کے نمبر پر۔

شامیر بہت مشکل سے پہچان سکا وہ موبائل تھا شاید۔۔ ہاں وہ موبائل ہی تھا جو سکینہ نے اپنے دوپٹے میں چھپایا ہوا تھا۔ شامیر کی بس ہو گئی تھی سب کچھ تو اس کے سامنے تھا۔

شامیر نے تمام رکارڈنگ آف کیں اور اپنے دل پر ہاتھ رکھا تھا تو کیا اس کی بیوی اس کی عزت اس کے ہی گھر میں محفوظ نہیں تھی اور شامیر دُرانی اس بات سے بے خبر رہا۔

شامیر نے وہ رات آنکھوں میں کاٹی تھی۔

شاید شامیر کی ہر رات آب ایسے ہی کٹنے والی تھی۔

----

zubinovelszone.com

بدکردار

صبح ہوتے ہی شامیر سرخ آنکھیں لیے اپنی دوسری کمپنی گیا تھا۔شامیر سید ھازیان کے آفس گیا جہاں زیان موجود نہیں تھا۔وہ شاید واش روم میں تھا شامیر نے اس کی ٹیبل پر زیان کے فلیٹ کی چابیاں دیکھیں۔شامیر جلدی سے وہ چابیاں اُٹھائے باہر آیا تھا۔

شامیر کی گاڑی اب زیان کے فلیٹ کی طرف رواں تھی۔

شامیر زیان کے فلیٹ میں داخل ہوا اور سید ھازیان کے روم میں گیا۔شامیر کی نظر زیان کے لیپ ٹاپ پر پڑی وہ جانتا تھا۔زیان کا پرسنل ڈیٹا اسی لیپ ٹاپ میں موجود ہے۔

شامیر نے زیان کا لیپ ٹاپ آن کیا مگر اس پر تو پاس ورڈ لگا تھا۔شامیر نے زیان کا نام لکھا مگر پاسورڈ رونگ کا میسج نمودار ہوا۔شامیر نے زیان کی ڈیٹ آف برتھ ڈالی تو لیپ ٹاپ آن نہیں ہوا تھا شامیر نے کانپتے ہاتھوں سے میرال لکھا تھا اور اب کی بار پاسورڈ اکسیپٹ ہو گیا۔شامیر کے سینے میں ایک دھکتی ہوئی آگ بھڑکی تھی۔

شامیر خود پر قابو پاتا کچھ فائلز چیک کرنے لگا جو جان کے نام سے سیو تھیں۔شامیر نے ایک فولڈر میں میرال کی تصویریں دیکھیں تھیں جو لائبہ کے نکاح کی تھیں جو بہت دور سے لی گئی تھیں۔صاف پتہ چل رہا تھا میرال ان تصویروں سے بے خبر ہے۔شاید یہ تصویریں زیان نے اس وقت لی تھیں جب وہ ہوٹل سے باہر گیا تھا۔شامیر نے اپنی

مٹھیاں بھینچی تھیں۔شامیر کا بس نہیں چل رہا تھا زیان کی آنکھیں نکال لے۔زیان کو آگ لگا دے۔

اگلے فولڈر میں کچھ ریکارڈنگز تھیں۔زیان کی عادت تھی۔وہ فون ریکارڈنگز کو سیو کر کے رکھتا تھا۔کچھ لڑکیوں کے ساتھ نہایت ہی نازیبا گفتگو تھی زیان کی ان ریکارڈنگ میں۔۔شامیر نے کچھ اور ریکارڈنگز سنیں۔ایک ریکارڈنگ سن کر شامیر پر زمین و آسمان گر پڑے تھے۔شامیر خود سے نظریں ملانے کے قابل نہیں رہا تھا۔

جو میرال اور زیان کی تھی۔

میں مر تو سکتی ہوں مگر میں شامیر کو کبھی دھوکہ نہیں دے سکتی کیونکہ میں اپنے شامیر سے بہت پیار کرتی ہوں اور زیان اسے دھمکی دے رہا تھا۔

اس طرح کی بہت سی رکارڈنگز تھیں جس میں میرال اسے واسطے دے رہی تھی اسے کہہ رہی تھی کہ اس نے ناسمجھی میں اپنی کم عمری میں صرف اس سے دو گھڑی بات کی ہے۔کبھی کوئی چیپ بات نہیں کی صرف اسے دوست سمجھا تھا۔

میں نے تو تمھیں کبھی اپنی تصویر نہیں سینڈ کی میرال چیخی تھی۔

ہاں یہ بات تو تم جانتی ہو میں جانتا ہوں تم نے مجھے کبھی اپنی تصویر نہیں بھیجی، کبھی مجھ سے غلط گفتگو نہیں کی۔مگر یہ بات شامیر دُرانی تو نہیں جانتا ناں۔۔زیان ہنسا تھا۔میرال اُسے واسطے دے رہی تھی پلیز ایسا مت کرو اور وہ اسے ملنے کو کہہ رہا تھا مگر میرال نے

انکار کر دیا تھا۔ اُس نے کہا تھا کہ وہ آج شامیر کو سب کچھ بتا دے گی۔ مگر کبھی اس سے بلیک میل نہیں ہو گی۔ شامیر کی آنکھوں کے آگے اندھیرا آیا تھا دل پہلو میں ڈوب کر اُبھرا تھا۔

اگلی رکارڈنگ شمائل اور زیان کی تھی شاید زیان نے شمائل کی ریکارڈنگ اس لیے سیو کر رکھی تھی کہ وقت پڑے تو شمائل کو بلیک میل کر سکے۔

اس ریکارڈنگ میں شمائل اس سے کہہ رہی تھی کہ تم نے وہ گولیاں شامیر کی ڈرنک میں ملائی تھیں مگر شامیر نے اسے ابھی تک طلاق کیوں نہیں دی۔

زیان نے کہا تھا اسے جانوروں کی طرح پیٹا تو ہے اس نے اب کیا چاہتی ہو وہ اسے جان سے مار ڈالتا۔ مجھے پل پل کی خبر ہے س کے گھر کی۔

زیان نے اور بھی بہت کچھ کہا تھا کہ میرال کو وہ چاہنے لگا ہے۔ میرال سے زیادہ اعلی کردار کی لڑکی اس نے آج تک نہیں دیکھی۔ اس نے تو اپنی کم عمری میں صرف دو گھڑی اس سے بات کی تھی مگر کبھی کوئی غلط بات نہیں کی۔ کوئی اور لڑکی ہوتی تو کب کا اس کا کھلونا بن چکی ہوتی۔۔ میرال ہیرا ہے اسے تو صرف زیان کے بستر کی زینت ہونا چاہیے تھا۔ اس نے میرال سے زیادہ خوبصورت لڑکی آج تک نہیں دیکھی۔ اسے شامیر کے پہلو میں کھڑا دیکھ کر ہی اس کی نیت میرال پر خراب ہو گئی تھی۔

میرال کو طلاق دلوا کر وہ اسے اپنی بیوی بنانا چاہتا ہے۔

بدکردار

یعنی کے زیان نے اس کی آواز پہچان لی تھی۔اور بعد میں میرال کو بلیک میل کرنے لگا۔۔شامیر کو سب کچھ سمجھ آگیا تھا۔۔

شامیر نے اپنے چکراتے سر کو تھاما تھا زمین و آسمان اسے گھومتے ہوئے محسوس ہوئے۔

شامیر نے لیپ ٹاپ اٹھا کر زمین پر پھینک دیا اور جلدی سے وہاں طیش و عالم میں نکلا۔

شامیر کا گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے پورا وجود پسینے سے تر تھا۔

زیان کی ریکارڈنگ اس کے کانوں میں گونجی۔میرال جیسی اعلیٰ کردار کی لڑکی اس نے آج تک نہیں دیکھی وہ ایسی ہی لڑکی کو اپنی بیوی بنانا چاہتا تھا۔زیان بد فطرت، بدکردار اور اتنی کمینی فطرت رکھنے کے باوجود وہ جان گیا تھا کہ میرال کتنی اعلیٰ کردار کی لڑکی ہے۔اور میں اس کا شوہر اس کا محرم ہوتے ہوئے بھی اِسے پہچان نہ سکا۔شامیر نے ٹشو سے ماتھے پر آئے پسینے کو صاف کیا تھا۔

شامیر کے سامنے وہ منظر آیا تھا جب اُس نے اِسے اپنے پاسٹ کے بارے میں بتایا تھا اور شامیر نے پوری بات سنے بغیر کیسے اس کے منہ پر تھپڑوں کی برسات کر دی تھی۔

شامیر میری بات سنیں پلیز،، میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں۔مت نام لو اپنے غلیظ منہ سے پیار جیسے لفظ کا۔تم ایک بدکردار لڑکی ہو۔

شامیر کو لگا تھا آج وہ تھپڑ اِس کے اپنے چہرے پر پڑے ہوں جیسے۔

بدکردار

شامیر نے ڈوبتے دل کے ساتھ سٹیرنگ پر اپنی گرفت مضبوط کی تھی۔

شامیر کی آنکھوں کے سامنے اگلا منظر آیا تھا۔

شامیر آپ کو یہ چوٹ کیسے لگی وہ تڑپ کر آگے بڑھی تھی۔

رُک جاؤ میرال۔ خبردار میرے قریب آئی تو۔

مگر شامیر آپ کو چوٹ۔۔۔وہ بلکتے ہوئے رو پڑی۔ نکل جاؤ اس کمرے سے تم جیسی بدکردار لڑکی کو میں اپنے کمرے میں نہیں برداشت کر سکتا۔شامیر پلیز میری بات سنیں،،ایک دفعہ تحمل سے پلیز میری بات تو سنیں۔ پھر جو چاہے مجھے سزا دے دیجیے گا۔شامیر نے واز اٹھا کر زمین پر مارا تھا۔

سنا نہیں تم نے،،دفعہ ہو جاؤ یہاں سے،،اور وہ روتے ہوئے سسکتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔

شامیر نے ضبط سے اپنی آنکھیں بند کی تھیں اور پھر وہ ڈریسنگ روم میں کارپٹ پر سونے لگی تھی۔ساری ساری رات اُس کا سسکنا شامیر کو یاد آیا تھا۔

شامیر نے اپنا نچلا لب دانتوں سے بُری طرح کچلا تھا۔

شامیر کے سامنے پھر سے ایک منظر لہرایا تھا۔اس منظر نے تو شامیر کی آنکھوں میں مرچیں سی بھر دی تھیں۔شامیر نے اپنی آنکھیں مسلی تھیں۔شامیر کو جیسے کچھ پل کے لیے نظر آنا بند ہو گیا تھا۔وہ ساڑھی پہنے ریڈ لِپ سٹک لگائے لرزتے ہوئے وجود کے

ساتھ اس کی کمر سے لپٹے کھڑی تھی۔ یہ کیا بے ہودہ حلیہ بنایا ہوا ہے تم نے؟ کوئی شرم حیا ہے تم میں یا نہیں۔ شامیر کو اپنی آواز اپنے کانوں میں سنائی ی۔ شامیر آپ میرے شوہر ہیں۔ وہ پھر سے سسکی تھی۔ شوہر ہوں تو یہ اوچھے ہتھکنڈے اپناؤ گی۔ اپنی غلطی کو چھپانے کے لیے اس سے تمھارا گناہ چھپ جائے گا کیا؟

آئیندہ اِس حلیے میں نظر آئی تو وہ حشر بگاڑوں گا کہ یاد رکھو گی۔ دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔ شامیر دھاڑا تھا۔ شامیر نے اپنے کانوں پر دونوں ہاتھ رکھے تھے۔

شامیر کو یاد آیا تھا کہ اس کی کلائی پر دباؤ ڈالنے سے اس کی چوڑیاں کیسے اس کی کلائی کو زخمی کر گئیں تھیں۔

شامیر کو اپنے گالوں پر کچھ محسوس ہوا تھا۔ شامیر نے ہاتھ لگایا تو وہ آنسو تھے۔ وہ رو رہا تھا۔ ہاں شامیر آج اپنے زیاں پر رو رہا تھا۔ اگلا منظر وہ سوچنا نہیں چاہتا تھا۔ مگر وہ پھر بھی آج اس کی آنکھوں کے سامنے آ رہا تھا۔ وہ ناشتہ لیے اس کے سامنے کھڑی تھی تاکہ وہ بغیر ناشتہ کیے آفس نہ جائے۔ اٹھاؤ یہ ناشتہ دفعہ ہو جاؤ یہاں سے،، آج کے بعد تم سارے ملازموں کا کھانا بناؤ گی۔ سارے برتن تم دھوؤں گی۔ ڈش واشر استعمال نہیں کرو گی۔ سنا تم نے،، آئیندہ میں فارغ بیٹھا نہ دیکھوں تمھیں۔ اپنی اوقات بھول گئی ہو تم۔ شامیر نے اسے دھکا دیا تھا وہ فرش پر جا گری تھی شامیر نے جاتے جاتے ایک نظر دیکھا تھا۔ زمین پر گرنے سے کانچ اس کی ہتھیلی کو زخمی کر گیا تھا۔ شامیر اس کا درد

محسوس کیے بنا وہاں سے چلا گیا تھا۔شامیر نے اپنی ہتھیلی زور سے سٹیر نگ پر ماری تھی اور پھر وہ پاگلوں کی طرح اپنی ہتھیلی سٹیر نگ پر مارنے لگا۔

اس سے آگے شامیر کچھ یاد نہیں کرنا چاہتا تھا کاش خدا اس کا حافظہ چھین لے۔وہ شدت سے یہ دعا کرنے لگا۔

شامیر کے کانوں میں میرال کی چیخیں گونج رہی تھیں۔شامیر پلیز،،،مجھے مت ماریں پلیز،،مجھے درد ہو رہا ہے۔شامیر پلیز،،

اس نے جانوروں کی طرح اس کی نازک دودھیا کمر بیلٹ سے داغ کر رکھ دی تھی۔کیسے اس کے کمر سے کپڑے پھٹ چکے تھے وہ نڈھال سی پڑی تھی۔

کیسے وہ اس کو گھسیٹتا ہوا باہر گیٹ تک لایا اور اُسے گھر سے باہر پھینک دیا۔

شامیر نے گاڑی کی سپیڈ بڑھائی تھی۔سامنے سے آتی گاڑی سے شامیر کا ٹکراؤ ہوتے ہوتے بچا تھا۔

شامیر میں گھر آنا چاہتی ہوں پلیز،،مجھے گھر آنے کی اجازت دیں۔وہ روتے ہوئے فون پر التجا کر رہی تھی۔

اب تم ہمیشہ اُدھر ہی رہو گی۔شامیر کو اپنی آواز سنائی دی۔

میں آپ کے بنا مر جاؤں گی شامیر۔

یہ الفاظ کتنے لڑکوں کو کہہ چکی ہو۔

بدکردار

شامیر پلیز وہ سسکی تھی۔

شامیر اب اونچا اونچا رونے لگا تھا۔

یہ یہاں پر کیا کر رہی ہے؟ وہ غصے سے فرخندہ کی طرف بڑھا۔ وہ چادر میں لپٹے ڈر کے مارے دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔ میں نے منع کیا تھا نا کہ یہ یہاں پر نہیں آئے گی۔ شامیر کو اپنی دھاڑ سنائی دی۔ وہ کس طرح تھر تھر کانپ رہی تھی۔

وہ ہر بار اِس کے آگے جھکتی رہی اِسے صفائیاں دیتی رہی۔ بے قصور ہوتے ہوئے بھی معافیاں مانگتی رہی۔

کس طرح دعوت والے دن صرف اُسے اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے تاکہ وہ شائل کو نہ دیکھے صرف اس کے لیے تیار ہوئی۔ اور اس نے کیا کیا؟ شائل کی باتوں میں آکر اسے تنہا چھوڑ گیا وہ بھی تب جب وہ شیطان اُس گھر میں تھا۔

کتنی دیر تک وہ دروازہ کھٹکٹاتی رہی شامیر میری بات سنیے۔ میں نے کبھی اپنی تصویر نہیں لگائی۔ مگر وہ سنی ان سنی کرتا رہا۔

شامیر آپ نے تو کہا تھا کہ میں آپ کا آج انتظار کروں تیار ہو کر۔ یہ لفظ بولتے ہوئے اس کے ہونٹ کپکپا رہے تھے۔ اس کی زبان اُس کے الفاظ کا ساتھ نہیں دے رہی تھی وہ سرخ چہرے کے ساتھ یہ بولتی پھر سے خود کو بے مول کر گئی تھی۔

شامیر نے بے چینی سے پہلو بدلا تھا۔ شامیر کا کنٹرول اب گاڑی پر ختم ہوتا جا رہا تھا۔

کیسے وہ اُسے منگنی سے روکنے کے لیے نکاح کا جوڑا پہن کر آئی تھی شاید وہ اُسے اِس روپ میں دیکھ کر منگنی نہ کرے۔

کتنی بے یقینی تھی اُس کی آنکھوں میں جب اُس نے شمائل کو انگوٹھی پہنائی تھی۔

کتنے درد میں اس نے ڈرنک کی تھی۔اور وہ اُس رات اس کی آنکھوں میں چھپی اپنے لیے شدید محبت ہی نہ پہچان سکا۔

شامیر آپ نہیں جانتے زیان ایک بھیڑیا ہے وہ مجھے بلیک میل کر رہا تھا۔اس کے بتانے سے پہلے ہی وہ اسے تھپڑ مار چکا تھا۔

کس طرح اُس رات کو اُس کے نازک وجود کو بے دردی سے مسلا تھا۔اس کے گلاب سے پنکھڑیوں ہونٹوں کو میں نے اپنی وحشت کا نشانہ بنایا۔کون سی ایسی جگہ تھی جہاں میں نے اپنی وحشت نہ دکھائی ہو۔

شامیر کو اُس کی آنکھوں میں خود کے لیے نفرت یاد آئی تھی۔شامیر پاگل ہوا تھا وہ نفرت یاد کر کے۔

آپ نے کہا تھا مجھے مرد ذات سے نفرت ہو جائے گی۔

ہو گئی نفرت مگر افسوس وہ مرد آپ نکلے۔

شامیر گاڑی کو سی سائیڈ پر روکتا گاڑی سے باہر نکلا تھا۔گاڑی سے نکلتے ساتھ ہی وہ گاڑی کے بونٹ پر زور سے مکے مارنے لگا۔

بدکردار

کیسے کر سکتا ہوں میں؟ اس کے ساتھ،، کیسے کر سلتا ہوں؟ وہ محبت ہے میری۔ زندگی ہے میری اور میں نے اس پر اعتبار نہیں کیا۔ شامیر اب چیخ رہا تھا اپنے بالوں کو اپنی مٹھی میں جکڑے وہ گھٹنوں کے بل بیٹھا چیخ رہا تھا۔

میرے ہی گھر میری عزت محفوظ نہیں تھی۔ میری بیوی میری عزت بچاتی رہی اور میں اس کے کردار پر کیچڑ اُچھالتا رہا۔ شامیر زمین پر بیٹھا اپنے بال پکڑ کر چلایا تھا۔

اگر وہ واقعی میں زیان کا کھلونا بن جاتی تو اس کا قصوروار کون ہوتا۔ وہ تو اس کا کردار مضبوط نکلا۔

اتنا سب کچھ سہنے کے بعد بھی وہ اکیلی تنہا ڈٹی رہی۔

لعنت ہے میرے مرد ہونے پر۔ میں اسے تحفظ نہ دے سکا اس پر اعتبار نہ کر سکا۔

شامیر چلایا تھا۔

افففف۔۔۔ کیسے سامنا کروں گا اُن دو آنکھوں کا،، جن میں اب میرے لیے نفرت کا اک جہان بستا ہے۔ میں نے اُن آنکھوں میں اپنی محبت کو اپنے ہاتھوں سے مار دیا۔

مجھ جیسے مرد کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔

جو عورت پر اعتبار نہ کر سکے اس کا مان نہ رکھ سکے۔ کاش میں ایک دفعہ اس کی بات سُن لیتا۔ کاش میں ایک دفعہ اس پر اعتبار کر لیتا۔

شامیر روتے ہوئے چیخ رہا تھا۔

بدکردار

رات کا اندھیرا پھیل چکا تھا۔شامیر سمندر کے کنارے پر بیٹھا سمندر کی لہروں کو دیکھ رہا تھا۔گزرے ہوئے وقت کو یاد کر رہا تھا کچھ کھونے کا احساس بہت خاص کھونے کا احساس یا پھر خود کو ہی کھونے کا احساس اس کے اندر بُری طرح سما چکا تھا۔

کل راستے میں غم مل گیا تھا

لگ کے گلے میں رو دیا

جو صرف میرا تھا صرف میرا

میں نے اسے کیوں کھو دیا

ہاں وہ آنکھیں جنھے میں چومتا تھا بلاوجہ

پیار میرے لئے کیوں ان میں باقی نہ رہا

ہمنوا میرے تو ہے تو میری سانسیں چلیں

بتا دے کیسے میں جیوں گا تیرے بینا

ہر وقت دل کو جو ستائے

میں بھی نہ جانوں اتنا لازمی ہے کیوں تو

ہمنوا میرے تو ہے تو میری سانسیں چلیں

بتا دے کیسے میں جیوں گا تیرے بینا

Zubinovelszone.com
Noor Asif Novels

بدکردار

شامیر نے اپنی سرخ آنکھوں کو رگڑا تھا۔اسی اثناء میں اس کے موبائل بجا تھا۔جو کافی دیر سے بج رہا تھا شامیر موبائل نکالتا آف کرنے ہی لگا تھا کہ نمبر دیکھ کر چونکا۔یہ طلحہ کی کال تھی۔

طلحہ۔۔۔۔شامیر نے حیران ہوئے دھڑکتے دل کے ساتھ کا کال اٹینڈ کی تھی۔

شامیر نے بے چینی سے کال اٹینڈ کی تھی کہ اسے طلحہ کی پریشان آواز سنائی دی۔

شامیر وہ میرال۔۔۔۔کیا ہوا میرال کو شامیر بے چینی سے کہتا ہوا کھڑا ہوا تھا۔

میں آفس سے گھر آیا ہی تھا کہ کچھ نقاب پوش میرے سامنے میرال کو اُٹھا کر لے گئے۔ جاتے ہوئے وہ میری گاڑی کے ٹائرز پر بھی فائرنگ کر گئے۔مجھے لگتا ہے وہ زیان کے ہی بندے تھے۔

پلیز شامیر میری بہن کو بچالو۔طلحہ روتے ہوئے التجا کر رہا تھا۔شامیر کی آنکھیں پل میں لہو رنگ ہوئیں تھیں۔

شامیر فون بند کرتا بھاگتا ہوا گاڑی تک آیا تھا۔

یہ تم نے ٹھیک نہیں کیا زیان۔میں تمھیں ایسی موت دوں گا کہ تمھاری روح کانپ جائے گی۔تم نے میری میرال میری زندگی میری عزت پر نظر رکھی۔تم نے اسے

بلیک میل کیا اور اب جو تم نے کیا ہے میں تمھارے اتنے ٹکڑے کروں گا کہ گننا مشکل ہو جائے گا۔ شامیر نے سٹیرنگ پر زور دار مکا مارا تھا۔

شامیر فل سپیڈ میں گاڑی چلاتا ہوا زیان کے فارم ہاؤس پہنچا تھا وہ اچھی طرح جانتا تھا وہ میرال کو وہیں لے کر جائے گا۔

شامیر کے ساتھ شامیر کے گارڈز کی گاڑیاں بھی تھیں. وہ میرال کے معاملے میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔

شامیر کو اس وقت ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا وجود کسی پتنگے کی طرح ہوا میں معلق ہے۔ پورا وجود زلزلوں کی زد میں تھا۔ اگر زیان نے میرال کو کوئی نقصان پہنچا دیا تو اس سے آگے کا سوچ کر شامیر کو اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔.

شامیر طیش میں گاڑی دوڑاتا ہوا زیان کے فارم ہاؤس جا رہا تھا۔

شامیر کے پورے چہرے پر سرخی چھائی ہوئی تھی۔ شامیر کے چہرے پر کرختگی کے آثار تھے۔

شامیر کے سامنے ہی ایک گاڑی فارم ہاؤس کے گیٹ کے اندر داخل ہوئی تھی۔ یقیناً میرال اسی میں تھی۔ اس سے پہلے شامیر کی گاڑی اندر داخل ہوئی گیٹ بند ہو چکا تھا۔

شامیر نے گارڈز کو حکم دیا تھا جو گیٹ پھلانگتے ہوئے اندر داخل ہوئے تھے اور وہاں کھڑے چوکیدار کو اپنے شکنجے میں لیا تھا۔

بدکردار

شامیر گاڑی سے اترا اور بھاگتا ہوا اندر پہنچا تھا۔ اندر سے نکلتے ہوئے زیان کے گارڈز پر شامیر کے حکم پر فائر کر دیا گیا تھا۔ شامیر نے گارڈز کو باہر ہی رُکنے کا حکم دیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا میرال کو کوئی بھی دیکھے۔ شامیر جلدی سے اندر کی طرف بڑھا۔ شامیر پاگلوں کی طرح ہر کمرے کی تلاشی لینے لگا۔

ایک کمرے کے باہر شامیر کو زیان کے ہنسنے کی آواز سنائی دی تھی اور میرال کے چیخنے کی آواز سنائی دی۔ شامیر جلدی سے اس کمرے کی طرف بڑھا۔

زیان تمھیں خدا کا واسطہ ہے مجھے جانے دو مجھے یوں برباد مت کرو۔ میرال روتے ہوئے التجا کر رہی تھی۔

میں نے سوچا تھا کہ تمھیں عزت سے اپناؤں گا لیکن تم نے میری بات نہیں مانی۔ اب میں تمھیں برباد کر کے اپناؤں گا۔ اب تو شامیر دُرانی کو تمھیں طلاق دینی پڑے گی۔ زیان ہنستے ہوئے میرال پر جھکا تھا۔ زیان نے میرال کی آستین پھاڑ ڈالی تھی۔ نہیں زیان نہیں تمھیں خدا کا واسطہ ہے۔ میرال چیختے ہوئے التجا کر رہی تھی۔ اس سے پہلے زیان کا غلیظ وجود میرال کو چھوتا۔ شامیر لاک پر فائر کرتا اندر داخل ہوا تھا۔ زیان ہڑبڑاتا ہوا میرال پر سے اُٹھا۔ شامیر تم! زیان کانپتی ہوئی آواز میں بولا۔

بدکردار

میرال شامیر کو دیکھ کر بیڈ سے اٹھتی بھاگتی ہوئی شامیر تک پہنچی تھی۔شامیر نے اسے اپنی بانہوں میں بھرا تھا اور اپنی چادر اُتار کر اس کے گرد اچھی طرح لپیٹی تھی۔میرال کانپتی شامیر کی بانہوں کے حصار میں کھڑی تھی۔

شامیر یہ خود میرے پاس آئی ہے۔اُس دن میں نے تمھیں بتایا تھا نہ کہ مجھے کوئی لڑکی فون کر رہی ہے تم نے خود دیکھا تھا وہ نمبر۔اِس نے مجھے خود فون کر کے کہا کہ یہ میرے ساتھ تعلقات بنانا چاہتی ہے۔یہ خود آئی ہے میرے پاس۔آئی سویر۔۔۔شامیر میں بالکل سچ کہہ رہا ہوں۔میرا یقین کرو۔زیان گھبراتے ہوئے اونچی آواز میں شامیر کو یقین دلا رہا تھا۔

شامیر یہ جھوٹ کہہ رہا ہے۔میں نے نہیں۔میرال نے روتے ہوئے وضاحت پیش کی۔میری جان تمہیں کچھ بھی کہنے کی ضرورت نہیں۔۔شامیر نے میرال کے ماتھے پر اپنے لب رکھے تم ریلیکس رہو۔۔

اس سے پہلے شامیر آگے بڑھتا زیان نے پاس ہی سائیڈ ٹیبل سے پسٹل اٹھا کر شامیر پر فائر کر دیا تھا۔گولی کے شامیر بازو کو چھو کر گزری تھی۔

رُک جاؤ شامیر وہیں پر،،، سوچا تھا تُو میرال کو طلاق دے دے گا۔تو اسے اپنا لوں گا۔۔لیکن میرا اتنا کچھ کرنے کے باوجود تو نے اسے طلاق نہیں دی۔۔اب تجھے مار کر ہی میرال کو اپناؤں گا۔۔ویسے بھی تو میرال کے لائق نہیں ہے۔تجھے جلد ہی بھول جائے

گی۔یاد کرنے کے لائق تو نے کچھ چھوڑا ہی نہیں۔۔زیان ہنسا تھا۔۔زیان فائر کرنے ہی لگا تھا۔شامیر نے پہلے ہی فائر زیان پر کر دیا تھا۔گولی زیان کے پیٹ پہ لگی تھی۔

شامیر سرخ آنکھوں کے ساتھ آگے بڑھتا زیان کو گریبان سے پکڑ کر گھسیٹا تھا اور اس کے چہرے پر مکوں کی بوچھاڑ کر دی۔

ہمت کیسے ہوئی تیری؟میری میرال میری بیوی پر نظر رکھنے کی۔شامیر چیخا تھا۔

شامیر نے زیان کو پیچھے کالر سے پکڑے ہوئے اس کا ماتھا زور سے دیوار پر دے مارا تھا۔

خون کا فوارہ زیان کے سر سے پھوٹا تھا۔

میرال کی چیخ نکلی تھی۔میرال تھر تھر کانپ رہی تھی۔

شامیر پاگلوں کی طرح اس کا سر دیوار پر ٹکرا رہا تھا۔

تم نے میری عزت پر نظر رکھی۔اسے بلیک میل کیا اور اب اسے اغوا کیا۔۔کیا سمجھا تھا ہاں۔۔۔کہ تم یہ سب کچھ کرو گے اور مجھے پتہ نہیں چلے گا۔

شامیر پاگل ہو رہا تھا۔شامیر نے اتنی بار زیان کا سر دیوار پر مارا تھا کہ وہ ساکت ہو چکا تھا۔

مگر شامیر جنونی ہو رہا تھا اسے چھوڑنے کے لیے تیار نہ تھا۔

میرال یہ دیکھ کر بے ہوش ہو چکی تھی۔شامیر میرال کو زمین پر گرتا دیکھ کر زیان کو چھوڑتا میرال کی طرف بڑھا۔

میرال میری جان اُٹھو۔شامیر اُسے گود میں لیے اُس کے گال کو تھپتھپاتا ہوا پکارنے لگا۔

شامیر میرال کو بانہوں میں اُٹھائے دروازے کی طرف بڑھا تھا پر واپس مڑے اس نے زیان کے سینے پر تین چار فائر کیے تھے۔میرال کو اچھی طرح کور کیے وہ باہر آیا۔شامیر کے گارڈز بھی شامیر کے پیچھے آئے تھے۔شامیر نے میرال کو گاڑی کی پچھلی سیٹ پر احتیاط سے ڈالا تھا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ڈرائیو کرنے لگا۔شامیر نے ڈرائیو کرتے ہوئے اپنے دوست کمشنر کو کال کی تھی شامیر نے پہلے ہی اسے ساری سیچویشن بتا دی تھی اور اب اسے سب سنبھالنے کو کہا تھا۔زیان کا آگے پیچھے تو کوئی تھا نہیں اس لیے اتنا مسئلہ نہیں ہونا تھا۔باقی کام پولیس نے سنبھال لینا تھا۔زیان کی موت ایک ایکسیڈینٹ ثابت کرنے کو کہا تھا۔ہاں ایک آخری بات زیان کو کفن نصیب نہیں ہونا چاہیے۔شامیر نے نفرت سے کہتے ہوئے فون بند کر دیا تھا۔

شامیر نے طلحہ کو فون پر بتا دیا تھا کہ میرال بالکل ٹھیک اور سیف ہے۔شامیر نے یہ بتا کر فون بند کر دیا تھا بلکہ آف کر دیا تھا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ کوئی اُنھیں ڈسٹرب کرے۔وہ اپنی میرال کو اپنے گھر لے جا رہا تھا۔

بدکردار

شامیر میرال کو احتیاط سے گاڑی سے نکالتے ہوئے اندر کی طرف لایا تھا اور احتیاط سے اسے اوپر اپنے کمرے میں لایا اور پیار سے اسے بیڈ پر لٹایا۔

احتیاط سے اپنی شال اس کے وجود سے الگ کی۔ شامیر کی نظر اس کی پھٹی ہوئی آستین پر پڑی تو ایک دفعہ پھر شامیر کی آنکھیں لہو رنگ ہوئیں۔ اس حلیے میں زیان نے اسے دیکھا تھا۔ میرال اس وقت گلابی ڈریس میں اس کے سامنے موجود تھی۔

یہ لباس شامیر کو زہر لگ رہا تھا۔ شامیر اُٹھ کر ڈریسنگ روم میں گیا اور وہاں سے اپنا کرتا اور ٹراوزر نکال کر لایا اور بڑی احتیاط سے اس کا ڈریس چینج کیا تھا۔ میرال اب شامیر کے وائٹ کُرتے اور ٹراوزر میں تھی۔

شامیر کافی دیر تک اس کے خوبصورت چہرے پر نظریں جمائے بیٹھا رہا۔

رخ زندگی نے موڑ لیا کیسا،، ہم نے سوچا نہیں تھا کبھی ایسا

آتا نہیں یقین کیا سے کیا ہو گیا،، کس طرح میں تم سے بے وفا ہو گیا

انصاف کر دو مجھے معاف کر دو،، اتنا ہی کر دو کرم

دل دے دیا ہے جان تمہیں دیں گے

دغا نہیں کریں گے صنم

رب دی قسم یارا رب دی قسم

کیسے نشے میں تھا یہ دل ہمارا،، مول سمجھا نہیں کیوں یہ تمہارا

سر کو جھکا کے آیا میں تیرے سامنے جو بھی ہوئی وہ ساری غلطیاں مان لی

مجھ کو جہاں سے اے خدا اٹھا لے،، یار کی جو سانسیں پڑی کم

دل دے دیا ہے جان تمہیں دیں گے

دغا نہیں کریں گے صنم

رب دی قسم یارا رب دی قسم

ان آنکھوں کو ہونے نہ دیں گے نم

راہوں میں جتنی بھی کانٹیں ملیں ان پہ ہیں چلنے کو تیار ہم

دل دے دیا ہے جان تمہیں دیں گے

دغا نہیں کریں گے صنم

رب دی قسم یارا رب دی قسم

مجھے معاف کر دو میرال۔ میری جان، میری زندگی۔ میری وجہ سے آج تمھارے ساتھ یہ سب کچھ ہوا۔ کاش میں تمھاری بات سنتا۔ تم پر اعتبار کرتا تو آج یہ سب کچھ نہ ہوتا۔ میرال میں سب کچھ ٹھیک کر دوں گا۔ میں جانتا ہوں تم آج بھی مجھ سے بہت پیار کرتی ہو۔ مجھے معاف کر دو گی۔ اب میں تمھیں خود سے دور نہیں جانے دوں گا۔ شامیر نے جھک کر میرال کے ماتھے پر پیار کیا تھا۔ شامیر میرال پر جھکتا دیوانوں کی طرح اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو دیوانہ وار چومنے لگا۔ اس کے ہونٹوں کو نرمی سے چھونے

لگا۔کافی دیر تک اس کے ہونٹوں کو نرمی سے اپنے ہونٹوں کی دسترس میں لیے اپنی پیاس بجھانے لگا۔ جانے کتنی دن کی تشنگی تھی جو ختم نہیں ہو رہی تھی۔شامیر اس پر سے اُٹھتاڈریسنگ روم میں گیا تھااور اپنے بازو کے زخم کو اچھی طرح صاف کر کے بینڈیج کی۔اپنے کپڑے چینج کیے۔۔میرال کے پاس آکر لیٹ کر اپنے اور اس پر کمبل ڈال کر شامیر نے نرمی سے اس کی کمر پر اپنا حصار باندھ کر سونے لگا۔کچھ ہی دیر بعد شامیر گہری نیند سو چکا تھا۔

میرال کی آنکھ کھلی تو کچھ دیر تک میرال کا ذہن کچھ بھی کام نہیں کر رہا تھا۔میرال نے کمرے میں چاروں طرف نظر دوڑائی۔کمرے میں لائٹ سی مدھم روشنی آن تھی۔یہ کمرہ تو۔۔۔میرال حیرانگی سے اُٹھ کر بیٹھی۔۔میرال نے اپنے پاس دیکھا شامیر اس کے پہلو میں سو رہا تھا۔میرال کو سب کچھ یاد آیا تھا۔۔

میرال بدحواسی کے عالم میں بیڈ سے اُٹھی تھی۔اور دروازے کی طرف بڑھنے لگی۔اس سے پہلے وہ دروازے کی طرف بڑھتی شامیر کی آواز پر وہیں رکی۔کہاں جا رہی ہو میرال؟

میرال شامیر کی آواز پر رُکی ضرور تھی مگر پلٹ کر شامیر کی طرف نہیں دیکھا تھا۔

بدکردار

شامیر خود سے کمبل ہٹاتا میرال کے پاس آیا۔ کہاں جارہی ہو میری جان۔ شامیر میرال کے گال کو پیار سے چھوتا ہوا بولا۔

اپنے گھر جارہی ہوں۔ میرال شامیر کا ہاتھ نفرت سے جھٹکتے ہوئے بولی۔

شامیر نے میرال کے ہاتھ جھٹکنے پر گہری سانس لی تھی۔ لیکن میری جان تمھارا گھر تو یہ ہے،،،، ہوں،،۔۔

شامیر نے میرال کے ہاتھ پکڑ کر لبوں سے لگائے۔

شامیر یہ سب کچھ کر کے آپ کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارے درمیان سب کچھ ٹھیک ہے۔ ویسے بھی آپ کو تو مجھے سزا دینی چاہیے بہت ہولناک۔۔۔ زیان سے بھی بد تر سزا دینی چاہیے۔ آخر کار میں زیان کے ساتھ ایک کمرے میں موجود تھی۔ میرال زہر خند لہجے میں بولی تھی۔

میرال دیکھو جو ہو گیا سو ہو گیا۔ آئندہ میں تمھارے منہ سے اس شیطان کا نام نہ سُنوں اور نہ ہی اس طرح کی کوئی فضول بات۔

میرال کی بات پر شامیر کی آنکھیں پل میں سرخ ہوئیں تھیں۔ میرال تمھاری طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی۔ تمھیں آرام کی ضرورت ہے میری جان،، ہم صبح بات کریں گے۔ چلو میرے ساتھ شامیر نے میرال کا ہاتھ پکڑا تھا۔

بدکردار

میرال نے ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑایا تھا خبردار آپ نے مجھے چھوا تو۔ میرال غصے سے بہت بلند آواز میں چیخی۔

میرال بیہیویور سیلف۔ یہ کس طرح بات کر رہی ہو؟ شوہر ہوں تمھارا۔ شامیر ضبط کرتا ہوا بولا تھا۔ میرال کی آواز بہت اُونچی اور آنداز کافی جارحانا تھا۔

میرال استہزائیہ ہنسی تھی۔ شامیر مجھے سمجھ نہیں آرہا۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ آپ تو ایسے ناٹک کر رہے ہیں جیسے ہمارے درمیان کچھ ہوا ہی نہیں۔ آج میرے ساتھ جو کچھ ہوا۔ اس کے ذمہ دار آپ ہیں۔ سُنا آپ نے۔۔۔ آپ کی وجہ سے زیان نے مجھے اغوا کروایا۔ آپ کی وجہ سے کتنے مہینوں میں ذہنی دباؤ میں رہی۔۔

آپ نے میرے ساتھ جانوروں سے بھی بدتر سلوک کیا۔۔ اب مجھے یہ بتا رہے ہیں کہ آپ میرے شوہر ہیں۔ جب آپ نے میرے ساتھ وہ سب کچھ کیا تھا تب آپ کو خیال نہیں آیا تھا کہ میں آپ کی بیوی ہوں۔ کیا خدا نے عزت کا حقدار صرف شوہر کی ذات کو ٹھہرایا ہے۔ کیا بیوی عزت کے لائق نہیں ہوتی۔ میرال نفرت سے پھنکاری۔

میرال میں جانتا ہوں میں نے تمھارے ساتھ بہت غلط کیا۔ مجھے غلط فہمی ہو گئی تھی مجھے معاف کر دو پلیز۔۔۔ شامیر میرال کا ہاتھ پکڑے بولا تھا۔

میرال نے ایک جھٹکے سے شامیر کا ہاتھ چھڑوایا تھا۔

یوناؤواٹ،،شامیر،،،مجھے آپ سے آج نفرت محسوس ہو رہی ہے۔میرے دل میں آپ کے لیے کوئی جزبہ نہیں ہے۔آئی ایم سوری۔۔۔معاف کرنے کا حوصلہ تو بالکل بھی نہیں۔میرال یہ کہتے ہوئے ایک ہی جست میں آگے بڑھ کر دروازہ کھولتی باہر نکل گئی تھی۔

شامیر میرال کے پیچھے گیا تھا۔میرال تیز تیز سڑھیاں اتر رہی تھی۔

میرال میری بات سُنو کہاں جا رہی ہو۔؟شامیر میرال کے پیچھے تیز تیز سیڑھیاں اترتا ہوا بولا۔

میں اپنے گھر جا رہی ہوں۔میں اس گھر میں اب اور نہیں رُک سکتی۔

میرال تمھارا دماغ خراب ہو چکا ہے۔تم یہاں سے کہیں نہیں جاؤ گی سمجھی تم۔

شامیر نے سیڑھیاں اترتے ہوئے میرال کا ہاتھ پکڑا تھا۔

میں جاؤں گی اگر آپ نے مجھے روکنے کی کوشش کی یا میرے ساتھ زبردستی کی تو میں خود کی جان لے لوں گی۔میرال چیخی تھی۔میرال سیڑھیاں اترتے ہوئے بھاگ کر کچن میں گئی تھی۔

شامیر بھی بھاگتا ہوا میرال کے پیچھے گیا تھا۔میرال نے کچن سے چھری اُٹھائی اور اسے اپنے گلے پر رکھا۔

میرال کیا کر رہی ہو؟ یہ کیا بچپنا ہے؟ہٹاؤ اسے۔شامیر کی آواز میں کپکپاہٹ تھی۔

Zubinovelszone.com

مجھے ابھی اسی وقت اپنے گھر جانا ہے اگر آپ نے مجھے روکنے کی کوشش کی تو میں قسم کھاتی ہوں میں اپنا گلہ کاٹ دوں گی۔ میرال اس وقت اپنے حواس میں نہیں لگ رہی تھی۔ اس نے بہت بُرے طریقے سے اپنی گردن پر چھری رکھی تھی۔ میرال دیکھو میری جان یہ مت کرو۔ ایک دفعہ تحمل سے ہم بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔ صرف ایک بار میری بات سُن لو۔

شامیر کی بات پر میرال ہنسنے لگی تھی۔ جب میں آپ سے یہ کہتی تھی کہ ایک دفعہ تحمل سے میری بات سن لیں تو کیا آپ نے سُنی تھی۔ بولیں جواب دیں۔ میرال چیخی تھی۔ میرال مجھ سے غلطی ہو گئی میری جان۔۔۔ میں بہت پچھتا رہا ہوں۔ پلیز یہ چھری ہٹاؤ خود سے،، شامیر تڑپ کر آگے بڑھتا ہوا بولا۔

رُک جائیں وہیں شامیر دُرانی،، آپ نے ایک قدم بھی اور بڑھایا تو میں اپنا گلہ کاٹ دوں گی۔ اور اس کے ذمہ دار آپ ہوں گے۔ میرال نے اپنی گردن پر چھری کی نوک کا دباؤ بڑھایا تھا۔ جس کی وجہ سے میرال کی گردن سے خون کی ہلکی سی بوند نمودار ہوئی تھی۔

شامیر کا تو سانس رُک گیا تھا۔ میرال پلیز اسے ہٹاؤ جیسے تم کہو گی ویسے ہی ہو گا۔ تمھیں گھر جانا ہے میں چھوڑ کر آتا ہوں۔ شامیر بے بسی سے کانپتے لہجے میں بولا تھا۔

تم رکو،، میں تمھاری شال لاتا ہوں۔اس وقت میرال شامیر کے کرتے اور ٹراوزر میں کھلے بالوں کے ساتھ کھڑی تھی۔شامیر اوپر سے میرال کے لیے اپنی گرم شال لایا تھا اور اسے اوڑھنے کو دی تھی۔

جسے میرال نے سپاٹ چہرے کے ساتھ اوڑھی تھی۔شامیر میرال کو لیے باہر گاڑی کی طرف بڑھا۔شامیر نے ڈرائیو کرتے ہوئے میرال کی طرف دیکھا جو شال کندھے پہ ڈالے سپاٹ چہرے کے ساتھ بیٹھی تھی۔شامیر نے گہری سانس لی تھی۔چیزیں شامیر کے ہاتھ سے نکل رہی تھیں۔شاید جنھیں وہ وہ بہت آسان سمجھ رہا تھا۔میرال کا یہ ضدی روپ پہلی دفعہ دیکھا تھا۔

شامیر نے میرال کو اس کے گھر ڈراپ کیا تھا۔

میرال خاموشی سے گاڑی سے اترتی بنا شامیر کی طرف دیکھے آگے بڑھ گئی اور اپنی گیٹ بیل بجائی۔

طلحہ کے گیٹ کھولنے پر وہ خاموشی سے اندر چلی گئی۔

میرال کو یوں خود سے دور جاتا دیکھ کر شامیر کا دل کٹ رہا تھا۔

شامیر گہری سانس فضا میں چھوڑتا شکست خوردہ احساس کے ساتھ اور اپنا تھکا تھکا وجود لیے گاڑی سٹارٹ کی تھی۔

بدکردار

آج پورے دو دن ہو گئے تھے میر ال کو گئے ہوئے،،شامیر کو ایک پل بھی چین نہیں تھا۔ایک پل بھی سکون میسر نہیں تھا۔شامیر کافی دفعہ میر ال کا نمبر ٹرائی کر چکا تھا۔مگر میر ال کا نمبر آف تھا۔دو دن سے شامیر ایک پل کے لیے نہیں سویا تھا۔شامیر نے یہ دو راتیں سگریٹ پیتے ہوئے کمرے میں ٹہلتے ہوئے گزاری تھیں۔میر ال کا چہرہ ایک پل کے لیے بھی شامیر کی نظروں کے سامنے سے اوجھل نہیں ہوا تھا۔

شامیر آفس جانے کے لیے بے دلی سے تیار ہوا تھا۔دل انتہائی بوجھل ہو رہا تھا کسی بھی چیز میں شامیر کا دل نہیں لگ رہا تھا۔شامیر کا سکھ چین تو میر ال اپنے ساتھ لے جا چکی تھی۔

شامیر تیار ہو کر نیچے آیا تو بنا ناشتہ کیے آفس کے لیے روانہ ہو گیا۔

مگر آدھے راستے میں شامیر نے اپنی گاڑی کا رُخ اُس راستے پر موڑا جہاں اس کا چین، اس کا سُکھ، اس کا قرار، اس کا سب کچھ تھا۔

شامیر طلحہ کے سامنے والے صوفے پر بیٹھا تھا۔ڈرائینگ روم میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔کیا بات ہے شامیر؟تم یہاں پر کیا کر رہے ہو؟شامیر دُرانی کا ٹائم تو بہت قیمتی ہے۔وہ ٹکے ٹکے کے لوگوں کے لیے اپنا وقت ضائع نہیں کرتا۔

طلحہ کی سنجیدہ آواز ڈرائنگ روم میں گونجی تھی۔

شامیر دُرانی نظریں جھکائے شرمندہ سا طلحہ کے سامنے بیٹھا تھا۔

Zubiurduszone.com

طلحہ مجھے لگتا ہے۔ ہمیں پچھلی باتوں کو بھول کر آگے بڑھنا چاہیے۔ میں میرال کو لینے آیا ہوں۔ شامیر اپنے ازلی اعتماد سے طلحہ سے مخاطب تھا۔

شامیر کی بات پر طلحہ کے سنجیدہ چہرے پر تلخ مسکراہٹ دوڑ گئی۔

شامیر مجھے تم بتاؤ میں کیسے بھول جاؤں کہ تم نے میری بہن کے ساتھ جو کیا۔

تم نے میری بہن پر جانوروں کی طرح تشدد کیا۔ دن رات اس کے کردار پر انگلی اٹھائی۔ جس بہن سے میں نے کبھی اونچی آواز میں بات نہیں کی۔ جسے کبھی پھولوں کی چھڑی سے نہیں چھوا۔ تم اس کے ساتھ اپنے گھر میں یہ سلوک کرتے رہے۔

اس لیے تو اس کی شادی تم سے نہیں کروائی تھی۔

میں نے اپنی بہن کا نکاح کیا تھا۔ اسے بیچا نہیں تھا کہ تم اسے لاوارثوں کی طرح ٹریٹ کرو۔

بے شک تم حیثیت میں ہم سے بہت اونچے ہو۔ مگر یہ رشتہ تمھاری ایما پر ہوا تھا۔ طلحہ ایک ایک لفظ چبا کر بولا تھا۔

طلحہ میں مانتا ہوں مجھ سے بہت غلطیاں ہوئیں ہیں۔ میں تمھیں یقین دلاتا ہوں آئندہ ایسا کچھ نہیں ہو گا۔ میرال کو میرے گھر میں کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔ شامیر صوفے پر سیدھا ہوتا طلحہ کو یقین دلاتا ہوا بولا۔

میرال جو کہ اپنے کمرے سے نکلتے ہوئے کچن میں جانے لگی تھی۔ڈرائینگ روم میں بیٹھے شامیر دُرانی کو دیکھ لیا تھا۔غصے کی شدید لہر اس کے وجود میں دوڑی تھی میرال تنتناتی ہوئی ڈرائنگ روم کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تھی۔

یہ یہاں پر کیا کر رہے ہیں بھائی؟ میرال اندر داخل ہوتے طلحہ سے سوال کرنے لگی۔

شامیر نے نظریں اٹھا کر میرال کو دیکھا جو یلو کلر کے سوٹ میں بنا دوپٹے کے اس کے سامنے کھڑی تھی۔بالوں کو کیچر میں مقید کیا ہوا تھا۔میرال اس سادہ سے حلیے میں بھی بے انتہا خوبصورت لگ رہی تھی۔شامیر کا دل زوروں سے دھڑکا تھا اسے دیکھ کر۔

شامیر میرال کو دیکھ کر صوفے سے کھڑا ہوا تھا۔میرال میں تمھیں لینے آیا ہوں۔اپنے گھر چلو۔۔۔۔

کیا کہا آپ نے؟ میرال شامیر کی بات پر استہزائیہ ہنسی تھی۔

گھر کونسا گھر،جہاں سے آپ نے مجھے دو دفعہ نکالا ہے۔جہاں آپ نے مجھے ہر پل احساس دلایا ہے کہ وہ میرا گھر نہیں ہے۔آپ ہی نے کہا تھا نہ کہ میرا گھر یہ ہے تو میں اپنے ہی گھر تو ہوں۔میرال غصے سے چیخی تھی۔

میرال میری بات سنو پلیز۔۔

میں شرمندہ ہوں اس کے لیے جو میں نے کیا۔ایک دفعہ میری بات سنو۔شامیر میرال کی طرف بڑھا تھا۔

zubiinovelsera.com
Qissa Asif Novels

میرال دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔

شامیر دُرانی شرمندہ ہو رہا ہے۔سنا بھائی آپ نے۔شامیر دُرانی بھی شرمندہ ہوتا ہے۔

میرال قہقہہ لگا کر ہنسی تھی۔

شامیر نے لب بھینچ کر میرال کو دیکھا تھا۔بلکہ میرال کا یہ لب ولہجہ برداشت کیا تھا۔

شامیر نے لمبا گہرا سانس لیا تھا اور میرال کی طرف بڑھا۔میرال مجھے لگتا ہے ہمیں روم میں چل کر بات کرنی چاہیے۔ تمھیں جو بھی مجھے کہنا ہے۔وہ اکیلے میں کہو۔اکیلے میں چلوں آپ کے ساتھ۔میرال نے ابرو اچکاتے پوچھا۔تاکہ آپ منانے کے بہانے اپنی حوس پوری کر سکیں۔جو اس دن غیرت کے نام پر مجھ سے حوس پوری کی تھی۔

میرال۔۔۔۔سوچ سمجھ کر بات کرو۔شامیر میرال کی بات پر سرخ چہرے کے ساتھ چلایا تھا۔

کیا ہوا بُرا لگ رہا ہے بہت غیرت آرہی ہے کہ میں اپنے بھائی کے سامنے یہ سب کہہ رہی ہوں۔

آپ کی حیوانیت کے نشان میرے بھائی بلکہ پوری فیملی نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔پورے راستے ٹیکسی والے سے میں خود کو چھپاتی آئی تھی میرال کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تھے۔

شامیر نے اضطرابی کیفیت میں اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔

جس رات آپ نے آدھی رات کو نکالا تھا آپ نے ایک پل کے لیے نہیں سوچا کہ میرے ساتھ کچھ غلط ہو گیا تو اس وقت آپ کی غیرت، پوزیسیو نیس کہاں گئی تھی۔

بولیں شامیر،،، میرال نے چیختے ہوئے سوال کیا۔

شامیر کے پاس ان سوالوں کا کوئی جواب نہیں تھا۔ سوائے شرمندگی کے۔

میرال تم بالکل ٹھیک کہہ رہی ہو۔ اس مسئلے کا حل بیٹھ کر بھی نکالا جا سکتا ہے۔ تمھیں جو بھی شکایت ہے مجھ سے،، اپنے گھر چلو،، وہاں چل کر بات کرتے ہیں۔

نہیں اب کوئی بات نہیں ہو گی۔ اب فیصلہ ہو گا۔ میرال سپاٹ لہجے میں بولی۔

فیصلہ کیسا فیصلہ؟ شامیر نے سنجیدگی سے میرال سے دریافت کیا تھا۔

فیصلے کی بات پر شامیر کے ماتھے پر بل گہرے ہوئے تھے اور لب بھینچے میرال کی طرف سخت نظروں سے دیکھا تھا۔

مجھے آپ سے طلاق چاہیے۔ میرال کی بات پر شامیر تڑپ کر آگے بڑھا تھا۔ میرال تم ہوش میں تو ہو یہ کیا کہہ رہی ہو۔ شامیر نے میرال کے بازو کو اپنی سخت گرفت میں لیا تھا۔ اور سرخ نظروں سے میرال کو دیکھا۔

ہاں میں بالکل ہوش میں ہوں اور وہی کہہ رہی ہوں جو آپ نے سنا۔ میرال نے جھٹکے سے اپنا بازو چھڑوایا تھا۔ اور طلحہ کی طرف مڑی۔ بھائی انھیں کہہ دیں کہ یہ آئندہ یہاں

بدکردار

پر نہ آئیں۔ مجھے نہ ان سے بات کرنی ہے اور نہ ہی آئیندہ زندگی میں ان کا چہرہ دیکھنا ہے۔ میرال یہ کہہ کر اندر چلی گئی۔ شامیر لب بھینچتا میرال کی پشت کو دیکھتا رہ گیا تھا۔

شامیر آفس میں بیٹھا تھا کہ اس کا فون مسلسل بج رہا تھا۔ آفس کا دروازہ بھی کافی دفعہ ناک ہو چکا تھا۔ مگر شامیر دُرانی اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھام کر بیٹھا ہوا تھا۔ مسلسل بجتے فون پر شامیر نے چیئر کے ساتھ ٹیک لگا کر سپیکر آن کیا تھا۔

سر تمام بورڈ آف ڈائریکٹر کے ممبران میٹنگ روم میں پچھلے ایک گھنٹے سے آپ کا ویٹ کر رہے ہیں۔ سپیکر پر شامیر کی سیکرٹری کی آواز گونجی تھی۔

شامیر نے اپنا ماتھا سہلایا تھا اس کے دماغ سے ہی نکل گیا تھا کہ آج میٹنگ ہے۔

ٹھیک ہے میں تھوڑی دیر تک آتا ہوں۔ شامیر نے کہتے ساتھ ہی فون بند کر دیا تھا۔ شامیر نے آنکھیں بند کر کے چیئر کے ساتھ ٹیک لگئی تھی۔

آج ایک مہینہ ہونے کو آیا تھا۔ اس ایک مہینے میں شامیر نے ہر طرح سے کوشش کی تھی میرال کو منانے کی۔ کتنی ہی دفعہ وہ گھر جا چکا تھا مگر وہ سامنے نہیں آتی تھی۔ کتنے میسجز، کتنی کالز کیں تھیں میرال کو۔ وہ اٹینڈ ہی نہیں کرتی تھی۔ شامیر نے ڈفرنٹ نمبرز سے اسے کالز اور میسجز کیے۔ مگر میرال نے کسی کال کسی میسج کا رپلائی نہیں کیا تھا۔

بدکردار

شامیر سارا سارا دن ساری ساری رات یہی سوچتا رہتا کہ ایسی کیا بات کرے کہ میرال مان جائے۔ ایسا کیا کرے کہ میرال گھر واپس آ جائے۔ شامیر نے اپنی دکھتی کنپٹیاں دباتے ہوئے میرال کو پھر سے ایک پیار بھرا لانگ میسج کیا تھا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ اسے پڑھے گی نہیں۔ مگر شامیر دل کے ہاتھوں مجبور تھا۔ جو اسے کھونے سے بے تحاشا ڈر رہا تھا۔

شامیر کتنی ہی دیر تک موبائل سکرین کو دیکھتا رہا کہ شاید وہ دشمنِ جاں اس کے میسج کو سین کرے۔ مگر ہمیشہ کی طرح شامیر کو مایوسی ہوئی تھی۔ شامیر گہرا سانس بھرتا میٹنگ روم کی طرف چل پڑا تھا۔

میرال کے سر میں شدید درد ہو رہا تھا رات ٹھیک طرح سے نیند نہیں آئی تھی صبح کے نو بج رہے تھے میرال کو چائے کی شدید طلب ہو رہی تھی۔

میرال ڈائننگ ایریا کی طرف آئی تھی جہاں طلحہ بیٹھا ناشتہ کر رہا تھا۔ رافعہ نے میرال کو دیکھ کر منہ بنایا تھا۔

طلحہ میرل کو دیکھ کر چیئر سے اٹھتا اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے گلے سے لگایا تھا۔ اٹھ گئی میری شہزادی۔ طلحہ نے پیار سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

بدکردار

ہاں بھائی رات کو نیند نہیں آئی تو سر میں درد ہو رہا تھا۔چائے کی طلب ہو رہی ہے۔میرال کے کہنے پر طلحہ نے اپنا چائے کا کپ میرال کی طرف بڑھایا تھا اور رافعہ کو اپنے لیے چائے لانے کو کہا۔

رافعہ طلحہ کی چائے لا کر اس کے سامنے رکھتے ہوئے ساتھ ہی کرسی پر بیٹھ چکی تھی۔

طلحہ نے میرال کو ایک نظر دیکھا جو اداس سی لگ رہی تھی۔طلحہ کے دل کو کچھ ہوا تھا اس کے چہرے کی اداسی کو دیکھ کر۔

میرال مجھے لگتا ہے تمھیں ایک دفعہ پھر سے سوچنا چاہیے۔تمھیں شامیر کو پھر سے موقع دینا چاہیے۔طلحہ نے گفتگو کا آغاز کیا تھا۔وہ کتنے دنوں سے میرال سے اس ٹاپک پر بات کرنا چاہتا تھا۔

بھائی اب سوچنے اور سمجھنے کا وقت گزر گیا ہے میں اسے ایک موقع نہیں دے سکتی اس نے میری برداشت کو میری کمزوری سمجھ لیا تھا۔ویسے بھی میں اسے خلع کا نوٹس بھیج چکی ہوں اگر وہ سیدھے سیدھے سائن کرتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ میں اسے عدالت میں گھسیٹوں گی۔

میرال چائے کا سِپ لیتے ہوئے سپاٹ لہجے میں بولی۔

میرال تمھارادماغ خراب ہو چکا ہے۔شامیر کو عدالت میں گھسیٹو گی۔ جانتی ہو وہ شامیر دُرانی ہے ہم لوگ اس کے سامنے کوئی اہمیت نہیں رکھتے اس کی پاور کو جانتی ہو تم اچھی طرح۔

رافعہ ایک ایک لفظ چباتے ہوئے تنفر سے گویا ہوئی۔

میرال تمھیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ طلحہ سنجیدگی سے بولا۔

بھائی آپ بھی مجھ سے یہی کہہ رہے ہیں۔ اگر زیان اور شائل کی سچائی سامنے نہ آتی تو کیا شامیر دُرانی مجھے معاف کرتا۔ نہیں ناں۔۔۔ بلکہ وہ مجھے سزا دیتا جو کہ اس نے مجھے دی۔ میرال طلحہ کی بات پر صدمے کی کیفیت میں بولی تھی۔

اتنے میں باہر گیٹ پر گھنٹی بجی تھی۔ طلحہ اٹھ کر باہر گیا تو واپسی پر طلحہ کے ہاتھ میں ایک انویلپ تھا۔

طلحہ نے حیران ہوتے وہ انویلپ کھولا تھا۔

طلحہ نے بے یقینی سے ان کاغزات کو دیکھا۔ خلع کے پیپرز،،، طلحہ کے منہ سے سرسراتی آواز میں نکلا تھا۔

رافعہ نے آگے بڑھ کر طلحہ کے ہاتھ سے وہ پیپرز لیے تھے۔

رافعہ کافی شاکڈ ہوئی تھی وہ پیپرز دیکھ کر۔

رافعہ نے وہ پیپرز میرال کے منہ پر مارے تھے۔لو خوش ہو جاؤ میرال۔ تمھیں مل گیا تمھاری آزادی کا پروانہ اب تم شامیر کو عدالت میں نہیں گھسیٹو گی۔اس نے تمھیں خود ہی آزاد کر دیا۔

میرال نے کانپتے ہاتھوں سے وہ کاغذات اٹھائے تھے اور بے یقینی سے ان پر شامیر کے سائن دیکھے تھے۔

طلحہ تو خاموشی سے سفید چہرہ لیے کھڑا تھا اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ شامیر نے میرال کو طلاق دے دی۔

تمھیں کیا لگا تھا کہ شامیر تمھارے سامنے یونہی سر جھکائے کھڑا رہے گا۔

ارے مرد کی انا کو کبھی نہیں للکارتے۔بہت غرور ہے تمھیں اپنی خوبصورتی پر۔وہ شامیر دُرانی ہے شامیر درانی تمھاری جیسی ہزاروں لڑکیاں اسے مل سکتی ہیں۔اس نے تمھیں اہمیت کیا دے دی۔تمھارا دماغ ساتویں آسمان تک پہنچ گیا۔

رافعہ اونچا اونچا اپنی زبان کا زہر اگل رہی تھی۔

میرال نے لڑکھڑاتے بدن کے ساتھ چیئر کا سہارا لیا تھا۔

میرال منہ پر ہاتھ رکھتی اپنی ہچکیاں روکتی بھاگ کر اپنے کمرے میں گئی تھی۔

طلحہ اپنے دل پر ہاتھ رکھے کرسی پر بیٹھا تھا۔

طلحہ کو کافی شاک لگا تھا۔شامیر دُرانی نے میرال کو طلاق دے دی۔

میں یہ کیسے کر سکتا ہوں۔ میں میرال کو کیسے طلاق دے سکتا ہوں۔ شامیر دُرانی اپنے بال پکڑ کر چلایا تھا۔

شامیر ہوش میں آؤ، سنبھالو خود کو۔ فرخندہ شامیر کی حالت دیکھ کر پریشان ہوئیں تھیں۔

شامیر اپنے آپ میں نہیں تھا۔ سرخ آنکھیں، شکن زدہ لباس، ڈھیروں سگریٹ کے ٹکڑے آس پاس بکھرے ہوئے تھے۔ شامیر دُرانی کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

شامیر نے اچانک ہی لاؤنج میں پڑی چیزیں اٹھا اٹھا کر پھینکنی شروع کر دیں۔ شامیر نے خوبصورت واز، ڈیکوریشن پیسز اٹھا کر زمین پر اتنی زور سے مارے تھے کہ ان کا کانچ دور تک بکھر گیا تھا۔

شامیر نے اپنے دونوں ہاتھ شیشے کی ٹیبل پر زور سے مارے تھے۔ شیشہ ٹوٹ کر شامیر کی کلائیاں اور ہاتھ زخمی کر گیا۔

فرخندہ تڑپ کر آگے بڑھی تھی۔ شامیر یہ کیا کر رہے ہو؟

آپا میں نے ان ہاتھوں سے سائن کیے۔ ان ہاتھوں کی وجہ سے میرال پر میرے سارے حق ختم ہو گئے۔ ان ہاتھوں کی وجہ سے میری میرال ہمیشہ کے لیے مجھ سے جدا ہو گئی۔

بدکردار

ان ہاتھوں کو سزا تو ملنی چاہیے۔شامیر نے ایک دفعہ پھرپوری شدت سے ٹیبل پر اپنے ہاتھ مارے تھے۔ ٹیبل پہلے ہی ٹوٹا ہوا تھا۔کانچ بُری طرح شامیر کے ہاتھ میں چلا گیا تھا۔شامیر۔۔۔۔۔۔۔۔فرخندہ نے آگے بڑھ کر شامیر کو پکڑا تھا مگر شامیر قابو میں نہیں آرہا تھا۔

شمیر نے نیچے سے ٹوٹا ہوا واز پکڑ کر اپنی کلائی میں پھیرا تھا۔شامیر کا خون فرش پر بکھر رہا تھا۔

شامیر اپنے بال پکڑ کر بُری طرح چلا رہا تھا۔

یہ میں نے کیا کر دیا؟

کیسے میں نے سائن کر دیے۔کیسے ؟

کیسے اپنی زندگی کو اپنے ہاتھوں سے دور کر دیا۔۔۔

کیسے کر دیا۔مجھے زندہ نہیں رہنا اب۔مجھے مر جانا چاہیے۔۔شامیر بری طرح رو رہا تھا۔۔کیسے جیوں گا میں میرال کے بغیر۔۔۔۔

ربا میرے ربا کیا ہو گیا ہے

میرا یار مجھ سے جدا ہو گیا ہے

دل اپنا دینا خطا ہو گیا ہے،،تجھے پیار کرنا سزا ہو گیا ہے۔

اس طرح سے یاد کرنے لگے ہیں

zubiinovelszone.com

بدکردار

لہو بن کر آنسو برسنے لگے ہیں

یہ جدائی بے قراری ہائے یہ مجبوریاں

ہر قدم پر ساتھ ہوں گی اب میری تنہایاں

خوشی کے لیے ہم اب ترسنے لگے ہیں

لہو بن کہ آنسو برسنے لگے ہیں۔

میرال کمرے میں آکر بُری طرح رو رہی تھی۔

شامیر نے مجھے چھوڑ دیا۔شامیر نے مجھے طلاق دے دی۔یہ کیسے ہو سکتا ہے؟شامیر دُرانی میرال کو کیسے طلاق دے سکتا ہے۔میرال نے پھر سے ان کاغزات کو دیکھا تھا یہ سائن تو شامیر دُرانی ہی کے تھے۔میرال وہ کاغذات پکڑ کر اونچا اونچا رونے لگی۔

کیسے کر سکتے ہو میرے ساتھ،،ایسا شامیر؟

کیسے،،میرال زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھی چلا رہی تھی۔

شامیر مجھے تو لگا تھا آپ کبھی مجھے نہیں چھوڑیں گے۔کبھی مجھے خود سے الگ نہیں کریں گے۔

مگر آپ نے میری ساری غلط فہمیاں دور کر دیں۔

Zubinovelszone.com

بدکردار

آپ جھوٹے نکلے۔ آپ کا ہر وعدہ جھوٹا تھا۔شامیر آپ کی طرح،،میں کبھی معاف نہیں کروں گی کبھی معاف نہیں کروں گی آپ کو۔کیسے رہوں گی میں آپ کے بغیر

شامیر۔کیسے رہے گی میرال آپ کے بغیر؟

اتنی لمبی زندگی کیسے گزرے گی آپ کے بغیر،،

میں مر جاؤں گی آپ کے بغیر۔۔۔

میرال زمین پر بیٹھی اونچا اونچا چلا رہی تھی۔

محبت سے ہم بھی اب توڑنے لگے ہیں

لہو بن کر آنسو برسنے لگے ہیں

اب زمانہ جان لے گا پیار کی دشواریاں

میری دشمن بن گئی ہیں میری ہی پرچھائیاں

جدائی کے غم بھی مجھ پر ہنسنے لگے ہیں

لہو بن کے آنسو برسنے لگے ہیں۔

دو سال بعد

وہ اپنے آفس میں بیٹھا ضروری فائلز دیکھ رہا تھا۔کچھ انٹرویوز لینے تھے اس نے سیکرٹری کی پوسٹ کے لیے۔

بدکردار

وہ آن بان شان والا بے انتہا ہینڈسم بندہ تھا بارعب پرسنیلٹی، سحر انگیز مقناطیسی سی کشش لیے آنکھیں جو نظر اٹھا کر دیکھ لیں تو مقابل کو اپنا بنا لے۔ مراد خان۔۔ خان گروپ آف انڈسٹریز کا مالک۔ مراد خان کی پرسنیلٹی کی سب سے خوبصورت بات جیسا وہ باہر سے دکھتا تھا ویسا ہی اندر سے تھا۔

مراد خان اپنے خوبصورت اور بڑے سے آفس میں بیٹھا کام کر رہا تھا۔

انٹرکام پر اس نے نیکسٹ کینڈیڈیٹ کو اندر بھیجنے کا کہا۔

مراد خان آفس چیئر سے ٹیک لگائے اپنے پن کو اپنے عنابی لبوں میں رکھا ہوا تھا۔ اور پھر جھک کر کچھ فائلز سائن کرنے لگا۔ مراد خان کی نظر اپنے آفس سے باہر پڑی تھی۔ سامنے ہی بہت بڑا گلاس لگا ہوا تھا جو باہر سے آئینہ تھا اور اندر سے خالی گلاس۔ اندر سے بیٹھا انسان باہر سب کچھ دیکھ سکتا تھا۔

واؤ۔۔۔ مراد خان کے عنابی لب سکڑے تھے۔ اور وہ اپنی چیئر چھوڑ کر کھڑا ہوا تھا۔ اب مراد خان سینے پر ہاتھ باندھے سامنے گلاس سے باہر دیکھ رہا تھا۔

جہاں گلابی کپڑوں میں ملبوس بے انتہا خوبصورت لڑکی کھڑی تھی جو مسکراتے ہوئے آئینے میں دیکھ رہی تھی۔ فل لانگ پنک خوبصورت لانگ فراک گلے میں پنک دوپٹہ لیے اپنے خوبصورت براؤن بال کھلے چھوڑ رکھے تھے۔ اس نے آئینے میں دیکھتے ہوئے اپنے بال جو اس کے خوبصورت چہرے کو چھو رہے تھے انہیں کانوں کے پیچھے کیا تھا۔

بدکردار

شدید سردی کی وجہ سے آئینے پر نمی سی تھی جو اس نے اپنے ہاتھوں سے صاف کی تھی اور پھر آئینے پر پھونک ماری تھی۔ مراد خان اندر کھڑا ایک دم سے اس کی اس حرکت پر ہنس پڑا تھا۔ مراد خان آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا گلاس وال کے پاس آیا تھا۔

اسے قریب سے دیکھنے لگا۔ اتنی خوبصورتی اس نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھی تھی اس کے خوبصورت چہرے پر سب سے اچھی بات اس کی معصومیت تھی اس کی سچائی تھی مراد خان نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا تھا۔ یہی وہ پل تھا جب مراد خان کا دل اس لڑکی کے قدموں میں بچھ چکا تھا۔ مراد خان لَو ایٹ فرسٹ سائیڈ کا شکار ہو چکا تھا۔

اس سے پہلے وہ دروازہ ناک کرتی مراد خان نے آفس کا دروازہ کھولا تھا۔

میں تمہیں چاند کہوں یہ ممکن تو ہے مگر

لوگ تمہیں رات بھر دیکھیں یہ مجھے گوارا نہیں

مراد خان نے اسے دیکھتے ہی یہ اشعار کہے تھے۔

جی۔۔۔وہ ہونقوں کی طرح منہ کھولے اپنے سامنے کھڑے اس شاندار پرسنیلٹی والے شخص کو دیکھ رہی تھی۔

مراد خان مسکراتے ہوئے اس کے کنفیوز چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

وہ میں وہ میرا نام،،، اس سے پہلے وہ کچھ بولتی مراد خان نے اسے اندر آنے کو کہا۔

بدکردار

مراد خان اپنی آفس چیئر پر بیٹھا تھا۔اسے بھی بیٹھنے کو کہا۔وہ تھینکس کرتی ہوئی بیٹھ چکی تھی۔

کیا لیں گی آپ مِس؟ مراد خان بات کرتے کرتے رکا تھا۔میرال نام ہے میرا۔وہ شائستگی سے گویا ہوئی۔۔

آپ کا نام بھی آپ کی طرح بے حد خوبصورت ہے مراد خان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

جی۔۔۔میرال اس کی تعریف پر حیران ہوئی تھی۔اور اپنی عادت کے مطابق اپنی آنکھیں بڑی کر کے دیکھا تھا۔۔

آپ اتنی حیران کیوں ہو رہی ہیں۔

میں نے تو آسان لفظوں میں آپ کی تعریف کی ہے۔آپ کی آنکھیں پہلے ہی بہت خوبصورت ہیں۔انھیں مزید خوبصورت تو نہ بنائیں۔مقابل کو ہارٹ اٹیک ہو سکتا ہے۔

مراد خان لب دانتوں میں دبائے اس کی اِس حرکت پر محفوظ ہوتا ہوا بولا تھا۔

کیا لیں گی مِس میرال آپ؟ مراد خان سر جھٹکتے ہوے انٹر کام اٹھائے پوچھنے لگا۔

لیکن سر میں تو انٹرویو دینے آئی ہوں۔میرال مراد خان کی آفر اس کی باتوں پر حیران ہو رہی تھی۔۔

کیوں جو انٹرویو دینے آتے ہیں ان سے کافی یا چائے نہیں پوچھی جا سکتی۔

مراد خان،،میرال کو گہری نظروں سے دیکھتا ہوا شرارتی لہجے میں بولا۔

نہیں میرا وہ مطلب نہیں تھا۔ میرال خفیف سا مسکرائی۔

آپ جانتی ہیں۔ آپ یہاں کس پوسٹ کے لیے آئی ہیں مراد خان میرال کی فائل پر نظریں دوڑاتے پوچھنے لگا۔

جی میں یہاں ورلڈ فینس مراد خان کی سیکرٹری کی جاب کے لیے آئی ہوں۔ میرال نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

میرے بارے میں کافی جانتی ہیں آپ۔

میراد خان نے فائل بند کرتے ہوئے چیئر سے ٹیک لگائے میرال کے خوبصورت چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

آپ کے بارے میں کون نہیں جانتا۔ آپ دنیا کے بیسٹ بزنس مین میں سے ایک ہیں۔ میرال پُر اعتماد لہجے میں بولی تھی۔

ہاں مگر بسٹ بزنس مین میں سے ایک ہوں۔ مگر سب سے بیسٹ نہیں ہوں۔ بہت کوشش کی مگر اسے شکست نہیں دے سکا۔ کیا کامیاب انسان ہے۔ کیا بزنس ٹیکنیکس یوز کرتا ہے۔ وہ واقعی میں بیسٹ ہے۔

مراد خان سیدھا ہوتا ہوا بولا تھا۔

مراد خان کی سب سے اچھی بات وہ ہر کسی کی تعریف دل سے کرتا تھا۔ وہ دوست ہو یا دشمن اس کی تعریف کرنے میں عار محسوس نہیں کرتا تھا۔

جانتی ہیں آپ۔۔۔میں کس کی بات کر رہا ہوں۔مراد خان نے میرال سے سوال کیا تھا۔

جی آپ شائد شامیر دُرانی کی بات کر رہے ہیں۔میرال نے آہستگی سے لب کاٹتے ہوئے جواب دیا تھا۔

آف کورس۔۔آپ جانتی ہوں گی آپ میرے بارے میں جانتی ہیں تو۔وہ تو پھر بیسٹ ہیں۔

مراد خان نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔

انسان دو ہی صورتوں میں پوری دنیا کو شکست دے سکتا ہے ایک جب اس کے پاس کھونے کے لیے کچھ نہ ہو یا اس کے پاس اس کا سب کچھ ہو،،یعنی اس کے پاس اس کی لیڈی لک ہو۔

اب پتہ نہیں شامیر کونسی کیٹیگری پر پورا اترتا ہے۔

مراد خان کی باتوں پر میرال کے چہرے کا رنگ بدل رہا تھا۔میرال بے چینی سے پہلو بدل رہی تھی۔پتہ نہیں یہ نام کب میرا پیچھا چھوڑے گا۔اس ایک نام سے پچھلے دو سالوں سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کر رہی ہوں مگر یہ نام میرا پیچھا نہیں چھوڑتا۔شامیر کی یادیں میرے دل کے ساتھ کسی اکٹوپس کی طرح جکڑی ہوئی ہیں۔میرال کی آنکھیں پل میں آنسوؤں سے لبریز ہوئیں تھیں۔

بدکردار

مجھے لگتا ہے میں اب اسے شکست دے سکتا ہوں پتہ نہیں میرال مجھے کیوں لگتا ہے۔

میری لیڈی لک مجھ تک خود چل کر آئی ہے۔

مراد خان گہری نظروں سے میرال کو دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

جی سر۔۔۔میرال نے مراد خان کی آخری بات پر نا سمجھی سے اسے دیکھا تھا۔

کچھ نہیں مِس میرال۔۔۔۔آپ کافی لیں مراد خان نے مسکراتے ہوئے اسے کافی پیش کی جو ابھی ابھی ملازم ان کے سامنے رکھ کر گیا تھا۔

میرال نے حیرانگی سے سامنے بیٹھے اس انسان کو دیکھا۔جو پہلی ملاقات میں اپنے ہی حریف کی تعریف کر رہا تھا۔

میرال نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔اس نے اپنے سامنے بیٹھے آدمی کی آنکھوں کو بہت غور سے دیکھا تھا۔اتنی شفاف آنکھیں اس نے آج تک کسی کی نہیں دیکھی تھیں۔

اس کی آنکھیں اس کے اندر باہر کی ترجمانی کرتی تھیں۔

میرال اپنے خیالات جھٹکتے ہوئے کافی پینے لگی۔

رب نہ کرے یہ زندگی کسی کو دغا دے

کسی کو رلائے نہ یہ دل کی لگی

مولا سب کو دعا دے

بدکردار

تیرے پہلو میں جو راتیں گزاریں

شبِ مہتاب میں نظریں اتاریں

ہم بھی رُکے ہیں اُس موڑ پر

کوئی ہم کو صدا دے

اپنے آفس میں گلاس ڈور سے وہ باہر نظریں جمائے جانے کن خیالوں میں کھویا تھا۔

سگریٹ ہاتھوں میں دبایا ہوا تھا جو اس کی انگلیوں کو جلا رہا تھ۔ امگر اسے احساس نہیں ہو رہا تھا۔

آنکھیں بے انتہا سرخ تھیں اس کی آنکھوں کا رنگ ہی اب شائد یہی تھا۔

رات کا اندھیرا اچھیل رہا تھا۔ موسم میں بے حد خنکی تھی۔ حیرت ہے وہ ایک جینز اور شرٹ میں ملبوس تھا۔ کسی بھی چیز کا احساس ہونے کے لیے انسان کا زندہ رہنا ضروری ہے۔ مگر وہ تو شاید کب سے مر چکا تھا۔ جسم باقی تھا۔ مگر سانسیں نہ تھیں۔ دل تھا مگر دھڑکن نہ تھی۔

وہ نا جانے کتنی دیر ایسے ہی خیالوں میں کھویا رہتا، اپنے سود و زیاں کا حساب کرتا رہتا۔

فون کی بیل اسے ماضی سے کھینچ کر لائی تھی۔

اس نے نمبر دیکھ کر نہ چاہتے ہوئے بھی وہ فون اٹھایا۔

بدکردار

کیسے ہو شامیر؟ سپیکر پر آواز گونجی تھی۔

کیسا ہو سکتا ہوں میں آپا؟ شامیر کی آواز میں درد محسوس کر کے فرخندہ نے اپنے آنسوؤں پر قابو پایا تھا۔

شامیر اس ویک اینڈ گھر آ جاؤ آج دو سال ہو گئے ہیں تم نے اپنے گھر میں قدم نہیں رکھا۔ فرخندہ التجائیہ لہجے میں بولی۔

آپا پلیز مجھے مجبور مت کریں۔ میں وہاں نہیں آ سکتا۔ شامیر نے صاف انکار کیا تھا۔

شامیر اس گھر میں بہت سی اچھی یادیں ہیں ہماری۔ فرخندہ سسک پڑی تھی۔

اس گھر میں اچھی یادیں ہیں تو اس گھر میں بُری یادیں بھی ہیں۔ اس گھر میں کسی کی سسکیاں بھی ہیں۔ کسی کی حیوانیت اور درندگی بھی ہے۔ شامیر نے اپنی آفس چیئر پر اپنا ہاتھ بہت زور سے مارا تھا۔ بہت کچھ یاد آیا تھا۔

شامیر نے فون آف کر کے بہت زور سے ٹیبل پر پٹخا تھا۔ اپنی بیئرڈ پر ہاتھ پھیرتے بے چینی سے اِدھر اُدھر ٹہلنے لگا۔

چین نہ آیا تو سگریٹ پھر سے سلگا کر منہ کو لگایا تھا۔ اور آفس چیئر پر بیٹھتا آنکھوں کو بند کیا تھا مگر وہ پری چہرہ آنکھوں کے پردوں پر لہرایا تھا۔ شامیر نے بے چینی سے اپنی آنکھیں کھولی تھیں۔

دروازہ ناک کر کے اندر داخل ہوئے انسان نے شامیر کو دیکھ کر افسوس سے سر ہلایا تھا۔

Zubinovelsone.com
NOOR ASIF NOVELS

شامیر کتنے سگریٹ پیے گا تو؟ کبھی تو اسے بخش دیا کر۔ماہر نے شامیر کو لتاڑا تھا۔

آج بھی اس اُمید میں سگریٹ پیتا ہوں
کبھی تو جلے گی سینے میں اٹکی تصویر اس کی۔

شامیر نے اپنی انگلیوں کے پوروں سے سگریٹ کو بجھاتے ہوئے ماہر کو نظریں اٹھائے دیکھا تھا۔

کیا کام ہے وہ بتاؤ؟ اگر لیکچر دینا ہے تو تم جا سکتے ہو۔

شامیر چیئر سے اٹھتا دوبارہ سے گلاس وال کے سامنے جا کھڑا ہوا تھا۔دونوں ہاتھ پینٹ کی پاکٹ میں ڈال رکھے تھے۔

شامیر میں تو اس لیے کہہ رہا تھا مجھے تمھاری فکر ہو رہی ہے۔میں تمھیں اپنے بھائی کی جگہ دیتا ہوں۔ماہر کے انداز میں شامیر کے لیے بے حد فکر تھی۔

رشتے جوڑنے سے اب مجھے ڈر لگتا ہے یہ خواری کے سوا کچھ نہیں دیتے۔تم میرے لیے بس میرے صرف ایک ایمپلائے ہو۔شامیر کے چہرے پر تلخ مسکراہٹ دوڑ گئی تھی۔

ماہر شامیر کے بچپن کا دوست تھا۔۔شامیر نے اس کی تب مدد کی تھی جب اس کا ساتھ سب چھوڑ گئے تھے۔اس کی کالجز یونیورسٹی کی فیسیز دیتا رہا۔۔وہ بھی بنا اس پر کوئی بھی

احسان جتائے بغیر۔۔اس کی بہن کی شادی کا سارا خرچ اٹھایا۔آج وہ جو کچھ تھا وہ شامیر کی وجہ سے تھا۔۔ایسے میں جب شامیر کو اس کی ضرورت تھی۔وہ اسے تنہا نہیں چھوڑ سکتا تھا۔فرخندہ نے ماہر سے. التجا کی تھی وہ کبھی شامیر کو تنہا نہ چھوڑے۔اسی لیے وہ شامیر کے سرد رویے کے باوجود اس کے ساتھ تھا

ماہر نے شامیر کی بات پر گہری سانس لی تھی۔شامیر اس ہفتے ایک چیرٹی پارٹی رکھی گئی ہے۔اس میں تم گیسٹ آف اونر ہو۔بزنس سے جڑی تمام بڑی بڑی ہستیاں آ رہی ہیں۔

تمام میڈیا اور شوبز سے جڑے ستارے بھی ہوں گی۔اور تمھارا انٹرویو بھی ہے۔اس چیرٹی کے لیے بہت بڑی ڈونیشن کی اماؤنٹ تمھاری کمپنی پہلے ہی دے چکی ہے۔یہ چیرٹی ان بچوں کے علاج کے لیے کی جارہی ہے جو تھلیسمیا کے مریض ہیں۔ماہر نے ڈیٹیل میں شامیر کو بتایا تھا۔

ٹھیک ہے میری طرف سے ڈن ہے میں آجاؤں گا اس پارٹی میں۔اب تم جا سکتے ہو۔ شامیر نے سنجیدگی سے جواب دیا تھا۔

ماہر نے لب بھینچ کر شامیر کی پشت کو دیکھا تھا اور پھر لمبی سانس لیتا شامیر کو اس کے حال پر چھوڑ کر چلا گیا تھا۔

کیسا رہا تمھارا انٹرویو؟ طلحہ میرال کے سامنے صوفے پر بیٹھتا ہوا پوچھنے لگا۔

جو ہاتھ میں چائے کا کپ لیے لاؤنج میں بیٹھی تھی۔

اچھا رہا انٹرویو۔ انفیکٹ مجھے جاب بھی مل چکی ہے مگر بھائی وہ عجیب سا انسان تھا۔

میرال کسی خیال سے چونکتے ہوئے بولی۔

کیا مطلب اس بات کا؟ طلحہ نے ابرو اچکاتے پوچھا۔

میرا مطلب ہے ایسے انسان بہت کم دیکھے ہیں۔ سٹریٹ فارورڈ۔ سیدھے اور سچے۔ جیسے اندر سے ویسا باہر سے۔ میرال کو اس کی آنکھیں یاد آئی تھیں جو بہت شفاف تھیں۔

یہ تو اچھی بات ہے آج کل ایسے لوگ کہاں ہوتے ہیں۔ تو تم جوائن کر رہی ہو پھر؟ طلحہ نے میرال کو دیکھا جو کسی خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی۔

پتہ نہیں بھائی۔۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔ میرال نے بے دلی سے جواب دیا تھا۔ دیکھو میرال تم دو سال سے ایسے ہی گھر بیٹھی ہو۔ تمھیں آگے بڑھنا چاہیے فارغ رہو گی۔ کبھی بھی تم اپنے ماضی سے پیچھا نہیں چھڑا پاؤ گی۔ تمھارا مصروف رہنا ضروری ہے۔ طلحہ نے اسے سمجھایا تھا۔

میں کہیں بھی چلی جاؤں میرا ماضی میرا پیچھا نہیں چھوڑنے والا۔ میرال تلخی سے بولی تھی۔

تب تک نہیں چھوڑے گا تمھارا پیچھا جب تک تم خود نہیں چھڑواؤ گی۔ تم یہ جاب کر رہی ہو۔ خان گروپ آف انڈسٹریز بہت نامور کمپنی ہے اور مراد خان بہت اچھا انسان ہے میری ایک دو بزنس پارٹیز میں ملاقات ہوئی ہے۔ مجھے لگتا ہے تمھارے لیے یہ بہت بڑی اپورچونیٹی ہے۔ طلحہ کے سمجھانے پر میرال نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

مراد خان کچن میں کافی پھینٹتے ہوئے کچھ گنگنا بھی رہا تھا۔ کافی خوشگوار موڈ لگ رہا تھا۔ کیا بات ہے آج موڈ بہت اچھا ہے میرے بیٹے کا۔۔ سکندر خان کچن میں مراد خان کو کافی بناتے دیکھ کر بے حد حیران ہوئے تھے۔

اسلامُ علیکم بابا۔ آپ کب آئے؟ مراد خان کافی چھوڑ کر سکندر کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

ابھی جب تم گنگنا رہے تھے۔ سکندر خان ابھی بھی حیرت کا شکار تھے۔

مراد خان آج بہت عرصے بعد کچن میں آیا تھا اور بہت عرصے بعد اتنا خوشگوار موڈ دیکھا تھا۔

ورنہ وہ تو صرف مسکرانے پر ہی اکتفا کرتا تھا۔

وہ ظاہر نہیں کرتا تھا۔ مگر سکندر خان جانتے تھے اپنے دل میں وہ کتنا درد چھپائے ہوئے ہے۔

مونا،، مراد خان کی بیوی جو اسے اپنے کسی پرانے عاشق کے لیے چھوڑ کر چلی گئی۔ مراد خان کو کتنا ہی عرصہ دھوکہ دیتی رہی۔

مراد خان کو جب پتہ چلا تو اس نے مونا کو طلاق دے دی تھی بلکہ حق مہر میں اپنی کتنی ہی جائیداد بھی اس کو دے دی تھی۔

مراد خان بتاتا نہیں تھا۔ مگر مونا کے دھوکے نے اسے اندر تک توڑ کر رکھ دیا تھا۔ لیکن آج اتنے عرصے بعد مراد خان بہت اچھے موڈ میں تھا۔

مراد خان نے کافی کا کپ سکندر خان کی طرف بڑھایا اور اپنا کافی کا کپ تھام کر وہ لاؤنج میں صوفے پر بیٹھا تھا۔ بابا مجھے ایک بات کی سمجھ نہیں آرہی۔ کئی چہروں کی خوبصورتی ہمیں اتنی متاثر نہیں کرتی جتنی ان کی معصومیت، سچائی اور پاکیزگی متاثر کرتی ہے۔

سکندر خان مراد خان کی بات پر گہرا مسکرائے تھے۔

کیا بات ہے؟ کس چہرے نے متاثر کر دیا میرے بیٹے کو؟

سکندر خان کو خوشگوار حیرت ہوئی تھی۔ مراد خان کے منہ سے آج سالوں بعد کسی لڑکی کا ذکر سنا تھا۔

بابا،، وہ چہرہ بہت خوبصورت تھا اتنا خوبصورت کہ نظر اس پر ٹھہر جائے۔ مگر اس کی آنکھیں بہت شفاف تھیں ان میں ایک درد بھی تھا۔ مراد خان خیالوں میں کھویا بول رہا تھا۔

Zubinovelsonline.com
Iqra Asif Novels

بدکردار

سکندر خان،، مراد خان کی بات پر سیدھے ہوئے تھے۔ کیا کہہ رہے ہو تم؟

بابا میں نے آج اس کو دیکھا اور پل میں اس چہرے کا اسیر ہو گیا۔

مجھے ایسے لگتا ہے جیسے وہ صرف میرے لیے بنی ہے اور میں اس کے لیے،،، مجھے ایسا لگتا ہے جیسے میرے اور اس کے بیچ بہت گہرا رشتہ ہو۔ شاید درد کا رشتہ ہے جو مجھے اس سے جوڑ رہا ہے۔ پتہ نہیں کیا ہے؟ مگر میں اسے بھول نہیں پا رہا۔ مراد خان کی آنکھوں میں جذبات کا طوفان ہچکولے لے رہا تھا۔

مراد تم نے کہا تھا کہ تم مونا کے بعد کبھی کسی پر یقین نہیں کرو گے۔ سکندر خان اسے کُرید رہے تھے۔

وہ دل ہی دل میں مراد کے لیے بہت خوش ہوئے تھے۔ آج اتنے سالوں بعد مراد کے چہرے پر خوشی دیکھی تھی۔ مگر وہ نہیں چاہتے تھے یہ وقتی ابال ہو۔ مراد خان مونا کے کیے کی سزا کسی اور کو دے۔ وہ دیکھنا چاہتے تھے مراد کے دل میں محبت کی صرف کونپل پھوٹی ہے۔ یا پھر مراد کا دل یقین بھی کرتا ہے کیونکہ جس رشتے میں یقین نہ ہو وہ ریت کے گروندے بنانے کے مترادف ہے۔

مراد خان ہنسا تھا۔ سکندر خان کی بات سن کر۔

بدکردار

بابا اسے دیکھ کر تو پوری دنیا پر یقین کرنے کو دل کرتا ہے۔ وہ بنی ہی یقین کرنے کے لیے ہے۔ اگر کوئی مجھ سے پوچھے اس کے حسن کی چند لفظوں میں تعریف کروں تو وہ الفاظ ہیں۔

یقین، وفا، شرم، پاکیزگی، اینجل

یہ الفاظ بنے ہی اس کے لیے ہیں۔ مراد خان کی آنکھوں کے پردے پر میرال کا چہرہ لہرایا تھا۔ مراد خان کے عنابی لب بے اختیار مسکرا اٹھے تھے۔

لیکن مراد تم آچھی طرح سوچ لو کیونکہ میں نہیں چاہتا تم ہرٹ ہو اور تمہاری وجہ سے کوئی اور ہرٹ ہو۔

بابا میں جانتا ہوں آپ کیا کہنا چارہے ہیں۔۔ آپ کو کیا لگتا ہے۔ میں مونا کے کیے کی سزا کسی اور کو دوں گا۔ بابا کمزرف ہوتے ہیں وہ مرد جو کسی کی غلطی کی سزا کسی اور سے لیتے ہیں اور وہ بھی ایک عورت سے انفیکٹ میرے نزدیک وہ مرد ہی نہیں ہوتے۔ یا وہ اپنے پیار پر یقین نہیں کرتے۔

یقین ہی تو پیار کی بنیاد ہے۔ جہاں تک مونا کی بات ہے میں نے مونا کے کیے کی سزا اسے نہیں دی تو کسی اور کو کیا دوں گا۔۔ مراد خان سنجیدگی سے بولا تھا۔۔ سکندر خان کو اپنے بیٹے پر فخر ہوا تھا۔

مِس میرال آپ ریڈی ہیں۔ مراد خان نے میرال کے کیبن میں آکر میرال کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

جو بلو کلر کے سمپل سے فراک میں ملبوس تھی۔ جس کے گلے پر چھوٹے چھوٹے شیشے لگے ہوئے تھے۔ میک اَپ میں صرف لِپ سٹک لگائی ہوئی تھی۔

جی سر میں ریڈی ہوں۔ میرال اپنی چیئر سے کھڑی ہوتی بولی تھی۔ آر یو شیور! آپ ریڈی ہیں؟ مراد خان نے میرال کو اوپر سے نیچے تک دیکھتے ہوئے کہا۔

مجھے تو یہی لگتا ہے۔ میرال کے چہرے پر غصہ نمودار ہوا تھا مراد خان کے یوں دیکھنے پر۔

مراد خان قہقہہ لگا کر ہنس پڑا تھا۔ میرال کے یوں چڑنے پر۔

مِس میرال،، نو ڈاؤٹ،، آپ بے حد حسین لگ رہی ہیں، بے حد حسین۔ آپ اس حلیے میں بھی پارٹی میں چلی جائیں گی۔ تو یقیناً سب کی نظریں صرف آپ پر ہوں گی۔

مگر یہ ڈریس آپ کے شایانِ شان نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ آج بہت حسین لگیں۔ آپ وہ ڈریس پہنیں جو میں آپ کے لیے لایا ہوں۔

لیکن سر میں کس طرح۔۔۔ میرال ہچکچاہٹ کا شکار تھی۔ پلیز۔۔ مِس میرال میں آپ سے ریکویسٹ کرتا ہوں۔ مراد خان التجائیہ لہجے میں بولا تھا۔

بدکردار

مراد خان نے میرال کو وہ ڈریس تھمایا تھا۔ جو بلیک اور گرے کمبی نیشن میں تھا۔ بے حد سٹائلش لانگ میکسی تھی۔ جو بے حد خوبصورت اور ڈیلیکیٹ تھی اس پر لگے بیٹس کی چمک آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی۔

پریٹی! میرال کے منہ سے وہ میکسی دیکھ کر نکلا تھا۔

تو آپ پہنیں گی ناں۔ مراد خان نے بہت آس سے پوچھا۔

میرال نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

مراد خان کا چہرہ خوشی سے چمکا تھا۔

مِس میرال،، یہ میکسی وِد آوٹ دوپٹہ ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں ارینج کر دیتا ہوں۔ جیسے آپ کو کمفرٹ لگے۔ یہ آپ کی خود کی چوائس ہے۔ مراد خان نے میرال کو میکسی پکڑاتے ہوئے کہا۔

میرال کے ہاتھ کپکپائے تھے ایک پل کے لیے۔

کانوں میں کسی کی آواز گونجی تھی۔

آئیندہ تم مجھے بغیر دوپٹے کے نظر نہ آؤ۔۔

میرال کا چہرہ پل میں دھواں ہوا تھا۔ آنکھوں میں آنسو جھلملائے تھے۔

مراد خان میرال کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر پریشان ہوا تھا۔

دوسرے ہی پل میرال میکسی پکڑے تیزی سے ریسٹ روم چلی گئی۔

بدکردار

میر ال آئینے کے آگے کھڑی تھی آنسو آنکھوں سے رواں تھے۔

کیوں شامیر میں آج بھی آپ کو بھول نہیں پا رہی۔ میر ال نے کانپتے ہاتھوں سے اپنا دوپٹہ سر پر اوڑھا تھا۔ اور خود کو دیکھتے ہوئے بے تحاشا رو رہی تھی۔ اس نے دوپٹہ سر پر لینا چھوڑ دیا تھا۔ کہیں خود کو دیکھ کر شامیر کی یاد نہ آجائے۔ مگر کسی کی یاد آنے کے لیے کوئی وجہ نہیں چاہیے ہوتی۔ بس وہ تو چپکے سے دل میں چلی آتی ہے۔

میں دعا کرتی ہوں شامیر میرا اور آپ کا سامنا کبھی نہ ہو۔ کیونکہ میں آپ سے نفرت کرتی ہوں نفرت کرتی ہوں۔ آپ نے ایک پل نہیں لگایا مجھے اپنی زندگی سے نکال دیا۔ یہ بھی نہ سوچا کہ میں آپ کے بغیر کیسے جیوں گی۔ میر ال اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

میر ال تیار ہو کر آئی تو مراد خان جیسے سانس لینا بھول گیا تھا۔

میکسی اس کے نازک بدن پر بے انتہا دلکش لگ رہی تھی۔ میر ال نے میسی سا سائیڈ ڈھیلا جوڑا بنایا ہوا تھا۔ آنکھوں پر گرے سموکی میک اَپ کیا تھا۔ میر ال اتنی حسین لگ رہی تھی کہ مراد خان کی سانسیں اٹک گئی تھیں۔

بدکردار

لمحوں میں دل بے ایمان ہوا۔ دل پہلو میں سر پٹختے ہوئے اس کو چھونے کو بے قرار ہوا تھا۔

مراد خان سحر زدہ سا ہوتا ہوا دھیرے دھیرے میرال کی طرف قدم بڑھانے لگا۔

اس سے پہلے مراد خان میرال کے قریب جاکر کوئی گستاخی کرتا۔ موبائل فون کی بیل پر چونکا تھا۔ لمحوں میں وہ جادوئی اثر سے باہر آیا تھا۔

مراد خان جلدی سے آفس سے باہر نکلا تھا۔ اور خود کو ڈپنے لگا۔ کہ آج اس سے کچھ ایسا ویسا ہو جاتا تو اسے کتنی شرمندگی ہوتی۔

وہ میرال کو اس کی مرضی کے بغیر چھونا نہیں چاہتا تھا۔

بہت جلد میرال آپ کے تمام حقوق میں اپنے نام لکھوالوں گا بہت جلد۔ کیونکہ آپ سے دور رہنا اب بہت مشکل ہو گیا ہے۔ مراد خان کے ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ بکھری تھی۔

وہ مراد خان کے ساتھ پارٹی میں پہنچی۔ اس سے پہلے میڈیا ان تک آتا۔ میرال دو قدم پیچھے کو ہوئی تھی۔ مراد خان نے میرال کی ہچکچاہٹ اور گریز محسوس کر لیا تھا۔ مِس میرال آپ اگر کمفرٹیبل نہیں ہیں۔ میڈیا کے سامنے تو آپ ایک طرف بیٹھ سکتی ہیں۔ میرال ایک طرف ہو گئی تھی وہ واقعی میں میڈیا کے سامنے نہیں آنا چاہتی تھی۔

بدکردار

مراد خان میڈیا سے جلد ہی ایکسکوز کرتے اس کے پاس آگیا تھا۔

مِس میرال آپ ٹھیک ہیں؟ آپ ایزی ہیں۔ مراد میرال کے پاس آکر اس سے پوچھنے لگا۔ جو ایک طرف کھڑی تھی۔

جی سر میں بالکل ٹھیک ہوں۔ وہ حیرت سے اس انسان کو دیکھ رہی تھی جو دنیا سے الگ تھا۔ کتنی عزت تھی اس کی نظروں میں اس کے لئے۔۔ کتنی فکر تھی۔ کتنا احترم کرتا تھا اس کی ہر بات کا۔۔ اس ایک مہینے میں وہ مراد خان کو اچھی طرح جان چکی تھی۔ وہ تو اسے پہلی نظر میں ہی پہچان چکی تھی۔ ٹھیک کہتے ہیں کسی کو پہچاننے کے لئے ایک لمحہ ہی کافی ہوتا ہے۔ اور کسی کے ساتھ برسوں رہو اپ اُسے پہچان نہیں سکتے۔۔ میرال کی آنکھوں میں کسی کا عکس لہرایا تھا۔۔ جسے وہ کبھی سمجھ ہی نہیں سکی۔ جس کے بارے میں اُسے گمان تھا وہ اُسے کبھی نہیں چھوڑے گا۔ مر جائے گا مگر خود سے دور نہیں کرے گا۔ اس نے ایک پل نہیں لگایا تھا اسے خود سے دور کرنے میں۔ میرال کے چہرے پر تلخ مسکراہٹ دوڑ گیئ تھی۔ میں بھی کتنی پاگل ہوں شامیر،، مجھے کیوں لگا آپ مجھے کبھی نہیں چھوڑیں گیں۔ مجھے تو یہ بھی گمان تھا کہ آپ مجھ پر یقین کریں گیں۔ کیا کیا تھا آپ نے میرے ساتھ،، میری ذات کے پرخچے اُڑھا دیے۔۔ مجھے حیوانوں کی طرح نوچا تھا۔ پھر بھی میں نے آپ کو معاف کر دیا تھا۔ مگر جو آپ نے مجھے دکھ اپنی جدائی کی صورت میں دیا ہے۔ میں کبھی معاف نہیں کروں گی کبھی نہیں۔۔ میرال ہمیشہ کی

طرح دل ہی دل میں اس بے حس انسان سے مخاطب تھی۔ جس کی یاد آج بھی اس کے جسم میں لہو بن کر دوڑتی تھی۔ مراد خان کے پکارنے پر وہ اس کی طرف متوجہ ہوئی۔۔ وہ مراد خان سے باتیں کر رہی تھی جب ایک شور اٹھا تھا۔ میڈیا بھاگتے ہوئے باہر گیا تھا۔

میرال حیران ہوئی شاید کوئی شوبز کا بہت بڑا استارہ آیا ہے۔ میرال نے سوچا تھا کیونکہ شوبز سے ریلیٹیڈ بہت سے نامور فنکار بھی مدعو تھے اس پارٹی میں۔

میرال نے سامنے دیکھا۔ میرال کا دل دھڑکنا بھول گیا تھا۔ سانسیں تھم گئی تھیں جیسے۔ وہ اس کے سامنے ہی تو تھا۔ بالکل ویسا جیسے آج سے دو سال پہلے تھا وہی مغروریت جو اس کی پرسنیلٹی کا حصہ تھی ویسے ہی شاندار بارعب پرسنیلٹی۔ وہ اعتماد سے چلتا ہوا سٹیج تک گیا تھا۔

میرال لمحوں میں پیچھے ایک ٹیبل پر چلی گئی تھی۔ میرال کی چال میں لڑکھڑاہٹ واضح تھی۔ مراد خان حیران ہوا تھا۔

میرال کو کیا ہوا ہے؟ ابھی تو وہ پورے اعتماد کے ساتھ اس کے ساتھ کھڑی تھی۔

میرال ایک طرف ٹیبل کے گرد بیٹھی اپنے ماتھے پر آیا پسینہ صاف کیا تھا۔ شامیر دُرانی کا بہت شاندار استقبال کیا گیا تھا اسے مختلف ایوارڈز سے نوازا گیا تھا۔ کیونکہ اس فاؤنڈیشن کو چلا ہی وہ رہا تھا۔ شامیر بہت بڑی اماؤنٹ ہر مہینے مختلف فاؤنڈیشنز کو دیتا تھا۔

Zubinovelszone.com

بدکردار

شامیر سٹیج سے نیچے آیا تو میڈیا پھر سے لپک کر شامیر دُرانی تک پہنچا تھا۔ اور شامیر سے مختلف سوال پوچھنے لگا۔

سر آپ کی کامیابی کا کیا راز ہے؟

سر آپ کا پوری دنیا میں ایک نام ہے آپ کی کامیابی کا سہرا کسے جاتا ہے۔

شامیر میڈیا کے سوالوں پر مسکرایا تھا۔

میری کامیابی کا سہرا میری ناکامی کو جاتا ہے۔

اک ابال تھا اک جنون تھا

میرے جسم میں گرم خون تھا

سوچا کچھ نہیں بس نکل گیا

اپنی آگ میں خود ہی جل گیا

ہر طرف یہاں موت ہے رواں

زندگی مجھے لائی ہے کہاں

دیکھا آئینہ تو میں ڈر گیا

جینے کے لیے کتنا مر گیا

شامیر نے یہ اشعار پڑھے تھے۔

میڈیا حیران ہوا۔ سر کیا مطلب؟ ایک رپورٹر نے پوچھا۔

میری باتوں پر نہ جایے۔ ان کا کوئی مطلب نہیں ہوتا۔ شامیر سنجیدہ لہجے میں کہتے ہوئے ایکسکیوز کرتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

شامیر ایک طرف کھڑا ڈرنک کر رہا تھا۔ بہت سے لوگ اس سے آکر مل رہے تھے۔ مگر وہ کسی سے بھی سیدھے منہ بات نہیں کر رہا تھا۔ پارٹی میں آئے لوگ اسے مغرور اور پتہ نہیں کیا کیا کہہ رہے تھے۔

شامیر یہ کیا طریقہ ہے۔ یہاں کتنے ہی بڑے بڑے لوگ آئے ہیں وہ تجھ سے خود آکر مل کر گئے ہیں تو کسی سے بھی سیدھی طرح نہیں مل رہا۔

بے شک تو بہت بڑا بزنس مین ہے۔ مگر اخلاق بھی کوئی چیز ہوتا ہے۔ ماہر شامیر کے پاس آکر سنجیدہ لہجے میں بولا تھا۔

شامیر اس کی بات کا کوئی بھی جواب دیے بغیر بے زاری سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

شامیر کی نظر سامنے پڑی تو دل کی دھڑکن رُک گئی تھی

کائنات کی ہر چیز تھم گئی تھی جیسے۔ کچھ پلوں کے لیے سارے منظر دھندلا گئے تھے۔ دل بے یقین ہوا تھا۔ آنکھوں کے پردوں پر نظر آنا بند ہو گیا تھا۔ شامیر نے اپنی سرخ آنکھیں مسلی تھی۔ دوسرے ہی پل آنکھوں میں وحشت سی اُبھری تھی۔

ہاں وہی تو تھی اس کی میرال، اس کی جان، اس کی زندگی، اس کا سب کچھ۔

بدکردار

بلیک اور گرے کمبی نیشن کی میکسی میں بالوں کا سائیڈ ڈھیلا جوڑا کیے بے حد حسین لگ رہی تھی۔

پہلے سے کہیں زیادہ بے حد حسین اتنی حسین لگ رہی تھی کہ اتنی حسین وہ اس کی ہمراہی میں بھی کبھی اسے اتنی حسین نہیں لگی تھی۔

شامیر نظریں جھپکنا بھول گیا تھا۔وہ مراد خان کے ساتھ کھڑی مسکراتے ہوئے باتیں کر رہی تھی۔

شامیر کی آنکھیں لہو چھلکانے لگی تھیں۔شامیر نے ہاتھ میں پکڑے گلاس پر اپنا دباؤ بڑھایا تھا۔

ماہر نے شامیر کی نظروں کا جھکاؤ محسوس کر لیا تھا۔ماہر کے لب مسکرائے تھے۔شامیر پہلی دفعہ کسی لڑکی کو یوں آنکھیں پھاڑ کر دیکھ رہا تھا۔

ورنہ تو اس کا لڑکیوں میں انٹرسٹ نہ ہوئے کے برابر تھا۔کتنی ہی لڑکیاں اس کے آگے پیچھے پھرتی تھیں مگر شامیر کسی کو گھاس نہیں ڈالتا تھا۔آج بھی کتنی ماڈلز شامیر کے آگے پیچھے پھر رہی تھیں مگر شامیر نے کسی کو ایک نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا تھا۔

ماہر نے بھی شامیر کی پسند کو سراہا تھا۔شامیر جیسے بندے کا ذوق ایسا ہی ہونا چاہیے سب سے جدا سب سے منفرد۔ماہر کو بھی وہ لڑکی بے حد حسین لگی تھی سب سے جدا۔

بدکردار

خوبصورت ہے ناں۔۔۔شامیر ماہر کی آواز پر چونکا تھا۔مراد خان کی نیو سیکرٹری ہے۔

کیا قسمت ہے مراد خان کی اتنی حسین سیکرٹری۔ماہر دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا تھا۔

شامیر نے سرد نظروں سے ماہر کو دیکھا تھا۔

اگر تیری بکواس ختم ہوگئی ہے تو،،تُو یہاں سے جاسکتا ہے۔شامیر تیز آواز میں بولا تھا۔

شامیر اپنا گلاس کاؤنٹر ٹیبل پر رکھتا بے چینی سے اپنی بیرڈ پر ہاتھ پھرنے لگا۔

شامیر کے خون میں ابال اٹھنے لگے تھے وہ بغیر دوپٹے کے یوں بنی سنوری کھڑی تھی اور مراد خان اُسے جِن نظروں سے دیکھ رہا تھا وہ نظریں ایک مرد کو پہچاننے میں دیر نہیں لگتی۔ان نظروں میں ڈھیروں میٹھے اور نرم گرم جذبات تھے۔جو شامیر کو آگ لگا گئے تھے۔شامیر نے زوردار مکا ٹیبل پر مارا تھا۔

شامیر نے دوبارہ سے اس طرف دیکھا مراد خان اس کی طرف جھکا اس سے کچھ کہہ رہا تھا۔جس پر وہ مسکرائی تھی۔شامیر اپنے بالوں میں اظطرابی کیفیت می ہاتھ پھیرنے لگا۔

شامیر اتنا تو میرال کی جدائی میں نہیں سلگا تھا۔جتنا وہ یہ سوچ کر دن رات سلگتا تھا کہ وہ کسی کی نہ ہو جائے۔اس کی جدائی اتنا نہیں تڑپاتی تھی جتنا اسے کسی کے ساتھ سوچ کر وہ تڑپ اٹھتا تھا۔

آج وہ بغیر دوپٹے کے اپنا دلنشیں روپ لیے پارٹی میں کھڑی تھی۔

پارٹی میں ہر کسی کی نظریں اسی پر تھیں۔شامیر کا پورا بدن ایک اَن دیکھی آگ میں جل رہا تھا۔کاش وہ اس پر حق رکھتا تو وہ کسی کو اس کا ایک بال بھی دیکھنے نہ دیتا۔شامیر اضطرابی کیفیت میں اپنی بیرڈ پر ہاتھ پھیرتے میرال کو سلگتی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

میرال مراد خان کو ایکسکیوز کرتی اپنا فون سننے کے لیے باہر آئی ہی تھی کہ کوئی اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتا ہوا پارکنگ ایریا میں لایا تھا۔اور اسے جھٹکے سے ایک گاڑی کے بونٹ پر پٹخا تھا۔میرال کراہتی ہوئی پلٹ کر دیکھا تو اپنے سامنے شامیر دُرانی کو دیکھ کر زمین و آسمان اسے گھومتے ہوئے محسوس ہوئے۔

شامیر دُرانی۔میرال لڑکھڑائی آواز میں بولی۔

شامیر نے سرخ اور سرد آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔میرال کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑ گئی تھی۔

ہتھیلیاں پسینے سے بھیگ گئی تھیں شامیر نے اس کی کلائی پکڑ کر اس اپنے سامنے کھڑا کیا۔

میرال نے غصے سے اپنی کلائی چھڑوانی چاہی مگر اس کی گرفت کافی مضبوط تھی۔

چھوڑو مجھے۔ میرال شامیر سے نظریں چراتے ہوئے بولی۔ آج بھی اس کی آنکھوں میں دیکھنا میرال کو مشکل ترین لگا تھا۔۔

میرال مراد خان کو ایکسکیوز کرتی اپنا فون سننے کے لیے باہر آئی ہی تھی کہ کوئی اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتا ہوا پارکنگ ایریا میں لایا تھا۔ اور اسے جھٹکے سے ایک گاڑی کے بونٹ پر پٹخا تھا۔ میرال کراہتی ہوئی پلٹ کر دیکھا تو اپنے سامنے شامیر دُرانی کو دیکھ کر زمین و آسمان اسے گھومتے ہوئے محسوس ہوئے۔

شامیر دُرانی۔ میرال لڑکھڑائی آواز میں بولی۔

شامیر نے سرخ اور سرد آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔ میرال کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑ گئی تھی۔

ہتھیلیاں پسینے سے بھیگ گئی تھیں شامیر نے اس کی کلائی پکڑ کر اس اپنے سامنے کھڑا کیا۔

میرال نے غصے سے اپنی کلائی چھڑوانی چاہی مگر اس کی گرفت کافی مضبوط تھی۔

چھوڑو مجھے۔ میرال شامیر سے نظریں چراتے ہوئے بولی۔ آج بھی اس کی آنکھوں میں دیکھنا میرال کو مشکل ترین لگا تھا۔

یہ کیا حلیہ بنایا ہوا ہے تم نے؟ شامیر میرال کو سرخ آنکھوں سے دیکھتا ہوا دھاڑا۔

میں جیسا بھی حلیہ بناؤں۔ آپ کون ہوتے ہیں مجھ سے پوچھنے والے؟ شامیر کا سوال اسے آگ لگا گیا تھا۔

میں کون ہوتا ہوں۔ میں تمھارا شوہر۔

ایکس ہسبنڈ۔ میرال شامیر کی بات کاٹتے ہوئے بولی۔

شامیر میرال کی بات پر تڑپا تھا۔ مت بولو ایسے۔ ایسے مت کہو۔ شامیر نے میرال کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں بھرا۔

مریال نے نفرت سے شامیر کے ہاتھ جھٹکے تھے۔ کیا کر رہے ہیں آپ؟ آپ کو مجھے چھونے کا کوئی حق نہیں ہے میرال غصے سے چلائی۔

مجھے حق نہیں ہے تمھیں چھونے کا تو کس کو ہے اس کو جس کے تم بے انتہا قریب کھڑی تھی۔ کس حق سے کھڑی تھی۔ شامیر میرال کا منہ دبوچتے ہوئے دھاڑا تھا۔

جس بھی حق سے کھڑی ہوں میں آپ کو جواب دینے کی پابند نہیں ہوں اب۔۔۔

آپ میرے لیے نامحرم ہیں۔ اچھوت ہیں آپ۔ میرال شامیر کے ہاتھ جھٹکتے ہوئے وہاں سے جانے لگی تو شامیر نے جھٹکے سے اس کی کلائی کھینچ کر خود کے قریب کیا تھا۔

Zubinovelsone.com

میرال ایسے مت بولو۔ مجھے تو آج بھی ایسے لگتا ہے کہ تم میری محرم ہو۔ دیکھو میری آنکھوں میں دیکھو میرے لمس کو محسوس کرو تمھیں یہ کسی نا محرم کا لگتا ہے۔ شامیر تڑپ کر بولا تھا۔ آپ نے مجھے خلع کے پیپرز بھیجے تھے ان پر آپ کے سائن موجود تھے

میرال چیخی تھی۔

شامیر نے وہ یاد کرتے ہوئے میرال کو چھوڑا تھا اور بے چینی سے اپنے بالوں کو ہاتھوں میں جکڑا تھا۔

بولیں جواب دیں۔ آپ نے ہی و پیپرز سائن کیے تھے ناں۔ میرال شامیر کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی چلائی تھی۔

شامیر نے نظریں جھکالی تھیں۔

میرال استھزائیہ مسکرائی تھی پھر بھی آپ کہہ رہے ہیں آپ میرے لیے محرم ہیں۔۔ آپ کا لمس محرم جیسا ہے۔ نہیں ہے آپ کا لمس میرے لئے محرم جیسا۔۔۔

جو بھی ہو میرال تم صرف میری ہو۔ تم یہ جاب نہیں کرو گی۔ میں برداشت نہیں کر سکتا کوئی اور تمھیں دیکھے۔ کوئی اور تمھیں چاہے تم صرف میری ہو۔ شامیر میرال کو اپنے حصار میں لئے اس کے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں میں بھرتے ہوئے دیوانا وار لہجے میں بولا تھا۔

شامیر میں کسی کی ہو چکی ہوں۔

بدکردار

میرال شامیر کے حصار سے نکلتے ہوئے بولی تھی۔

شامیر لڑکھڑایا تھا۔ کیا مطلب ؟تت تت تم،، تم نے شش شادی کرلی ہے۔ شامیر لڑکھڑائی آواز میں بولا۔

شادی تو نہیں مگر منگنی کر چکی ہوں۔

بہت جلد میں مراد خان سے شادی کرنے والی ہوں۔ میرال سفاکی سے بولتی شامیر کی جان نکال چکی تھی۔

نہیں میرال تم ایسا نہیں کر سکتی۔ تم کسی کی نہیں ہو سکتی شامیر حلق کے بل چلایا۔

کیوں نہیں ہو سکتی؟ کس حق سے روکیں گے مجھے؟ میرال بھی چلاتے ہوئے بولی۔

میرال ایک بات یاد رکھنا اگر تم نے یہ شادی کی تو میں تمھیں آگ لگا دوں گا برباد کر دوں گا۔ مراد خان کو جان سے مار دوں گا۔ شامیر پاگل ہو رہا تھا۔

آپ کچھ بھی کریں میں یہ شادی کر کے رہوں گی۔ میرال چلاتے ہوئے بولی تھی اور شامیر کے پہلو سے نکلتی تیز تیز قدم اٹھائے وہاں سے چلی گئی۔

شامیر اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے چلا رہا تھا۔ اپنی بربادی پر ماتم کر رہا تھا

♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥۔

بدکردار

مراد خان نے اچٹتی سی نظر میرال پر ڈالی جو خاموشی سے اس کے ساتھ گاڑی میں بیٹھی تھی۔

وہ پارٹی بیچ میں چھوڑ کر آیا تھا کیونکہ میرال گھر جانا چاہتی تھی۔ وہ میرال کو اتنی رات کو اکیلا نہیں جانے دے سکتا تھا. آج تو بالکل بھی نہیں۔ یہاں تک کہ مراد خان کا دل اسے اپنے ڈرائیور کے ساتھ بھیجنے کو بھی نہیں مانا تھا کیونکہ آج وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔ مراد خان جیسا انسان جسے خود پر بے حد کنٹرول تھا وہ پاگل ہو رہا تھا۔

میرال کے میسی جوڑے سے نکلتے لٹیں اس کے خوبصورت چہرے اور کچھ لٹیں اس کی خوبصورت چمکتی ہوئی گردن کو چھو رہی تھیں۔

مراد خان کا دل ہمک ہمک کر ان لٹوں کو چھونا چاہتا تھا۔ میرال کی گردن پر تل بھی بڑی آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ مراد خان کے دہکتے لب اس تل کو چھونے کو بے قرار ہو رہے تھے۔

مراد خان نے بے چینی سے پہلو بدلا تھا۔ اتنے بے چینی اتنی بے تابی اس نے آج تک محسوس نہیں کی تھی۔ مونا سے اس کی لو میرج تھی۔ اس کی یونیورسٹی فیلو تھی تب مراد خان بمشکل 23 سال کا تھا۔

Zubinovelszone.com
Noor Asif Novels

مگر ایسا اسے تب بھی محسوس نہیں ہوا تھا۔اتنی بے قراری اتنی بے چینی جو وہ میرال کے لیے محسوس کرتا تھا۔یہ تو محبت بھی نہیں ہے یہ پیار نہیں ہے یہ تو عشق ہے جو وہ میرال سے کر بیٹھا تھا۔

مراد خان کے لب مسکرائے تھے میرال بنی ہی عشق کرنے کے لیے تھی۔

کیسے کہوں عشق میں تیرے کتنا ہوں بے تاب میں

آنکھوں سے آنکھیں ملا کر چرالوں تیرے خواب میں

میرے سائے ہیں ساتھ میں یارا جس جگہ تم

میں جو جی رہا ہوں وجہ تم ہو

کیا جانے تو،، میرے ارادے،، لے جاؤں گا سانسیں چرا کر

تو کہہ رہا ہے میں گنہگار بن جاؤں،، بڑا چین ہے گناھوں کے آگے

میں گمشدہ سی رات ہوں میری خوشنما صبح تم ہو

میں جو جی رہا ہوں وجہ ہو

کیا بات ہے مِس میرال؟ آپ ٹھیک تو ہیں؟ مراد خان کی آواز پر وہ چونکی تھی۔

جی میں ٹھیک ہوں۔ میرال نے آہستگی سے جواب دیا تھا۔ لیکن مجھے تو آپ بالکل بھی ٹھیک نہیں لگ رہیں۔ آپ کے الفاظ آپ کے چہرے کا ساتھ نہیں دے رہے۔ مراد خان میرال کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔

کیا کہہ رہا ہے میرا چہرہ؟ میرال مسکرائی تھی مراد خان کی بات پر۔

مِس میرال آپ کا چہرہ ایک کھلی کتاب کی طرح ہے آپ جیسی اندر سے ہیں۔ ویسی ہی باہر سے ہیں۔ آپ کی آنکھوں میں ایک درد ہے۔ جسے میرا دل صاف محسوس کر رہا ہے۔ آپ کے دد کے ساتھ میں جڑ رہا ہوں۔ میرا بس چلے تو آپ کی آنکھوں سے یہ درد چرا کر اسے اپنے وجود کا حصہ بنالوں۔ مراد خان گھمبیر تا آواز میں بولا تھا۔

میرال کے دل کی دھڑکن ایک پل کے لیے معدوم ہوئی تھی۔ یہ کیا کہہ رہا تھا مراد خان؟

آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ میرال کے لب کپکپائے تھے۔ مس میرال میں بے سنا ہے۔ عورت کے اندر ایک خاص حس ہوتی ہے۔ وہ اپنے اوپر پڑنے والی مرد کی نظر کو فوراً پہچان لیتی ہے۔

آپ اب سمجھنا نہیں چاہتی یا جان بوجھ کر اگنور کر رہی ہیں۔ مراد ونڈو سکرین سے باہر دیکھتے ہوئے اپنا لب دانتوں تلے دبائے بولا تھا۔

بدکردار

میرال نے لمبی گہری سانس لی تھی اور سیٹ کی پشت کے ساتھ ٹیک لگائی تھی۔ وہ کیا بتاتی؟ اس کے نرم گرم جذبات کی حدت کو وہ پہچان چکی ہے مگر وہ اس دل کا کیا کرتی جو آج بھی اُسی کو چاہتا تھا۔

مِس میرال،، کہیں آپ اس لیے پریشان تو نہیں ہو رہیں کہ آپ کو دیر ہو گئی ہے۔ آپ کے گھر والے کیا کہیں گے۔ مراد خان میرال کو آنکھیں موندتے دیکھ کر پوچھنے لگا۔

نہیں سر۔۔ ایسی کوئی بات نہیں اصل میں میرے بھائی بہت کا پریٹو ہیں مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر وہ مجھ پر بہت اعتبار کرتے ہیں اور ویسے بھی میں آپ کے ساتھ ہوں تو پریشانی والی کیا بات؟ میرال ایک دم بولتے بولتے اپنا لب دانتوں تلے دبا گئی تھی۔

مراد خان گہرا مسکرایا تھا میرال کی آخری بات پر۔

یعنی کہ آپ مجھ پر اعتبار کرتی ہیں مراد خان نے سوال کیا۔

جی سر آپ اعتبار کرنے کے ہی قابل ہیں۔ جیسے اندر سے ویسے ہی باہر سے۔ آپ کی آنکھیں آپ کے اندر باہر کی ترجمانی کرتی ہیں میرال آہستگی سے بولتے ہوئے مراد خان کو اندر تک سرشار کر گئی۔

مِس میرال،، آپ باتیں بہت اچھی کرتی ہیں۔انفیکٹ آپ بہت سلجھی ہوئی ہیں۔میرا مطلب ہے آپ کی عمر کی لڑکیاں تھوڑی شوخ چنچل ہوتی ہیں۔آپ بہت کم عمر ہیں آپ بمشکل اکیس سال کی ہیں۔اتنی سی عمر میں اتنا سنجیدہ نہیں ہونا چاہیے اور جہاں تک مجھے لگتا ہے آپ کی ہنسی بہت خوبصورت ہوگی بالکل آپ کی طرح۔مراد خان اس کی سنجیدگی پر چوٹ کرتا غیر سنجیدہ لہجے میں بولا تھا۔

میرال مراد خان کی بات پر مسکرا گئی تھی۔

یہ ہوئی نہ بات! آپ مسکرتے ہوئے بھی بہت اچھی لگتی ہیں۔میرال مراد خان کی تعریف پر سرخ پڑی تھی۔جو کوئی موقع نہیں جانے دیتا تھا اس کی تعریف کرنے کا۔

مِس میرال آپ آئسکریم کھائیں گی۔

جی۔۔۔۔میرال مراد خان کی آفر پر حیران ہوئی تھی۔

میرال میں نے آپ سے ایک سمپل سا سوال کیا ہے کہ آپ آئسکریم کھائیں گی۔ ویسے تو آپ نے جی کہا ہے جس کا مطلب ہے یس یعنی کہ آپ نے میری آفر قبول کر لی ہے۔

مگر آپ کا چہرہ پر لکھا ہے کہ آپ کو میری بات سمھ نہیں آئی۔

اب میں آپ کے جی کہنے کو ہاں سمجھوں یا پھر آپ کے چہرے پر جو لکھا ہے اس کو سمجھتے ہوئے دوبارہ سے اپنا سوال دھراؤں۔

بدکردار

مراد خان انتہائی سنجیدگی سے بولا تو میرال کھل کھلا کر ہنس پڑی تھی۔

میرال کی ہنسی کی جلترنگ نے مراد خان کے کانوں میں رس گھولا تھا۔

مراد خان یک ٹک کھویا میرال کو دیکھنے لگا۔ مراد خان کے دل نے گواہی دی تھی اتنا خوبصورت منظر اس نے آج تک نہیں دیکھا تھا وہ اسے ہنستے ہوئے بے حد خوبصورت لگی۔ مراد خان کا دل زوروں سے دھڑکنے لگا تھا۔

مجھے آئسکریم نہیں پسند۔ میرال اپنی ہنسی پر قابو پاتی ہوئی بولی تھی۔

سٹرینج! آپ کو آئس کریم نہیں پسند۔ لڑکیوں کو تو بہت پسند ہوتی ہے آئس کریم۔

مراد خان حیرانگی سے بولا۔

پھر کیا پسند ہے آپ کو؟ مراد خان آنکھوں میں اشتیاق لیے میرال سے پوچھنے لگا۔

مجھے گول گپے بہت پسند ہیں۔ میرال کی آنکھیں چمکی تھیں۔

رئیلی۔۔ مجھے بھی گول گپے بہت پسند ہیں۔

اب کی بار حیران ہونے کی باری میرال کی تھی۔

سٹرینج! آپ کو گول گپے پسند ہیں ورنہ مردوں کو تو گول گپے پسند نہیں ہوتے۔

میرال حیرانگی سے بولی تھی۔

یہ کس نے کہا آپ سے؟ مردوں کو گول گپے پسند نہیں ہوتے۔ مراد خان کی بات پر میرال کی یادوں کے پردے پر منظر لہرایا تھا۔

بدکردار

شامیر ایک دفعہ ٹرائی تو کر کے دیکھیں کتنے مزیدار ہوتے ہیں گول گپے۔

شامیر نے بُرا سا منہ بنایا تھا۔ میرال مجھے یہ بالکل بھی نہیں پسند۔ بہت عجیب سے لگتے ہیں۔ میں تو صرف تمھیں دیکھ کر خوش ہو رہا ہوں۔ جب تم انھیں کھاتے ہوئے عجیب سے ایکسپریشن دیتی ہو ناں۔۔ بہت حسین لگتی ہو۔ شامیر نے میرال کے گال پر چٹکی کاٹی تھی۔

مرادخان نے گاڑی ایک ریسٹورینٹ کے سامنے روکی تو میرال خیالوں کی دنیا سے باہر آئی تھی۔

مِس میرال،، چلیں پھر ہو جائے دو دو ہاتھ گول گپوں کے ساتھ۔ دیکھتے ہیں کس کو زیادہ پسند ہیں۔

میرال پھر سے مرادخان کی بات پر ہنس پڑی تھی۔ تو آپ شرط لگائیں گے؟ ہار جائیں گے مجھ سے! میرال اتراتے ہوئے بولی۔

مِس میرال وقت سے پہلے بول رہی ہیں اگر میں نے آپ کو ہرا دیا تو؟ مرادخان میرال کے خوبصورت چہرے کو دل میں اتارتے ہوئے بولا۔ جس پر بالکل بچوں کی طرح اشتیاق تھا۔ آج پہلی دفعہ مرادخان کو میرال اتنی خوش لگی تھی۔

بدکردار

مراد خان اپنے سامنے رکھے ہوئے گول گپوں کو عجیب نظروں سے دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ انھیں کیسے کھائے۔ کیونکہ مراد خان کو گول گپے انتہائی ناپسند تھے۔ مگر میرال کے چہرے پر بچوں سی خوشی دیکھ کر وہ انہیں کھانے پر مجبور ہوا تھا۔

کیا ہوا سر؟ آپ تو انھیں دیکھ کر عجیب سے منہ کیوں بنا رہے ہیں۔ میرال مراد خان کے ایکسپریشن دیکھ کر حیران ہو رہی تھی۔

میرال آپ میرے ایکسپریشن پر نہ جائیں۔ شروع کریں۔ میرال ایکسائیٹڈ ہو کر گول گپہ منہ میں ڈال کر کھانے لگی اور آنکھیں بند کر کے میرال نے چٹخارہ بھرا تھا۔

مراد خان تو اس کے خوبصورت ایکسپریشن دیکھ کر سحر زدہ ہو رہا تھا۔ میرال نے کتنے ہی گول گپے کھا لیے تھے مگر مراد خان اسے یک ٹک کھویا دیکھ رہا تھا۔ میرال کے ایکسپریشن اسے بہت کیوٹ لگ رہے تھے۔

میرال نے گول گپہ منہ میں ڈال کر مراد خان کو کھانے کا اشارہ کیا تھا۔

مراد خان میرال کی اس حرکت پر ہنستے ہوئے گول گپہ منہ میں ڈالا ہی تھا کہ اگلے ہی پل مراد خان کا کھانس کھانس کر بُرا حال ہو گیا تھا۔

سر آپ ٹھیک ہیں؟ میرال مراد خان کی حالت دیکھ کر پریشان ہوئی تھی۔ جس کی آنکھوں سے پانی نکل رہا تھا اور وہ کتنے ہی پانی کے گلاس چڑھا چکا تھا۔

مِس میرال یہ تو بہت تیکھے ہیں۔ مراد خان بمشکل بولا۔

سر یہ تو بالکل بھی تیکھے نہیں ہیں اور آپ تو کہہ رہے تھے آپ کو یہ بہت پسند ہیں۔

میرال نے مشکوک نظروں سے مراد خان کو دیکھا تھا۔

مِس میرال،، اصل میں میں نے جھوٹ بولا تھا۔ میں تیکھا کھانا بالکل نہیں کھا سکتا اور یہ گول گپوں سے تو مجھے الرجی ہے۔ میں نے تو بس آپ کے چہرے پر بچوں سی خوشی دیکھ کر یہ کھانے کی ہامی بھری تھی۔ مراد خان بیچارگی سے بولا تو میرال مراد خان کی اس حرکت پر مسکرا کر رہ گئی تھی۔ کیا تھا یہ شخص،، دنیا سے الگ میرال پر ہر روز اس شخص کی شخصیت کی اک نئی پرت کھلتی تھی۔

شامیر دُرانی ڈرائیو کرتے ہوئے بے تحاشا چیخ رہا تھا رو رہا تھا۔ اپنی بربادی کا ماتم منا رہا تھا۔ وہ اسے کسی اور کا ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا تھا۔

شامیر دُرانی بہت مشکلوں سے ڈرائیو کرتے ہوئے اپنے فلیٹ پہنچا تھا۔ شامیر دُرانی نے اپنے فلیٹ کا حلیہ بگاڑ دیا تھا۔ کوئی چیز پنی جگہ پر نہیں تھی۔ شامیر دُرانی نے اپنے ہاتھ آج پھر سے زخمی کر لیئے تھے جن سے اس نے ان پیپرز پر سائن کیے تھے اور اپنی زندگی پر اپنے تمام حقوق ختم کر دیے تھے۔

شامیر کا بس نہیں چل رہا تھا وہ خود کی جان لے لیتا۔ کیسے وہ مرال کو اپنی زندگی سے نکال سکتا تھا وہ تو اس کی سانسوں میں بستی تھی۔ اس کے وجود کا حصہ تھی کوئی کیسے اپنے وجود کے حصے کو کاٹ کر خود سے الگ کر سکتا ہے۔

شامیر دُرانی اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے چلا رہا تھا۔ اسے دیکھ کر آج احساس ہوا تھا اس نے کیا کھو دیا تھا۔ اس نے اپنا آپ کھو دیا تھا۔

شامیر نے کانپتے ہاتھوں سے سگریٹ سلگاتے منہ کو لگایا تھا۔ اب ساری رات شامیر نے اپنی بربادی کا ماتم کرتے ہوئے سگریٹ کا دھواں اپنے اندر اتارنا تھا۔

شامیر دُرانی ایک بہت بڑے ہوٹل میں داخل ہوا۔۔ جہاں آج اُس نے ایک کانفرنس میں شرکت کرنی تھی۔ وہ گرے پینٹ کوٹ پہنے ہوئے تھا اپنی سحر انگیز شخصیت اور پُر اعتماد چال کے ساتھ ہوٹل لاؤنج میں داخل ہوا تو مرال کو دیکھ کر ٹھٹک کر رُک گیا۔

مرال ہوٹل لاؤنج میں ایک صوفے پر بیٹھی تھی۔ لیپ ٹاپ پر کچھ کام کر رہی تھی اور کچھ امپورٹینٹ پوائنٹس فائل میں درج کر رہی تھی۔

وائٹ ٹائٹس پر ریڈ شارٹ فراک پہنے، دوپٹہ گلے میں ڈالے بال کھلے چھوڑے بے انتہا حسین لگ رہی تھی۔ اتنے عرصے بعد اسے سُرخ رنگ میں دیکھا تھا۔ جس میں دیکھ کر وہ دیوانا ہو جاتا تھا، پاگل ہو جاتا تھا۔

بدکردار

آج بھی وہ پاگل ہوا تھا۔بے قرار ہوا تھا۔دل مچل اُٹھا تھا اسے چھونے کو اپنی بانہوں مین بھرنے کو۔اس کی دھڑکن دھڑکن پر اپنے لب رکھنے کو۔

سر یہ مراد خان کی سیکرٹری ہیں آج میٹنگ ہے مراد خان کی۔ایک بہت بڑے پراجیکٹ ک سلسلے میں۔شامیر کا پی اے شامیر درانی کو یوں والحانا نظروں س میرال کو تکتے دیکھ کر بولا تھا۔

سر مراد خان کی پانچوں انگلیاں گھی میں ہیں۔جس پراجیکٹ کے سلسلے میں مراد خان آج یہاں میٹنگ اٹینڈ کرنے آیا ہے۔وہ بہت بڑا بلڈرز پراجیکٹ ہے جو اسے مل رہا ہے سب سے بڑھ کر مراد خان کی سیکرٹری۔ہر طرف ان۔کی خوبصورتی کے چرچے ہیں شامیر کا پی اے میرال کو ہوس بھری نظروں سے دیکھ کر بولا تھا۔

اپنی نظروں کو اپنے قابو میں رکھو ورنہ ایک پل نہیں لگاؤں گا اِن آنکھوں کو نکالنے میں۔۔شامیر کے خون میں شرارے سے پھوٹے تھے۔۔

سوری سر۔۔شامیر کا پی اے نظریں جھکائے بولا تھا۔شامیر نے مٹھیاں بھینچ کر خود پر قابو پایا۔۔

فائر۔۔۔شامیر اپنے غصے پر قابو پاتے اپنے پی اے کو خونخوار نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔

جی سر! وہ حیرن ہوا۔

بدکردار

کل میرے آفس آکر اپنے ریزِگنیشن پیپرز پر سائن کر دینا۔

مجھے تم جیسے لوگوں کی ضرورت نہیں ہے۔

شامیر یہ کہتا آگے بڑھا ہی تھا کہ اسے خونخوار نظروں سے گھورا۔ آئندہ میرے سامنے اپنا چہرہ لے کر مت آنا۔ شامیر نے اسے وارن کیا۔

سوری سر ایسا مت کریں وہ گڑگڑایا۔۔

یہاں سے ایک منٹ سے پہلے دفعہ ہو جاؤ۔ ورنہ میں تمھارا حلیہ بیگاڑ دوں گا۔ شامیر اسے وارن کرتا تیز تیز قدم اُٹھاتے آگے بڑھا۔

میرال نے نظریں اُٹھا کر دیکھا تو اپنے سامنے شامیر دُرانی کو دیکھ کر ایک پل کو گڑبڑا گئی۔ وہ سرخ آنکھیں لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ میرال شامیر کو دیکھ کر کانپتے ہاتھوں سے اپنی چیزیں سمیٹتے ہوئے اُٹھی تھی۔

شامیر دو قدم کا فاصلہ طے کر کے اس کے قریب ہوا تھا اور سرد نظروں سے اسے اوپر سے نیچے گھور کر دیکھا جو گلے میں دوپٹہ ڈالے اپنے حسن سے بے پرواہ اس کے سامنے کھڑی تھی۔ شامیر نے آگے بڑھ کر اس کا دوپٹہ اچھی طرح پھیلا کر اس کے سر پر اور سینے پر کیا تھا۔

شامیر کی اس حرکت پر میرال کا خون کھول کر رہ گیا۔ میرال نے ایک ہی جھٹکے سے اپنا دوپٹہ سر سے اتارا تھا۔

یہ کیا حرکت ہے؟ آپ کو شرم آنی چاہیے یوں کسی لڑکی کا دوپٹہ پکڑتے ہوئے۔ میرال غصے سے بولی تھی۔

میں نے تمھارے دوپٹے کو ہاتھ لگایا تو تمھیں اتنا بُرا لگ گیا۔ مگر تم یوں خود سے لاپرواہ بیٹھی ہوئی تھی جانتی ہو کتنی ہی حوس زدہ نظریں تمھارا طواف کر رہی ہیں۔ شامیر میرال کو سرد نظروں سے دیکھتے ہوئے دھاڑا تھا۔

مجھے کوئی بھی دیکھے آپ ہوتے کون ہیں یوں مجھ سے باز پرس کرنے والے۔ میرال کی آنکھوں میں شرارے سے پھوٹے تھے۔

مت یاد کرایا کرو، مت بولا کرو ایسے کہ میرا تم پر کوئی حق نہیں۔ بہت درد ہوتا ہے بہت تکلیف ہوتی ہے۔

یہاں بہت تکلیف ہوتی ہے میرال۔۔ شامیر دل کے مقام پر شہادت کی انگلی رکھتا ہوا کرب سے بولا تھا۔

میرال شامیر کی بات پر استہزائیہ مسکرا کر رہ گئی تھی۔

میرال میں تو تمھیں سینت سینت کر رکھتا تھا۔ ایسی ہی حوس زدہ نظروں سے بچانے کے لیے تم پر پابندیاں لگاتا تھا۔

Zubinovelszone.com
Noor Asif Novels

کیا تمھیں یہ سب کچھ اچھا لگ رہا ہے یوں خود کو بے پردہ کر کے۔شامیر آنکھوں میں وحشت لیے بولا۔

ایسا سینت سینت کے رکھا تھا کہ میں اپنے ہی گھر میں اپنی عزت بچاتی رہی اور آپ نے میری ہی ذات کے پرخچے اُڑا دیئے۔میرال کی بات پر شامیر نے کرب سے اپنی آنکھیں بند کی تھیں۔

اب جس انسان کے ساتھ میں ہوں وہ مجھ پر پابندیاں نہیں لگاتا کیونکہ وہ مجھ پر یقین کرتا ہے آپ کی طرح نہیں جو عشق کا دم بھرے مگر اپنی ہی محبت کا یقین نہ کرے۔

آپ مجھ پر اس لیے پابندیاں لگاتے تھے کیونکہ آپ کو مجھ پر یقین نہیں تھا۔میرال کے بولنے پر شامیر کی آنکھیں بے انتہا سرخ ہوئیں تھیں۔شامیر نے سختی سے اپنے لب دانتوں میں پیوست کیے تھے۔

میرال میں نے تمھیں منع کیا تھا نہ کہ تم یہ جاب نہیں کرو گی اور نہ ہی تم یہ شادی کر سکتی ہو۔شامیر میرال کے قریب ہوتا میرال کی کلائی کو اپنی وحشی گرفت میں لیا۔

شامیر چھوڑیں مجھے،، کیوں میرا تماشہ بنا رہے ہیں۔

میرال نے اپنا ہاتھ چھڑواتے ہوئے نفرت آمیز لہجے میں کہا۔

میرال میری ایک بات یاد رکھنا تم نے اگر یہ شادی کی تو میں تمھیں اور اس مراد خان کو برباد کر دوں گا۔

شامیر نے ایک جھٹکے سے میرال کی کلائی چھوڑی تھی اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چلا گیا۔

میرال خود کو کمپوز کرتی اپنی چیزیں سمیٹتی وہاں سے چلی گئی۔

شامیر نے اپنے فون سے ایک نمبر ڈائل کیا تھا۔

ماہر،،، مجھے دو منٹ میں پتہ لگا کر بتاؤ۔ مراد خان آج کس پراجیکٹ کے سلسلے میں ہوٹل الفریڈو آیا ہوا ہے۔ دو منٹ کا مطلب دو منٹ۔ مکمل ڈیٹیل چاہیے مجھے۔ شامیر سنجیدگی سے کہتا ہوا فون بند کر گیا تھا۔

کانگریٹس مراد خان! آپ کو یہ پراجیکٹ ملتا ہے انفیکٹ ہماری کمپنی کے اگلے تمام پراجیکٹ آپ کو ہی دیئے جائیں گے۔

یہ الفاظ سن کر مراد خان نے مسکراتے ہوئے میرال کو آنکھیں جھپک کر دیکھا تھا۔

میرال بھی مراد خان کی اس حرکت پر مسکرا کر رہ گئی تھی۔

اتنی بھی جلدی کیا ہے؟ یہ پراجیکٹ مراد خان کی کمپنی کو دینے کی۔ شامیر دُرانی اندر داخل ہوتا ہوا بولا تھا۔

مراد خان ن حیران ہو کر شامیر دُرانی کو دیکھا تھا۔ فارنرڈ ڈیلیگیشن نے بھی حیرانگی سے شامیر دُرانی کو دیکھا تھا۔ وہ سب اچھی طرح شامیر دُرانی کو جانتے تھے۔

شامیر دُرانی چیئر کھینچ کر بیٹھ چکا تھا۔

مراد خان نے اُٹھ کر شامیر سے مصافحہ کیا مگر شامیر دُرانی نے اپنا ہاتھ آگے نہیں کیا تھا۔ اور سرخ آنکھوں سے مراد خان کو گھور کر دیکھا تھا۔

مراد خان کندھے اچکاتا دوبارہ سے اپنی سیٹ پر بیٹھا تھا۔

شامیر کی اس حرکت پر میرال تلملا کر رہ گئی تھی۔ اسے بالکل اچھا نہیں لگا تھا یوں شامیر دُرانی کا میٹینگ میں آنا اور یوں مراد خان کی بے عزتی کرنا۔

میرال نے مسکرا کر مراد خان کو دیکھا تھا جس پر مراد خان بھی مسکرایا تھا۔

یہ منظر شامیر دُرانی کو آگ لگا گیا۔ شامیر دُرانی کو سر سے لے کر پاؤں تک تپش سی محسوس ہوئی تھی۔ شامیر دُرانی کا دماغ کھولنے لگا تھا۔ شامیر درانی کو پاؤں کے تلوں سے تپش نکلتے ہوئے دماغ تک محسوس ہو رہی تھی۔

شامیر اپنی مٹھیاں بھینچے خود پر قابو پانے لگا۔

فارنرڈ ڈیلیگیشن شامیر کو سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

شامیر دُرانی خود پر قابو پاتا ہوا سیدھا ہوا تھا۔ آپ لوگ اِتنا بڑا پراجیکٹ ایسی کمپنی کو یقیناً نہیں دیں گے جو اعتماد کے قابل نہ ہو۔

شامیر،،، مراد خان کو گھورتا ہوا ایک ایک لفظ چبا کر بولا تھا۔

کیا کہنا چاہتے ہیں آپ مسٹر شامیر ؟ آپ کھل کر کہیں مراد خان اپنے دونوں ہاتھ ٹیبل پر رکھتا ہوا بولا تھا۔

شامیر درانی مسکرایا تھا اور کچھ پیپرز فارنرڈ ییلیگیشن کو پکڑائے تھے۔ جنھیں دیکھ کر وہ بے اختیار پریشان ہوئے تھے۔ اور مراد خان کو دیکھنے لگے۔ مراد خان نے سیدھے ہوتے ہوئے ان پیپرز کو تھاما تھا۔

مراد خان نے پریشانی کے عالم میں اپنا ماتھا سہلایا تھا۔ وہ نیوز پیپر تھا جس میں مراد خان کی کمپنی نے سالوں پہلے ایک پُل کی تعمیر کی تھی جو کچھ عرصے بعد ہی گر گیا تھا۔ جس میں کچھ لوگوں کی اموات بھی ہوئیں تھیں۔

مسٹر مراد خان آپ ہم سے اتنی بڑی بات کیسے چھپا سکتے ہیں۔ فارن ڈیلیگیشن میں سے ایک آدمی مراد خان پر برس پڑا تھا۔

ایکچوئلی یہ خبر تقریباً پچیس سال پرانی ہے اس میں ہماری غلطی نہیں تھی اس وقت ہم سے بھی فراڈ ہوا تھا۔ مراد خان صفائی دیتے ہوئے بولا۔ جو بھی ہو مسٹر مراد خان ہم اپنا اتنا بڑا پراجیکٹ آپ کی کمپنی کو نہیں دے سکتے۔

شامیر دُرانی نے مسکرا کر میرال کو دیکھا تو میرال نے نفرت سے نظریں پھیر لیں تھیں۔

مسٹر شامیر ہم چاہتے ہیں آپ ہمارا یہ پراجیکٹ کریں۔وہ لوگ شامیر کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔جی بالکل میں ضرور کروں گا۔آپ کو کوئی شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔

شامیر نے ان سے ہاتھ ملاہوئے کچھ پیپرز سائن کیے تھے۔

وہ شامیر سے مصافحہ کرتے ہوئے وہاں سے چلے گئے۔

مراد خان اپنی چیئر سے اُٹھتا شامیر کے پاس آیا تھا۔

کانگریٹس شامیر دُرانی! شاید اس پراجیکٹ کے اصلی حقدار آپ ہی تھے۔مراد خان نے مسکراتے ہوئے شامیر کو مبارک دی تھی۔

شامیر مراد خان کی مبارک باد پر قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔۔

حیرت ہے میں نے تم سے تمھارا پرجیکٹ چھینا اور تم مجھے مبارک باد دے رہے ہو۔

شامیر دُرانی پیپر ویٹ گھماتا ہوا بولا تھا۔

مسٹر شامیر دُرانی،،،جو جس کے نصیب میں ہوتا ہے وہ اِسے مل کر رہتا ہے یہ پراجیکٹ آپ کی قسمت کا تھا۔میں اسے حاصل کرنے کے لیے اتنے عرصے سے کوشش کر رہا تھا مگر آج آپ نے ایک منٹ میں اسے حاصل کر لیا یعنی کہ یہ آپ ہی کی قسمت کا تھا۔ اور ویسے بھی میں بزنس کے نقصان پر زیادہ نہیں سوچتا۔نقصان انسان کو رشتوں کے معاملے میں نہیں ہونا چاہیے۔

اور جس کے پاس اس کی لیڈی لک ہو وہ اتنے چھوٹے چھوٹے نقصان کے متعلق نہیں سوچتا۔ مراد خان نے مسکراتے ہوئے میرال کی طرف دیکھا تھا۔

شامیر یکدم سیدھا ہوا تھا۔ شامیر کے چہرے پر وحشت کے سائے لہرائے تھے۔ شامیر کو اپنا آپ بہت غریب لگا تھا۔ اس کی ساری دولت تو مراد خان کے پہلو میں کھڑی تھی۔

میرال کا مراد خان کو مسکرا کر دیکھنا شامیر کو پاگل کر گیا تھا۔ وہ اِس کے سامنے ہی اس کے ساتھ گئی تھی اور وہ کچھ نہ کر سکا۔ شامیر سلگ کر راکھ ہو رہا تھا۔ راکھ کی چنگاریاں شامیر کے تن بدن کو بُری طرح سلگا ہی تھیں۔ شامیر کو ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کے جسم کا سارا خون جمع ہو کر اس کی کنپٹیوں تک آگیا ہے اگر وہ مزید سوچے گا تو اس کا دماغ آتش فشاں کی طرح پھٹ جائے گا۔ شامیر جلدی سے باہر نکلا تھا اور ریش ڈرائیونگ کرتے گھر پہنچا تھا۔ جلدی سے کمرے میں داخل ہوتا اس نے سائیڈ دراز سے کچھ نکالا تھا۔ نیند کی گولیاں جو وہ پچھلے دو سالوں سے لے رہا تھا۔ شامیر نے تین چار گولیاں اکٹھی ہی پانی سے نگل لی تھیں اور بیڈ پر لیٹ کر اپنی دکھتی کنپٹیوں کو دبانے لگا۔ بے تحاشا نیند کا غلبہ چھانے لگا تو پھر بھی وہ اپنی آنکھیں بند کرنے سے ڈر رہا تھا کہ ہوش میں اس نے اپنی آنکھیں بند کیں تو وہ منظر پھر اس اس کے سامنے آجائے گا۔ جسے سوچ کر

بدکردار

اسے پوری دنیا کو آگ لگانے کو دل کر رہا تھا۔ کچھ ہی دیر میں شامیر عصابی جنگ لڑتے لڑتے دنیا و مافیا سے بے خبر سو رہا تھا۔

کیسے ہو ماہر؟ فرخندہ ماہر کو دیکھتے ہوئے بولی جو اس وقت فرخندہ کے گھر میں ڈرائنگ روم میں بیٹھا تھا جسے فرخندہ نے خود بلوایا تھا۔

ٹھیک ہوں آپا! آپ سنائیں آپ کیسی ہیں؟ ماہر جواباً بولا تھا۔

میں ٹھیک ہوں۔ شامیر کیسا ہے؟ اس کے بارے میں بتاؤ۔ فرخندہ بے تابی سے بولی۔

بالکل ٹھیک ہے آپا اتنی پریشان کیوں ہو رہی ہیں؟ ماہر نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

ماہر پچھلے دو سالوں میں صرف ایک دفعہ میری ملاقات ہوئی ہے۔ وہ بھی میری ہزاروں منتوں کے بعد۔ وہ ملنے آیا تھا۔

یک ہی شہر میں رہتے ہوئے وہ مجھ سے کتنا دور ہو گیا ہے۔ بلکہ میرا مائکہ ہی مجھ سے چھوٹ گیا۔ لائبہ لندن چلی گئی پڑھائی کے سلسلے میں۔ پلٹ کر اس نے آج تک ایک فون بھی نہیں کیا اور نہ ہی وہ میرا فون اٹھاتی ہے۔ وہ مجھ سے اور شامیر سے آج تک خفا ہے۔

شامیر میرے لیے بیٹوں سے بڑھ کر ہے۔ اس کا دکھ اس کی تنہائی مجھے مار رہی ہے۔ فرخندہ انتہائی کرب سے بولی۔

بدکردار

آپا آپ ایسے ہی فکر کر رہی ہیں۔شامیر کی تنہائیاں دور ہونے والی ہیں۔ماہر معنی خیزی سے بولا تھا۔

کیا مطلب؟فرخندہ حیران ہوئی۔

آپا شامیر ایک لڑکی میں دلچسپی لے رہا ہے۔میں نے اس کی آنکھوں میں انتہائی پسندیدگی دیکھی ہے۔

ماہر کے بتانے پر فرخندہ بے یقین ہوئی تھی۔شامیر اور کسی لڑکی میں انٹرسٹڈ! یہ ناممکن ہے۔

آپا میں بالکل سچ کہہ رہا ہوں۔اس دن پارٹی میں شامیر بہت گہری نظروں سے اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔

وہ لڑکی جس کے پاس جاب کر رہی ہے۔شامیر کل اس کے بارے میں بھی کچھ ڈیٹیلز مانگ رہا تھا۔ہونہ ہو اسی لڑکی کا چکر ہے اور سچ بتاؤں وہ لرکی بے انتہا خوبصورت ہے اسے دیکھ کر کوئی بھی پاگل ہو جائے تو۔شامیر کا پاگل ہونا بنتا ہے۔ماہر ڈیٹیل میں فرخندہ کو بتانے لگا۔

وہ جتنی بھی خوبصورت ہو مگر اس سے زیادہ خوبصورت نہیں ہو سکتی۔شامیر اسے کبھی نہیں بھول سکتا۔فرخندہ خود سے بڑبڑاتے ہوئے مخاطب تھی۔

ماہر کیا تمھیں اس لڑکی کا نام معلوم ہے؟ فرخندہ کے دل کو کھٹکا لگا تھا۔

فرخندہ نے کانپتے لہجے میں پوچھا۔

ہاں آپا اس لڑکی کا نام بھی بہت پیارا تھا بالکل اس کی طرح۔ماہر مسکراتے ہوئے سوچنے لگا۔

کیا نام تھا؟ ماہر نے اپنے دماغ پر زور دیا۔ہاں یاد آیا میرال نام تھا اس کا۔۔ماہر کے بتانے پر فرخندہ کے ہاتھوں میں چائے کا کپ لرزا تھا۔

میرال دروازہ ناک کرکے اندر داخل ہوئی تھی۔مراد خان چیئر پر بیٹھا کافی پریشان لگ رہا تھا۔

کیا ہوا ہے سر؟ آپ پریشان لگ رہے ہیں۔میرال مراد خان کو یوں دیکھ کر حقیقتاً پریشان ہوئی تھی۔مجھے سمجھ نہیں آرہی مِس میرال شامیر دُرانی کو مجھ سے مسئلہ کیا ہے؟

کیوں وہ میرے ہر پروجیکٹ کے پیچھے پڑ جاتا ہے۔

مراد خان چیئر پر سیدھا ہوتا اپنی بیرڈ پر ہاتھ پھیرتا ہوا بولا تھا۔

میرال نے شرمندگی سے نظریں جھکائی تھیں۔

مراد خان کے ہر نقصان کی ذمہ دار وہی تو تھی۔

پچھلے کچھ دنوں سے مراد خان کی کمپنی کو کافی نقصان ہو چکا تھا۔مارکیٹ میں مراد خان کی ریپوٹیشن کافی خراب ہو چکی تھی۔اور اس کے پیچھے شامیر دُرانی کا ہاتھ تھا۔

سر۔۔میرال کے پکارنے پر مراد خان پوری طرح میرال کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

سر مجھے آپ کو کچھ بتانا ہے۔ سمجھ نہیں آرہا کہ آپ کو کیسے بتاؤں۔میرال نہائت آہستگی سے لب کاٹتے ہوئے بولی۔

مِس میرال آپ کو مجھ سے کچھ بھی کہنے کے لیے سوچنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مراد خان نے گہری نظر میرال پر ڈالی تھی جو سرخ چہرے کے ساتھ نظریں جھکائے اپنی انگلیاں چٹخا رہی تھی۔

سر آپ کے نقصان کی ذمہ دار میں ہوں۔

آپ کیسے؟مراد خان متعجب نظروں سے میرال کو دیکھنے لگا۔

وہ سر۔۔وہ۔۔شامیر دُرانی میرے ایکس ہسبنڈ ہیں۔میرال کانپتے لہجے میں بولی۔

واٹ!مراد خان حیرانگی کے عالم میں چیئر سے کھڑا ہوا تھا۔

مراد خان کے لیے یہ خبر انتہائی شاکڈ تھی۔مراد خان ٹہلتے ہوئے کافی دیر تک خود پر قابو پاتا رہا۔اور پھر چیئر پر بیٹھتا میرال کو دیکھنے لگا جو ابھی بھی نظریں جھکائے ہوئے تھی۔

مراد خان نے لمبا گہرا سانس لیا تھا۔

بدکردار

مِس میرال آپ اتنی کیوں پریشان ہو رہی ہیں یہ اتنی بڑی بات تو نہیں ہے جو یوں آپ نظریں جھکائے شرمندہ ہوں۔ مراد خان اپنا درد چھپاتے ہوئے میرال کو سمجھا رہا تھا۔
اسے وہ اس طرح شرمندہ اچھی نہیں لگی تھی۔

وہ اس دن پارٹی میں شامیر دُرانی نے مجھے ہومیلیٹ کرنے کی کوشش کی۔ مجھے فورس کیا کہ میں آپ کی جاب چھوڑ دوں کیونکہ وہ مجھے اس طرح نہیں دیکھ سکتے تو میں نے اُس سے ایک جھوٹ بولا۔ میرال ابھی بھی خاموش نظریں جھکائے ہونٹ کاٹتے ہوئے بولی۔

مِس میرال،، مجھے بتائیں آپ نے کیا کہا شامیر دُرانی سے۔ آپ نے جو بھی کہا ہو آپ کو ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ نے کچھ بھی کہا ہو مجھے اس سے فرق نہیں پڑتا۔ اگر آپ نے جھوٹ بولا ہے تو یقیناً اس میں کوئی مصلحت ہو گی۔ مراد خان تحمل سے بولتے میرال کو ایزی کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

وہ میں نے کہا میں اور آپ،، میرا مطلب میں اور آپ انگیج ہیں۔ میرال سرخ چہرہ لیے بولی تھی۔

مراد خان حیران ہوتے ہوئے مسکرایا تھا۔ اس نے آج تک ایسی لڑکی نہیں دیکھی تھی جو اتنی سمپل ہو۔

آج کل کی لڑکیاں تو انتہائی بولڈ ہوتی ہیں اس کی کتنی ہی سیکرٹریز تھیں۔ جو انتہائی بولڈ تھیں اس کے ساتھ ریلیشن بنانے کو سب کچھ کرنے کو تیار تھیں۔ اس کی بیوی مونا کتنی بولڈ تھی۔ یہ تو واقعی میں ایک اینجل ہے۔ مراد خان سوچتے ہوئے گہرا مسکرایا تھا۔

مِس میرال۔۔ آپ کیوں شرمندہ ہو رہی ہیں آپ کو جو بہتر لگا آپ نے وہ کیا آپ یہ جاب نہیں چھوڑ سکتیں۔ میرے لیے یہ نقصان کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ رکھتا ہے تو وہ ہیں احساسات جذبات۔ رہی بات شامیر درانی کی مجھے سمجھ آگئی ہے۔

شامیر دُرانی غصے کا تیز ہے اور میں ایسا نہیں ہوں۔ اور اسی چیز کا میں فائدہ اٹھاؤں گا۔

آپ بے فکر رہیں

ویسے بھی شامیر دُرانی عقل سے پیدل ہے اس کا احساس مجھے ابھی ہوا۔۔

اگر اس میں عقل سمجھ ہوتی تو وہ آپ کو خود سے کبھی دور نہ کرتا۔ اس نے کیا کھو دیا ہے۔

مراد خان سنجیدگی سے بولا تو میرال نے نظریں اٹھا کر مراد خان کو دیکھا جو اسے ہی گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ میرال مراد خان کی نظروں سے گھبرائے ہوئے اسے ایکسکیوز کرتی وہاں سے چلی گئ۔

میرال کے جانے کے بعد مراد خان نے چیئر سے ٹیک لگائی تھی۔

یعنی کہ شامیر دُرانی تمھارے پاس کھونے کو کچھ نہیں ہے یعنی کہ تمھاری لیڈی لک اب میرے پاس ہے۔

میرے پاس کھونے کو بہت کچھ ہے کیونکہ میرال میرا سب کچھ ہے۔سب کچھ ہے۔

میں تمھاری بے وقوف نہیں اسے اپنے ہاتھوں گنوادوں۔

مرادخان تو میرال کو دیکھ کر دوبارہ سے زندہ ہوا ہے۔

یہ ساری دولت لے لو میری۔۔۔

میرال میرے پاس ہے تو میں سب سے امیر ہوں اور تم سب سے غریب۔۔

مرادخان چیئر سے ٹیک لگائے طمانیت سے مسکرادیا تھا۔

\-----------------------------

شامیر نے آج پورے دوسال بعد اپنے گھر میں قدم رکھا تھا۔شامیر دُرانی وحشت زدہ سا ہوتا ہوا اندر آیا تھا۔کتنے ہی یادوں کے ناگ اُسے ڈسے تھے۔شامیر دُرانی نے بے تابی سے کچن میں قدم رکھا۔وہ اسے کھڑی نظر آئی تھی جھنجھلائی ہوئی،ناراض سی کچن میں سبزیاں کاٹ رہی تھی اس نے غصے سے کٹنگ بورڈ پر چھری ماری تھی جو اس کی انگلی پر لگی تھی۔آہ۔۔۔اُس کے منہ سے سسکی نکلی تھی۔شامیر دُرانی بے تابی سے آگے بڑھا تھا۔مگر وہ تو صرف اس کا خیال تھی۔شامیر دُرانی کچن سے نکلتا اس کے کمرے میں آیا

تھا۔ جہاں اُس نے اُسے تھپڑ مارا تھا اور پھر گھسیٹتے ہوئے اپنے کمرے میں لے گیا تھا۔

شامیر دُرانی گھٹنوں کے بل بیٹھا رو رہا تھا۔ چلا رہا تھا۔

صحیح کہا تھا تم نے مراد خان رشتوں میں نقصان نہیں ہونا چاہیے۔ دیکھو میں کتنا غریب ہوں اور تم کتنے امیر۔

شامیر دُرانی چلا رہا تھا۔۔ روتے ہوئے میرال کو پکار رہا تھا۔

کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

شامیر نے مڑ کر دیکھا تو فرخندہ کھڑی تھی۔ آپا آپ! شامیر اپنی آنکھیں صاف کرتا کھڑا ہوا۔

شامیر مت کرو خود کو یوں برباد،، بھول جاؤ اس کو فرخندہ روتے ہوئے بولی۔

آپا میں خود کو بھول سکتا ہوں مگر اس کو نہیں۔

آپا میں مر رہا ہوں۔ میں قطرہ قطرہ مر رہا ہوں۔ آپ تو مجھ سے بہت پیار کرتی ہیں ناں۔۔۔ پلیز مجھے مار دیں ایک دفعہ کی موت دے دیں ورنہ میں خود کو مار ڈالوں گا۔ کیونکہ میں اسے کسی اور کا ہوتا نہیں دیکھ سکتا۔ اُدھر وہ شادی کرے گی اِدھر شامیر دُرانی کا جنازہ اُٹھے گا۔ شامیر سرخ آنکھوں سے چلاتے ہوئے بولا۔

کیا۔۔۔۔ میرال شادی کر رہی ہے؟ فرخندہ بے یقین ہوئی۔

ہاں آپا وہ شادی کر رہی ہے۔اس کی وجہ میں بنا ہوں اپنی ہی زندگی کو اپنے ہاتھوں سے جدا کر دیا۔میں کیسے کر سکتا ہوں۔

شامیر اپنے بال پکڑے چلایا تھا۔

فرخندہ نے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھاما تھا فرخندہ کو سب کچھ گھومتا ہوا محسوس ہوا۔اگر میرال نے شادی کر لی تو۔۔۔۔۔۔۔وہ خدا کو کیا منہ دکھائے گی۔۔اور اپنے بھائی کو بھی،،،وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کھو دے گی۔اس کی دیوانگی دیکھ کر اسے اندازہ ہو رہا تھا اس نے کتنا بڑا گناہ کر لیا ہے۔۔۔

فرخندہ نے شامیر کو سب کچھ بتانے کا فیصلہ کیا تھا۔

شامیر میرال یہ شادی نہیں کر سکتی کیونکہ وہ آج بھی تمھاری بیوی ہے۔

شامیر نے چونکتے ہوئے فرخندہ کو دیکھا تھا۔

کیا کہہ رہی ہیں آپ؟شامیر نے حیرانگی سے اپنی سرخ آنکھوں سے فرخندہ کو دیکھا تھا۔

فرخندہ نے لمبی گہری سانس لی تھی اور ہاتھ مسلنے لگی تھی۔شامیر تم نے میرال کو ڈایورس نہیں دی تھی۔

آپا مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا۔آپ کیا کہہ رہی ہیں۔میں نے وہ پیپرز خود سائن کیے تھے تو پھر یہ ڈایورس کیسے نہیں ہوئی۔شامیر بے چینی سے بولا تھا۔

بدکردار

شامیر اُس رات نشے کی حالت میں تم نے ڈایورس پیپرز پر سائن نہیں کیے تھے۔ فرخندہ نظریں جھکائے آہستگی سے بولی۔

شامیر کی سانسیں رُک گئی تھیں یہ سُن کر۔

کیا کہہ رہی ہیں آپ؟ آپ نے مجھ سے کہا تھا کہ میں نے وہ پیپرز سائن کیے ہیں اور کتنی دفعہ نشے کی حالت میں،، میں نے میرال کے لیے طلاق کے الفاظ بولے ہیں۔ اس بات کی گواہی آپ نے اور شاہدہ نے خود دی تھی۔ آپ نے مجھے خلع کے پیپرز بھی دکھائے تھے جس پر میرے سائن موجود تھے۔ شامیر پھولتی سانسوں کے ساتھ بولا تھا۔

شامیر اُن پیپرز پر تمھارے سائن تھے۔ مگر وہ تم نے نہیں کیے تھے۔ وہ جعلی سائن تھے۔

اُس رات تم بہت بُری حالت میں گھر آئے تھے۔ تم بہکی بہکی باتیں کر رہے تھے۔ تم بالکل بے ہوش تھے۔ تب مجھے یہ آئیڈیا آیا کہ تمھاری زندگی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے میرال کو نکالنے کا۔ کیونکہ میں اچھی طرح جانتی تھی تم کبھی بھی میرال کو طلاق نہیں دو گے۔ میرال کی طرف سے جو خلع کے پیپرز آئے تھے۔ میں نے اُن پر جعلی سائن کروائے تھے۔ اور اپنے ساتھ شاہدہ کو بھی ملا لیا تھا۔ تاکہ دو گواہ تو کم از کم ہوں۔ اور تم ہمارا یقین کر لو۔ اور وہی ہوا تم نے میری بات کا یقین کر لیا تھا۔ تم نے مان لیا کہ یہ سائن تمھارے ہیں۔ فرخندہ ایک ہی سانس میں بولتے ہوئے سب کچھ بتا گئی۔

بدکردار

جس گناہ کا بوجھ اُس نے پچھلے دو سال سے اپنے کندھے پر اٹھایا ہوا تھا۔

یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ؟ یہ کیا کیا آپ نے؟

شامیر کو اپنی آواز گہری کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔شامیر نے لڑکھڑاتے ہوئے دیوار کا سہارا لیا تھا۔

کس جنم کا بدلہ لیا آپ نے مجھ سے؟ کیوں کیا آپ نے یہ؟ جواب دیں مجھے! شامیر دھاڑتے ہوئے بولا تھا۔شامیر کی دھاڑ سے کمرے کے در و دیوار لرزے تھے۔فرخندہ ایک لمحے کو کانپ گئی تھیں۔

شامیر مجھے معاف کر دو۔میں نے میرال کو پہلے دن سے ہی ایکسیپٹ نہیں کیا تھا۔مجھ سے برداشت نہیں ہوا تھا۔تم نے میری مرضی کے بغیر نکاح کیا۔اور اسے تمھارا اتنا ویلیو دینا مجھ سے برداشت نہیں ہوا۔حسد اور جلن نے مجھے یہ سب کچھ کرنے پر مجبور کیا۔مگر میرا یقین کرو میں ان دو سالوں میں بہت پچھتائی ہوں۔تمھاری حالت دیکھ کر روز روتی رہی۔مگر اپنا گناہ قبول کرنے کی میرے اندر ہمت نہیں تھی۔اگر میرال یہ شادی کر لیتی تو میرا خدا بھی مجھے کبھی معاف نہ کرتا۔مجھے معاف کر دو پلیز۔۔فرخندہ دونوں ہاتھ جوڑ کر بِلک بِلک کر رو دی۔

مجھے سمجھ نہیں آ رہا کہ میں اِس حقیقت پر خوش ہوں یا رووٴں۔

بدکردار

لوگ مرنے کے بعد دفناتے ہیں۔ آپ نے مجھے زندہ ہی دفنا دیا۔ میں زندہ لاش بن کر رہ گیا ہوں۔ ماں جیسی بہن نے اپنے بھائی کو برباد کر دیا۔ شامیر چیخا تھا۔

سوچیں۔۔۔ اگر میرال شادی کر لیتی تو کیا ہوتا۔

شامیر اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے چلایا۔

اگر ایسا ہوتا نہ تو میں خود کو گولی مار ڈالتا۔ آپ اچھی طرح جانتی تھیں وہ میری کمزوری ہے۔ دنیا میں سب سے زیادہ پیار کرتا ہوں۔ جان ہے وہ میری۔۔۔

مجھے سمجھ نہیں آ رہا کہ میں روؤں یا ہنسوں، خوشیاں مناؤں یا ماتم۔ آپ نے مجھے جیتے جی مار دیا، جیتے جی مار دیا۔

شامیر روتے ہوئے چلا رہا تھا۔

شامیر میری بات سنو۔ پلیز مجھے معاف کر دو۔ اپنی بہن کو معاف کر دو۔ فرخندہ روتے ہوئے التجائیہ لہجے میں بولی۔

اُس کی طرف کوئی دیکھتا تھا تو شامیر دُرانی مر جاتا تھا۔۔ آج وہ میرے نکاح میں ہوتے ہوئے کسی سے شادی کرنے کا سوچ رہی ہے۔ سوچیں میں کیسا محسوس کر رہا ہوں۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے کوئی میرے جسم سے روح کھینچ رہا ہو۔۔ شامیر نے اپنے بال اضطرابی کیفیت میں جکڑے تھے۔۔۔

بدکردار

شامیر دُرانی دیوانگی کی حد تک اُسے چاہتا ہے۔اُس پر یقین ہونے کے باوجود اُس کی سوچوں پر بھی کسی کا سایہ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔اِسی لیے اُس کی چھوٹی سی غلطی معاف نہ کر سکا اور اُس کے ساتھ،،میں وہ سب کچھ کر بیٹھا۔۔مجھے لگا میں نے اُس پر یقین نہیں کیا اِسی لیے میری میرال پر،،میرے ہی گھر میں میرا دوست نقب لگائے بیٹھا تھا۔۔مجھے اب اپنے رشتوں پر یقین کرنا ہے۔۔خود سے بھی زیادہ اپنے سے جُڑے رشتوں پر یقین کرنا ہے۔۔۔ہر حال میں اُن پر یقین کرنا ہے۔

جب میں نے اپنی بہن پر جِسے میں ماں کی جگہ دیتا تھا اُس پر یقین کیا تو اُس نے کیسے مجھے دھوکہ دیا۔جس پر یقین کرنا چاہیے تھا۔جسے مان دینا چاہیے تھا۔۔جو بنی ہی یقین کے لیے ہے۔اُس کے ساتھ میں نے کیا کیا؟ کیا کیا میں نے۔۔

شامیر اب دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے دونوں ہاتھوں میں منہ دیے رو پڑا تھا۔

فرخندہ تڑپ اٹھی تھی۔

چھوٹا سا تھا جب امی ابو کی ڈیتھ ہوئی تھی۔انہوں نے اپنی ٹوٹتی سانسوں سے مجھے یہی کہا کہ میں اب بڑا ہوں۔مجھے آپ لوگوں کا خیال رکھنا ہے آپ سے کہیں چھوٹا ہوتے ہوئے بھی میں بڑا بن بیٹھا۔

اپنی خوشیاں اپنا بچپن مین نے یہ بزنس سنبھالنے میں لگا دیا۔اپنا سب کچھ آپ دونوں پر وار دیا۔آپ کو ماں کی جگہ دی۔۔ہمیشہ آپ کے ہر فیصلے کے آگے اپنا سر جھکایا۔اور

آپ نے کیا کیا میرے ساتھ۔۔میری ایک خوشی برداشت نہ کر سکی۔۔شامیر سسک پڑا تھا۔۔

پھر وہ میری زندگی میں آئی، جان بن گئی میری، میرا سکون، میرا سب کچھ تھی وہ۔
میں رشتوں کے معاملے میں واقعی میں بہت غریب ہوں۔ بچپن میں ماں باپ کو کھو دیا۔ آج ماں جیسی بہن کو بھی کھو دیا۔
۔۔اپنی جان کو کھو دیا۔۔ جس کی ایک پل کی دوری میری جان لے لیتی تھی۔۔اُسے اپنے ہاتھوں سے کھو دیا۔۔

اس نے تو کبھی آپ کو پلٹ کر جواب بھی نہیں دیا تھا۔کیوں کیا آپ نے اُس کے ساتھ ایسا۔۔۔۔۔شامیر چلایا تھا۔۔

آج میں کہتا ہوں شامیر دُرانی اس کے لائق نہیں تھا۔میں اُس کے لائق نہیں تھا۔۔وہ تو ایک اینجل ہے۔

کیا کروں میں؟کاش میں اس کی زندگی سے نکل جانے کا حوصلہ رکھتا۔مگر شامیر دُرانی اُسے کسی اور کی دسترس میں نہیں دیکھ سکتا۔یہی سب سے بڑی کمزوری ہے شامیر دُرانی کی،،،یہی سب سے بڑی کمزوری ہے۔شامیر زمین پر مکے مار مار کر چلانے لگا۔

فرخندہ نے آگے بڑھ کر شامیر کو سنبھالنا چاہا تھا۔

بس آپا آج سے میرا ہر رشتہ آپ سے ختم، مر گیا میں آج سے آپ کے لیے۔ اور آپ میرے لیے۔

آئندہ کبھی آپ کو اپنا چہرہ نہیں دیکھاؤں گا۔ شامیر زمین سے اٹھتا فرخندہ سے سرد لہجے میں بولتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چلا گیا۔

فرخندہ روتے ہوئے زمین پر دوزانو بیٹھ گئی تھی۔

سر ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟ گاڑی ایک ہوٹل کے سامنے رکتی دیکھ کر میرال نے سوال کیا۔

مِس میرال آپ سوال بہت کرتی ہیں۔

تھوڑی دیر تک آپ کو آپ کے تمام سوالوں کا جواب مل جائے گا۔

مراد خان اپنی طرف کا دروازہ کھول کر اترتے ہوئے بولا۔ میرال کی طرف کا دروازہ بھی مراد نے کھولا تھا۔

اُتریئے میم! مراد خان نے سینے کو خم کرتے ہوئے کہا تو میرال ناسمجھی سے مسکرا کر رہ گئی۔ کیونکہ مراد خان کے انداز و اطوار آج بدلے ہوئے تھے۔

مراد میرال کو لے کر ایک الگ تھلگ ٹیبل کی طرف آیا تھا۔

بدکردار

مراد خان نے میرال کی چیئر کھسکا کر پیچھے کی تھی اور اسے بیٹھنے کو کہا۔ میرال شکریہ ادا کرتی بیٹھ چکی تھی۔

مراد خان اس وقت بلو جینز اور وائٹ شرٹ اور وائٹ ہی کوٹ میں ملبوس تھا۔ نہایت ہی شاندار لگ رہا تھا۔ آج مراد خان کی شفاف آنکھوں کی چمک ہی کچھ اور تھی۔

تھوڑی ہی دیر بعد ویٹر کیک لے کر آیا تھا۔ میرال حیران ہوئی تھی اس کیک پر میرال کا نام لکھا ہوا تھا۔

ہیپی برتھڈے میرال! مراد خان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ میرال حیران ہوئی۔ سر آپ کو کیسے پتہ چلا کہ آج میری برتھڈے ہے۔ میرال ابھی تک حیران تھی۔

مِس میرال جو دل کے قریب ہوتے ہیں ان کی ہر بات معلوم ہوتی ہے۔ مراد خان کی آنکھوں میں جذبات کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔

میرال نے دھڑکتے دل کے ساتھ نظریں چرائی تھیں۔ مراد خان نے میرال کو چھری تھمائی تھی۔

میرال نے کیک کاٹا تھا۔ ویٹر اتنی دیر میں ڈرنکس لے آیا تھا۔

میرال اپنی ڈرنک پینے لگی۔

مراد خان مسکراتے ہوئے میرال کو دیکھ رہا تھا۔

بدکردار

میرال نے اپنی ڈرنک ختم کی تو اسے گلاس میں کوئی چیز دکھائی دی تھی۔ میرال نے دیکھا تو اس میں رنگ تھی۔

میرال نے سوالیہ نظروں سے مراد خان کو دیکھا تو مراد خان مسکرایا تھا۔

میرال نے وہ رنگ ہاتھ میں پکڑ کر مراد خان کو دیکھا تو مراد خان نے میرال کے دونوں ہاتھ پکڑے تھے۔ میرال میں آپ سے بہت محبت کرتا ہوں۔ پہلی ہی نظر میں میں آپ کا اسیر ہو گیا تھا۔ اور یہ محبت کب دیوانگی اختیار کر گئی مجھے پتہ ہی نہیں چلا۔ میں پورے دل سے آپ کو اپنا تا ہوں۔ آپ کو قبول ہے میری ہمراہی میں آنے گا۔ میرے سنگ زندگی کی خوشیاں اور غم بانٹنے کا۔ مراد خان مخمور لہجے میں گھمبیر تا آواز میں بولا۔

میرال نے سرخ چہرے کے ساتھ اپنے ہاتھ کھینچے تھے۔ مراد خان مسکرایا تھا۔ میرال کا سرخ چہرہ دیکھ کر۔ اگر آپ کا جواب ہاں ہے تو میں یہ رنگ آپ کو پہنانا چاہتا ہوں۔

مراد خان میرال کو گہری نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔

میرال نظریں جھکائے خاموشی سے لب کاٹنے لگی۔

میرال کو خاموش دیکھ کر مراد خان پریشان ہوا تھا۔

آئی ایم سوری سر! میں یہ رنگ قبول نہیں کر سکتی۔ اصل میں ذہنی طور پر خود کو اس کے لیے تیار نہیں کر پا رہی۔ میرال آہستگی سے بولی۔

مراد خان کی چمکتی آنکھوں کی جوت پل میں بجھی تھی۔

مِس میرال میں جانتا ہوں یہ فیصلہ آپ کے لیے مشکل ہے۔

مِس میرال آپ کو سوچنے کا وقت چاہیے تو لیجیئے پلیز جتنا آپ لینا چاہیں مگر پلیز آپ سے ریکویسٹ کرتا ہوں فیصلہ میرے حق میں ہونا چاہیے۔۔کیونکہ میں اب آپ کے بغیر جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

اگر آپ مجھے ساری زندگی انتظار کرنے کا کہیں گی تو بھی مراد خان کو اپنا انتظار کرتا پائیں گی۔

مراد خان میرال کو دیکھتے ہوئے مسکرایا تھا۔جو چہرے پر خفت لیے اسے دیکھ رہی تھی۔مراد خان کے چہرے پر پھیلا کرب میرال کو گلٹ میں مبتلا کر رہا تھا۔

میرال اور مراد خان واپس آرہے تھے۔گاڑی میں گہری خاموشی پھیلی ہوئی تھی۔

میرال گاڑی سے باہر دیکھ رہی تھی۔اچانک ہی ایک گاڑی اِن کی گاڑی کو کراس کرتے ہوئے اِن کی گاڑی کے آگے آکر اُس نے بریک لگائی تھی۔

مراد خان بروقت بریک نہ لگاتا تو بہت بُری طرح تصادم ہوتا۔اچانک لگنے والی بریک سے میرال نے مشکل سے خود کو ڈیش بورڈ سے ٹکرانے سے بچایا تھا۔

بدکردار

میرال نے غصے سے سامنے دیکھا تو اس گاڑی میں سے شامیر دُرانی کو نکلتے دیکھ کر میرال کے اوسان خطا ہوئے تھے۔

مراد خان بھی حیرانگی سے اپنے سامنے شامیر دُرانی کو دیکھ رہا تھا۔

شامیر دُرانی اِس وقت بلیک جینز پر وائٹ شرٹ اور بلیک کوٹ پہنے ہوئے تھا آنکھوں پر گلاسز لگائے بہت سمارٹ لگ رہا تھا۔ چہرے پر انتہا کی سرخی چھائی ہوئی تھی۔

شامیر دُرانی اپنے گلاسز اتارتے ہوئے غصے سے آگے بڑھتا میرال کی طرف کا دروازہ کھول کر اُسے کلائی سے پکڑ کر کھینچتے ہوئے باہر نکالا تھا۔ مراد خان یہ دیکھ کر اپنی طرف کا دروازہ کھول کر باہر نکلا۔

یہ کیا حرکت ہے تمھاری،، ہمت بھی کیسے ہوئی میرال کا ہاتھ پکڑنے کی،،، مراد خان شامیر کا گریبان پکڑتے ہوئے غرایا۔

شامیر نے ایک جھٹکے سے اپنا گریبان چھڑوایا تھا۔ شامیر نے میرال کو کلائی سے پکڑ کر اپنے پیچھے کیا تھا۔ شامیر نے مراد خان کا گریبان پکڑا تھا۔

میرے اور میرال کے معاملے سے دور رہو۔ سمجھے تم،،۔ ورنہ تمھیں اوپر پہنچانے میں،،، میں ایک پل نہیں لگاؤں گا۔ شامیر سرد آواز میں دھاڑا۔

شامیر یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟ میرال غصے سے چلائی۔

شامیر نے پلٹ کر میرال کو گھور کر دیکھا تھا۔ ششش ایک لفظ نہیں میرال۔ شامیر نے اپنے ہونٹ پر انگلی رکھ کر میرال کو خاموش رہنے کا کہا۔

اپنی بکواس بند کرو شامیر،،، میں مراد خان ہوں۔ میں تمھاری دھمکیوں سے ڈرنے والا نہیں۔ تمھارا میرال پر اب کوئی حق نہیں ہے۔ خبردار تم نے اُس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا تو۔۔۔ مراد خان غصے سے دھاڑا۔

حق کی بات کر رہے ہو۔ جب مجھے لگتا تھا کہ میرا اِس پر کوئی حق نہیں ہے تب بھی میں اِس کے پاس کسی کا سایہ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اب تو میں مکمل حق رکھتا ہوں۔ بیوی ہے یہ میری۔۔۔ آئندہ میں تمھاری زبان سے اِس کا نام بھی نہ سنوں۔ سمجھے تم۔۔۔

شامیر یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ آپ پاگل ہو چکے ہیں میرال چلائی۔۔

میرال میں نے کہا ناں،،۔ تم خاموش رہو۔۔ تم سے میں بعد میں بات کرتا ہوں۔ شامیر سرد آواز میں بولتا میرال کو خاموش کر گیا تھا۔ اُس سے پہلے مراد آگے بڑھتا شامیر کے گارڈز گاڑی سے نکلتے مراد خان کو چاروں طرف سے گھیرتے ہوئے اُس پر بندوقیں تان لی تھیں۔

میرال نے چیخ ماری تھی۔

بدکردار

شامیر پلیز۔۔۔مراد سر کو کچھ مت کرنا۔۔میں آپ کے ساتھ چلتی ہوں۔میرال کپکپائی آواز میں بولی تھی۔

شامیر نے سختی سے مٹھیاں بھینچ کر،،۔میرال پر اپنی سرد خونخوار نظریں گاڑھیں تھیں۔

میرال آپ نہیں جائیں گی۔اِس انسان کے ساتھ چاہے آج میری موت ہی کیوں نہ ہو جائے۔مراد چلایا تھا۔۔۔

شامیر مسکراتا ہوا میرال کا ہاتھ پکڑ کر اُسے گاڑی میں ڈالتا وہاں سے گاڑی بھگا کر لے گیا۔

شامیر سرد انداز میں ڈرائیونگ کر رہا تھا۔میرال خاموشی سے سپاٹ چہرہ لیے بیٹھی تھی۔

شامیر نے غصے سے گاڑی کی سپیڈ بڑھائی تھی۔شامیر کا دل کر رہا تھا گاڑی کہیں بھی دے مارے۔

میرال مراد خان کی خاطر اس کے ساتھ گاڑی میں بیٹھنے کو تیار ہوئی تھی۔

شامیر پلیز مراد سر کو چھوڑ دیں۔میں نے آج ہی ان کا شادی کا پرپوزل ریجیکٹ کر دیا ہے۔میرال شامیر کی طرف دیکھتے ہوئے التجائیہ لہجے میں بولی..

بدکردار

واٹ! شامیر نے گاڑی کو بریک لگائے تھے۔

اس کی اتنی ہمت کہ اس نے تمھیں پرپوز کیا۔شامیر نے سٹیرنگ پر زور سے ہاتھ مارا۔

دل تو کر رہا تھا مراد خان کی جان لے لے۔

شامیر مسئلہ کیا ہے آپ کے ساتھ؟ طلاق دے چکے ہیں آپ مجھے۔کوئی بھی مجھے پرپوز کر سکتا ہے۔میرے ساتھ کی خواہش کر سکتا ہے آپ ہوتے کون ہیں میرے معاملات میں بولنے والے؟ میرال اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے سرخ چہرے کے ساتھ بولی..

کوئی بھی تمھاری خواہش نہیں کر سکتا۔کوئی بھی تمھارے بارے میں سوچ نہیں سکتا۔ کوئی تمھیں پانے کی چاہ نہیں کر سکتا کیونکہ تم ازل سے میری ہو اور تا قیامت صرف میری رہو گی۔شامیر اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتا ہوا دیوانہ وار اس کے چہرے پر جھکا تھا۔

میرال نے شامیر کے ہاتھ بُری طرح جھٹکے تھے۔شامیر کیوں مجھے میری نظروں میں گرا رہے ہیں۔خدا کے لیے مجھے مت چھویں۔آپ اتنا گر جائیں گے میں نے سوچا نہ تھا۔سمجھ کیوں نہیں آتا آپ کو۔میرے اور آپ کے بیچ اب کوئی تعلق نہیں ہے۔غیر محرم ہیں آپ میرے لیے۔میرال ضبط کرنے کے باوجود سسک پڑی تھی۔

نہیں ہوں غیر محرم۔تم آج بھی میری بیوی ہو۔نہیں ہوئی ہمارے درمیان طلاق۔

شامیر میرال کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے بولا۔

شش شش شامیر یہ کک کیا کہہ رہے ہیں آپ؟ میرال کی آواز کانپی تھی۔

شامیر کی آنکھوں سے آنسو گر کر میرال کے ہاتھ کی پشت پر گرے تھے۔

میرال میں نے تمھیں طلاق نہیں دی تھی۔ وہ سائن جعلی تھے۔ میں نے ان پیپرز پر سائن نہیں کیے تھے۔

تمھارے بھیجے ہوئے خلع کے پیپرز پر میرے سائن نہیں تھے۔ مجھے یہی لگا کہ میں نے نشے کی حالت میں اس پر سائن کیے ہیں مگر وہ سائن فرخندہ آپا نے کروائے تھے۔ انہون نے مجھے یقین دلایا کہ وہ میرے کیے ہوئے ائن ہیں۔ شامیر بھیگی اور سرخ آنکھوں سے میرال کو تمام حقیقت سے اشکار کر گیا۔

اور ہمیشہ کی طرح آپ نے اس پر یقین کیا جو آپ کو دکھایا گیا۔ ہو سکتا ہے ابھی بھی آپ کو جو دکھایا گیا ہو وہ بھی جھوٹ ہو۔ چال ہو فرخندہ آپا کی مجھے رسوا کرنے کی۔ میرال نے نفرت سے اپنے ہاتھ شامیر کے ہاتھوں سے چھڑائے۔

نہیں میرال ایسا نہیں ہے۔ اس دفعہ میں نے خود پر یقین کیا ہے۔ یہ سچ ہے تم آج بھی صرف میری ہو۔ اس بات کی گواہی میرا دل چیخ چیخ کر دے رہا ہے۔ پچھلے دو سالوں سے میرا دل یہی کہہ رہا تھا کہ تمھارے اور میرے درمیان تعلق آج بھی ہے کیونکہ شامیر دُرانی مر تو سکتا ہے تمھیں چھوڑ نہیں سکتا۔ یہ ہاتھ کٹ تو سکتے تھے مگر ان پیپرز پر سائن نہیں کر سکتے تھے۔ میرال تم آج بھی میری ہو صرف میری ہو۔

یہی میرے جذبوں کے سچے ہونے کی صداقت ہے۔ خدا نے آج بھی تمھیں صرف میرا بنا کر رکھا ہے۔ شامیر نے میرال کا ہاتھ پکڑ کر اس پر شدت سے اپنا لمس چھوڑا.

میں نہیں مانتی یہ سب کچھ۔ آپ کچھ بھی کہیں میں آپ کو اپنا شوہر نہیں مان سکتی۔ میرال نے اپنا ہاتھ چھڑواتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔ تمھارے ماننے یا نہ ماننے سے کیا ہوتا ہے۔ تم میری بیوی ہو۔ میری میرال ہو اور یہی حقیقت ہے۔ اس کو جتنی جلدی مان لو تمھارے لیے بہتر ہے۔ ورنہ تمھیں منوانے کے میرے پاس بہت سے طریقے ہیں۔

شامیر سرد انداز میں کہتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا۔

کہاں لے کر جا رہے ہیں مجھے؟ میرال نے گاڑی کو انجان راستے پر دیکھ کر پوچھا تھا۔

وہیں پر جہاں تمھیں منانے کا پہلا طریقہ آزماؤں گا۔ شامیر ونڈ سکرین پر نظریں جمائے سنجیدہ لہجے میں بولا تھا۔

شامیر گاڑی روکیں میں آپ کے ساتھ کہیں نہیں جاؤں گی۔ میرال نے کہتے ہی گاڑی کا دروازہ کھولنے کی کوشش کی تھی جو لاک تھا۔

ویسے تو دروازہ لاک ہے میری جان پھر بھی تمھیں بہت شوق ہو رہا ہے کودنے کا تو میں اَن لاک کر دیتا ہوں۔ زیادہ کچھ نہیں ہو گا صرف دو چار ہڈیاں ٹوٹیں گی۔ شاید چلنے سے ہمیشہ کے لیے محروم ہو جاؤ۔ یقین مانو مجھے پھر بھی تم قبول ہو گی پورے دل کے ساتھ۔

شامیر سنجیدہ لہجے میں بولا تو میرال نے غصے سے شامیر کو دیکھا تھا۔جو ہنوز سپاٹ لہجے میں ڈرائیو کر رہا تھا جس کے چہرے پر شرارت کی کوئی رمق نہیں تھی۔

\-

شامیر نے گاڑی اپنے فارم ہاؤس پر روکی تھی۔میرال نے آنکھیں پھاڑ کر خوفزدہ نظروں سے فارم ہاؤس کو دیکھا تھا۔

شامیر گاڑی سے اترتا میرال کی طرف کا دروازہ کھولا۔میرال باہر آؤ پلیز۔شامیر میرال کو سٹل گاڑی میں جما دیکھ کر بولا۔

میں نہیں آؤں گی آپ کچھ بھی کر لیں۔میرال نے خوف سے آنکھیں میچیں تھیں۔

شامیر اس کا خوف دیکھ کر مسکرایا تھا۔شامیر جانتا تھا اس کا خوفزدہ ہونا بنتا ہے وہ ابھی تک اس حقیقت کو ماننے سے انکاری تھی کہ وہ آج بھی اس کا شوہر ہے۔شامیر یہی خوف تو ختم کرنا چاہتا تھا۔اسے یقین دلانا چاہتا تھا کہ ان کا رشتہ آج بھی پاکیزہ ہے وہ آج بھی اس کی ہے۔

میرال تمھیں باہر نکالنے کے میرے پاس بہت سے طریقے ہیں میری جان۔مجھے مجبور مت کرو میں وہ طریقے اپناؤں۔شامیر نے بہت محبت سے میرال کو پچکارتے ہوئے کہا۔

میرال نے جلدی سے گاڑی کا دروازہ بند کرنا چاہا تھا اسی اثناء میں شامیر نے بھی گاڑی کے دروازے میں ہاتھ ڈالا تھا۔ میرال کے زور سے دروازہ بند کرنے سے بہت بُری طرح گاڑی میں شامیر کا ہاتھ کچلا گیا.. شامیر درد سے کراہا۔ میرال ایک دم سے دروازہ کھول کر باہر نکلی. شامیر کے ہاتھ کی انگلیاں بُری طرح دروازے میں آئیں تھیں۔

شدید تکلیف شامیر کے چہرے پر عیاں تھی۔

سوری شامیر۔۔۔۔۔۔ مجھے پتہ نہیں چلا میں ایسا نہیں چاہتی تھی۔ میرال گھبرائے ہوئے انداز میں بولی تھی۔ تم کیوں سوری کر رہی ہو میری جان ان دو سالوں میں پتہ نہیں کتنی دفعہ ان ہاتھون کو ایذاء دے چکا ہوں اب تو اس درد کی مجھے عادت ہو گئی ہے۔ شامیر میرال کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام کر پیار سے بولا تھا۔

شامیر میرال کا ہاتھ پکڑے اندر لایا۔ میرال نے پوری قوت سے اپنا ہاتھ چھڑوانا چاہا تھا۔ میرال کا ہاتھ شامیر کے زخمی ہاتھ میں ہونے کے باوجود وہ چھڑوا نہ سکی تھی۔ شامیر کی گرفت کافی مضبوط تھی۔

شامیر چھوڑیں مجھے۔ میں آپ کے ساتھ کہیں نہیں جاؤں گی۔ آپ کو ایک دفعہ کی بات کیوں نہیں سمجھ آتی۔ میرال غصے سے چلائی تھی۔

شامیر میرال کو ایک خوبصورت اور کافی بڑے کمرے میں لایا تھا۔ اور دروازہ اندر سے لاک کیا۔

شامیر آپ دروازہ کیوں لاک کر رہے ہیں۔

میرال ہکلاتے ہوئے بولی۔

شامیر میرال کی طرف آہستہ آہستہ بڑھنے لگا۔ میرال اپنے قدم پیچھے کو بڑھاتی ہوئی دیوار کے ساتھ جالگی تھی۔

میرال آنکھیں بند کیے لرزتے ہوئے وجود کے ساتھ دیوار کے ساتھ چپکی کھڑی تھی۔

شامیر کے لب مسکرائے تھے۔

شامیر نے اپنے دونوں ہاتھ میرال کی اطراف دیوار کے ساتھ پِن کیے۔

شامیر نے اپنے دہکتے ہوئے لب اس کی ٹھوڑی پر رکھے۔ میرال تڑپ اُٹھی تھی۔ اور میرال کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تھے۔ شامیر نے اپنے لبوں سے میرال کے آنسو چننے لگا۔

پلیز شامیر مت کریں میرے ساتھ ایسا۔ مجھے خود سے نفرت کرنے پر مجبور مت کریں۔ میرال بے بسی کے احساس سے سسک پڑی تھی۔

شامیر دُرانی جتنا بھی غلط ہو میرال تمھاری عزت آج بھی میرے لیے سب سے قیمتی ہے۔ جب تک مجھے لگا کہ تم پر میرے تمام حقوق ختم ہو گئے ہیں میرال میں تمھارے آس پاس بھی نہیں پھٹکا۔ اگر آج میں تمھارے قریب ہوں تو میرا یقین کرو میرال ہمارا رشتہ بہت پاک ہے۔ تم آج بھی میرے نکاح میں ہو۔

میرا یقین کرو میری جان میں نے وہ پیپرز سائن نہیں کیے تھے۔شامیر کہتا ہوا میرال کے ہونٹوں پر جھکا شدت سے انھیں اپنی دسترس میں لیا تھا۔شامیر میرال کی سانسوں کو اپنے اندر اتارنے لگا تھا۔شامیر کے لمس میں بے انتہا شدت تھی دیوانگی تھی۔ برسوں کی تشنگی تھی۔اتنی شدت تھی کہ میرال کی جان نکالنے کے در پر تھا۔میرال کے ہاتھ شامیر نے دیوار کے ساتھ پِن کیے ہوئے تھے۔میرال کی سانسیں اپنے اندر انہیل کرتے شامیر کی رگ وجاں میں سکون اتر رہا تھا۔

شامیر کا پورا وجود مہک اُٹھا تھا۔

میرال کی سانسیں آہستہ آہستہ مدھم پڑنا شروع ہوئیں تو شامیر میرال سے الگ ہوا۔شامیر نے میرال کے لرزتے وجود کو اپنی بانہوں میں بھر کر سینے سے لگایا تھا اور اس کی کمر پر اپنی گرفت مضبوط کی تھی۔

شامیر نے اب اپنے دہکتے ہوئے لب میرال کے کندھے پر رکھے تھے۔میرال ہلکا سا کسمسائی تھی اور شامیر کے حصار سے نکلنا چاہا مگر شامیر کی گرفت مضبوط ہونے کی وجہ سے وہ شامیر سے دور نہ ہو پائی تھی۔

شامیر نے اسے دوبارہ سے دیوار کے ساتھ لگایا تھا۔شامیر نے اس کے شرم سے سرخ پڑتے چہرے کو غور سے دیکھا۔

مجھ سے جھوٹ کیوں بولا تھا کہ تمھاری منگنی ہو چکی ہے۔ ہمم۔۔۔۔۔۔ تمھیں کیا لگا تھا کہ میں اس حقیقت کو مان لوں گا۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں جس طرح میں تمھارا ہوں تم بھی صرف میرے لیے بنی ہو۔ شامیر میرال کے سرخ لبوں پر اپنا انگوٹھا پھیرتا ہوا بولا۔۔

اس سے پہلے شامیر میرال کے ہونٹوں پر دوبارہ جھکتا میرال نے شامیر کو دھکا دیتے ہوئے سائیڈ ٹیبل سے اپنا بیگ پکڑتی تیزی سے واش روم میں گھس گئی۔۔ شامیر تیزی سے میرال کے پیچھے گیا تھا مگر میرال نے دروازہ اندر سے لاک کر لیا۔

میرال باہر آؤ میری جان۔ شامیر نے زور سے دروازہ کھٹکٹایا۔۔

میرال جو دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے لمبے لمبے سانس لے رہی تھی۔ شامیر کے دروازہ کھٹکٹانے پر ہڑبڑا کر رہ گئی۔ میرال نے جلدی سے بیگ سے اپنا موبائل نکال کر دیکھا جس پر مراد خان کی ہزاروں مِسڈ کالز تھیں۔

میرال نے جلدی سے مراد خان کو میسج کیا کہ وہ بالکل ٹھیک ہے اور اپنے گھر میں ہے۔ وہ مراد خان کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔

میرال نے لمبا گہرا سانس لے کر خدا کا شکر ادا کیا تھا کہ مراد خان خیریت سے ہے۔

مراد خان کا میسج پڑھنے کے بعد میرال کے نمبر پر مراد خان کی کال آنا شروع ہوئی۔

میرال نے گھبراتے ہوئے کال کاٹی تھی۔میرال نے شکر ادا کیا تھا کہ سیل فون سائلنٹ پر ہے ورنہ پتہ نہیں باہر کھڑا جنگلی سنکی انسان کیا کرتا۔

ڈارلنگ پلیز باہر آؤ۔۔۔۔شامیر نے دروازہ کھٹکٹاتے ہوئے میرال کو دوبارہ سے پیار سے پکارا۔۔

میرال سُنی اَن سُنی کرتی ہوئی واش روم کے چکر لگانے لگی۔

مراد خان کی پھر سے کال آنا شروع ہو چکی تھی۔میرال نے ایک نظر بند دروازے کو دیکھا۔۔جہاں مسلسل شامیر دروازہ ناک کر رہا تھا۔دوسری نظر موبائل کو دیکھا جہاں مسلسل مراد خان کی کال آرہی تھی۔

میرال کے ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہوئے

میرال نے سر ہاتھوں میں تھاما تھا وہ کرے تو کیا کرے۔

شامیر مسلسل دروازہ کھٹکٹا رہا تھا مگر میرال دروازہ نہیں کھول رہی تھی۔

اتنے عرصے کے بعد میرال کے ہونٹوں کا جام پینے کے بعد شامیر کی پیاس اور بڑھ چکی تھی اسے سینے کے ساتھ لگانے کے بعد شامیر بے حد بے چین ہو گیا تھا۔میرال سے دوری اب شامیر کی جان پر بن آئی تھی۔میرال مجھے مجبور مت کرو کہ میں یہ دروازہ توڑ دوں۔اگر میں نے یہ دروازہ کھولا تو میں تمھارے ستھ وہی کروں گا جو تم سوچ رہی ہو کہ

میں تمھارے ساتھ کرنے والا تھا۔ اس لیے شرافت سے دروازہ کھولو میری جان۔

شامیر نے دوبارہ سے زور سے دروازہ کھٹکٹایا۔

میرال نے ایک نظر موبائل کو دیکھا جہاں ابھی تک مراد خان کی کال آرہی تھی۔

مراد خان کو مطمین کرنا ضروری تھا کیونکہ مراد خان کے اثرورسوخ کافی زیادہ تھے۔

مراد خان مطمین نہ ہوا تو کوئی بعید نہ تھی کہ مراد خان شامیر کے اس ٹھکانے کا پتہ لگا لے۔ اگر ایسا ہوا تو یقینا بہت بُرا ہونا تھا۔

میرال نے واش روم کو ایک نظر دیکھا۔ یہ بہت بڑا واش روم تھا جس میں ایک بہت بڑا باتھ ٹب تھا۔ خوبصورت چمچماتے واش بیسن۔ میرال نے جلدی سے واش بیسن کے نل کھولے تھے۔ روف شاور آن کیا تھا اور باتھ ٹب میں بھی شاور آن کیا تھا۔

میرال نے جلدی سے مراد خان کی کال رسیو کی۔

ہیلو میرال کیسی ہو تم؟ کہاں ہو تم؟ تم ٹھیک تو ہو؟ وہ تمھیں کہاں لے کر گیا ہے۔ مراد خان کی بے قرار بے چین آواز سپیکر پر گونجی۔

میں شامیر کے فلیٹ پر ہوں۔۔ مگر وہ یہاں نہیں آیا۔ میرال جلدی سے بولی۔۔

تم ٹھیک ہوناں۔ مراد خان ایک ہی سانس میں بے حد بے تابی اور فکرمندی سے بولا

۔۔

مراد خان کی آواز میں بے تابی محسوس کر کے میرال کی آنکھوں میں آنسو آئے تھے۔

بدکردار

سر میں بالکل ٹھیک ہوں۔شامیر مجھے میرے گھر ڈراپ کر گیا ہے۔اس نے مجھے بالکل ہارم نہیں کیا۔آپ میری فکر نہ کریں۔میرال لہجے میں بشاشت سمو کر بولی۔

میرال تم سچ کہہ رہی ہو ناں۔مراد خان کی آواز میں ڈھیروں پریشانی تھی۔

جی سر میں سچ کہہ رہی ہوں میں بالکل ٹھیک ہوں۔میرال کے بتانے پر مراد خان نے سکھ کی سانس لی تھی۔

میرال یہ پانی کی آواز کہاں سے آرہی ہے؟مراد خان مشکوک لہجے میں بولا تھا۔وہ ابھی تک مطمئن نہیں ہو پارہا تھا۔

وہ سر وہ یہ پانی ہاں کچن میں سنک کا نل کھلا ہوا ہے میں بند کرنا بھول گئی۔

میرال نے گھبراتے ہوئے ایک اور جھوٹ بولا۔۔

اچھا سر میں رکھتی ہوں خدا حافظ۔

میرال نے جلدی سے فون بند کر کے کال ہسٹری ڈلیٹ کی تھی اور فون آف کر کے اپنے بیگ میں ڈالا۔۔

میال دیوار سے ٹیک لگا کر گہرے گہرے سانس لینے لگی اسے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی شامیر اور وہ آج بھی نکاح میں ہیں وہ ابھی بھی اس کا شوہر ہے۔وہ اس چیز کو اکسیپٹ نہیں کر پارہی تھی۔

بدکردار

شامیر حیران ہو رہا تھا اندر سے پانی گرنے کی آواز آ رہی تھی۔ میرال اندر کیا کر رہی ہے۔۔

شامیر کافی دیر تک باہر ویٹ کرتا رہا تھا مگر میرال باہر آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ نہ ہی اس کے بار بار دروازہ کھٹکٹانے پر وہ کوئی جواب دے رہی تھی۔ شامیر اب پریشان ہو گیا تھا اسے میرال کی بے حد فکر ہو رہی تھی۔

شامیر باہر جا کر مختلف کیز لایا۔ اور واش روم کا دروازہ کھولنے لگا۔

کچھ کیز ٹرائی کرنے کے بعد شامیر کو مطلوبہ چابی مل گئی تھی شامیر نے دروازہ کھولنے سے پہلے میرال کو آواز دی۔ میرال میں اندر آ رہا ہوں میری جان۔

میرال نے ہڑبڑاتے ہوئے دروازے کو دیکھا جہاں سے شامیر دُرانی اندر آ رہا تھا میرال گھبراتے ہوئے پیچھے کو ہوئی تھی۔ پاؤں پھسلنے کیوجہ سے میرال باتھ تب میں جا گری باتھ ٹب میں پانی ہونے کی وجہ سے میرال پوری طرح بھیگ چکی تھی۔

شامیر کے ہوش صحیح میں ٹھکانے لگے تھے میرال کو یوں دیکھ کر۔ کپڑے گیلے ہونے کی وجہ سے بدن کے ساتھ چپکے ہوئے تھے۔۔ کپڑوں کے اندر سے اس کے بدن کی رعنائیاں صاف واضح ہو رہی تھی۔۔ میرال سہمی سی کھڑی شاویز کو دیکھ رہی تھی۔۔ میرال کو ایسے دیکھ کر شامیر کا دل اچھل کر حلق میں آیا۔

اس سے پہلے میرال باتھ ٹب سے نکلتی۔شامیر بھی باتھ ٹب میں گھس چکا تھا۔شش

شامیر یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟

باتھ ٹب کارومینس۔شامیر میرال کو بانہوں میں لیے اس کی کان کی لو کو چومتے ہوئے

بولا۔۔

شامیر پلیز مجھے مت چھوئیں۔میں اس رشتے کو نہیں مانتی۔

میں نے کہاناں تمھارے ماننے یا نہ ماننے سے کیا ہوتا ہے میں تمھارا شوہر ہوں اور تم

میری بیوی،میری جان ہو۔شامیر نے مدہوش ہوتے میرال کے ہونٹوں کو دوبارہ سے

اپنی دسترس میں لیا تھا۔

میرال نے جھٹکے سے خود کو چھڑوایا تھا۔آپ کو سمجھ کیوں نہیں آرہا۔میں نہیں مانتی

آپ کے اور میرے رشتے کو۔

میرے لیے آپ ابھی بھی نامحرم ہیں کیوں مجھے خود سے گھن کھانے پر مجبور کر رہے

ہیں۔میرال چیختے ہوئے بولی۔میرال کی آواز کافی اونچی تھی۔شامیر نے میرال کو خود

کے حصار سے آزاد کیا تھا۔

میال باتھ ٹب سے نکلتی غصے سے دروازہ کھولتی باہر چلی گئی تھی۔

شامیر بے چینی سے لب کاٹتا ہوا باتھ ٹب سے نکلا تھا۔کافی دیر تک وہ فق چہرے کے

ساتھ باتھ ٹب کے کنارے پر سر ہاتھوں میں تھام کر بیٹھا رہا۔

میرال باہر آکر کانپتے ہوئے اپنے دوپٹے کو ڈھونڈا۔

اور اچھی طرح دوپٹہ خود پر اوڑھتی باہر جانے لگی ہی تھی کہ اسے یاد آیا کہ اس کا پرس اندر رہ گیا ہے۔ میرال نے غصے سے سر جھٹکتی ہوئی دروازہ کھولا ہی تھا کہ شامیر نے اپنا مضبوط ہاتھ رکھ کر دروازہ بند کیا تھا۔

کہاں جا رہی ہو؟ شامیر نے سرد انداز میں پوچھا۔

میں اس وحشت زدہ اور گھٹن زدہ ماحول سے باہر جا رہی ہوں اپنے گھر جا رہی ہوں۔

میرال غصے سے بولی۔

اس حلیے میں جاؤ گی۔ یوں بھیگا سراپہ لے کر۔

شامیر نے میرال کو سرخ آنکھوں سے گھورا تھا۔

اس حلیے میں جانے میں آپ نے ہی مجھے مجبور کیا ہے۔ میرال اپنے دوپٹے سے اچھی طرح خود کو ڈھانپتے ہوئے تلخی سے بولی تھی۔

ٹھیک ہے تم صحیح کرو میں تمھیں چھوڑ آتا ہوں۔ شامیر اس کے سراپے سے نظریں چراتے ہوئے بولا تھا۔ ورنہ اسے اس حلیے میں دیکھ کر شامیر کا خود پر قابو پانا بہت مشکل ہو گیا تھا۔

میرال نے شامیر کو ایک نظر دیکھا تھا جو اس سے نظریں چرائے کھڑا تھا۔ میرال نے خود کو دیکھا تو اس کے کپڑے گیلے ہونے کی وجہ سے اس کے جسم کے ساتھ چپکے ہوئے

تھے۔ کپڑوں کے اندر سے بدن بھی جھلک رہا تھا۔ میرال کا چھوٹا سا دوپٹہ سب کچھ چھپانے میں ناکام تھا۔ میرال خاموشی سے سرخ رنگت کے ساتھ اندر کو آئی۔۔

شامیر نے اسے الماری سے ایک لیڈیز سوٹ نکال کر دیا تھا۔ میرال نے اسے دیکھتے ہی پہچان لیا تھا وہ اسی کا ہی تھا۔

وہ شامیر کے ساتھ یہاں کتنی دفعہ آ چکی تھی اس کے کافی ڈریسز تھے یہاں پر۔

میرال نے نظریں جھکائے وہ ڈریس تھاما اور خاموشی سے اسے تھامے ڈریسنگ روم میں چلی گئ تھی۔

میرال ڈریس چینج کر کے آئی تو شامیر اس کا بیڈ پر بیٹھا انتظار کر رہا تھا۔

میرال کے آنے پر وہ بنا اس پر نظر ڈالے کمرے سے باہر نکل گیا۔ میرال خاموشی سے شامیر کے پیچھے ہولی۔

شامیر نے خاموشی سے ڈرائیونگ کرتا ہوا اسے اس کے گھر پر اتارا۔ اس سے پہلے وہ اترتی شامیر کی آواز پر وہ رکی تھی۔

میرال تم میری بیوی ہو اور یہی حقیقت ہے میں آئندہ تمھیں اس مراد خان کے قریب بھی نہ دیکھوں۔ تم اسے میری التجا سمجھو یا وارننگ۔ یہ تم پر ڈپینڈ کرتا ہے۔

شامیر سنجیدہ خشک لہجے میں بولا تھا۔

میرال بنا کوئی جواب دیے خاموشی سے دروازہ کھول کر اندر چلی گئ تھی۔

میرال گھر آکر کافی بے چین تھی۔ کیا یہ واقعی میں سچ ہے کہ وہ آج بھی شامیر دُرانی کی بیوی ہے۔

میرال اپنے کمرے میں بے چینی اور اضطرابی کیفیت میں ٹہلنے لگی اس حقیقت کو اس کا دل ماننے سے انکاری تھا نہ ہی وہ اپنے دل میں خوشی کی کوئی رمق محسوس کر پا رہی تھی۔ بے شک گزرے ان دو سالوں میں وہ شامیر دُرانی کو بھول نہیں پائی تھی. مگر آج اس کے واپس لوٹنے پر اس کا دل کوئی خوشی محسوس نہیں کر پا رہا تھا۔ اس کا دل جیسے ٹھہر گیا تھا، رک گیا تھا، آگے سے بڑھنے سے انکاری تھا۔

شامیر دُرانی آج بھی ویسا ہی ہے۔ اس کے لیے جنونی، اس کے لیے پوزیسو۔ اس کا دہکتا لمس محسوس کر کے میرال پر اچھی طرح واضح ہو گیا تھا۔ اس کی جنونیت پہلے سے زیادہ دیوانگی اختیار کر گئی ہے۔ اس کے لمس میں، اس کی باتوں میں جدائی کی تڑپ تھی، دیوانگی تھی، جنونیت تھی، محبت تھی، عشق تھا مگر شرمندگی نہ تھی۔ اس نے اس کے ساتھ جو کیا شامیر دُرانی نے ایک دفعہ بھی اس سے معافی نہیں مانگی تھی۔ وہ صرف ایک بات کا ذکر کرتا رہا کہ اس نے وہ پیپرز سائن نہیں کیے۔ مگر ایک دفعہ بھی اپنی غلطیوں کی معافی نہیں مانگی۔

بدکردار

وہ جتنا میرے لیے جنونی ہوتا جائے گا۔ اتنا ہی وہ مجھے اپنی مٹھی میں رکھنے کی کوشش کرے گا۔ جہاں سانس بھی مجھے اس کی مرضی سے لینا پڑے گا۔کیا زندگی گزارنے کے لیے ایک مرد کا ساتھ ہونا ضروری ہے؟ کیا عورت ایک مرد کے بغیر زندگی نہیں گزار سکتی؟ مجھے اپنی زندگی میں کسی مرد کا ساتھ نہیں چاہیے اس شامیر دُرانی کا تو بالکل بھی نہیں۔

میرال نے اپنا دکھتا سر دباتے ہوئے کراؤن کے ساتھ ٹیک لگائی تھی۔

میرال نے خوبصورت سا نفیس سی کڑھائی والا بلیک کلر کا فراک زیب تن کر رکھا تھا۔

فل آستین ہونے کے باوجود میرال کے دودھیا بازو نمایاں ہو رہے تھے۔

میرال نے اپنے خوبصورت بالوں کو سائیڈ سے ٹوسٹ کر کے باریک پِنز لگا کر بال کھلے چھوڑ رکھے تھے۔

ہونٹوں پر پنک لپ گلوز لگائے وہ بالکل تیار تھی آفس جانے کے لیے۔

میرال گلے میں دوپٹہ ڈالے اپنا بیگ اُٹھائے باہر گیٹ پر آئی ہی تھی کہ شامیر دُرانی کی گاڑی اس کے سامنے آکر رُکی تھی۔میرال کے دل کی دھڑکنیں یک دم تیز ہوئی تھیں۔

گاڑی میں سے شامیر دُرانی کے ساتھ فرخندہ اور شاہدہ بھی اتریں تھیں۔میرال نے انھیں دیکھ کر غصے سے اپنی نگاہیں پھیریں تھیں۔شامیر دُرانی گاڑی سے اُتر کر میرال

کے قریب آکر گہری اور استحقاق بھری نظروں سے میرال کو اوپر سے نیچے تک گھور کر دیکھا۔ اسے یوں تیار گلے میں دوپٹہ ڈالے گیٹ پر کھڑا دیکھ کر شامیر دُرانی کا غصے سے چہرہ سرخ ہوا تھا۔

فرخندہ اور شاہدہ میرال سے نظریں ملائے بغیر اندر چلی گئیں تھیں۔

میرال شامیر کو اگنور کیے آگے بڑھنے لگی تھی کہ شامیر نے اپنی سخت گرفت میں اس کی کلائی جکڑی تھی۔

کدھر؟ شامیر دُرانی نے ابرو اچکاتے سوالیہ نظروں سے پوچھا۔ کہیں بھی جاؤں میں آپ کو جواب دینے کی پابند نہیں ہوں۔ میرال نے اپنی کلائی جھٹکے سے چھڑانے کی کوشش کی تھی۔

شامیر اس کی کلائی جکڑے گیٹ کے اندر داخل ہو چکا تھا۔

شامیر چھوڑیں مجھے۔ میرال غصے سے چلائی۔

تم یقیناً آفس جانے کے لیے تیار ہو۔ جب میں نے منع کیا تھا کہ تم یہ جاب نہیں کرو گی تو مطلب نہیں کرو گی۔ تمھیں ایک دفعہ کی بات سمجھ نہیں آتی میری۔ شامیر نے سرد نگاہوں سے میرال کو دیکھا تھا۔

شامیر میں یہ جاب نہیں چھوڑوں گی۔ آپ کچھ بھی کر لیں میں یہ جاب کروں گی۔

میرال شامیر کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سرد انداز میں بولی تھی۔ اچھا تو ایسا ہے۔

شامیر تمسخرانہ مسکرایا تھا۔

چلو پھر جا کر دکھاؤ۔ شامیر نے مسکراتے ہوئے اسے باہر جانے کا اشارہ کیا تھا۔

آپ مجھے چھوڑیں گے تو میں جاؤں گی ناں۔ میرال نے اس کی وحشی گرفت کی طرف اشارہ کیا تھا۔ جس کی گرفت میں ابھی بھی اس کی کلائی تھی۔ شامیر کے لب گہرے مسکرائے تھے۔

وہ تو میں تمھیں کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ جب جب مجھے چھوڑنے کی بات کرو گی تو تمھیں شامیر دُرانی کی جنونیت سے سامنا کرنا پڑے گا۔

شامیر نے اسے جھٹکے سے کھینچ کر اپنے سینے سے لگایا تھا اس کی کمر پر اپنی گرفت مضبوط کرتا سختی سے خود میں بھینچا تھا۔

کیوں ستا رہی ہو مجھے دو سال کی جدائی کم تھی جو اب یوں تڑپانے لگی ہو مجھے۔۔ شامیر میرال کو سینے سے لگائے سرگوشی نما آواز میں مخمور لہجے میں بولا۔ میرال نے شامیر کے حصار سے نکلنے کی کوشش کی مگر ہمیشہ کی طرح اس کا نازک وجود ایسا کرنے میں ناکام رہا۔

شامیر میرال سے الگ ہوتا اس کے ماتھے پر اپنے دہکتے ہوئے لب رکھے تھے۔

بدکردار

تمھیں جاب کرنی ہے تو ٹھیک ہے میری جان،، اپنا آفس آکر سنبھالو۔ جس کی تم مالکن ہو۔ شامیر آنکھوں میں ڈھیروں محبت سموئے بولا۔

کون سا آفس میرا ہے،، جس کی میں مالکن ہو گئی؟ میرال نے طنزیہ مسکراتے ہوئے کہا۔۔

تم صرف اس آفس کی ہی نہیں میری جان،،، میری بھی مالکن ہو اور میں اپنی جان کا غلام۔ شامیر میرال کا طنز اگنور کرتا اسے بانہوں میں بھرتا ہوا بولا۔

بن ہی نہ جائیں کہیں آپ غلام میرے،،، میرال منہ بگاڑتے ہوئے طنزیہ بولی تو شامیر دُرانی نے قہقہہ لگایا تھا۔

میری جان مجھے نہیں پتہ تھا کہ ہر بیوی کی طرح میری میرال کی بھی خواہش ہے کہ اس کا شوہر اس کا غلام بن کر رہے۔۔ شامیر اپنا نچلا لب دانتوں میں دبائے شرارت سے میرال کا غصے سے سرخ پڑتا چہرہ دیکھ کر محفوظ ہوا۔۔

تو جان شامیر وعدہ ہے یہ میرا ساری زندگی آپ کی غلامی کروں گا۔ شامیر درانی آگے پیچھے پھرے گا تمھارے،،، ہر فیصلہ ہر حکم تمھارا چلے گا۔ جیسے کہو گی،، ویسے ہی کروں گا۔۔۔ گھر چلو میری لیڈی باس۔۔۔۔

Zubinovelsone.com
Noor Asif Novels

بس ایک دفعہ گھر چلو میرے ساتھ۔میرال جب سے تم وہ گھر چھوڑ کر آئی ہو وہ اداس، ویران ہے وہ ایک مکان بن گیا ہے اسے گھر بنانے کے لیے پلیز میرے ساتھ چلو۔شامیر درانی گھر کے سکھ کو ترس گیا ہے۔شامیر درانی تو کب سے مر چکا تھا۔جب سے پتا چلا کے تم آج بھی میری ہو تو اس بے جان جسم میں جان پڑی ہے۔پلیز گھر چلو۔۔وہ گھر تمہارا انتظار کر رہا ہے۔

شامیر میرال کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے ہوئے اس سے التجا کرنے لگا۔

شامیر میں آپ کے ساتھ گھر تو تب چلوں گی ناں،،جب میں یہ مانوں گی کبھی کہ آپ میرے شوہر ہیں۔آپ کچھ بھی کرلیں جتنے بھی ثبوت لے آئیں،،میں آپ کو اب شوہر کے روپ میں قبول نہیں کر سکتی۔

میرال شامیر کے ہاتھ نفرت سے جھٹکتے اندر چلی گئی تھی۔

شامیر کافی دیر تک مضطرب انداز میں کھڑا اپنی بیرڈ پر ہاتھ پھیر تا رہا۔پھر خاموشی سے اپنا دردِ دل دبائے اندر کی طرف چل پڑا۔

ڈرائنگ روم میں اس وقت طلحہ،اشفاق صاحب اور ریحانہ بیگم بیٹھے ہوئے تھے۔ سامنے ہی سر جھکائے فرخندہ اور شاہدہ بیٹھیں تھیں۔ایک طرف شامیر دُرانی خاموشی سے نظریں نیچے کارپٹ پر جمائے سنجیدہ چہرہ لیے بیٹھا تھا۔

zubiinovelsonline.com Noor Asif Novels

میرال ایک طرف کھڑی تھی۔

ڈرائنگ روم میں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔اسی خاموشی کو طلحہ کی سنجیدہ آواز نے توڑا۔شامیر یہ کیا کہہ رہے ہو؟ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ تم نے میرال کو طلاق نہیں دی۔ وہ خلع کے پیپرز ہم سب نے دیکھے تھے۔بلکہ آج بھی ہمارے پاس موجود ہیں جس پر تمھارے سائن موجود ہیں۔چلو ایک لمحے کو ہم اسے سچ مان بھی لیں کہ تمھارے اور میرال کے بیچ طلاق نہیں ہوئی۔تو یہ تمھیں دو سال بعد یاد آیا ہے کہ تم نے طلاق نہیں دی۔میری بہن کی زندگی کو تماشہ بنا کر رکھ دیا ہے تم نے۔۔

آج تم میرے سامنے بیٹھے ہو کہ،،میرال آج بھی تمھاری بیوی ہے۔مگر ہمارا دل اب یہ بات ماننے سے انکاری ہے۔اب ہم اس حقیقت کو تسلیم کر چکے ہیں کہ میرال کو طلاق ہو چکی ہے۔۔میری ایک بات کا جواب دو۔۔

اگر میرال تمھارے نکاح میں ہونے کے باوجود کہیں اور نکاح کر لیتی تو بتاؤ اس گناہ کا بوجھ کس پر ہوتا۔

طلحہ نے سنجیدہ لہجے میں شامیر سے سوال کیا۔

شامیر کا چہرہ پل میں سرخ ہوا تھا۔آنکھیں ندامت سے جھکی تھیں وہ شامیر دُرانی جس کے سامنے کوئی نظر اٹھا کر بات نہیں کر سکتا تھا۔آج شامیر دُرانی نظریں اُٹھانے کے قابل نہیں رہا تھا۔

بدکردار

اس میں شامیر کا کوئی قصور نہیں ہے اس کا بس اتنا سا قصور ہے کہ اس نے اپنی بہن پر اعتبار کیا اس نے جو کہا وہ مان لیا۔

سارا قصور میرا ہے اس سب کی میں ذمہ دار ہوں۔ فرخندہ ہاتھ جوڑتے ہوئے سسک پڑی تھی۔

یہ سب کچھ میں نے کیا۔ صرف حسد اور جلن میں۔ میں میرال کو برباد کرنا چاہتی تھی آج میں خود برباد ہو چکی ہوں۔ میں شروع دن سے میرال کو طلاق دلوانا چاہتی تھی اسے شامیر سے جدا کرنا چاہتی تھی۔

آج میرا شوہر میرا ہوتے ہوئے بھی میرا نہیں ہے۔ وقار نے دوسری شادی کر لی ہے میں صرف اس کی بیٹیوں کی ماں ہوں۔ میں نے میرال کے ساتھ کیا خدا نے مجھ سے میرا شوہر چھین لیا۔ صرف شوہر ہی نہیں میرا بھائی، میرا ہر رشتہ چھین لیا۔ شامیر کی بڑی بہن ہونے کے ناتے مجھے تب ان دونوں کے بیچ صلح کروانی چاہیے تھی شامیر کو سمجھانا چاہیے تھا۔۔ مگر میں وہ سب کچھ کرتی رہی۔ اپنا مقام خود ہی گرا دیا۔

پلیز مجھے معاف کر دیں ورنہ مجھے سکون نہیں ملے گا۔ فرخندہ روتے ہوئے معافی مانگنے لگی۔ شاہدہ ایک دم اٹھتے ہوئے میرال کے قدموں میں گر چکی تھی۔

میرال بی بی مجھے معاف کر دیں میں نے فرخندہ بی بی کا ساتھ دیا تھا۔ میں لالچ میں آگئی تھی۔ مجھے اپنی بیٹی کے اپریشن کے لیے پیسے چاہیے تھے۔ فرخندہ بی بی نے مجھے یہ

جھوٹ بولنے کو کہا تھا میں اپنی بیٹی کے لیے یہ گھناؤنا کام کرنے کو تیار ہو گئی۔ جس بیٹی کے لیے میں نے یہ سب کیا وہ اللہ کو ہی پیاری ہو گئی اور میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی تب مجھے احساس ہوا میں نے یہ کیا کر دیا۔ میری بیٹی بیمار تھی مگر ہمارے ساتھ تو تھی اس کا اپریشن کامیاب نہ ہو سکا اور وہ جاں بحق ہو گئی۔ کیسے ہوتا کامیاب میں نے اتنا بڑا گناہ کیا تھا۔ میاں بیوی کو جدا کر دیا۔ جو میاں بیوی کے درمیان نفاق ڈالتا ہے وہ خدا کے نزدیک شیطان سے بھی بدتر ہے۔

پلیز مجھے معاف کر دیں۔ شاہدہ میرال کے پاؤں پکڑے رو رہی تھی۔

میں یہ کیسے مان لوں،، آپ لوگ جو کہہ رہے ہیں وہ سچ ہے؟ ہو سکتا ہے آپ سب مل کر ہمارے ساتھ پھر سے کوئی کھیل کھیل رہے ہوں۔ یہ شامیر دُرانی کی کوئی گھٹیا چال ہو مجھے پھر سے رسوا کرنے کی۔ پہلے میری چھوٹی سی غلطی کو بنیاد بنا کر شامیر دُرانی نے مجھے ذلیل و رسوا کیا۔ اب انھیں لگتا ہے کہ میرا اور مراد خان کے بیچ کچھ ہے تو شامیر دُرانی سے یہ برداشت نہیں ہو رہا۔ تبھی یہ کھیل کھیلا جا رہا ہے۔

میرال زہر خند لہجے میں بولی تو شامیر دُرانی نے بے چینی سے پہلو بدلا تھا۔ چہرہ غصے اور برداشت کی وجہ سے خطرناک حد تک سرخ ہو گیا تھا۔

نہیں میرال،،۔ ایسا نہیں ہے تم مجھ سے کوئی بھی قسم لے لو،،، میں اپنی بچیوں کی قسم کھاتی ہوں،، تم لوگ آج بھی نکاح میں ہو۔ شامیر نے اس رات کوئی پیپرز سائن نہیں

کیے تھے۔ اگر تمھیں پھر بھی یقین نہ آئے تو میں قرآن اُٹھانے کے لیے تیار ہوں۔

فرخندہ تڑپ کر میرال کے قریب آکر اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے رو پڑی تھی۔

بس کریں فرخندہ آپا،، میں آپ لوگوں کی طرح اتنا نہیں گر سکتی کہ قرآن جیسی مقدس کتاب بیچ میں لے آؤں۔

مسئلہ یہاں یہی ہے ناں کہ شامیر دُرانی نے مجھے طلاق نہیں دی۔ یعنی کہ میں ابھی بھی شامیر دُرانی کے نکاح میں ہوں تو یہ قصہ آج اور ابھی ختم کرتے ہیں۔

میرال نے ڈرائنگ روم میں بیٹھے سب افراد کی طرف اپنی نظر دوڑائی تھی۔

سب میرال کی طرف متونہ تھے۔۔ شامیر دُرانی نے بھی اپنی سرد نظریں میرال پر گاڑھیں تھیں۔۔

تو ٹھیک ہے شامیر دُرانی ابھی اور سی وقت مجھے طلاق دے دیں تو سارے مسائل حل ہو جائیں گے۔ میرال اونچی آواز میں بولی تھی۔

شامیر دُرانی غصے سے صوفے سے کھڑا ہوا تھا۔

ہوش میں تو ہو میرال۔ یہ کیا بکواس کر رہی ہو تم؟

شامیر غصے سے دھاڑا تھا۔

کیا بکواس کر رہی ہوں۔ دو سال سے میں طلاق یافتہ کہلا رہی ہوں۔ میرا پورا خاندان جانتا ہے کہ مجھے طلاق ہو چکی ہے۔

zubiinovelszone.com
Ugbar Asif Novels

بلکہ وہ تو یہ بھی کہتے ہیں کہ دا گریٹ شامیر دُرانی کا مجھ سے دل بھر چکا تھا اس لیے نے مجھے اپنی زندگی سے نکال دیا۔

میرے ماں باپ اور بھائی کو اونچے گھرانے میں شادی کرنے پر طعنے دیتے ہیں۔ کہنے والے تو کہتے ہیں مجھے اپنی خوبصورتی پر بڑا غرور تھا۔ دیکھو شامیر دُرانی نے کیسے مجھے منہ کے بل گرایا۔

میرال خود پر استہزائیہ ہنسی تھی۔

میرال یہ سب کچھ جو بھی ہوا،، اس میں سزا صرف تم نے نہیں پائی،، میں نے بھی پائی ہے۔ یہ دو سال صدیوں کے برابر تھے۔ نہ میں زندوں میں تھا اور نہ مردوں میں،، پلیز،،، میری ریکوسٹ ہے بات کو مت بڑھاؤ۔ ختم کرو یہ سب کچھ،،، میرے ساتھ گھر چلو۔

شامیر خود پر ضبط کرتا ہوا نرمی سے میرال کو سمجھانے لگا۔

میں آپ کے ساتھ اب گھر جاؤں گی یہ تو آپ بھول ہی جائیں۔ میں ایسے انسان کو اپنے شوہر کا درجہ نہیں دے سکتی جو کانوں کا اتنا کچا ہو۔ عورت پر اعتبار کرنا نہ جانتا ہو۔ عورت پر ہاتھ اٹھانا اپنی مردانگی سمجھتا ہو اور عورت اگر غلطی سے اُسے نامرد ہونے کا طعنہ دے دے تو وہ اسے بستر پر لے جا کر اپنی مردانگی ثابت کرنا فرض سمجھتا ہو۔

میرال شامیر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پھنکاری تھی۔

میرال۔۔۔شامیر دھاڑا تھا۔بہت بکواس کرلی تم نے اور بہت بکواس سن لی میں نے۔ تم میرے نکاح میں ہو میری بیوی ہو۔آج کی سب سے بڑی حقیقت یہی ہے۔اس کو جتنی جلدی تسلیم کرلو تمھارے حق میں بہتر ہو گا۔

میری نرمی کو میری کمزوری مت سمجھو۔مجھے پرانا والا شامیر دُرانی بننے پر مجبور مت کرو۔شامیر سرد انداز میں کہتا وہاں سے لمبے لمبے ڈگ بھرتا چلا گیا۔

میرال ابھی کمرے میں آئی ہی تھی کہ اُس کے سیل فون پر مراد خان کی کال آنا شروع ہو گئی۔میرال نے خود کو کمپوز کرتے ہوئے کال اٹینڈ کی تھی۔

ہیلو سر! میرال ڈبڈبائی آواز میں بولی تو مراد خان فکر مند ہوا تھا۔

کیا ہوا مِس میرال؟ آپ ٹھیک تو ہیں؟

جی میں ٹھیک ہوں۔

آپ بتائیں آپ نے کیوں فون کیا؟میرال اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی تھی۔

مِس میرال۔۔آج آپ آفس نہیں آئیں۔

ڈرائیور کو بھی آپ نے واپس بھیج دیا۔مراد خان بے حد پریشانی کے عالم میں بولا تھا۔

میں بس آ رہی ہوں سر۔تھوڑی دیر تک پہنچ جاؤں گی۔میرال نے کہہ کر فون بند کر دیا تھا اور گہرا سانس لیا تھا۔

نہیں شامیر دُرانی نہیں،،،اب میں تمھاری محکوم بن کر زندگی نہیں گزاروں گی۔ میں وہی کروں گی جو میرا دل کرے گا۔

یوں زورزبردستی سے آپ مجھ سے بات نہیں منواسکتے۔میرال اپنا بیگ اُٹھائے باہر آئی تھی اور آفس کے لیے روانہ ہوگئی۔

شامیر غصے سے ڈرائیو کررہا تھا۔چہرہ انتہائی سخت اور سنجیدہ تھا۔چہرے پر کرختگی کے اثار تھے۔دانتوں میں دانت جمائے وہ خود کو کنٹرول کررہا تھا۔

میرال کی باتیں اِس کے کانوں میں گونج رہی تھیں۔شامیر نے وحشت کے عالم میں گاڑی کی سپیڈ بڑھائی تھی۔

کیوں نہیں سمجھتی وہ کہ کتنا پیار کرتا ہوں میں اُس سے؟ کیوں اُسے میری آنکھوں میں خود کے لیے دیوانگی نظر نہیں آتی؟ کیوں نہیں سمجھتی وہ؟ شامیر سٹیرنگ پر ہاتھ مارتا چلایا تھا۔

کیا کروں میں اُسے منانے کے لیے؟ کیا چاہتی ہے وہ؟ دوسال تڑپتے سسکتے ہوئے میں نے پل پل گزارے ہیں۔

دل میں ایک اُمید کی کرن جاگی تھی کہ مجھے زندگی پھر سے جینے کا ایک موقع دے رہی ہے اس کی سنگت میں،،میں پھر سے جی اٹھا تھا۔۔اور کتنا تڑپاؤ گی مجھے؟ شامیر چیخا تھا۔۔

شامیر بے حد ذہنی دباؤ میں تھا۔ جب سے میرال اُس کی زندگی میں واپس آئی تھی۔ وہ سونا جاگنا، کھانا پینا بھول چکا تھا۔ اور اُس دن فارم ہاؤس کے بعد میرال کی تھوری سی قربت کے بعد شامیر درانی جلتی ہوئی راکھ کی طرح سلگ رہا تھا۔ تڑپ رہا تھا میرال کے لیے۔ ایک پل کی دوری اب شامیر سے برداشت نہیں ہو رہی تھی۔ وہ خود پر کنٹرول کھو رہا تھا۔ شامیر کی آنکھوں کے آگے یکدم اندھیرا چھایا تھا گاڑی کا کنٹرول شامیر کے ہاتھوں سے نکلتا چلا گیا۔

سامنے ہی ایک ٹرک آرہا تھا۔ شامیر دُرانی نے اس سے بچنے کے لیے گاڑی کو دوسری طرف گھمایا تھا۔ گاڑی کئی فٹ اچھلی تھی

شامیر دُرانی نے جلدی سے بریک لگانے کی کوشش کی مگر گاڑی دور پھسلتی چلی گئی۔۔

میرال مراد خان کے آفس میں داخل ہوئی تھی۔ مراد خان بے چینی سے آفس کے چکر لگا رہا تھا۔ میرال کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں چمک آئی تھی۔ چہرے پر سکون کی لہر چھائی تھی۔

مراد خان بے تابی سے آگے بڑھا تھا۔ مِس میرال آپ ٹھیک ہیں ناں۔

میرال نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

بدکردار

مراد خان نے اسے چیئر پر بیٹھنے کو کہا اور اس کو اپنی گہری نظروں کے حصار میں رکھتے ہوئے خود بھی چیئر پر بیٹھا تھا۔

میرال مراد خان کے سامنے اپنی انگلیاں چٹخائے بیٹھی تھی۔ لب ہلکے ہلکے کپکپا رہے تھے۔ چہرہ برداشت کی حدت سے گلابی ہو رہا تھا۔

مراد خان پوری رات سو نہیں پایا تھا۔ مراد خان کی آنکھیں بھی رَت جگے کی چغلی کھا رہی تھیں۔

شامیر دُرانی میرال کو اُس کے سامنے لے گیا تھا۔ پل پل مراد خان نے رات اذیت میں کاٹی تھی۔ یہ جاننے کے باوجود میرال کو وہ بخیر و عافیت گھر ڈراپ کر گیا ہے۔ مگر مراد خان کو ایک پل چین نہیں آیا تھا۔

اس کی نظروں کے سامنے وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر لے گیا تھا۔

شامیر دُرانی سے اس کا حساب لینے کا وہ اچھی طرح ارادہ رکھتا تھا۔ میرال کو کوئی تکلیف دے یہ مراد خان کہاں برداشت کر سکتا تھا۔

ابھی بھی مراد خان نے گہری نظر میرال پر جمائی تھی۔

جو بلیک ڈریس میں یوں گلابی چہرہ لیے بے حد حسین لگ رہی تھی۔ مراد خان کا دل زوروں سے دھڑکا تھا۔۔

تو اتنی خوبصورت ہے،، فدا دیدار پے تیرے

بدکردار

مکمل عشق ہو میرا،، ذرا سا پیار تو دے دے

فلک قدموں پہ جھکے، حسین لمحات وہ دے دے

تیرے سنگ بھیگ جاؤں میں کبھی برسات وہ دے دے

تیرے بنا جینا پڑے وہ پل مجھے نہ دے

مِس میرال کیا ہوا ہے؟ کیوں پریشان ہیں آپ؟ مراد خان نے نرمی سے پکارا تھا۔

میرال نے ہچکچاتے ہوئے تمام بات مراد خان کے گوش گزار دی تھی۔

مراد خان پریشانی کے عالم میں چیئر پر سیدھا ہوا تھا۔ یہ کیا کہہ رہی ہیں مِس میرال؟ ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ طلاق دے کر مکر کیسے سکتا ہے؟ مراد خان یہ سن کر کافی پریشان ہو گیا تھا۔

سر میں نہیں جانتی،، مگر شامیر دُرانی اس بات پر بضد ہے کہ اُس نے یہ طلاق نہیں دی اور وہ مجھے واپس اپنی زندگی میں چاہتا ہے۔ میرال انگلیاں چٹخاتے پریشانی کے عالم میں بولی تھی۔

میرال کی بات سن کر مراد خان کا دل کانپا تھا۔ آنکھیں سرخ پڑی تھیں۔

مِس میرال آپ کیا چاہتی ہیں۔ بس آپ مجھے وہ بتائیں۔ مراد خان نے مضبوط لہجے میں میرال سے سوال کیا۔

بدکردار

سر،،، میں اپنی زندگی میں شامیر دُرانی کو نہیں چاہتی۔ جب میں یہ بات قبول کر چکی ہوں کہ وہ مجھے طلاق دے چکا ہے تو میں یہ کیسے مان جاؤں وہ میرا شوہر ہے۔

بالفرض میں یہ مان بھی لوں کہ ابھی بھی شامیر درانی میرا شوہر ہے۔ یہ بات ثابت ہو بھی جاتی ہے کہ آج بھی ہمارا نکاح برقرار ہے۔۔ مگر اب میں ایسا نہیں چاہتی۔

میں شامیر دُرانی کے پاس واپس نہیں جانا چاہتی۔

میرال انتہائی مضطرب لہجے میں ہونٹ کاٹتے ہوئے بولی۔ یہ سن کر مراد خان کے دل مین ڈھیروں اطمینان ہوا تھا۔

مراد خان کے عنابی لب مسکرائے تھے۔ مراد خان نے طمانیت سے چیئر سے ٹیک لگائی۔

تو مِس میرال،، آپ بے فکر ہو جائیں۔ جو آپ کا فیصلہ ہے وہی ہو گا۔ کوئی بھی آپ کو آپ کی مرضی کے بغیر مجبور نہیں کر سکتا۔

لیکن سر شامیر دُرانی بہت بااثر انسان ہے۔ وہ کسی کی بھی جان لے سکتا ہے اور کوئی اُس سے پوچھتا بھی نہیں۔ میرال نے اپنے دل کا ڈر بیان کیا تھا۔

مراد خان میرال کی بات پر قہقہہ لگا کر ہنس پڑا تھا۔ مراد خان کو وہ ایسے بولتے ہوئے بہت کیوٹ اور معصوم لگی تھی۔

مِس میرال،،اِس کا ابھی تک مجھ سے واسطہ نہیں پڑا۔میں مراد خان ہوں۔۔اگر وہ آپ کی خاطر کسی کی جان لے سکتا ہے تو میں آپ کی خاطر جان دے سکتا ہوں۔بس یہی فرق ہے مجھ میں اور شامیر دُرانی میں۔

میں پیچھے ہٹنے والوں میں سے نہیں ہوں۔وہ ایک دفعہ میری نظروں کے سامنے آپ کو لے گیا۔۔۔مگر آئیندہ سے ایسا نہیں ہو گا۔

میں وہ ہاتھ ہی کاٹ دوں گا جو آپ کو چھوئے گا۔مِس میرال،، آپ میرا جنون بنتی جا رہی ہیں۔میری جان بنتی جا رہی ہیں۔

میری زندگی ہیں آپ۔مراد خان بھاری آواز میں گہرے جذبات لیے بولا تھا۔

میرال نے اپنی نظریں چرائیں تھیں۔

مِس میرال،، آج ایک بہت بڑی پارٹی ہے جس میں شامیر دُرانی کو بیسٹ بزنس مین آف دا ائیر ایوارڈ ملنے والا ہے۔۔میں چاہتا ہوں آپ میرے ساتھ جائیں۔آج ہی شامیر دُرانی کو اپنا فیصلہ سنا دیں کہ آپ کے نزدیک اُس کی کوئی ویلیو نہیں ہے۔کیا آپ چلیں گی میرے ساتھ؟ مراد خان چیئر پر سیدھا ہوتا میرال کو گہری نظروں سے دیکھتا ہوا بولا تھا۔

جی سر،، میں چلوں گی آپ کے ساتھ۔میرال نے پُر اعتماد لہجے میں جواب دیا تھا۔

بدکردار

یَس! یہ ہوئی نا بات۔۔۔ مراد خان نے ٹیبل پر ہاتھ مار کر اپنی چیئر کو پیچھے گھسیٹا تھا۔

ڈیٹس آبریو گرل! مراد خان خوشی سے چہکتی آواز میں بولا۔

مِس میرال،، مجھے آپ ڈرتی ہوئی بالکل اچھی نہیں لگتیں۔ آپ ایک عورت ہیں۔ عورت مرد سے کم نہیں ہوتی۔ ٹھیک ہے فزیکلی عورت مرد کے برابر نہیں ہے کبھی ہو بھی نہیں سکتی۔ اِسی چیز کا مرد ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ عورت کو اپنی ملکیت سمجھتے ہیں۔ عورت ملکیت نہیں ہوتی۔ ملکیت تو پراپرٹی ہوتی ہے عورت ایک جیتی جاگتی انسان ہے۔ اللہ پاک نے عورت اور مرد کو برابری کا درجہ دیا ہے۔ ہاں کچھ وجوہات میں مرد عورت پر حاکم ہے۔ مگر عورت کی عظمت تو مرد سے بھی بلند ہے۔ کیونکہ وہ ایک ماں ہے۔۔

صیح بخاری شریف میں ہے آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ عورت پر سب سے زیادہ کس کا حق ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ عورت پر سب سے زیادہ حق اُس کے شوہر کا ہے۔۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ مرد پر سب سے زیادہ کس کا حق ہے آپ نے فرمایا اس کی ماں کا۔۔

اور مرد اِسی عورت اپنی پر مردانگی دکھاتا ہے۔ عورت ایسے ہی کتنے مردوں کو جنم دیتی ہے۔ تو وہ کمزور کیسے ہو سکتی ہے۔ اصولاً تو مرد کمزور ہوا۔۔

اگر آپ شامیر دُرانی کے ساتھ نہیں رہنا چاہتیں تو دنیا کی کوئی طاقت آپ کو مجبور نہیں کر سکتی۔ لیکن یہ بات آپ کو سمجھنی ہے۔ میں نہیں جانتا شامیر دُرانی اور آپ کے بیچ کیا ہوا تھا۔ نہ ہی میں جاننا چاہتا ہوں۔ بس اتنا جانتا ہوں۔ آپ ہر فیصلے میں آزاد ہیں۔ مراد خان میرال کو دیکھتے ہوئے بولا تو میرال مسکرا کر رہ گئی۔

تھینکیو سر! میں سمجھ گئی ہوں۔ میں جانتی ہوں یہ فیصلہ مجھے کرنا ہے۔۔ کبھی میں نے ایک فیصلہ ڈر اور مجبوری سے لیا تھا۔ مگر آج میں جو بھی فیصلہ لوں گی اپنے دل سے لوں گی۔ کوئی ڈر مجبوری نہیں ہو گی اُس فیصلے میں۔۔۔

میرال مراد خان کو دیکھتے ہوئے پُر اعتماد طریقے سے مسکرائی تھی۔

شامیر دُرانی آئینے کے آگے کھڑا اپنی شرٹ اتار رہا تھا۔ شامیر دُرانی کے دائیں بازو پر زخم آیا تھا اور ماتھے پر ہلکا سا زخم آیا تھا۔

شامیر دُرانی اپنے زخم دیکھ کر مسکرایا تھا۔ خود کی حالت پر مسکرایا تھا۔ اس کا دل کرتا تھا وہ خود پر زور زور سے ہنسے۔ بلکہ آئینہ اسے خود پر ہنستا محسوس ہو رہا تھا۔

آج حالات اِسے جس موڑ پر بھی لائے تھے اِن کا ذمہ دار وہ خود تھا۔۔

کیسے وہ اپنی جان سے پیاری بیوی پر ہاتھ اُٹھا سکتا ہے۔

میاں بیوی تو ایک دوسرے کا لباس ہوتے ہیں تو کیسے وہ اُس لباس کو تار تار کر سکتا ہے۔

بدکردار

ٹھیک کہا تھا تم نے،، میں مرد کہلانے کے لائق نہیں۔ مرد ہوتا تو تمھاری حفاظت کرتا جو میں نہ کر سکا۔ خدا نے مرد کو عورت پر حاکم قرار دیا ہے۔ اِس لیے نہیں کہ وہ اُس پر ہاتھ اُٹھا کر اپنی حاکمیت ظاہر کرے۔ بلکہ اس کی حفاظت کر کے وہ اُس کا حاکم بنتا ہے۔ اُسے چار دیواری کا سکھ دے کر اُس کا حاکم بنتا ہے۔ اس سے نان نفقہ کی سوچ سے آزاد کر کے اُس کا حاکم بنتا ہے۔ اُس پر اعتبار کر کے اُس کا حاکم بنتا ہے۔ اس کی عزت کو خود سے بھی بڑھ کر سنبھال کر رکھنے میں اُس کا حاکم بنتا ہے۔

اور میں نے کیا کیا؟ اُس پر ہاتھ اُٹھایا۔ جس کے ساتھ اپنا بستر شئیر کیا۔ اُس پر ہاتھ اُٹھایا۔ جس نے میرا دین مکمل کیا مجھے راحت پہنچائی۔۔ اُس پر ہاتھ اٹھایا۔۔ شامیر نے اپنا ہاتھ پھر سے زخمی کیا تھا۔۔

وہ جو مجھ سے نظریں ملا کر بات نہیں کرتی تھی آج میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر رہی ہے۔

کیونکہ اسے اپنے مقابل لانے والا میں خود ہوں۔ جب وہ مجھ سے محبت کرتی تھی اُس کی آنکھیں محبت کے احترام میں جھکتی تھیں۔ اُس شرم و حیا میں جھکتی تھیں جو اُس کا خاصہ تھی۔ وہ شرم و حیا کا پیکر تھی۔ وہ پاکیزگی کا مجسمہ تھی۔

وہ کیونکر معاف کرے گی مجھے؟ عورت اپنے کردار پر ایک بات برداشت نہیں کر سکتی۔ اور میں نے کیا کیا؟ کتنی دفعہ اُس کے لیے بدکردار کا لفظ استعمال کیا۔

بدکردار

شامیر دُرانی کو اپنا چہرہ بے حد بھیانک لگا تھا۔ آئینے میں گھناؤنا لگا تھا۔۔۔ پورے کمرے کے درودیوار اس پر ہنس رہے تھے کہ کیسے اُس نے خود کو اپنے ہاتھوں سے برباد کر ڈالا۔ہاں آج شامیر درانی برباد ہو چکا تھا۔اُس کو برباد کرنے والا کوئی اور نہیں وہ خود تھا۔

شامیر دُرانی نے چیختے ہوئے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھا تھا اور واز اُٹھا کر آئینے پر دے مارا تھا۔آئینہ چکنا چور ہو چکا تھا۔ مگر اُسے اپنا چہرہ پھر بھی نظر آرہا تھا۔

کیونکہ شامیر دُرانی کو اپنا چہرہ دیکھنے کے لیے آئینے کی ضرورت نہیں تھی۔ ضمیر کا آئینہ بہت بُرا ہوتا ہے وہ وہ بھی دکھاتا ہے جو اصل میں آئینہ نہیں دکھا پاتا۔

میرال پارٹی میں جانے کے لیے بالکل ریڈی تھی۔بلو کلر کی لانگ خوبصورت سٹائلش میکسی پہن رکھی تھی۔بالوں میں خوبصورت سا چھوٹا سا کراؤن سجا رکھا تھا۔باقی بال کرل کیے ہوئے تھے۔لائٹ سوفٹ میک اَپ کیے وہ بے انتہا حسین لگ رہی تھی۔

میرال جب مراد خان کے ساتھ پارٹی میں پہنچی تھی تو حیران ہوئی تھی۔یہ کافی بڑی پارٹی تھی ہر طرف رنگ و بو کا سیلاب تھا۔کافی گہما گہمی تھی۔ آج تو اس پارٹی کو پورا میڈیا کور کر رہا تھا۔

شامیر دُرانی ابھی تک نہیں آیا تھا۔مراد خان میرال کو گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

بدکردار

آج مراد خان کی نظر ہی میرال سے نہیں ہٹ رہی تھی۔ مراد خان کو وہ نیلے لباس میں کوئی سمندری جل پری لگ رہی تھی۔

میرال مراد خان کی نظریں خود پر محسوس کر کے سرخ چہرے کے ساتھ نظریں چرانے پر مجبور تھی۔ وہ کیا کرتی؟ اگر وہ شامیر دُرانی کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تھی تو اس کے دل میں مراد خان کے لیے بھی کوئی جذبہ نہیں تھا۔ ہاں عزت بے حد زیادہ تھی جو وہ مراد خان کے محسوس کرتی تھی اور یہ سچ بھی تھا مراد خان عزت کے ہی لائق تھا۔

میرال مسلسل خود پر مراد خان کی نظریں محسوس کر کے اُس سے ایکسکیوز کرتی ہوئی واش روم ایریا کی طرف آئی تھی۔

میرال آئینے میں خود کو دیکھ کر دیکھتی ہی رہ گئی۔ وہ واقعی میں آج بہت حسین لگ رہی تھی۔ میرال تلخی سے مسکرادی۔ کاش اُس کے حسن کی طرح اُس کی قسمت بھی اتنی ہی خوبصورت ہوتی۔ میرال کی آنکھوں میں آنسو جھلملائے تھے۔

میرال اپنی آنکھیں بند کیے لرزتے وجود کے ساتھ شیلف پر دونوں ہاتھ ڈالے کھڑی تھی۔ کوئی چپکے سے اندر آیا تھا۔ اُس نے اندر آتے ہوئے دروازہ لاک کیا اور آہستگی سے اپنے قدم بڑھاتے ہوئے میرال کے پاس آیا۔

میرال جو آنکھیں بند کیے اپنے خیالوں میں اِس قدر گم تھی کہ اُس کی آہٹ محسوس نہ کر پائی۔

میرال نے اپنے گرد مخصوص اور جانی پہچانی خوشبو محسوس کی تھی۔

شامیر دُرانی۔۔۔میرال نے آنکھیں بند کیے ہی پکارا۔ جس پر اُس کے پاس کھڑے انسان کے لب گہرے مسکرائے تھے۔

میرال نے جھٹ سے آنکھیں کھولی تھیں۔

وہ واقعی میں اُس کے پیچھے کھڑا تھا۔ میرال نے اُسے آئینے میں دیکھتے ہوئے خوف سے اپنی آنکھیں پھیلائیں تھیں۔

شامیر دُرانی نے اسے پیچھے سے اپنے حصار میں لیا تھا اور اپنے لب اس کے کندھے پر رکھے۔ میرال تڑپ اُٹھی تھی اور اس سے دور ہونا چاہا۔ شامیر درانی نے میرال کے پیٹ پر اپنی گرفت اور مضبوط کی تھی۔

کیوں کوشش کرتی ہو میری جان؟ مجھ سے دور جانے کی،، جب پتہ ہے کہ شامیر دُرانی تمھیں خود سے کبھی دور نہیں کرے گا۔

شش شش شامیر،، چھوڑیں مجھے۔ میرال کانپتی آواز میں بولی۔

جانِ شامیر کتنی سزا دو گی مجھے؟ کتنا تڑپاؤ گی مجھے؟ جب کہ میرا پورا وجود ایک سزا بن چکا ہے۔

شامیر نے ایک جھٹکے سے میرال کو سیدھا کر کے اپنے سامنے کیا تھا۔ اور دیوانوں کی طرح اس کے ہونٹوں پر جھکا۔ اتنی شدت سے اس نے میرال کے ہونٹوں کو اپنی

دسترس میں لیا تھا کہ میرال بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپ اُٹھی تھی۔شامیر کا لمس میرال کو آج سے پہلے اتنا جان لیوا نہیں لگا تھا۔۔جتنا آج تھا۔۔میرال کا بدن بے جان ہونے لگا تو شامیر نے اس کے ہونٹوں کو بخشا تھا۔

شامیر اس کے ہونٹوں کو چھوڑتا اس کے بالوں میں اپنا ہاتھ پھنسایا تھا۔شامیر نے میرال کی دونوں کلائیاں پیچھے سے اپنے ایک ہاتھ میں جکڑی ہوئیں تھیں اور ایک ہاتھ سے اس کے بالوں کو سختی سے اپنی گرفت میں لیا ہوا تھا۔۔میرال کی سانسیں بری طرح پھول چکی تھی۔۔وہ ابھی تک اپنا تنفس ہی درست نہیں کر پائی تھی کہ شامیر نے اُس کی گردن پر اپنے دہکتے ہوئے لب رکھے پوری گردن پر شامیر اپنے سلگتے ہوے لب رکھ کر اسے اپنے پیار کی گرمی سے جھلسا رہا تھا۔شامیر نے اُس کی شہ رگ پر اپنے دانت اتنی شدت سے گاڑھے کہ میرال سسک کر رہ گئی۔۔

شامیر نے اس کے بالوں سے کراؤن اُتارتے ہوے دور اچھال دیا تھا۔اس کے گلے سے دوپٹہ اتار کر اچھی طرح اس کے گرد لپیٹا تھا۔میرال سرخ چہرے کے ساتھ لمبے لمبے سانس لے رہی تھی۔

شامیر نے اس کے لرزتے وجود کو اپنے سینے کے ساتھ لگایا تھا۔

میرال تم میرا ایڈکٹ ہو،میرا نشہ ہو،میرا پاگل پن ہو،میرا جنون ہو،میرا عشق ہو۔

اگر کوئی مجھ سے پوچھے زندگی کیا ہے تو،،میں ایک لفظ لکھ دوں،،،میرال،،،

شامیر اسے اپنے سینے سے لپٹائے گہری بھاری مدہوش کن آواز میں بولا۔

تمھیں لگتا ہے کہ میں تم پر پابندیاں لگاتا ہوں۔ تمھیں وہ کرنے پر مجبور کرتا ہوں جو تم نہیں کرنا چاہتی۔شامیر نے میرال کے تن سے ایک جھٹکے سے اس کا دوپٹہ کھینچ کر الگ کیا تھا۔اور اسے کلائی سے پکڑے آئینے کے سامنے کیا۔میرال بنا دوپٹے کے آئینے کے سامنے اپنا ہوش رُبا وجود لیے کھڑی تھی۔

میرال،،،دیکھو خود کو کیا تم اِس حلیے میں خود کو حسین تصور کرتی ہو۔شامیر میرال کے پیچھے کھڑا تھا۔اور آئینے میں اُس کے سراپے کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

میرال نے خود کو آئینے میں دیکھا دوپٹے کے بغیر اس کے بدن کی رعنائیاں پوری آب و تاب سے اپنی چمک دکھا رہی تھیں۔۔۔

میرال نے شرم سے گلابی ہوتے اپنی نظریں جھکائیں تھیں۔۔

شامیر نے وہی دوپٹہ میرال کے پیچھے سے اچھی طرح لپیٹ کر اس کے سینے کو کور کیا تھا اور اپنے ہاتھ اس کے پیٹ پر سختی سے جمائے اُس کی پشت کو اپنے سینے کے ساتھ لگایا تو میرال کی سسکاری نکلی تھی۔شامیر کی گرفت بہت سخت تھی۔شامیر اس کا دوپٹہ ہلکا سا ہٹاتا اس کے بال گردن سے پیچھے نرمی سے ہٹاتا گردن کے پیچھلے حصّے پر پوری شدت سے اپنے دانت گاڑھے تھے۔میرال سسکتے ہوئے اس کی سخت گرفت میں پھڑ پھڑا کر رہ گئی۔شامیر نے میرال کا دوپٹہ پیچھے سے اس کے سر پر اوڑھایا۔

میرال کا خوبصورت چہرہ نیلے دوپٹے میں دھمکنے لگا تھا۔ شامیر گہرا مسکرایا۔

یا تم خود کو ایسے حسین تصور کر رہی ہو۔

میرال نے ایک پل دکے لیے آئینے میں خود کو دیکھا اور میرال حیران رہ گیئ۔ اس کا حسن دو آتشہ ہو گیا تھا۔ دوسرے ہی پل میرال نے اپنی نظریں جھکالیں تھیں۔

میرال میں نے تو ہمیشہ یہی چاہا کہ تم وہ حلیہ اپناؤ جس میں تم بہت حسین لگو۔ تم پر کوئی نظر اُٹھے اس مین گندگی نہیں تمھارے لیے عزت شامل ہو۔

مرد کے پاس دولت اس کی بیوی ہوتی ہے۔ وہ اُس کا سب کچھ ہوتی ہے۔ اُس کا سکون ہوتی ہے۔ اُس کی آغوش میں آکر وہ سب کچھ بھول جاتا ہے۔ وہ اس پر حق جتاتا ہے۔ کیونکہ یہی ایک رشتہ ہے جس پر وہ پوری طرح اپنا حق جتا سکتا ہے۔ اُسے اپنی ملکیت سمجھتا ہے۔ اِس نشے میں اِس احساس میں وہ اِس قدر گم ہو جاتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے۔ وہ صرف اس کی ہے خاصالخاص اُس کی ہے۔

جب تم نے وہ مجھے سب کچھ بتایا میں برداشت نہ کر سکا۔ میں پاگل ہو گیا۔ میں جنونی ہو گیا کہ میری میرال میرے علاوہ کیسے کسی اور کے متعلق سوچ بھی سکتی ہے۔۔ اُس رات جب میں نے تمھیں بیلٹ سے مارا تھا۔ میری ڈرنک میں گولیاں ملائی گئیں تھیں۔ جس نے مجھے غصے سے پاگل کر دیا تھا۔ میں اپنے حواس میں نہیں تھا۔ میں نے اُس دن جو بھی تمھارے ساتھ کیا وہ نشے کی حالت میں کیا تھا۔ وہ میں نہیں تھا۔ وہ گولیوں میں کچھ ایسا

تھا۔۔ جس سے میں اپنی سدھ بدھ کھو رہا تھا۔زیان شائل چاہتے تھے کہ میں اپنے ہوش کھو کر تمھیں طلاق دے دوں۔ لیکن میرے منہ سے وہ الفاظ نہیں نکلے۔اس بات کی گواہ تم خود ہو۔سوچو ساری سچائی کے جاننے کے بعد میں کیسے تمھیں طلاق دے سکتا ہوں۔۔۔

اور جب میں تمھیں بستر پر لے کر گیا وہ مجھے نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔میرال میرے سامنے تمھارے نمبر سے زیان کو کال آئی تھی۔تم اُسے فون پر بات کرنے کے لیے منت سماجت کر رہی تھی۔۔میں بنا کچھ جانے بنا کچھ سمجھے وہ سب کچھ کر بیٹھا۔میں خود کو ڈفینڈ نہیں کر رہا۔میرا وہ ایکٹ غلط تھا۔بہت غلط تھا۔تم بالکل ٹھیک کر رہی ہو،،مجھے معاف نہ کر کے میری سزا یہی ہے کہ تم مجھے کبھی معاف نہ کرو،،میں تمھارے قابل نہیں،،میری اِس سے بھی بدتر سزا بنتی ہے۔اور سچ پوچھو زندگی میرے لیے اب سزا کے سوا کچھ نہیں ہے۔۔تم جو کہو گی جیسے کہو گی ویسے ہی ہو گا۔

میں تمھاری زندگی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چلا جاؤں گا۔بہت دور چلا جاؤں گا۔۔

۔میری بس تم سے ایک ریکوسٹ ہے کہ اگر تمھاری زندگی سے چلے جانے کے بعد میں زندہ رہا تو میرے سامنے کبھی نہ آنا۔۔کسی اور کا بن کر تو کبھی نہ آنا ورنہ قیامت سے پہلے قیامت آجائے گی۔

بدکردار

شامیر دُرانی نے اپنے دہکتے ہوئے لب میرال کے ماتھے پر رکھے تھے۔یکدم پلٹتا وہاں سے چلا گیا۔

میرال نے اپنے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر شامیر کا آخری لمس محسوس کیا تھا۔

میرال پارٹی پر خود کا حلیہ ٹھیک کرتے خود کو کمپوز کرتی واپس آئی تھی۔

میرال نے دوپٹہ اچھی طرح خود پر پھیلایا ہوا تھا اور سر پر بھی لیا ہوا تھا۔

مراد خان میرال کو سر پر دوپٹہ لیے دیکھ کر حیران ہوا تھا۔

مگر مراد خان کے دل نے گواہی دی تھی میرال کا حسن مزید پاکیزہ ہو گیا ہے۔۔مراد خان کا دل پہلے سے بھی زیادہ میرال کا گرویدہ ہو گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد پارٹی میں شامیر دُرانی بھی آچکا تھا۔

وائٹ جینز پینٹ پر وائٹ شرٹ اور وائٹ ہی کوٹ پہنے ہلکی ہلکی بیرڈ شامیر دُرانی بے حد وجیہہ اور شاندار لگ رہا تھا۔

آج شامیر دُرانی کی آنکھیں سرخ نہیں تھیں۔

آج ان آنکھوں میں شدید کرب تھا۔

شامیر دُرانی اب باقاعدہ طور پر سیاست میں بھی قدم رکھ چکا تھا۔اسی لیے اِس پارٹی میں سیاسی وزراء بھی شامل تھے۔

بدکردار

میڈیا دھڑ دھڑ شامیر دُرانی کی پِکس بنا رہا تھا۔

بہت سی لڑکیاں پاگل ہو رہی تھیں شامیر دُرانی کے لیے۔ شامیر دُرانی کے ساتھ سیلفیاں لینے کے لیے بے تاب ہو رہی تھیں۔

شامیر دُرانی کو بیسٹ بزنس مین آف دا ائیر ایوارڈ دیا گیا۔

شامیر درانی ایک ہاتھ میں ایوارڈ پکڑے دوسرے ہاتھ میں مائک پکڑے ہال کے بیچوں بیچ آ گیا تھا۔

ایک بلو سپاٹ لائٹ شامیر درانی پر تھی۔ آپ لوگ سب مجھ سے اکثر ایک سوال پوچھتے ہیں کہ میں ایک کامیاب انسان ہوں۔ اور میری اس کامیابی کے پیچھے کون ہے۔ اس کامیابی کا راز کیا ہے؟

لیکن آپ لوگ مجھ سے یہ پوچھیں کہ میں کامیاب انسان ہوں یا نہیں۔۔ تو میں آپ کو بتاؤں گا میں ایک ناکام انسان ہوں۔ جو کسی بھی ایوارڈ، اعزاز کے لائق نہیں بلکہ میں انسان کہلانے کے لائق نہیں۔

شامیر دُرانی مائک میں بول رہا تھا۔ ہال میں اب ایک دم سے شور بلند ہوا تھا۔ سب حیران نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ شامیر کی پارٹی سے لوگ پریشان ہو کر پہلو بدل کر رہ گئے تھے۔ میڈیا بھی حیران ہوا تھا۔ اور خوش بھی یقیناً آج مصالحے دار خبریں ملنے والی ہیں۔ اور اِن کی ٹی آر پی میں آضافہ ہونے والا ہے۔

مراد خان نے بھی چونکتے ہوئے شامیر دُرانی کو دیکھا تھا کہ یہ کیا کہہ رہا ہے؟ میرال کی رنگت بھی فق ہوئی تھی۔۔۔

میرال پارٹی پر خود کا حلیہ ٹھیک کرتے خود کو کمپوز کرتی واپس آئی تھی۔

میرال نے دوپٹہ اچھی طرح خود پر پھیلایا ہوا تھا اور سر پر بھی لیا ہوا تھا۔

مراد خان میرال کو سر پر دوپٹہ لیے دیکھ کر حیران ہوا تھا۔

مگر مراد خان کے دل نے گواہی دی تھی میرال کا حسن مزید پاکیزہ ہو گیا ہے۔۔ مراد خان کا دل پہلے سے بھی زیادہ میرال کا گرویدہ ہو گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد پارٹی میں شامیر دُرانی بھی آ چکا تھا۔

وائٹ جینز پینٹ پر وائٹ شرٹ اور وائٹ ہی کوٹ پہنے ہلکی ہلکی بیرڈ شامیر دُرانی بے حد وجیہہ اور شاندار لگ رہا تھا۔

آج شامیر دُرانی کی آنکھیں سرخ نہیں تھیں۔

آج ان آنکھوں میں شدید کرب تھا۔

شامیر دُرانی اب باقاعدہ طور پر سیاست میں بھی قدم رکھ چکا تھا۔ اسی لیے اِس پارٹی میں سیاسی وزراء بھی شامل تھے۔

میڈیا دھڑ دھڑ شامیر دُرانی کی پِکس بنا رہا تھا۔

بدکردار

بہت سی لڑکیاں پاگل ہو رہی تھیں شامیر دُرانی کے لیے۔شامیر دُرانی کے ساتھ سیلفیاں لینے کے لیے بے تاب ہو رہی تھیں۔

شامیر دُرانی کو بیسٹ بزنس مین آف دا ائیر ایوارڈ دیا گیا۔

شامیر درانی ایک ہاتھ میں ایوارڈ پکڑے دوسرے ہاتھ میں مائک پکڑے ہال کے بیچوں بیچ آ گیا تھا۔

ایک بلو سپاٹ لائٹ شامیر درانی پر تھی۔آپ لوگ سب مجھ سے اکثر ایک سوال پوچھتے ہیں کہ میں ایک کامیاب انسان ہوں۔اور میری اس کامیابی کے پیچھے کون ہے۔ اس کامیابی کا راز کیا ہے؟

لیکن آپ لوگ مجھ سے یہ پوچھیں کہ میں کامیاب انسان ہوں یا نہیں۔۔تو میں آپ کو بتاؤں گا میں ایک ناکام انسان ہوں۔جو کسی بھی ایوارڈ،اعزاز کے لائق نہیں بلکہ میں انسان کہلانے کے لائق نہیں۔

شامیر دُرانی مائک میں بول رہا تھا۔ہال میں اب ایک دم سے شور بلند ہوا تھا۔سب حیران نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔شامیر کی پارٹی سے لوگ پریشان ہو کر پہلو بدل کر رہ گئے تھے۔میڈیا بھی حیران ہوا تھا۔اور خوش بھی یقیناً آج مصالحے دار خبریں ملنے والی ہیں۔اور اِن کی ٹی آر پی میں آضافہ ہونے والا ہے۔

بدکردار

مراد خان نے بھی چونکتے ہوئے شامیر دُرانی کو دیکھا تھا کہ یہ کیا کہہ رہا ہے؟ میرال کی رنگت بھی فق ہوئی تھی۔

اس پارٹی کی لائیو کوریج ہو رہی تھی۔ اب آپ سب سوچ رہے ہوں گے یہ کیا کہہ رہا ہے کیوں کہہ رہا ہے؟ تو آج شامیر دُرانی آپ سب کو بتائے گا کہ وہ کیوں انسان کہلانے کے لائق نہیں ہے۔ ہال میں پھر سے خاموشی چھا گیئی تھی۔ صرف شامیر کی آواز گونج رہی تھی۔

کیا آپ ایسے انسان کو بیسٹ بزنس مین کا ایوارڈ دیں گے؟ کیا آپ ایسے انسان کو اپنا نمائندہ منتخب کریں گے جو عورت پر ہاتھ اُٹھاتا ہو۔ عورت کو گالی دیتا ہو۔ عورت کے لیے بدکردار کا لفظ بولتا ہو۔ عورت پر یقین نہ کرتا ہو اور عورت بھی کون جو اس کی بیوی ہو۔

ہال میں پھر سے چہ مگوئیاں شروع ہو چکی تھیں۔ شامیر کچھ پل کے لیے خاموش ہوا تھا۔ میرال نے اپنا سانس روکا تھا۔ مراد خان نے میرال کو دیکھا تھا۔

یقیناً نہیں دیں گے تو پھر میں اس ایوارڈ کا حق دار نہیں۔ کیونکہ وہ انسان کوئی اور نہیں شامیر دُرانی ہے۔ شامیر کی اواز مائک پر ابھری تھی۔

ہال میں صحیح معنوں میں شور اُٹھا تھا۔ ٹی وی پر بریکنگ نیوز چلنا شروع ہو گئی تھی۔

Zubinovelszone.com
Noor Asif Novels

میں نے اُس پر ہاتھ اُٹھایا جو شرم و حیا کا پیکر ہے۔ سر سے لے کر پاؤں تک پاکیزگی کا مجسمہ ہے۔ میں نے اُس عورت پر الزام لگایا۔ اُس پر یقین نہ کیا۔ میں اپنی بدگمانی میں اس قدر گم تھا کہ اُس کی حفاظت نہ کر سکا۔۔ وہ اتنی اعلیٰ کردار کی تھی کہ اتنی مشکلات سہیں مگر اس نے اپنی عزت پر آنچ نہ آنے دی۔۔ اور میری عزت بچاتی رہی اور میں نے کیا کیا؟ اُسے جانوروں کی طرح پیٹا۔ اُسے گھر سے نکالا۔ اس کی تذلیل کی۔۔

میرال نے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی سسکی روکی تھی۔

شامیر دُرانی کی آنکھوں سے اب آنسو جاری ہو گئے تھے۔ شامیر دُرانی دونوں ہاتھ آپس میں جوڑ کر سر جھکائے گھٹنوں کے بل بیٹھ چکا تھا۔ مجھے معاف کر دو میں نے تمھارے ساتھ بہت غلط کیا۔ تم پر یقین نہ کر کے بہت غلط کیا۔ تم نے صحیح کہا تھا بدکردار مرد کی سوچ ہوتی ہے۔ جو عورت کو بدکردار بناتی ہے۔ بدکردار تم نہیں بدکردار میں تھا۔ میں تم سے معافی اس لیے نہیں مانگ رہا کہ تم میری زندگی میں واپس آجاؤ بلکہ مجھے اب تم سے کچھ نہیں چاہیے صرف معافی کے سوا۔

شامیر دُرانی گھٹنوں کے بل بیٹھا سر جھکائے معافی مانگ رہا تھا اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

عشق یہ تیرا سب کچھ ہے میرا
تیری جدائی سہہ نہیں پاؤں گا

بدکردار

چھوڑ کر تو جو گیئ جی نہیں پاؤں گا

مر ہی جاؤں گا۔

آتی جاتی سانسوں کو انتظار تیرا ہے

مجھ کو مجھ سے بھی زیادہ اعتبار تیرا ہے

دل تو میرا ہے پر دھڑکن تیری

چاہا ہے تجھ کو چاہوں گا ہر دم

مر کے بھی دل سے یہ پیار ہو گا نہ کم

آنسو صرف شامیر دُرانی کی آنکھ سے نہیں میرال کی آنکھ سے بھی جاری تھے اور ان کے علاوہ ایک اور شخص بھی تھا جو رو رہا تھا۔ وہ تھا مراد خان،، جو جانتا تھا اچھی طرح جانتا تھا۔ اُس نے آج میرال کو ہمیشہ کے لیے کھو دیا ہے۔ یہ بھی جانتا تھا جو شامیر دُرانی نے آج کیا ہے۔ وہ کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ شامیر دُرانی سے زیادہ محبت میرال سے کوئی نہیں کر سکتا۔ مراد خان نے بہتے انسوؤں سے میرال کو دیکھا تھا

چاہا ہے تجھ کو چاہوں گا ہر دم

مر کے بھی یہ دل سے پیار نہ ہو گا کم

تیری جدائی سہہ نہیں پاؤں گا

بدکردار

چھوڑ کر تو جو گیئ جی نہیں پاؤں گا

مر ہی جاؤں گا۔

تو میرے خیالوں میں اس طرح سے چھائی ہے۔

جب بھی کوئی آہٹ ہوتی ہے لگتا ہے تو آئی ہے۔

دل تو میرا ہے پر تیری دھڑکن

مر کے بھی دل سے یہ پیار ہو گا نہ کم

-------------------ٹی وی پر چلتی بریکنگ نیوز پر طلحہ نے سٹپٹا کر آواز اونچی کی تھی۔ وہ اس وقت لاؤنج میں بیٹھا ہوا تھا۔

معروف بزنس مین اور معروف پارٹی سے تعلق رکھنے والے شامیر دُرانی اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتے ہوئے اور اپنی بیوی سے معافی مانگتے ہوئے۔ طلحہ نے جلدی سے آواز اونچی کی تھی۔۔ طلحہ نے مختلف چینل چینج کیے۔ جہاں ہر طرف یہی خبر چل رہی تھی۔ شامیر دُرانی کے معافی مانگتے ہوئے اور اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتے ہوئے کلپس چل رہے تھے۔ طلحہ نے سر ہاتھوں میں تھام لیا تھا۔ یہ شامیر دُرانی نے کیا کیا؟ اس کے بہت بُرے نتائج نکل سکتے ہیں۔ شامیر دُرانی کی ساکھ بہت متاثر ہو سکتی ہے۔ شامیر دُرانی کو کوئی بھی نہیں سمجھ سکتا۔ طلحہ نے پریشان ہوتے ہوئے سوچا تھا۔

\-

آج اس بات کو دو ہفتے ہونے کو آئے تھے. مختلف ٹی وی چینلز پر ٹاک شوز چل رہے تھے. پورا سوشل میڈیا انہی خبروں سے بھرا پڑا تھا۔لوگ شامیر دُرانی کو ظالم، جابر، عورتوں کی عزت نہ کرنے والا انسان کہہ رہے تھے۔ایسے انسان کو معافی نہیں ملنی چاہیے۔جو عورت کی عزت کرنا نا جانتا ہو۔عورت کو جانوروں کی طرح مارتا پیٹتا ہو۔۔

کچھ لوگ شامیر دُرانی کو ہیرو کہہ رہے تھے کہ انسان ہو تو شامیر دُرانی جیسا ہو۔جس نے سر عام اپنے گناہون کا اعتراف کیا۔اپنی غلطی ایکسپٹ کی، معافی مانگی۔شامیر درانی کی بیوی کو بہت لکی کہہ رہے تھے کہ اُسے اتنا پیار کرنے والا انسان ملا۔۔

مختلف ڈیبیٹز چل رہی تھیں ایک طبقہ تھا جو شامیر کے حق میں تھا اور ایک طبقہ تھا جو شامیر دُرانی کو معاف کرنے کے حق میں نہیں تھا۔

اُس سب سے شامیر دُرانی کو بہت نقصان پہنچا تھا۔مخالف پارٹی کے لوگوں نے شامیر دُرانی کے کردار کی دھجیاں اُڑا دی تھیں۔

شامیر درانی پر مختلف قسم کے الزام لگائے جا رہے تھے۔شامیر دُرانی کی بیوی کون تھی؟ اس کا بھی پتہ نہیں تھا لوگوں کو۔اُس دن پارٹی میں شامیر درانی نے معافی مانگی تھی۔مگر میرال کیمرے کے سامنے نہیں آئی تھی۔نہ ہی پارٹی میں کسی کو پتہ چلا تھا،،،میرال کے بارے میں۔۔اس لیے میرال کے بارے میں کسی کو نہیں پتہ تھا۔

لائبہ کے نکاح پر جو تصویریں سوشل میڈیا پر سرکل ہوئیں تھیں۔ وہ شامیر دُرانی نے اپنے اثرورسوخ سے ڈیلیٹ کروادی تھیں۔ شامیر درانی پر ایک الزام یہ لگایا جارہا تھا کہ اس نے اپنی بیوی کو حبسِ بے جامیں رکھا ہوا تھا۔

اسے قید کر کے رکھا تھا اسے کہیں آنے جانے نہیں دیتا تھا۔ شامیر درانی کے کردار بھی انگلی اُٹھائی جارہی تھی۔ اس کے دوسری عورتوں کے ساتھ ناجائز تعلقات جوڑے جا رہے تھے۔۔

مختلف چینلز والے شامیر دُرانی سے رابطہ کر رہے تھے۔ مگر پچھلے دو ہفتوں سے کسی کو نہیں پتہ تھا کہ شامیر دُرانی کہاں ہے۔ جس پر اس کی مخالف پارٹی والے اس کے بارے میں کہہ رہے تھے کہ وہ منہ چھپا کر بھاگ گیا ہے۔ آخر نامرد جو تھا جو عورت پر ہاتھ آٹھا تا تھا۔ شامیر دُرانی کی پارٹی رکنیت منسوخ کر دی گئی تھی۔

خواتین کی حقوق و تحفظ کی مختلف این جی اوز کی خواتین نے شامیر دُرانی کے فلیٹ کے باہر احتجاجی مظاہرے بھی کیے تھے۔ شامیر دُرانی کے تمام کنٹریکٹ اس سے چھن گئے تھے۔ شامیر دُرانی کہاں تھا یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔

،،، لگتا ہے شامیر دُرانی ملک چھوڑ کر بھاگ گیا ہے۔ اپنے کارنامے بڑے فخر سے بتا رہا تھا کہ اس نے یہ کیا، عورت کیا جانور ہوتی ہے اس کے ساتھ یہ سلوک کیا جائے۔ شامیر دُرانی ایک نامرد ہے۔ اسے تو سولی پر لٹکانا چاہیے،،،

بدکردار

ٹی وی پر چلتے ایک ٹاک شو میں سیاسی پارٹی سے تعلق رکھنے والی عورت نے نخوت سے منہ چڑاتے ہوئے کہا تو شو میں باقی بیٹھے ہوئے افراد ہنس پڑے تھے۔ میرال نے لمبا گہرا سانس لیتے ہوئے ٹی وی بند کر دیا تھا۔

مراد خان اپنے آفس میں بیٹھا چیئر سے ٹیک لگائے اپنی آنکھیں بند کی ہوئیں تھیں۔

پچھلے دو ہفتوں سے مراد خان سویا نہیں تھا۔

مراد خان کی آنکھوں میں وحشت کے ڈھیر جمے ہوئے تھے۔ دل کی دھڑکنیں ایسے شور مچا رہی تھیں کہ جیسے وہ ہمیشہ کے لیے خاموش ہونے والی ہوں۔ دل کسی معصوم بچے کی طرح سہما ہوا تھا۔

شامیر دُرانی کے تمام کنٹریکٹس مراد خان کو مل گئے تھے۔ مگر مراد خان کو لگ رہا تھا جیسے اِس سے اس کا سب کچھ چھن گیا ہو۔۔ اِس سے زیادہ غریب کوئی نہیں۔ مراد خان کو جیسے خود پر ہی ترس آ رہا تھا۔

وہ شامیر دُرانی کو ہرانا چاہتا تھا مگر آج وہ حقیقت میں شامیر دُرانی سے خود کو ہارا ہوا محسوس کر رہا تھا۔۔

بدکردار

آج دو ہفتے ہو گئے تھے میرال آفس نہیں آئی تھی۔ پچھلے دو ہفتوں سے مراد خان نے میرال کو نہیں دیکھا تھا۔۔ جسے دیکھ کر وہ جیتا تھا۔اس کی سانسیں چلتی تھیں اسے دو ہفتوں سے دیکھا نہیں تھا۔اس کی آواز نہیں سُنی تھی۔

مراد خان چیئر سے اُٹھتا اضطرابی کیفیت میں چکر لگانے لگا۔ دل کا درد جب حد سے بڑھنے لگا تو مراد خان نے کانپتے ہاتھوں سے موبائل سے نمبر ڈائل کیا تھا۔ بیل کی آواز پر مراد خان کی سانسیں رکنے لگی تھیں۔ دوسری طرف سے فون اُٹھالیا گیا تھا۔

ہیلو کی آواز پر مراد خان کی سانس بھی رکی تھی جیسے۔۔۔۔۔

کیسی ہیں مِس میرال؟ مراد خان نے اپنا نچلا لب بُری طرح کاٹتے ہوئے کہا۔

میں ٹھیک ہوں مراد سر۔ آپ کیسے ہیں؟ میرال آہستگی سے بولی تھی۔

میں ٹھیک ہوں مِس میرال۔ آپ اتنے دنوں سے آئی نہیں خیریت! مراد خان اپنی بے تابی کو چھپاتا عام سے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

میرال خاموش ہوئی تھی مراد خان کی بات پر۔

مراد خان اس کی خاموشی محسوس کرتا پریشانی کے عالم میں چیئر پر بیٹھا تھا۔

مِس میرال کیا آپ آج آسکتی ہیں؟ مراد خان نے بے چینی سے پوچھا تھا۔

میرال نے کچھ سوچتے ہوئے آنے کی ہامی بھری تھی۔

بدکردار

مراد خان بے چینی سے آفس کے چکر لگاتے ہوئے میرال کا انتظار کر رہا تھا۔

ایک ایک پل کاٹنا مراد خان کے لیے اذیت کا باعث بن رہا تھا۔

دروازہ ناک ہونے پر مراد خان سنبھل کر خود پر قابو پاتا آفس چیئر پر بیٹھا تھا۔

میرال اندر داخل ہوئی تھی۔ مراد خان اسے دیکھ کر دیکھتا رہ گیا۔

میرال وائٹ ڈریس میں ملبوس تھی مراد خان کو بے انتہا خوبصورت لگی تھی۔ مراد خان اپنی نظروں پر قابو پاتا اِسے بیٹھنے کو کہا۔

میرال،،، مراد خان کے سامنے نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔ مراد خان دیوانہ وار میرال کو دیکھ رہا تھا۔ کیسی ہیں مِس میرال؟ کافی دیر بعد مراد خان خود کی حالت پر قابو پاتا میرال سے مخاطب ہوا۔

میں ٹھیک ہوں۔۔ میرال آہستگی سے بولی تھی۔

مراد خان نے محسوس کیا تھا میرال کچھ ویک سی لگ رہی تھی اور پریشان بھی لگ رہی تھی۔ کیا بات ہے مِس میرال؟ آپ پریشان لگ رہی ہیں۔ مراد خان فکرمندی سے بولا تھا۔

نہیں تو پریشان تو نہیں،،، بس شاید رات کو نیند پوری نہیں ہوئی تو ایسا لگ رہا ہے شائد۔ میرال پھیکا سا مسکرائی تھی۔

مراد خان،،، میرال کی بات پر خاموش ہو گیا تھا۔

کافی دیر تک خاموشی چھائی رہی۔ آج مراد خان کے پاس کوئی بات کرنے کے لیے تھی ہی نہیں۔۔

دونوں کے پاس جیسے کوئی بات کرنے کے لیے بچی ہی نہیں تھی۔ مراد خان میرال کو یوں خاموش اور بُجھا ہوا دیکھ کر کافی بے چین ہوا تھا۔

آخر کار مراد خان اپنی انا کو کچلتا ہوا اور اپنی دھڑکنوں پر قابو پاتا اپنی آفس چیئر سے اُٹھتا میرال کے پاس آیا تھا۔

پنجوں کے بل بیٹھتا میرال کی کرسی پر دونوں اطراف اپنے ہاتھ جمائے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ جو ابھی بھی سر جھکائے بیٹھی تھی۔

مراد خان لمبی گہری سانس لیتا وہ سوال کرنے لگا جو مراد خان کا دل چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ مت کر،،، منہ کی کھائے گا۔۔۔

مراد خان دل کو ڈپٹا میرال سے مخاطب ہوا۔

مِس میرال،،، آپ نے مجھ سے اُس دن کہا تھا کہ آپ شامیر دُرانی کے ساتھ نہیں رہنا چاہتیں۔ آپ اُسے اپنا شوہر نہیں مانتی۔ کیا آپ آج بھی اس فیصلے پر قائم ہیں۔

مراد خان کے سوال پر میرال نظریں اُٹھائے مراد خان کو خالی خالی نظروں سے دیکھنے لگی۔

بدکردار

مرادخان نے اُس کے اِس طرح دیکھنے پر اپنے لب سختی سے ایک دوسرے میں پیوست کیے تھے۔

مرادخان نے خود پر قابو پاتے ہوئے دوبارہ سے اپنا سوال دہرایا تھا۔ جس پر میرال دونوں ہاتھوں میں منہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

مرادخان میرال کے رونے پر اپنا سر جھٹکتا مسکرا دیا تھا۔

مرادخان کچھ پل میرال کو یوں روتا دیکھتا رہا اور پھر اُٹھ کر گلاس ونڈو کے پاس کھڑا ہو کر باہر دیکھنے لگا۔ مرادخان کافی دیر تک پینٹ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالے گلاس ونڈو سے باہر دیکھتا میرال کی ہچکیاں سنتا رہا۔

مِس میرال،،، مجھے آپ کا جواب مل گیا ہے۔ مرادخان یونہی کھڑا سنجیدگی سے بولا تھا۔

جس پر میرال کی ہچکیوں اور رونے میں اور اضافہ ہوا تھا۔

مرادخان کی آنکھیں ضبط کے مارے سرخ ہوئیں تھیں۔

مرادخان کے چہرے پر غصے کے آثار نمایاں ہوئے تھے۔ مرادخان غصے سے میرال کی طرف پلٹا۔ مِس میرال اپنا ٹرمینیشن لیٹر باہر مِس فضا سے لیں اور یہاں سے چلی جائیں۔ مرادخان سرد آواز میں بولا تو میرال نے اپنی ہچکیاں روکتے حیرانگی کے عالم میں مرادخان کو دیکھا تھا۔ مِس میرال،،، سنا نہیں آپ نے،،۔ مرادخان دھاڑا تو میرال لرزی تھی۔ اور بے یقینی سے مرادخان کو دیکھنے لگی۔

میرال کے یوں دیکھنے پر مراد خان کا ضبط جواب دے گیا تھا۔ مراد خان نے ٹیبل پر ہاتھ مار کر تمام چیزیں گرا دیں تھیں۔

میرال ہڑبڑاتے ہوئے چیئر سے اُٹھی تھی۔ مراد خان اپنے قدم بڑھاتا میرال کی طرف آیا تھا۔

کیوں میرا ضبط آزما رہی ہو؟ چلی کیوں نہیں جاتی میرے سامنے سے،،، کیا چاہتی ہو۔ میں خود غرض بن جاؤں،، تمھیں روک لوں خود کے پاس ہمیشہ کے لیے ہاں۔۔۔۔

مراد خان میرال کے پاس آتا ٹیبل پر زور دار مکا مارتا چلایا تھا۔

میرال نے دونوں ہاتھ منہ پر رکھ کر اپنی چیخ روکی تھی۔

مراد خان نے اپنی سرخ آنکھوں سے میرال کو دیکھا تھا۔ میرا جی کر رہا ہے میرال،،، تمھیں تم سے چرا کر اِس دنیا سے چُرا کر اِس شامیر دُرانی سے چُرا کر کہیں دور لے جاؤں۔

تم کیا چاہتی ہو؟ تم کیا سوچتی ہو؟ تمھاری خوشی کس میں ہے؟ مجھے اس وقت کوئی پرواہ نہیں۔ صرف پرواہ ہو رہی ہے تو اپنے دل کی،،، جو روتے ہوئے دہایاں دے رہا ہے۔ تمھیں مانگ رہا ہے مجھ سے۔

محبت خود غرض بنا دیتی ہے۔ اور آج میں خود غرض بن رہا ہوں۔ مراد خان میرال کے بازو کو دبوچتا خود کے قریب کرتا سرد انداز میں دھاڑا تھا۔۔ چلی جاو یہاں سے،،، اس

سے پہلے میں اپنے ہوش کھو دوں۔ مراد خان اپنی آنکھوں کی نمی کو پیچھے دھکیلتا وحشت زدہ لہجے میں بولا تھا۔

مراد سر پلیز،،، میرال ہچکیوں کے درمیان بولی تو مراد خان چلایا تھا۔ چلی جاؤ میرال پلیز،،، چلی جاو یہاں سے،، مراد خان حلق کے بل چلایا تو میرال اپنا بیگ ٹیبل سے اُٹھائے روتے ہوئے تیزی سے آفس سے نکل گئی۔۔۔

مراد خان میرال کے جانے کے بعد پاگل ہو گیا تھا جیسے۔۔ مراد خان نے آفس کی تمام چیزیں اُٹھا اُٹھا کر پھینکنی شروع کر دی تھیں۔

مراد خان اب گھٹنوں کے بل بیٹھا چلا رہا تھا۔ اپنے بال پکڑ تا وحشت سے چلا رہا تھا۔ اس کا دل پھٹ رہا تھا۔ وہ مر رہا تھا۔ میرال کی جدائی اس کی جان نکال رہی تھی۔ کاش وہ اپنی قسمت شامیر دُرانی کے ساتھ بدل سکتا۔ کاش وہ شامیر دُرانی ہو تا۔ وہ شدت سے دعائیں کر رہا تھا۔

بھیگی پلکوں پر نام تمھارا ہے
بیچ بھنور کشتی بڑی دور کنارا ہے۔
پوچھیں یہ لہریں کیوں ہے یہ دوری
عشق میں آخر کیوں ہے مجبوری
میرے نہیں تو کیا،، میرا ہر پل تمھارا ہے

بھیگی پلکوں پر نام تمھارا ہے۔

اجڑا میرا نصیب ہاتھ میرے خالی

تو سلامت رہے اللہ ہے والی

دل پہ کیا گزرے وہ شخص جو ہارا ہے

بجھنے لگے دیے تیز ہواؤں میں

اب رہا نہ دم میری صداؤں میں

موت سامنے ہے،، کیا خوب نظارہ ہے

بھیگی بلکوں پر نام تمھارا ہے

۔

طلحہ آفس سے ابھی ابھی آیا تھا۔ میرال اتنی سردی میں باہر لان میں چیئر پر دونوں پاؤں اوپر کو سمیٹے بیٹھی تھی۔ بغیر کسی گرم شال اور جرسی کے،،، میرال اِس وقت آسمان پہ نگاہیں جمائے جانے کیا تلاش کر رہی تھی۔ چہرے پر شدید قسم کی اُداسی چھائی ہوئی تھی۔۔

طلحہ حیران ہوا تھا۔ اتنا اُداس تو میرال کو اُس نے اِن دو سالوں میں نہیں دیکھا تھا۔ جتنا پچھلے کچھ دنوں سے دیکھ رہا تھا۔ عجیب سی بے چینی ہوتی تھی میرال کے چہرے پر۔۔۔

آنکھوں میں ہر وقت آنسو جھلملاتے رہتے تھے۔ جیسے ابھی آنکھوں سے بہہ نکلیں گے۔

طلحہ فکر مندی سے میرال کی طرف بڑھا تھا۔

یوں میرال کو دیکھ کر طلحہ کا دل تڑپا تھا۔ ہمیشہ اس نے اپنی بہن کو خوش دیکھنا چاہا تھا۔ مگر خوشی جیسے اُس سے روٹھ گئی تھی۔

کیا ہوا ہے میری شہزادی کو؟ اتنی سردی میں یہاں کیوں بیٹھی ہے؟ کوئی شال یا جرسی بھی نہیں لی۔

طلحہ میرال کے پاس چیئر پر بیٹھتا ہوا پیار سے بولا تھا۔

میرال طلحہ کو دیکھتے ہوئے اپنے پاؤں چیئر سے نیچے اُتارتے ہوئے سیدھی ہو کر بیٹھی تھی۔

کچھ نہیں بھائی۔۔۔بس اندر دل گھبرا رہا تھا تو باہر آ گئی۔ میرال اپنی آنکھوں کی نمی چھپاتے ہوئے بولی تھی۔

میرال تم جاب پر نہیں جا رہی۔ طلحہ نے اسے بغور دیکھتے ہوئے پوچھا۔

وہ میں نے جاب چھوڑ دی ہے۔ میرال نظریں چراتے ہوئے بولی تو طلحہ نے حیرانگی سے میرال کو دیکھا تھا۔

وہ تو اس جاب کو لے کر کافی سیریس تھی اور خوش تھی۔ یہ جاب چھوڑنے کی وجہ کیا ہے؟ طلحہ اپنی سوچوں کو جھٹکتا اسے لیے اندر کی طرف بڑھا۔

طلحہ رافعہ کا چیک اَپ کروانے کے بعد اِسے باہر سے کھانا کھلایا تھا اور اب رافعہ کی ضد پر اسے سی ویو لے کر آیا تھا۔ رافعہ اُمید سے تھی۔ طلحہ ہر ممکن کوشش کرتا اسے خوش رکھنے کی۔ ابھی بھی رات کافی ہو گئی تھی اور سردی بھی شدت اختیار کر گئی تھی۔ پریگنینسی میں رافعہ کے نخرے بے حد بڑھ گئے تھے۔ طلحہ مجبورًا اِس کے نخرے اُٹھاتا تھا۔ ورنہ وہ کھانا پینا چھوڑ دیتی تھی۔

اس وقت سی ویو پر کوئی نہیں تھا۔ رافعہ گھر چلو یار پلیز،،، سردی بہت بڑھ گئی ہے۔ رات بھی گہری ہوتی جا رہی ہے۔ تمھاری طبیعت خراب ہو جائے گی ویسے بھی اس ٹائم سیف بھی نہیں ہے ایسے یہاں پر۔۔۔ طلحہ منت بھرے لہجے میں بولا تھا۔ مگر رافعہ سُنی اَن سُنی کرتی آگے کو بڑھی۔ طلحہ جھنجھلاتے ہوئے اس کے پیچھے گیا تھا۔

طلحہ کی نظر کسی پر پڑی تھی۔ جو ایک طرف بغیر کسی گرم کوٹ کے اندھیرے میں سمندر کی لہروں پر نظریں جمائے بیٹھا ہوا تھا۔

طلحہ حیران ہوا یہ کون ہے سر پھرا؟ جو اتنی رات کو اتنی سردی میں بغیر کسی گرم کپڑے کے یوں ساحل پر بیٹھا ہے۔

بدکردار

طلحہ تھوڑا آگے بڑھا تو طلحہ کے منہ سے سرسراتے ہوئے الفاظ میں نکلا،،شامیر دُرانی۔۔۔ طلحہ کافی دیر تک شامیر دُرانی کو دیکھتا رہا۔جو دنیا و مافیا سے بے خبر بیٹھا تھا۔اِسے کسی کی پرواہ ہی نہیں تھی۔ طلحہ کو وہ وہاں پر ہوتے ہوئے بھی وہاں نہیں لگا تھا۔

طلحہ رافعہ کو لیے واپس گھر آیا تو رافعہ کو گیٹ پر اتارا اور اسے ضروری کام کا کہہ کر واپس اپنی گاڑی کا رُخ سی ویو کی طرف کیا تھا۔

تو تم یہاں،،،ڈر کر چھپے بیٹھے ہو۔شامیر دُرانی نے طلحہ کی آواز پر اپنا ذرا سا رُخ پلٹا تھا۔ اور پھر چھوٹا سا پتھر اٹھا کر سمندر میں پھینکا تھا جو دور تک گیا تھا۔شامیر دُرانی کسی سے نہیں ڈرتا۔شامیر نے تلخی سے مسکراتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔
اچھا پھر یہاں پر کیا کر رہے ہو؟ کس سے چھپ کر بیٹھے ہو؟ پورا میڈیا تمھیں ڈھونڈ رہا ہے۔ہر کوئی تمھارے بارے میں جاننا چاہتا ہے کہ تم کہاں ہو؟ کہیں تم نے جو سب کیا یعنی کہ جو معافی مانگی پوری دنیا کے سامنے اس پر پچھتا تو نہیں رہے؟
طلحہ کی بات پر شامیر دُرانی ہاتھ جھاڑتا ہوا اُٹھا تھا اور طلحہ کے مقابل جا کر کھڑا ہوا۔ شامیر دُرانی جس بات پر پچھتایا ہے وہ اس کی زندگی کا روگ بن گیا ہے۔اس کے علاوہ میں کسی بات پر پچھتاتا نہیں۔۔۔

ہاں چھپ رہا ہوں کسی سے وعدہ کیا ہے جو نبھانے کی اب خود میں سکت نہیں پا رہا۔ اور جہاں تک ڈرنے کی بات ہے تو تمھیں دیکھ کر بہت ڈر گیا ہوں کہیں میرے کیے ہوئے وعدے پر تم مہر تو نہیں لگوانے آ گئے۔ شامیر دُرانی طلحہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتا ہوا سنجیدگی سے بولا تھا۔ شامیر دُرانی بھی کسی سے ڈرتا ہے مجھے آج پتہ چلا ہے۔۔۔ طلحہ نے قہقہہ لگایا تھا۔

ہنس لو تم بھی ہنس لو۔ پوری دنیا مجھ پر ہنس رہی ہے۔ اب تو میری پرچھائی بھی مجھ کو دیکھ کر مجھ پر ہنستی ہے۔ شامیر دُرانی اپنی پینٹ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالتا سمندر کی لہروں پر نظریں جمائے بولا۔

ویسے بیوی سے ڈرنا اچھی بات ہے۔ مگر اب اتنا بھی نہیں ڈرنا چاہیے کہ بیوی بالکل ہی کنٹرول سے باہر ہو جائے۔

طلحہ سنجیدہ لہجے میں غیر سنجیدہ بات بولا تو شامیر نے چونکتے ہوئے طلحہ کو دیکھا تھا۔

شامیر دُرانی ایک بات کان کھول کر سن لو اب اگر میری بہن پر کوئی آنچ بھی آئی تو میں تمھاری جان لینے میں ایک پل نہیں لگاؤں گا۔۔

طلحہ شامیر کو دیکھتے ہوئے سرد انداز میں بولا تھا۔

کیا مطلب ہے تمھارا اس بات سے؟ شامیر نے حیران نظروں سے طلحہ کو دیکھا تھا۔

مطلب یہ کہ میں ایک دفعہ پھر اپنی بہن کو تمھارے حوالے کر رہا ہوں۔ مگر اس دفعہ میری بہن کی آنکھ میں ایک آنسو نہ آئے۔ طلحہ نے تنبیہ نظروں سے شامیر کو دیکھا تھا۔

کک کیا کہہ رہے ہو؟ میرال مان گئی ہے۔ وہ میرے پاس آنے کو تت تت تیار ہو گئی ہے۔ شامیر لڑکھڑائی آواز میں بولا تھا۔

چہرہ فرطِ مسرت سے جیسے کھل اٹھا تھا۔ دل میں ہزاروں پھول کھل اُٹھے تھے۔۔ دل کی دھڑکن نے سو کی سپیڈ پکڑی تھی۔۔

کانوں کو یقین نہیں ہوا تھا شاید اس نے کچھ غلط سنا تھا۔

نہیں وہ تو نہیں مانی۔ اور وہ مانے گی بھی نہیں،، کیونکہ میرال بالکل ضدی نہیں ہے۔ مگر جب وہ ضد کرلے تو اس سے بڑا ضدی کوئی نہیں۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں وہ آج بھی تم سے محبت کرتی ہے۔ بہت کرتی ہے۔ مگر وہ یہ کبھی مانے گی نہیں۔۔۔

تو پھر وہ کیسے آئے گی میرے پاس؟ طلحہ کی بات سُن کر شامیر درانی بے تابی سے عجلت بھرے انداز میں بولا۔

طلحہ اس کی عجلت پر مسکرا کر رہ گیا۔

ایک ہی حل ہے،، طلحہ مسکرایا تھا۔

وہ کیا؟ شامیر دُرانی بے تاب ہوا تھا۔

میرال تم سے نہیں مگر آج بھی شامیر دُرانی سے ڈرتی ہے۔

طلحہ اپنی مسکراہٹ چھپائے بولا تو شامیر دُرانی نے ناسمجھی سے طلحہ کو دیکھا تھا۔

اور دوسرے ہی پل شامیر دُرانی نے قہقہہ لگایا تھا۔اِس قہقہے میں طلحہ نے بھی شامیر دُرانی کا ساتھ دیا تھا۔

میرال طلحہ کی ضد پر اس کے ساتھ شاپنگ پر آئی تھی طلحہ کے بہت کہنے کے باوجود اُس نے اپنے لیے کوئی شاپنگ نہیں کی تھی۔ہاں مگر آنے والے نئے مہمان کے لیے اِس نے بہت شاپنگ کی تھی وہ طلحہ کے بچے کے لیے بہت ایکسائیٹڈ تھی۔میرال مال سے باہر کھڑی طلحہ کا انتظار کر رہی تھی جو گاڑی نیچے پارکنگ ایریا سے لینے گیا ہوا تھا۔

میرال اپنی سوچوں میں گم تھی کہ ایک گاڑی کے ٹائر آکر بالکل اس کے پاس چرچرائے تھے۔میرال ڈر کے دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔میرال نے غصے سے گاڑی کی طرف دیکھا۔ مگر اس میں سے شامیر دُرانی کو نکلتے دیکھ کر میرال کے اوسان خطا ہوئے۔

شامیر دُرانی اس وقت بلیک شلوار قمیض پہنے ہوئے تھا۔اور بلیک ہی مردانہ شال کندھوں پر ڈال رکھی تھی۔آنکھوں پر گلاسز لگائے سنجیدہ چہرہ لیے وہ میرال کے پاس آکر کھڑا ہوا۔

گلاسز اتار کر گہری اور استحقاق بھری نظروں سے میرال کو اوپر سے نیچے تک دیکھا تھا۔ جو بلیک شلوار قمیض پہنے بلیک ہی دوپٹہ سر پر اوڑھے ہوئے تھی۔شامیر دُرانی کے لب مسکرائے تھے۔ گاڑی میں بیٹھو۔شامیر دُرانی سنجیدہ لہجے میں بولا۔

میں کیوں آپ کے ساتھ گاڑی میں بیٹھوں؟

میرال نظریں چراتے ہوئے اپنی گھبراہٹ چھپائے بولی۔

میں کہہ رہا ہوں،، تم سے اس لیے۔اس سے آگے کوئی وجہ رہتی ہے کیا؟شامیر اپنی مسکراہٹ چھپاتا ہوا اُلٹا میرال سے سوال کرنے لگا۔

میرال نے چونکتے ہوئے شامیر کو دیکھا تھا۔

میں آپ کے ساتھ کہیں نہیں جاؤں گی اور یوں زور زبردستی سے تو بالکل بھی نہیں۔

میرال خود پر قابو پاتے ہوئے بولی تھی۔

لیکن میں نے تو ابھی زور زبردستی کی ہی نہیں۔شامیر دُرانی میرال کے بے حد قریب آ کر بولتے ہوئے میرال کے چہرے پھونک ماری تھی۔

میرال شامیر کی اس حرکت پر تلملا کر رہ گئی۔

اگر آپ نے مجھ سے کوئی بدتمیزی کی تو میں شور مچا کر لوگوں کو اکٹھا کروں گی۔

میرال گھبراتے ہوئے بولی۔

اچھا تو ایسا ہے۔۔۔شامیر نے تمسخراتی نگاہوں سے میرال کو دیکھا۔

ویسے تم جتنا مرضی شور مچالو،،لوگوں کو اکٹھا کرلو کوئی فائدہ نہیں ہونے والا۔

تم سے بدتمیزی کرنے کا میرے پاس پرمٹ ہے۔اور ویسے بھی شامیر دُرانی اپنی آئی پر آجائے تو کسی کے باپ سے بھی نہیں ڈرتا۔

اس لیے سین مت کریٹ کرو۔ گاڑی میں بیٹھو۔شامیر اپنی مسکراہٹ ضبط کرتا سرد لہجے میں بولا تو میرال نے جلدی سے اپنے بیگ سے موبائل نکالتے ہوئے طلحہ کو کال ملائی تھی۔شامیر دُرانی نے جھپٹتے ہوئے میرال سے موبائل چھینا تھا۔اِسے بازو سے پکڑ کر فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر اسے اندر دھکیلا تھا اور خود جلدی سے گاڑی میں بیٹھتا گاڑی سٹارٹ کی تھی۔

شامیر گاڑی روکیں۔میرال نے خوفزدہ نظروں سے شامیر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

میری جان،،،اب یہ گاڑی اپنی منزل پر ہی رُکے گی۔شامیر ونڈ سکرین پر نظریں جمائے سنجیدگی سے بولا تھا۔

میرال نے جھٹ سے اپنا موبائل اٹھایا تھا جو شامیر کے سامنے ڈیش بورڈ پر پڑا تھا۔ میرال نے طلحہ کو کال ملائی تھی۔

بھائی شامیر مجھے زبردستی گاڑی میں بیٹھا کر۔۔۔

میرال نے ابھی اپنی بات مکمل بھی نہیں کی تھی کہ طلحہ کی آواز سنائی دی۔

ZubiNovelsZone.com
Noor Asif Novels

اوکے میرال تم شامیر کے ساتھ ہو چلو بیٹا،،۔پھر بات کروں گا تم سے۔۔۔ طلحہ نے یہ کہہ کر کال کاٹ دی۔ میرال نے سکتے کے عالم میں اپنے موبائل کو دیکھا تھا پھر غصے سے شامیر کو دیکھا تھا۔ جس نے اِسے آنکھ ماری تھی۔

میرال نے غصے سے اپنا موبائل ڈیش بورڈ پر پٹخا تھا۔

شامیر میں کہہ رہی ہوں گاڑی روکیں۔ میرال دروازہ کھولتے ہوئے چلائے تھی۔ ض جانِ من،،، تمہیں اس طرح کسی نے چلاتے ہوئے دیکھ لیا تو کل کی بریکنگ نیوز ہونی ہے۔شامیر درانی نے اپنی ہی بیوی کو کڈنیپ کر لیا۔۔شامیر مسکراتے ہوئے شرارتی لہجے میں بولا۔۔۔

ہاں تو آپ آپ،، مم مم،،مجھے کک کک کڈنیپ ہی کر رہے ہیں۔۔ میرال ہکلاتے ہوئے بولی تھی۔۔

میرال کو شامیر سے خوف محسوس ہو رہا تھا یا وہ خود سے ہی خوف کھائے بیٹھی تھی۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا۔

شامیر نے جھٹکے سے گاڑی روکی تھی اور میرال کو بازو سے پکڑ کر خود کی طرف کھینچا تھا۔

اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں بھرتا اس کے ہونٹوں پر جھکا۔

شامیر نے شدت سے اس کے ہونٹوں پر کس کرتے ہوئے چھوڑا تو میرال کا رنگ سرخ پڑا تھا۔ پلکیں خودبخود جھک گئی تھیں۔

بدکردار

میرال خود کو سنبھالتے اپنی سیٹ پر سمٹتے ہوے دروازے کے ساتھ لگ کر گہرے سانس لینے لگی۔۔شامیر میرال کے چہرے پر جھکا تھا۔شامیر کی گرم سانسیں میرال کے چہرے کو جھلسا رہی تھیں۔میرال نے ابھی تک اپنی نظریں نہیں اُٹھائی تھیں۔

میرال کو اس طرح شرماتے دیکھ کر شامیر کو ڈھیروں سکون ہوا تھا۔

جانِ شامیر کیا چاہتی ہو؟باقی کا پروسیس بھی میں گاڑی میں کروں تو میں تیار ہوں۔

شامیر میرال کے ہونٹوں پر اپنا انگوٹھا پھیرتا ہوا بولا۔

شش شش شامیر،،،پلیز مجھے میرے گھر ڈراپ کر دیں۔میرال ابھی بھی نگاہیں جھکائے لرزتے ہوئے بولی۔گھر ڈراپ کر دوں ہاں۔۔لیکن تمھاری جھکی پلکیں تو مجھ سے کچھ اور کہہ رہی ہیں۔شامیر میرال کے گال کو چومتا ہوا مدہوش لہجے میں بولا۔

کک کک کیا کہہ رہی ہیں۔میرال لڑکھڑائے انداز میں بولی

میرال نے سکتے کے عالم میں اپنے موبائل کو دیکھا تو پھر غصے سے شامیر کو دیکھا تھا۔جس نے اسے آنکھ ماری تھی۔

میرال نے غصے سے اپنا موبائل ڈیش بورڈ پر پٹخا تھا۔

شامیر میں کہہ رہی ہوں گاڑی روکیں۔میرال نے دروازہ کھولنے کی کوشش کی تھی۔

شامیر نے جھٹکے سے گاڑی روکی تھی اور میرال کو بازو سے پکڑ کر خود کی طرف کھینچا تھا۔

اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں بھرتا اس کے ہونٹوں پر جھکا۔

zubinovelsonline.com Ocean Asif Novels

شامیر نے شدت سے اس کے ہونٹوں پر کس کرتے ہوئے چھوڑا تو میرال کا رنگ سرخ پڑا تھا۔پلکیں خود بخود جھک گئی تھیں۔

میرال نے خود کو سنبھالتے اپنی سیٹ پر سمٹی تھی۔شامیر میرال کے چہرے پر جھکا تھا۔ شامیر کی گرم سانسین میرال کے چہرے کو جھلسا رہی تھیں۔میرال نے ابھی تک اپنی نظریں نہیں اُٹھائی تھیں۔میرال کو اس طرح شرماتے دیکھ کر شامیر کو ڈھیروں سکون ہوا تھا۔

جانِ شامیر کیا چاہتی ہو؟باقی کا پروسیس بھی میں گاڑی میں کروں تو میں تیار ہوں۔

شامیر میرال کے ہونٹوں پر اپنا انگوٹھا پیرتا ہوا بولا۔

شش شش شامیر پلیز مجھے میرے گھر ڈراپ کر دیں۔میرال ابھی بھی نگاہیں جھکائے لرزتے ہوئے بولی۔گھر ڈراپ کردوں ہاں۔لیکن تمھاری جھکی پلکیں تو مجھ سے کچھ اور کہہ رہی ہیں۔شامیر میرال کے گال کو چومتا ہوا مدہوش لہجے میں بولا۔

شامیر نے میرال کی گردن میں منہ چھپایا تھا۔

کک کیا کہہ رہی ہیں۔۔میرال نے لرزتے لبوں سے کہا

یہی کہ تم میری پناہوں میں آنے کو تیار ہو۔میری جنون برداشت کرنے کو تیار ہو۔

شامیر نے میرال کی گردن پر شدت سے کس کرتا ہوا الگ ہوا اور خود پر قابو پاتا ڈرائیو کرنے لگا۔

بدکردار

باقی کے راستے دونوں نے ایک دوسے سے بات نہیں کی تھی۔

میرال نے شرم سے سرخ پڑتے شامیر کو دوبارہ نظر اُٹھا کر نہیں دیکھا تھا۔

شامیر پاگل ہو رہا تھا میرال کی قربت کے لیے۔ خود پر قابو پانا شامیر کو مشکل ترین امر لگ رہا تھا۔ شامیر جانتا تھا اب اگر اس نے میرال پر ایک نظر اور ڈالی تو وہ گاڑی میں ہی حد سے گزر جائے گا۔

گاڑی دُرانی مینشن پر رکی تھی میرال نے آنسوؤں بھری آنکھوں سے گھر کو دیکھا تھا۔ پورے دو سال بعد وہ اس گھر کو دیکھ رہی تھی۔ جہاں اچھی یادوں کے ساتھ تلخ یادیں بھی تھیں۔ شامیر میرال کی حالت سمجھ رہا تھا بلکہ شامیر کی حالت بھی کچھ ایسی ہی تھی۔

شامیر گاڑی سے اترتا میرال کی طرف کی گاڑی کا دروازہ کھولا تھا۔

میرال نے گاڑی سے اترنے سے انکار کیا تھا۔ شامیر نے جھک کر اسے بازو سے پکڑ کر گاڑی سے نکالا۔ شامیر میں آپ کے ساتھ اندر نہیں جاؤں گی۔ میرال اپنا ہاتھ چھڑواتے ہوئے بولی۔

شامیر اس کی کسی بھی بات کا جواب دیے بغیر اسے کلائی سے پکڑ کر کھینچتا ہوا اندر لایا تھا۔

لان میں آکر میرال نے جھٹکے سے اپنی کلائی چھڑوائی تھی۔شامیر میں نے کہاناں میں اندر نہیں جاؤں گی۔میرال اپنے آنسوؤں پر قابو پاتی ہوئی بولی۔

شامیر نے جھٹکے سے اسے خود کے قریب کیا تھا۔

ہلکی ہلکی بارش برسنے لگی تھی۔سردیوں کی پہلی بارش میں اپناملن مبارک ہو۔جانِ شامیر شامیر میرال کے ہونٹوں پر جھکتے ہوئے بولا۔شامیر نے شدت سے میرال کی سانسوں کو انہیل کیا تھا۔

میرال نے اتنی شدت پر لرزتے ہوئے شامیر کی شرٹ کو مٹھیوں میں جکڑا تھا۔شامیر میرال کے ہونٹوں کو چھوڑتا گھٹنوں کے بل بیٹھتا میرال کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اس کے سینے کے ساتھ لپٹتے ہوئے روپڑا۔

میرال تم جتنی خوبصورت ہو اس سے کہیں زیادہ تمھارا کردار خوبصورت ہے۔تم بارش کے پہلے قطرے کی طرح پاک ہو تم صبح کی پہلی کرن کی طرح روشن ہو۔میرال میں بھٹک گیا تھا۔میں نے تم پر یقین نہ کرکے خود پر یقین نہیں کیا۔مجھے معاف کر دو۔

شامیر بہتے آنسوؤں کے ساتھ بولا تو میرال کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو گئے تھے۔اس نے تو شامیر کو معاف بہت پہلے ہی کر دیا تھا۔شامیر نے پوری دنیا کے سامنے معافی مانگ کر اسے معتبر کر دیا تھا۔

میرال نے کانپتے ہاتھوں سے شامیر کے بالوں میں اپنا ہاتھ پھیرا تھا۔

بارش تیز ہونا شروع ہو گئی تھی سردی کی شدت میں اضافہ ہو گیا تھا۔ مگر دونوں کو احساس نہیں ہو رہا تھا۔ دونوں ایک دوسرے میں گم تھے جیسے۔۔ بہتی بارش میں دونوں کی انکھوں سے بھی برسات جاری تھی۔ شامیر کھڑا ہوتا میرال کے چہرے کو ہاتھوں میں بھرتا دیوانوں کی طرح اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو اپنے لبوں سے چومنے لگا۔ شامیر نے میرال کو گلے سے لگایا تھا۔ میرال نے بھی کانپتے ہاتھوں سے شامیر کے گرد اپنے بازو لپیٹے تھے۔

آئی لو یو میرال! ائی لو یو جان،، بہت پیار کرتا ہوں تم سے۔۔ جان ہو تم میری۔۔ شامیر میرال کو گلے سے لگاتے ہوئے مدہوشی کے عالم میں بولا تھا۔ شامیر نے میرال کو خود میں زور سے بھینچا تھا میرال کو اپنی سانسیں رُکتی ہوئی محسوس ہوئیں۔

شامیر مسکراتا ہوا میرال سے الگ ہوا۔ شامیر نے میرال کو گہری نظروں سے دیکھا جس کے چہرے پر شرم و حیا کے رنگ کے ساتھ لبوں پر شرمیلی مسکان بھی ٹھہر گئی تھی۔

شامیر میرال کا ہاتھ پکڑے اندر کی طرف بڑھا۔

شامیر میرال کو لیے اپنے روم میں داخل ہوا میرال اور شامیر پوری طرح بھیگ چکے تھے شامیر نے میرال کے تن سے اس کا دوپٹہ نرمی سے الگ کیا۔ اِسے اپنی بانہوں کے

حصار میں لیے کافی دیر تک آنکھیں بند کیے وہ میرال کو سینے سے لگائے کھڑا رہا۔میرال کانپتے ہوئے شامیر کے سینے سے لگی کھڑی تھی۔شامیر کی بے تابیاں عروج پر تھیں۔ جنھیں محسوس کر کے میرال کانوں تک سرخ پڑ رہی تھی۔

شامیر اِسے خود سے الگ کرتا گہری نظر اس کے سراپے پر ڈالی تھی۔میری جان،،، سردی لگ رہی ہے تمھیں۔شامیر نے میرال کے گالوں پر ہاتھ رکھ کر بے حد نرم لہجے میں پوچھا۔

میرال نے کانپتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

میں تمھارے لیے کوئی ڈریس لاتا ہوں۔ شامیر میرال کے ماتھے پر اپنا لمس چھوڑتا ڈریسنگ روم میں داخل ہوا تھا۔

میرال نے مسکراتے ہوئے ڈریسنگ مرر میں خود کو دیکھا تھا۔اپنا بھیگا سراپا دیکھ کر وہ پھر سے سرخ پڑی تھی کہ شامیر کے سامنے وہ ایسے حلیے میں کھڑی تھی۔میرال نے خفت سے اپنا لب دانتوں کے نیچے کچلا تھا۔اور پھر چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا کر شرما گئی تھی۔ شامیر ڈریسنگ روم سے میرال کے لیے ساڑھی نکال کر لایا تھا۔جسے دیکھ کر میرال کے چہرے پر سایہ لہرایا تھا۔یہ وہی ریڈ ساڑھی تھی جو اس نے شامیر کو منانے کے لیے پہنی تھی اور شامیر نے اسے بُری طرح دھتکار دیا تھا۔

شامیر نے اس کی آنکھوں میں نمی اور کرب محسوس کر لیا تھا۔

میری جان،،، میں بدنصیب تھا۔میں نے اس دن تمہیں نہیں خود کو دھتکارا تھا۔تم نہیں جانتی وہ رات میں نے کیسے کاٹی تھی۔اور اس کے بعد ہر رات میں نے کیسے اذیت میں کاٹی تھی۔ان گزرے دو سالوں میں جب بھی تمھارا سراپا میری آنکھوں میں لہرایا تو تم نے یہی ساڑھی پہنی ہوتی تھی۔اُس رات میں نے تمھیں نہیں دھتکارا تھا اپنے جذبات اپنی دیوانگی سے نظریں چرائیں تھیں۔جب میں نے تمھاری ساری چیزوں کو آگ لگانے کا کہا تو ساڑھی دینے کی مجھ میں ہمت نہیں ہوئی تھی۔آج میں چاہتا ہوں۔ تم دوبارہ سے یہ ساڑھی پہنو اور میں تمھیں بتاؤں کہ اُس دن میں نے کیوں تم سے راہ فرار اپنائی تھی۔۔۔تم نے اُس دن کیسے میرے دل کی دنیا تہہ بالا کی تھی۔شامیر میرال کو اپنے حصار میں لیے مدہوشی کے عالم میں بول رہا تھا۔

پہنو گی نہ میری جان۔۔۔۔شامیر میرال سے الگ ہوتا اس سے مان بھرے لہجے میں پوچھنے لگا۔

میرال نے گہری سانس لے کر وہ ساڑھی شامیر کے ہاتھوں سے لی تھی۔

اس دن تو میرال نے یہ ساڑھی پہن لی تھی مگر آج شامیر کی آنکھوں میں دیوانگی اور جنونیت دیکھ کر میرال کو اپنی ہتھیلیاں پسینے میں بھیگتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔

میرال کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

شامیر کی شدتیں سہنا اِس کے بس کی بات نہیں تھی۔ اور اِس ساڑھی میں دیکھ کر شامیر کی دیوانگی اور جنونیت اور بڑھ جانی تھی۔

میرال دھڑکتے دل کے ساتھ ڈریسنگ روم میں داخل ہوئی۔ ساڑھی زیبِ تن کرنے کے بعد میرال نے کانپتے ہاتھوں سے ریڈ لِپ سٹک لگائی تھی۔ آئینے میں خود کا عکس دیکھتے ہوئے وہ شرم سے سرخ ہوئی تھی۔

ساڑھی کا بلاوز بے حد چھوٹا تھا۔ پلو نہایت ہی باریک تھا۔

شامیر اپنی شرٹ اتار اکر صوفے پر پھینکتے ہوئے بے تابی سے میرال کا انتظار کرنے لگا۔ جو ڈریسنگ روم سے باہر آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

میرال جانِ من،،، کتنی دیر لگاؤ گی اگر تم سے نہیں پہنی جا رہی تو میں مدد کر دوں۔ شامیر شرارتی لہجے میں بولا۔

کوئی جواب نہ ملنے پر شامیر گہرا مسکرایا تھا۔ وہ جانتا تھا اس کی شرمیلی بیوی شرم سے اندر سرخ پڑ رہی ہو گی وہ ایسے باہر نہیں آئے گی۔ شامیر نے گہری سانس بھرتے ڈریسنگ روم کی چابی تلاش کی تھی۔ وہ دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا تو توقع کے عین مطابق ساڑھی پہنے ڈریسنگ روم میں پڑے صوفے پر بیٹھی اضطرابی کیفیت میں اپنے ناخن چبا رہی تھی۔ شامیر کو دیکھتے ہوئے ہڑبڑا کر رہ گئی۔ جلدی سے شامیر کی مردانہ شال الماری سے نکالتی خود پر لپیٹ گئی۔ شامیر اِس کی اس حرکت پر بہت محفوظ ہوا تھا۔

شامیر نے جھٹکے سے شال اتار کر دور اچھال دی تھی۔ اُسے گود میں اُٹھائے باہر لایا۔

شش شش شامیر،،، چھوڑیں مجھے میرال شرم سے سرخ پڑتے ہکلاتے ہوئے بولی۔

شامیر نے اسے گود میں اٹھائے گول گول گھمایا تو میرال کی ہنسی کی جلترنگ کمرے میں گونجی تھی اور شامیر کی آنکھ سے آنسو بہے تھے۔ اس ہنسی کو وہ سننے کو ترس گیا تھا۔ آج اُس کا رواں رواں سکون سے بھر گیا تھا۔

شامیر اسے اٹھائے بیڈ پر لٹائے اس پر مکمل حاوی ہوتے ہوئے اس کی کلایاں تکیے پر پن کیے اُس کے سرخ اناری ہونٹوں کو شدت سے اپنی دسترس میں لیا تھا۔ میرال کی سانسیں خود میں شدت سے قید کرتا اس کی سانسوں کی مہک کو اپنے اندر اتارنے لگا۔ نہ جانے کتنی دیر وہ دیوانوں کی طرح میرال کی سانسیں انہیل کرتا قطرہ قطرہ اس کی سانسوں کو پیتے ہوئے مدہوش ہونے لگا۔ میرال کی سانسیں مدھم پڑنے لگی مگر شامیر اس کے ہونٹوں کو چھوڑنے کو تیار نہ تھا۔

شامیر اس کے ہونٹوں سے ہوتا ہوا اس کی گردن پر آیا تو میرال شامیر کو پیچھے کرتے ہوئے اُٹھ کر بیٹھی تھی اور گہرے سانس لینے لگی شامیر بھی اُٹھتا میرال کی کمر میں ہاتھ ڈالے اسے خود کے قریب کرتا اس کی پشت کو اپنے سینے کے ساتھ لگاتے ہوئے میرال کے بلاوز کی ڈوری کھینچ ڈالی تھی۔ میرال شرم سے سرخ پڑتے شامیر کے سینے سے لپٹ گئی۔ شامیر اُس پر جھکتا سارے پردے گراتا گیا اور اس پر اپنی شدتیں نچھاور کرنے لگا۔

میرال نے سسکتے ہوئے اسے خود سے دور کرنا چاہا۔شامیر پہلے سے زیادہ شدت سے اس پر حاوی ہوا۔میرال سسکتے ہوئے خود سپردگی کے عالم میں شامیر میں سمٹ رہی تھی۔ کیونکہ جب جب وہ مزاحمت کرتی شامیر کی شدتیں اور بڑھ جاتی۔گزرتی رات کے ساتھ شامیر کی شدتوں میں اضافہ ہو رہا تھا۔دونوں کی سانسیں کمرے میں گونج رہی تھیں۔بارش نے باہر شدت اختیار کرلی تھی بالکل شامیر کی جنون خیزیوں کی طرح جو ہر لمحہ ہر پل میرال کی جان نکال رہی تھیں۔

____

میرال نے غصے سے ایک نظر شامیر کو دیکھا تھا جو شرٹ لیس اُلٹا لیٹا بہت مزے سے اِس کے پاس سو رہا تھا۔میرال اُس کے پاس سے اُٹھتی گرم پانی سے شاور لیا تھا۔اور تیار ہوئی۔بلو جینز کے اوپر لانگ گرم جرسی شرٹ پہنے اس پر لانگ کوٹ پہنا اچھی طرح سر پر حجاب کیا اور شوز پہنے وہ بالکل تیار تھی۔

میرال نے دروازے کے پاس کھڑے ہو کر شامیر کو پکارا تھا۔

شامیر اٹھ جائیں نہ اب۔۔۔شامیر میرال کی جھنجھلائی ہوئی آواز سن کر نیند سے بوجھل سرخ آنکھوں کو کھول کر میرال کو دیکھا جو بالکل تیار دروازے کے پاس کھڑی تھی۔

شامیر نے حیرانگی سے میرال کو دیکھا جو چہرے پر بے انتہا غصہ لیے کھڑی تھی۔

بدکردار

شامیر بالوں میں ہاتھ پھیرتا اٹھ کر بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا تھا اور گہری نظروں سے اپنی ناراض سی بیوی کو دیکھا جو اِس سے کافی دور کھڑی تھی۔شامیر کے لب گہرے مسکرائے تھے۔

شامیر آج ہمیں لندن آئے ہوئے پورے دو دن ہو گئے ہیں اور آپ ہیں کہ کمرے سے باہر ہی نہیں نکلے۔کیا اِس کمرے میں ہی آپ نے دو مہینے گزارنے ہیں۔میرال جھنجھلاتے ہوئے بولی تھی۔

شامیر نے سگریٹ سلگا کر منہ کو لگاتے میرال کے تپے ہوئے چہرے کو دیکھا۔

میری جان،،، آپ یہ سب باتیں مجھ سے میرے پاس آکر بھی کر سکتی ہیں۔شامیر نے اپنی مسکراہٹ چھپاتے ہوئے کہا تو میرال کا غصہ سوا نیزے پر پہنچا تھا۔میں جو بھی بات کروں گی یہیں سے کروں گی۔آپ کے پاس آ جاؤں تو آپ مجھے بات کرنے کا موقع ہی کب دیتے ہیں۔میرال اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے بولی تو شامیر نے قہقہہ لگایا تھا۔

اچھا اب اچھی طرح بات کرنے دوں گا۔پاس تو آؤ۔۔۔

سچی تم دور رہ کر مجھ سے بات کرتی ہو مجھے کچھ سمجھ نہیں آتا۔اپنی بات سمجھانے کے لیے تمھیں میرے پاس آنا پڑے گا۔شامیر نے میرال کو اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا تھا۔

بدکردار

میرال نے سخت جھنجھلاتے ہوئے اور کوفت سے شامیر درانی کو دیکھا جو اِس سے چمٹ ہی گیا تھا۔ ہر پل اسے خود کے قریب رکھتا تھا۔ مجال ہے اُسے ایک پل بھی خود سے دور کرتا ہو۔

شامیر اگر آپ مجھے باہر نہیں لے کر جائیں گے تو میں اکیلے ہی چلے جاؤں گی۔ میرال وہیں پر جمی وانگ دینے والے انداز میں بولی تو شامیر نے اپنی مسکراہٹ چھپائی تھی۔

اچھا تو ایسا ہے۔۔۔ شامیر نے مسکراتے ہوئے میرال کو دیکھا تو جانِ من آپ ابھی تک باہر گئی کیوں نہیں پھر۔۔۔ شامیر نے شرارت سے سوال کیا۔

میرال شامیر کے سوال پر خاموش ہو گئی تھی۔ وہ کیا بتاتی کہ بے شک وہ اس سے بے انتہا پیار کرتا تھا مگر شامیر کے غصے سے وہ ابھی تک ڈرتی تھی۔ اُس کے بنا اکیلے چلی جاتی تو وہ اِس کی جان کو نا آجاتا۔ اب تو وہ پہلے سے بھی زیادہ شدت سے اُسے چاہنے لگا تھا۔ شامیر دورانی کا پیار اس کے غصے سے بھی زیادہ خطرناک تھا۔۔ اِس کا اندازہ وہ اُسے ہر پل کراتا تھا۔ میرال روہانسی ہوئی تھی۔ شامیر اُس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ کر اپنا لب دانتوں تلے دبا گیا۔ اپنی خوبصورت معصوم سی بیوی کی وہ رگ رگ سے واقف تھا۔ جانتا تھا وہ اتنے کیوٹ سے منہ بنا کر کیا سوچ رہی ہے۔

ویسے میری جان،،، کیوں ڈرتی ہو مجھ سے اتنا۔ اب تو دن رات آپ سے پیار ہی تو کرتا ہوں۔ شامیر نے شرارتی انداز میں میرال کو دیکھا تھا۔

آپ کا پیار تو آپ کے غصے سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ میرال خود سے بڑبڑائی تھی۔ مگر شامیر دُرانی نے اس کی بڑبڑاہٹ سن لی تھی۔ واقعی میں شامیر دُرانی کی شدتیں سہنا میرال کے بس کی بات نہیں رہی تھی اب۔ مگر شامیر میرال پر ترس کھا لے یہ ناممکن تھا۔ وہ تو دن رات اپنے پیار اور شدت بھری جنون خیزیاں اس پر نچھاور کرتے اس کی جان نکالنے کے درپہ رہتا۔۔شامیر بیڈ سے اٹھتا میرال کے قریب گیا تھا۔ نرمی سے اس کا حجاب اتارا میرال کا کوٹ اتارا تھا۔شامیر پلیز۔۔۔۔میرال منت بھرے انداز میں بولی تو شامیر اس کی منت اگنور کرتا اسے گود میں اٹھائے بیڈ پر لایا۔۔ زمین پر پنجوں کے بل بیٹھتے اس کے شوز اتارے تھے۔

بیڈ پر لیٹ کر اسے اپنی بانہوں میں لیا۔

میری جان مجھے بہت نیند آرہی ہے اور تمھیں پتہ ہے کہ تمھارے بغیر مجھے نیند نہیں آتی۔شامیر میرال کے اوپر جھکتا اس کی خوشبو خود میں اتارتا مدہوش کن لہجے میں بولا تھا۔ شش شش شامیر،،، مگر جب میں آپ کے پاس ہوتی ہوں آپ سوتے ہی کب ہیں۔۔۔میرال بمشکل بولی تھی۔ کیونکہ شامیر کی بے باک گستاخیاں شروع ہو چکی تھیں۔ شامیر اس میں گم ہوتا مکمل اُس پر حاوی ہوتا میرال کو اپنے پیار کی بارش میں بھگونے لگا۔

بدکردار

شامیر میرال کو مووی دکھانے کے لایا تھا۔اب وہ لندن کی سڑکوں پر ٹہل رہے تھے۔

میرال نے آئسکریم ہاتھ میں پکڑی تھی۔جسے وہ کھا کم رہی تھی دیکھ زیادہ رہی تھی۔

میرال میری جان،،،میرا تمھیں کس کرنے کو من کر رہا ہے۔شامیر کی بات پر میرال نے سٹپٹائے ہوئے شامیر کو دیکھا تھا

شش شش شامیر یہ کیا کہہ رہے ہیں؟میرال ہکلاتے ہوئے بولی۔

یہی کہ میرا تمھیں شدت والی کس کرنے کو دل کر رہا ہے۔شامیر نے میرال کو گہری نظروں سے دیکھا

شش شش شامیر کمرے میں چل کر،،،میرال نے سرخ ہوتے بمشکل اپنی بات مکمل کی تھی۔

کمرے میں چل کر تو میں بہت کچھ کروں گا۔ابھی تو صرف کس کی بات کر رہا ہوں۔

شامیر میرال کا سرخ چہرہ دیکھ کر شرارتی لہجے میں بولا۔

شامیر نے میرال کی توجہ ایک کپل کی طرف کی جو لندن کی سڑک پر بڑے جذباتی انداز میں ایک دوسرے کو کس کر رہے تھے۔

میرال کی نظر پڑی تو میرال نے اپنی آنکھیں پھیلائی تھیں اور چہرہ خطرناک حد تک سرخ ہوا تھا۔اور اپنی نظریں پھیریں تھیں۔

بدکردار

شامیر نے قہقہہ لگایا تھا۔۔اُف لگتا ہے ساری دنیا کی شرم میری بیوی میں ہی سمٹ گئی ہے۔ چلو پھر مائی شائی گرل،،،کمرے میں چل کر تمھاری ساری شرم اتاروں۔شامیر میرال کا شرم سے سرخ پڑتا چہرہ دیکھ کر اسے اپنی بانہوں میں لیتے اس کے گال پر شدت سے کس کی تھی۔

شامیر،،،مم مم مجھے کمرے میں نہیں جانا،،میرال گھبرائے ہوئے انداز میں بولی تو شامیر اپنی مسکراہٹ ضبط کرتا ہوا اس کے ہاتھوں کو نرمی سے تھامے ہوٹل کی طرف چل پڑا تھا۔

پورے تین ماہ ہو گئے تھے۔انھیں اپنے ہنی مون پر آئے ہوئے شامیر نے اسے پوری دنیا گھمائی تھی۔ان تین ماہ میں شامیر نے اُسے بے حد پیار دیا تھا۔میرال شامیر کی سنگت میں پہلے سے زیادہ خوبصورت ہو گئی تھی۔

میرال سویزرلینڈ کے ایک خوبصورت سے اپارٹمنٹ میں کھڑی گلاس ونڈو سے باہر خوبصورت مناظر میں کھوئی ہوئی تھی۔میرال کا بچپن سے خواب تھا سویزرلینڈ دیکھنے کا..شامیر نے آج اس کا خواب پورا کیا تھا۔

نہ صرف پورا کیا تھا بلکہ یہ خوبصورت سا اپارٹمنٹ خرید کر میرال کے نام کر دیا تھا۔

وہ شامیر کی اتنی محبت پر خدا کا جتنا شکر ادا کرتی کم تھا۔ شامیر کی محبت اور اس کی جنون خیزیوں کو سوچ کر میرال کے چہرے پر شرمیلی مسکان آئی تھی۔

شامیر ابھی بھی باہر سے کچھ سامان لایا تھا۔ میرال کو تلاشتا وہ بیڈروم میں آیا جہاں وہ کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔ شامیر نے میرال کو پیچھے سے اپنی بانہوں میں لیا تھا۔

شامیر ہم کب تک رکیں گے یہاں پر؟ میرال نے شامیر کے حصار سے نکلتے ہوئے پوچھا۔

میری جان،، جب تک آپ کہیں تب تک۔ شامیر نے دوبارہ سے میرال کو اپنی بانہوں میں بھرا تھا۔

لیکن شامیر آپ کے بزنس کا اتنا لاس ہو چکا ہے۔ مجھے لگتا ہے اب ہمیں واپس چلنا چاہیے۔ بہت وقت ہو گیا ہے۔ میرال نے فکر مندی سے کہا۔

میری جان،، مجھے جتنا بھی لاس ہوا ہے مجھے اس کی کوئی فکر نہیں۔

شامیر دُرانی یہ لاس چند مہینوں میں پورا کر لے گا۔

بس مجھے اس خوبصورت چہرے پر کوئی لاس نہیں دکھنا چاہیے۔۔ کیونکہ اس خوبصورت چہرے کی مسکراہٹ میری تمام دولت ہے۔ شامیر نے میرال کی ناک ہلکی سی دبائی تھی۔

بتہ ہے میر ال میں کیا سوچ رہا ہوں؟ شامیر نے گلاس ونڈو سے دور تک خوبصورت پہاڑوں کو دیکھا تھا۔ کیا سوچ رہے ہیں؟ میر ال نے اشتیاق سے پوچھا۔ یہی کہ ہم ہر سال یہاں پر آئیں گے۔ لیکن اگلے سال تو ہمارے ساتھ شاید جونیئر شامیر بھی ہو۔۔ شامیر سنجیدہ لہجے میں بولا تو میر ال نے نا سمجھی سے شامیر کو دیکھا تھا۔ اگلے ہی پل اس کی بات سمجھتے ہوئے آنکھیں پھیلا کر شامیر کو دیکھا تھا۔

وہ شامیر کی اس بات کا مطلب اچھی طرح سمجھ چکی تھی کہ وہ کیا چاہتا ہے۔ میر ال گھبر اتے ہوئے وہاں سے جانے لگی تو شامیر نے کلائی س کھینچ کر اسے خود کے قریب کیا تھا۔

کہاں میری جان؟ چلیں پھر،،، شامیر نے بیڈ کی طرف اشارہ کیا۔

جونیئر شامیر کو اس دنیا میں لانے کی تیاری کرنے۔۔۔ شامیر نے بے باکی سے میر ال کو آنکھ ماری تھی۔

میر ال سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ کوئی بھی راہِ فرار نہ پاتے ہوئے شامیر کے سینے کے ساتھ شرماتے ہوئے لگی۔ شامیر مسکراتے ہوئے اس کے بالوں پر لب رکھتا ہوا اسے لیے بیڈ کی طرف بڑھا۔

Zubinovelszone.com
Noor Asif Novels

بدکردار

میرال کی آنکھ کھلی تو میرال نے موبائل میں ٹائم دیکھا جہاں دن کے دو بج رہے تھے۔ میرال اپنے بالوں کو جوڑے میں لپیٹتی اٹھی تھی۔ اچانک ہی خود کو دیکھا تو شرم سے سرخ پڑی تھی۔ جلدی سے اپنا حلیہ درست کیا اور شامیر پر ایک نظر ڈالی جو سو رہا تھا۔ میرال نے موبائل کھولا تو وہ حیران رہ گئی بلکہ پریشان ہو گئی۔ میرال نے گھبراہٹ میں شامیر کا کندھا ہلایا تھا۔

شش شش شامیر اٹھیں پلیز۔ میرال نے کانپتے ہاتھوں سے شامیر کو اٹھایا۔

کیا ہے میرال سونے دو یار،،، رات پھر جاگنا ہے۔ شامیر میرال کو ایک نظر دیکھتا شرارت سے بولتے اسے اپنے سینے پر گرایا تھا۔

شامیر چھوڑیں مجھے پلیز۔۔ مجھے آپ کو کچھ دکھانا ہے۔ میرال پریشانی کے عالم میں بولی تو شامیر اسے چھوڑتا پریشان ہوا تھا اور اُٹھ کر بیٹھا۔

کیا ہوا میری جان؟ اتنی پریشان کیوں لگ رہی ہو؟ شامیر نے پریشانی کے عالم میں میرال کے گال پر ہاتھ رکھا تھا۔

میرال نے اپنا موبائل شامیر کی طرف بڑھایا تو شامیر نے نا سمجھی کے عالم میں موبائل تھاما تھا۔

موبائل پر نظر دوڑاتے ہی شامیر کے چہرے پر سرخی چھائی تھی۔ شامیر موبائل بیڈ پر رکھتا کھڑکی کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔

Zubinovels.com

بدکردار

میرال بیڈ سے اُٹھتی شامیر کے پاس گئی تھی۔شامیر پلیز اِسے آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔پلیز کچھ کریں میرال التجائیہ لہجے میں بولی۔

میرال اس نے تمھارے ساتھ اتنا کچھ کیا پھر بھی تم یہ کہہ رہی ہو۔شامیر سنجیدگی سے کھڑکی پر نظریں جمائے بولا۔

شامیر وہ آپ کی پھوپھو کی بیٹی بھی ہے اور صائم کی بہن ہے۔جو بھی ہو لائبہ آج بھی صائم کی بیوی ہے۔شامیر آپ ہی کچھ کرسکتے ہیں پلیز۔ایک عورت کی عزت بہت قیمتی ہوتی ہے۔پلیز بچالیں اِس کو اس سب سے۔

میرال کے بولنے پر شامیر نے سرخ نظروں سے اسے دیکھا وہ جب تمھارا سودا کررہی تھی۔تمھارے لیے وہ گھٹیا پلیننگ کررہی تھی۔اسے یہ بات نہیں پتہ تھی کہ عورت کی عزت کتنی قیمتی ہے۔تمھیں اس کی اتنی پرواہ کیوں ہے! اِس کے ساتھ جو ہوا وہ قدرت کا انتقام ہے۔تم اسے معاف کیسے کرسکتی ہو؟شامیر سرد لہجے میں میرال پر دھاڑا تھا۔

جیسے میں نے آپ کو معاف کیا میرال سنجیدگی سے بولی تھی۔شامیر نے میرال کو اپنی سرخ آنکھوں سے دیکھا تھا۔

تم اس کو میرے ساتھ ملا رہی ہو۔شامیر نے سپاٹ اور سرد لہجے میں دریافت کیا۔

نہیں شامیر میں بس یہ کہہ رہی ہوں اگر میں آپ کو معاف کر سکتی ہوں۔ آپ میری معافی ڈیزرو کرتے ہیں تو وہ کیوں نہیں۔ شامیر اگر ہم ایک دوسرے کو ان کی غلطیوں کی سزا دینے لگے ناں تو قدرت اپنا انتقام لینا چھوڑ دے گی۔ اس نے جو میرے ساتھ کیا۔ اسے اس کی سزا مل چکی ہے۔ اتنی سزا کافی ہے اس کے لیے۔۔۔ اگر میں آپ کو معاف نہ کرتی تو میں آگے تو بڑھ جاتی مگر تا عمر بے چین رہتی۔ آپ کو معاف کر کے میں نے دونوں جہاں کا سکون پا لیا ہے۔ اللہ نے اس کے صلے میں مجھے آپ کی بے تحاشا محبت عطا کی ہے۔ آپ کا یقین عطا کیا ہے۔ پلیز اسے بچا لیں،،، اِسے مزید رسوا ہونے سے بچا لیں۔ میرال روتے ہوئے بولی تو شامیر تڑپ کر آگے بڑھا تھا اس کے آنسو صاف کرنے لگا۔

اوکے اوکے میری جان،،، جیسا کہو گی ویسے ہی ہو گا۔ رونا بند کرو جان،،، شامیر نے پیار سے میرال کو اپنے سینے سے لگایا تھا۔

تمھیں جو بھی بات مجھ سے منوانی ہو ناں،،، جان صرف حکم کیا کرو۔ یوں رویا تو نہ کرو ناں پلیز۔۔۔ تمھارا رونا مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔ شامیر اس کو سینے سے لگائے پیار سے بولا تھا۔

آپ کب سنتے ہیں میری بات ایک بار میں؟ کب سے تو کہہ رہی میں،، میرال شامیر کے سینے کے ساتھ لگتے ہنوز روتے ہوئے نروٹھے انداز میں بولی تو شامیر مسکرا کر رہ گیا۔۔۔

بدکردار

شمائل بکھرے لباس میں زرد چہرے کے ساتھ اپنے کمرے میں لیٹی چھت کو گھور رہی تھی۔

آج شمائل کے سامنے اپنے تمام گناہ آرہے تھے۔ میرال کا معصوم چہرہ اُس کے سامنے آ رہا تھا۔ وہ اسے رسوا کرنا چاہتی تھی۔ پر آج وہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نا رہی تھی۔

شوبز کی دنیا میں آگے بڑھنے کے لیے وہ اپنی اداؤں کا جادو مختلف مردوں پر چلاتے آگے بڑھتی رہی۔ مختلف ماڈل کے ساتھ اِس کی دوستی تھی. وہ ملک کی بیسٹ ماڈل بننے کے لیے سب کچھ کرنے کو تیار تھی. یہاں تک کہ اپنی عزت کو بھی بیچ سکتی تھی۔ اس لیے شمائل نے ایک پروڈیوسر سے راہ رسم بڑھائے تھے ڈرامہ حاصل کرنے کے لیے،،، وہ اس سے مختلف وعدے کرتا رہا اس کا جسم حاصل کرنے کے لیے اور شمائل اس کے وعدوں پر اعتبار کرتے ہر حد سے گزر گئی۔ ہوش تو تب آیا جب شمائل کو اپنے اندر ایک نئی زندگی کے جاگنے کا احساس ہوا۔ مگر اس پروڈیوسر نے اسے اپنا بچہ ماننے سے انکار کر دیا۔ نہ صرف انکار کر دیا بُری طرح دھتکارتے ہوئے اپنی زندگی بھی سے نکال دیا کیونکہ اس کا دل بھر چکا تھا۔۔ شمائل نے اسے دھمکی دی کہ وہ اس کا چہرہ میڈیا پر لے کر آئے گی۔ اُس نے وہ ویڈیوز شمائل کو دکھا دیں جس میں شمائل نے خدا کو بھلا کر اپنی ہر حد پار کی تھی۔ ان ویڈیوز میں اُس پروڈیوسر کا چہرہ تو بلر تھا مگر شمائل پوری

طرح عیاں تھی۔ شمائل نے ڈر کر اپنا بچہ گرا دیا تھا۔ اور خاموشی سے اُس کی زندگی سے نکل گئی مگر پھر بھی اُس پروڈیوسر نے اِس کی ویڈیوز سوشل میڈیا پر شیئر کر دی۔

شمائل ایک جھٹکے سے بیڈ سے اُٹھی تھی اور دراز سے سلیپنگ پلز نکالیں۔ شمائل سلیپنگ پلز کو دیکھتے ہوئے بُری طرح رو دی تھی۔ اُسے وہ وقت یاد آیا تھا جب اس نے پہلے بھی ایک دفعہ یہ سلیپنگ پلز لیں تھیں مگر اس نے یہ سلیپنگ پلز بہت سوچ سمجھ کر لی تھیں۔ اُس نے بہت تھوڑی تعداد میں لی تھیں اور ٹائمنگ کا بھی پورا خیال رکھا تھا تاکہ بروقت اسے ہسپتال لے کر جانے سے اِسے کوئی نقصان نہ پہنچے۔ مگر آج اِس نے سلیپنگ پلز کی پوری بوتل اپنی ہتھیلی پر خالی کی تھی۔ اِس سے پہلے وہ پھانکتی عینی نے آ کر اِس کے منہ پر تھپڑ مارا تھا اور سلیپنگ پلز گرا دیں۔

مجھے مرنے دو عینی۔ پلیز مجھے مرنے دو۔ میں کسی کو منہ دکھانے کے لائق نہیں رہی۔ شمائل پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے عینی سے التجا کرنے لگی۔ کاش شمائل تم تب ہی مر جاتی جب تم نے شامیر بھائی کو پانے کے لیے خودکشی کا ڈرامہ کیا تھا۔ آج جو بھی تمھارے ساتھ ہوا میرال بھابھی کی آہیں تمھیں لگی ہیں۔ جس کو رسوا کرنے میں تم نے کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ مگر آج میرال بھابھی نے ہی تمھاری عزت بچائی ہے۔ عینی کے بولنے پر شمائل نے عینی کو حیرت سے دیکھا تھا۔ تمھاری ویڈیو سوشل میڈیا سے ڈلیٹ ہو چکی ہے۔ اور وہ پروڈیوسر جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہے۔ اس نے یہ بیان بھی

دیا ہے کہ وہ ویڈیو ایڈیٹ تھیں۔اُن میں تم نہیں تھی بلکہ اس نے تمھیں بلیک میل کرنے کے لیے وہ ویڈیو ایڈیٹ کی تھی۔ تاکہ تم اس کے ناجائز مطالبہ مان لو جو تم نے ماننے سے انکار کر دیا تھا۔

یہ سب کچھ شامیر دُرانی کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا۔جہاں تک میں شامیر بھائی کو جانتی ہوں وہ کبھی بھی ان سب کے لیے تمھیں معاف نہیں کرسکتے جو تم نے میرال بھابھی کے ساتھ کیا۔وہ میرال بھابھی کو لے کر کتنے شدت پسند ہیں وہ تم اچھی طرح جانتی ہو۔ وہ کبھی بھی تمھیں معاف نہ کریں مگر یہ سب کچھ یقیناً میرال بھابھی نے اُن سے کروایا ہے۔ کیونکہ وہ بہت اعلیٰ ظرف والی ہیں۔اتنا کچھ سہنے کے بعد انہوں نے شامیر بھائی کو معاف کیا اور آج تمھیں بھی معاف کر دیا۔خدارا ہم پر رحم کرو۔۔اپنا نہیں تو صائم بھائی کی عزت کا کچھ خیال کرو۔ہم سب کا سوچ لو تم تو خود کشی کر لو گی مگر بعد میں ہمیں دنیا کو جواب دینا پڑے گا۔رحم کرو اب تو ہم پر۔۔۔عینی اس کے آگے ہاتھ جوڑتے ہوئے بول کر غصے سے کمرے سے نکل گئی۔

شمائل عینی کے جانے کے بعد سجدے میں گر کر پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے خدا سے اپنے کیے ہوئے گناہوں کی معافی مانگنے لگی۔

بدکردار

شامیر اٹھ بھی جائیں اب،،، میرال اپنے گیلے بال سلجھاتے ہوئے بولی تھی۔ آفس نہیں جانا کیا آپ نے؟ میرال نے غصے سے شامیر کو دیکھا جو گہری نیند سو رہا تھا۔ ساری ساری رات سوتے نہیں اور صبح اٹھتے نہیں۔ سنبھال لیا انہوں نے اپنا آفس،،، کر لیا پوار لاس،،۔ میرال بڑبڑائی تھی۔

جانِ من،،، جو بھی کہنا ہے پاس آکر کہو،، مگر پاس آکر تو تمھاری بولتی بند ہو جاتی ہے۔ شامیر آنکھیں بند کیے ہی بولا تھا۔ میرال دانتوں تلے لب دبا کر رہ گئی۔

شامیر آج دو دن ہو گئے ہیں۔ ہمیں واپس آئے مگر آپ آفس نہیں گئے۔ میں تو بس اسی لیے کہہ رہی تھی۔۔۔ میرال ممناتے ہوئے بولی۔

جانم،،، میں اپنی تھکن اتار رہا ہوں جو اُتر ہی نہیں رہی شامیر انگڑائی لیتے ہوئے اٹھا تو میرال کو نہائے ہوئے اور باتھ روب پہنے دیکھ کر شامیر کی آنکھیں خمار آلود ہوئیں۔

جانِ شامیر،،، تم چاہتی ہو میں آفس چلا جاؤں۔ شامیر نے لب دانتوں تلے دبائے پوچھا تھا۔

میرال نے جلدی سے گردن ہلائی تھی کیونکہ اِسی صورت میں ہی میرال کو شامیر کی قربت سے رہائی ملنی تھی۔ شامیر نے اس کے یوں گردن ہلانے پر اپنی مسکراہٹ چھپائی تھی۔ تو پھر میری تھکن اچھی طرح اتار دو میں آفس چلا جاؤں گا۔ شامیر نے میرال کو گہری اور بے باک نظروں سے دیکھا۔

وہ کیسے ؟میرال جلدی سے بولی مگر شامیر کو یوں خود کو دیکھتا پا کر میرال سرخ ہوئی تھی۔

آپ کی تھکن جتنی بھی اتار لوں وہ اترتی ہی نہیں۔ میرال نظریں جھکائے نروٹھے لہجے میں بولی تو شامیر کو ڈھیروں پیار آیا۔

شامیر بیڈ سے اُٹھتا میرال کے پاس گیا تھا۔بس ابھی کے لیے پھر تنگ نہیں کروں گا شامیر نے اُسے اپنی بانہوں میں بھرا تھا۔

میرال تیار ہو رہی تھی۔میرال نے خوبصورت سی پرپل شارٹ شرٹ اور پرپل ہی کھلا ٹراوزر پہن رکھا تھا۔بڑا سا نیٹ کا دوپٹہ اوڑھے سوفٹ پنک لپ سٹک لگائے بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

شامیر میرال کو دیکھتا میرال کے قریب آیا تھا اور اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھے۔ بہت خوبصورت لگ رہی ہو میری جان۔۔شاید ہر کلر تمھارے لیے ہی بنا ہے۔جو بھی پہنو کھل اُٹھتی ہو۔شامیر میرال کو بازوؤں کے حلقے لیے سیڑھیاں اُترتے نیچے آیا۔۔

میرال لائبہ اور صائم کو دیکھ کر،،، چیخ مارتی ہوئی لائبہ کے گلے لگی تھی۔

شامیر میرال کو ایسے خوش دیکھ کر مسکرایا تھا۔

لائبہ تم کب آئی۔۔۔ تم صائم کے ساتھ آئی ہو۔ یہ کب ہوا؟ میرال کی ایکسائٹمنٹ ختم ہی نہیں ہو رہی تھی۔

جی بھابھی،،، صائم نے مجھ سے معافی مانگی تو میں نے اُسے معاف کر دیا۔۔ بھابھی میں کبھی اُسے معاف نہ کرتی مگر جب آپ نے بھائی کو معاف کر دیا تو میں حیران ہوئی تھی۔ بھائی نے آپ کے ساتھ اتنا کچھ کیا پھر بھی آپ نے معاف کر دیا۔ بس میں نے آپ کے عمل کو دیکھتے ہوئے صائم کو معاف کر دیا۔ یقین مانیں میں نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی خوشی کو پالیا ہے۔ شائل آنکھوں میں ڈھیروں محبت لیے صائم کو دیکھتے ہوئے بولی جو دور کھڑا شامیر سے باتیں کر رہا تھا۔

ویسے ہیپی انیورسری بھابھی۔ شائل میرال کے گلے لگی تھی۔ اسی اثناء میں فرخندہ اپنی بیٹیوں کے ساتھ اندر داخل ہوئی تھی۔

لائبہ فرخندہ کو دیکھتے ہوئے اس کے گلے لگی تو فرخندہ کی آنکھوں میں آنسو آئے تھے۔

لائبہ تم مجھ سے ناراض نہیں ہو ناں۔ فرخندہ نے ڈبڈبائی آنکھوں سے پوچھا۔

نہیں آپا میں کیوں آپ سے ناراض ہونے لگی۔ آپ میری بڑی ہیں۔۔ ایک ہی تو بہن ہے میری۔۔ لائبہ مسکرائی تھی۔

فرخندہ بھی مسکراتے ہوئے لائبہ سے باتیں کرنے لگی۔

Zubinovelszone.com Noor Asif Novels

بدکردار

میرب، منال،،، کو دیکھ کر شامیر نے خوشی سے آگے بڑھتے انھیں گلے لگایا تھا۔

آگئی تم لوگوں کو ماموں کی یاد۔۔ شامیر ان کو پیار سے دیکھتا ہوا بولا۔

ہمیں تو ماموں بھولتے ہی نہیں،،۔ مگر ماموں ہمیں بھول گئے ہیں میرب منہ پھلاتے ہوئے بولی تو شامیر دُرانی نے قہقہہ لگایا تھا۔

شامیر اُن کے ساتھ صوفے پر بیٹھا باتیں کرنے لگا۔ شامیر نے محسوس کیا تھا کہ وہ بار بار میرال کو دیکھ رہی ہیں۔ جو طلحہ اور رافعہ کے ساتھ باتوں میں مصروف تھی۔ آج اپنی اینیورسری کی خوشی میں شامیر دُرانی نے گھر میں سب کے لیے ڈنر ارینج کیا تھا۔

کیا ہوا؟ تم لوگ میرال کو ایسے کیوں دیکھ رہے ہو؟

شامیر نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

اصل میں ماموں ہمیں میرال ممانی بہت پیاری لگتی ہیں بالکل پری لگتی ہیں۔

مگر ہمیں ان سے ڈر لگتا ہے۔ منال معصومیت سے آنکھیں پٹپٹائے بولی تو شامیر حیران ہوا۔ ڈر کیوں لگتا ہے وہ واقعی میں ایک پری ہیں۔ اتنا خوبصورت چہرہ ہے اس کا اس سے کیوں ڈر لگتا ہے؟ شامیر نے گہری پیار بھری نظر اپنی خوبصورت سی بیوی پر ڈالی تھی جو ہنستی ہوئی طلحہ سے باتیں کر رہی تھی۔

افففف۔۔۔۔ شامیر نے دل پر ہاتھ رکھا تھا۔ اُسے ہنستے ہوئے دیکھ کر۔

ماموں،،۔ منال نے شامیر کو اپنی طرف متوجہ کیا تھا جو والہانہ نظروں سے میرال کو دیکھے جا رہا تھا۔

شامیر بڑی مشکل سے اپنی نظر میرال سے ہٹاتے ہوئے میرب اور منال کی طرف متوجہ ہوا۔

ہاں تو بتاؤ کیوں ڈر لگتا ہے تم لوگوں کو۔۔ شامیر نے پوچھا۔

وہ ماما نے ہمیں کہا تھا کہ وہ جتنی خوبصورت ہیں اتنی ہی بُری ہیں۔ وہ بالکل اچھی نہیں۔ اس لیے ہم اُن کے پاس نہ جایا کریں۔

میرب معصومیت سے بولی تو شامیر نے تاسف سے فرخندہ کو دیکھا تھا۔

بیٹا آپ کی ماما نے یہ بات تو بہت پہلے آپ سے کہی تھی۔ اصل میں انہوں نے یہ بات مزاق میں کہی تھی مگر آپ نے سیریس لے لیا۔

پتا ہے آپ کی میرال ممانی بہت اچھی اور معصوم ہیں۔ آپ ان سے ڈر رہی ہیں وہ تو آپ کے ماموں سے ڈرتی ہیں۔

شامیر شرارتی لہجے میں بولا تھا۔

میرال ممانی آپ سے ڈرتی ہیں۔ آپ تو اتنے اچھے ہیں میرب اور مینال یک زبان ہو کر بولی تھیں۔

ہاں بہت ڈرتی تھیں میرے غصے سے،، اور اب میرے پیار سے ڈرتی ہیں۔ شامیر لب دانتوں میں دبائے معنی خیز لہجے میں بولا تھا۔

شامیر نے ان کے کان میں کچھ کہا تھا۔ وہ کھل کھلا کر ہنس پڑی تھیں۔

میرال طلحہ کے پاس کھڑی اُس سے باتیں کر رہی تھی۔ جب میرب اور منال اُس کے پاس آئیں تھیں اور اسے تھوڑا جھکنے کو کہا میرال حیرت سے انھیں دیکھتے ہوئے تھوڑا جھکی تھی۔ ان دونوں نے میرال کے گال پر کس کی تھی۔ میرال نے مسکراتے ہوئے انھیں گلے لگایا۔

میرال ممانی آپ بہت خوبصورت ہیں وہ میرال کو دیکھتے ہوئے بولیں۔ تھینکیو بیٹا،، میرال نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ممانی آپ ہمیں تھینکیو نہ کریں یہ بات ماموں نے کہی ہے اور یہ کسز بھی ہم نے ماموں کی طرف سے آپ کو دی ہیں۔ وہ بولتے ہوئے بھاگ کر شامیر کے پاس چلی گئیں تھیں۔

میرال نے گلابی چہرے کے ساتھ شامیر کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ میرال کے دیکھنے پر شامیر نے ہونٹوں کو سکیڑ کر اسے فلائینگ کس کی تھی۔ میرال نے شامیر کی اس حرکت پر کن آنکھیوں سے طلحہ کو دیکھا تھا۔

میرال نے شکر کا سانس لیا تھا طلحہ اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ میرال شامیر کو گھورتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔ شامیر گہرا مسکرایا تھا۔

فرخندہ ایک طرف کھڑی شامیر کو ہی دیکھ رہی تھی۔ شامیر فرخندہ کو خود کی طرف دیکھتا پا کر مسکراتا ہوا اس کے پاس گیا تھا اور اسے گلے سے لگایا۔ فرخندہ بے یقین ہوئی تھی اور شامیر کے گلے لگ کر رو دی۔

بس کریں آپا اب رونا بند کریں۔ شامیر نے پیار سے فرخندہ کو چپ کروایا تھا۔

اچھا مجھے یہ بتائیں وقار آپ کے ساتھ ٹھیک ہے اب۔ شامیر دُرانی نے فرخندہ سے سوال کیا۔

ہاں اب تو بالکل ٹھیک ہو گئے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے اپنے رویے کی معافی مانگی ہے۔ اب وہ دو دن ہمارے پاس رکتے ہیں اور دو دن اپنی دوسری بیوی کے پاس۔ فرخندہ نے شامیر کے سینے کے ساتھ لگتے ہوئے بتایا۔

کیسے ٹھیک نہ ہوتا،، شامیر دُرانی نے اسے شرف ملاقات جو بخشا تھا۔ شامیر سوچتے ہوئے مسکرایا تھا۔ شامیر نے فرخندہ سے باتیں کرتے ہوئے میرال کو پکارا تھا۔

جانِ شامیر! شامیر کے یوں سب کے سامنے پکارنے پر میرال سرخ ہوئی تھی اور سٹپٹاتے ہوئے سب کو دیکھا اور نظریں جھکائے وہیں پر کھڑی رہی۔

بدکردار

میرال میری جان،،، شرما بعد میں لینا پہلے ادھر آ کر میری بات سن لو۔۔شامیر سنجیدگی سے بولا تو سب کے لبوں پر دبی دبی مسکراہٹ دوڑ گئی تھی۔

میرال دل میں ہزاروں صلواتیں شامیر کو سناتے ہوئے چاروناچار شامیر کے پاس گئی تھی۔

جی شامیر۔میرال شامیر کے پاس جا کر آہستگی سے بولی تھی۔

شامیر نے فرخندہ کو اشارہ کیا تھا۔فرخندہ شامیر کا اشارہ سمجھتی میرال کے گلے لگی تھی۔

ہیپی اینیورسری میرال۔فرخندہ میرال سے الگ ہوتے ہوئے بولی۔

تھینکیو آپا اور کیسی ہیں آپ؟میرال مسکراتے ہوئے فرخندہ سے باتیں کرنے لگی۔

شامیر نے مسکرا کر اپنی جان سے پیاری بیوی کو دیکھا تھا جو جتنی خوبصورت تھی اتنا ہی اس کا دل بھی خوبصورت تھا۔

شامیر درانی اپنی فیملی کو یوں ہنستا مسکراتا دیکھ کر دل سے سرشار ہوا تھا۔

ڈنر کرتے ہوئے شامیر نے حیرانگی سے میرال کو دیکھا جو مٹن کھا رہی تھی بلکہ وہ سارے کھانوں کو چھوڑ کر صرف فورک سے مٹن ہی کھا رہی تھی۔شامیر حیران ہوا میرال کو تو مٹن پسند ہی نہیں تھا۔

بدکردار

میرال نے ملازمہ سے لیمن واٹر لانے کو کہا اب وہ ایک بائٹ مٹن کی لیتی اور دوسرا سیپ لیمن واٹر کا لیتی۔ میرال نے ڈھیر سارا لیموں مٹن پر بھی نچوڑا تھا۔

شامیر کا دل دھڑکا تھا کچھ سوچ کر۔ کیا واقعی میں ایسا کچھ ہے؟ شامیر نے دھڑکتے دل کے ساتھ سوچا۔

فرخندہ نے میرال کو یوں لیمن کھاتا دیکھ کر شامیر کو دیکھا تھا اور نظروں ہی نظروں میں شامیر سے خوشخبری کے بارے میں پوچھا تھا جس پر شامیر شانے اچکا کر رہ گیا۔

شامیر بے تابی سے سب مہمانوں کے جانے کا ویٹ کر رہا تھا۔ جو وہ سوچ رہا ہے کیا وہ واقعی میں سچ ہے۔ سب مہمانوں کو رخصت کرنے کے بعد وہ اندر آیا تو میرال کو تیز تیز سیڑھیاں چڑھتے دیکھ کر،،۔ شامیر ایک ہی جست میں بھاگتا ہوا میرال تک پہنچا تھا۔

جانِ شامیر کیا ہو گیا ہے آرام سے چلو۔ شامیر میرال کو بانہوں میں بھرتے ہوئے پیار سے بولا۔

کیوں کیا ہوا؟ آرام سے کیوں چلوں؟ میرال معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر بولی تو شامیر مسکرایا تھا۔

اچھا میرال تم آج مٹن کیوں کھا رہی تھی؟ شامیر اسے بازوں کے حلقے میں آہستگی سے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے پوچھنے لگا۔

پتہ نہیں شامیر کچھ دنوں سے صرف مجھے مٹن ہی پسند آرہا ہے ورنہ تو مجھے مٹن بہت بُرا لگتا تھا۔

میرال نے بتایا۔ کیونکہ مٹن مجھے بہت پسند ہے۔ شامیر سوچتے ہوئے گہرا مسکرایا۔۔۔

اچھا تو لیمن واٹر کیوں پی رہی تھی؟ شامیر نے دوسرا سوال کیا۔

پتہ نہیں میرا دل کیا تو پی لیا۔ کیوں آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟ میرال نے شامیر کو دیکھا تھا۔

ویسے ہی پوچھ رہا ہوں۔ شامیر میرال کو لیے کمرے میں داخل ہوا تھا۔

میرال ڈریسنگ روم سے چینج کرکے آئی تو شامیر نے اسے بانہوں میں بھرا تھا۔ میری جان یہ کیا پہن لیا۔ کیوں کیا ہوا۔ میرال خود کو آئینے میں دیکھتے ہوئے بولی۔ میرال نیمے پنک نائٹی ود لانگ گاؤن پہن رکھی تھی۔

ہوا تو کچھ نہیں ڈارلنگ،، لیکن آج ہماری ویڈنگ اینورسری ہے۔ کچھ تو سپیشل ہونا چاہیے۔ شامیر میرال کو پیچھے سے اپنے حصار میں لیتے ہوئے ائینے میں اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

مطلب؟ میرال نے ناسمجھی سے شامیر کو دیکھا۔

Zubinovelszone.com

مطلب یہ کہ،،،یہ نائٹ تم پہ کچھ جچ نہیں رہی۔۔

جو میں نے تمھارے لیے امیریکہ سے بائے کیں تھیں۔ان میں سے کوئی پہنو۔بلکہ ٹھہرو میں خود تمھارے لیے چوز کرتا ہوں۔شامیر کہتا ہوا ڈریسنگ روم کی طرف گیا۔

واپسی پر شامیر کے ہاتھ میں بلیک شارٹ باریک نائٹی دیکھ کر میرال کے اوسان خطا ہوے۔

شامیر میں اسے نہیں پہنوں گی۔اسے پہننا نہ پہنے کے برابر ہے۔میرال سرخ چہرے کے ساتھ نظریں چراتے ہوے بولی تھی۔

آچھا تو ایسا ہے۔شامیر مسکرایا تھا۔

دوسرے ہی پل شامیر میرال کو دیوار کے ساتھ لگاتا اس کے ہونٹوں پر شدت سے جھکا تھا۔تھوڑی سی محنت کے بعد پنک نائٹی زمیں بوس تھی اور میرال شامیر کی لائی ہوئی نائٹی میں تھی۔

میرال کا شرم اور غصے سے برا حال تھا۔اوپر سے شامیر کا گہری اور بے باک نظروں سے دیکھنا۔میرال سے نظر اٹھانا محال ہو رہا تھا۔۔

شامیر مسکراتے ہوے اُسے گود میں اٹھائے بیڈ پر لایا۔میرال پر مکمل حاوی ہوتا اپنی منمانی کرنے لگا۔

شامیر صبح اُٹھتے ہی پہلی فرصت میں میرال کو ڈاکٹر کے پاس لے کر گیا تو ڈاکٹر نے اس کا شک یقین میں بدل دیا تھا۔

شامیر نے خوشی سے میرال کو دیکھا جو گلابی چہرہ لیے نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔

مسٹر شامیر دُورانی سب کچھ ٹھیک ہے۔بس یہ سپلیمنٹ ضروری ہیں اور ڈائٹ کا خاص خیال رکھنا ہے۔

ڈاکٹر نے کچھ میڈیسن لکھتے ہوئے چند ہدایات دی تھیں۔

ہاں کیا کہہ رہی تھیں آپ؟ شامیر دُرانی میرال پر سے مشکل سے نظریں ہٹاتے ہوئے چونکتے ہوئے بولا۔

مسٹر شامیر دُرانی ابھی آپ کو کچھ سمجھ نہیں آئے گا میں آپ کو فون پر بتادوں گی۔ آپ بس یہ میڈیسن ان کو ریگولر دیتے رہیے گا۔

ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے مسٹر دُرانی کو دیکھا تھا۔جو دیوانوں کی طرح اپنی بیوی کو دیکھ رہا تھا۔ڈاکٹر کی بات پر شامیر مسکراتے ہوئے ڈاکٹر کو خداحافظ کرتا میرال کو چیر سے اٹھایا تھا۔اور شدت سے اپنا لمس میرال کے ماتھے پر چھوڑا تھا۔میرال ڈاکٹر کے سامنے سے خفت مسکرا کر رہ گئی۔میرال نے گھور کر شامیر کو دیکھا۔شامیر میرال کے گھورنے کی پرواہ کیے بغیر اسے بازوؤں کے حلقے میں بھرتا باہر کی جانب قدم بڑھائے تھے۔

بدکردار

مرادخان آفس جانے کے لیے تیار ہو رہا تھا۔ مرادخان نے اپنا کوٹ پہنتے ہوئے خود کو آئینے میں دیکھا تھا. خود کو دیکھ کر پھیکا سا مسکرادیا۔ آج پورے تین مہینے ہو گئے تھے میرال کو دیکھے ہوئے،، جو اس کی زندگی تھی۔ مرادخان اس کو دیکھ کر ہی جینے لگا تھا۔ اب پورے تین مہینے ہو چکے تھے اور وہ اس کے بغیر زندہ تھا سانس لے رہا تھا۔ کیا زندہ ہونا اسے کہتے ہیں؟ کیا وہ زندہ ہے؟ مرادخان خود اذیتی سے مسکرادیا۔

مرادخان آفس جانے کے لیے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے مسلسل میرال کو سوچے جا رہا تھا۔ جو اس کے ذہن سے ایک پل کے لیے بھی جدا نہیں ہوئی تھی۔

بہت کوشش کے باوجود وہ اسے بھول نہیں پایا تھا۔ وہ جتنا اسے بھولنے کی کوشش کرتا میرال اسے اتنی شدت سے یاد آئی۔

اس کی آنکھوں کے سامنے سے وہ منظر ہٹتا ہی نہیں تھا جب وہ میرال پر چلایا تھا اور وہ روتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔ ابھی بھی وہ بے چین ہوا تھا۔

وہ جانتا تھا وہ شامیر دُرانی کے پاس واپس چلی گئی ہے اور یہ بھی کہ وہ تین ماہ شامیر کے ساتھ باہر گزار کر آئی ہے۔

مرادخان کا دل بے چین ہوا تھا اسے دیکھنے کے لیے۔

مرادخان نے اپنی گاڑی کا رُخ شامیر دُرانی ہاؤس کی طرف کیا تھا۔

بدکردار

دماغ نے روکا کہ مت جا اس طرف،، مگر دل نے مجبور کیا ایک دفعہ بس آخری دفعہ اس کا چہرہ دیکھنے میں کیا حرج ہے۔

شامیر آفس کے لیے گاڑی میں بیٹھتا باہر گیٹ سے نکلا ہی تھا کہ اس کی گاڑی کے پاس مراد خان کی گاڑی آکر رُکی۔ شامیر کے ماتھے کے بل گہرے ہوئے تھے۔

شامیر دُرانی مراد خان کو دیکھ کر اپنی گاڑی سے اترا تھا مراد خان بھی اپنی گاڑی سے نیچے اترا تھا۔

دونوں آمنے سامنے آتے ہوئے ایک دوسرے کو گھور رہے تھے۔

دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھ کر اپنی گلاسز اتاری تھیں۔

کہاں جا رہے ہو؟ شامیر نے ابرو اچکاتے ہوئے سوالیہ نظروں سے پوچھا۔

وہ مجھے مِس میرال سے ملنا تھا مراد خان شامیر کو دیکھتے ہوئے سپاٹ لہجے میں بولا تھا

تمھیں لگتا ہے میں تمھیں اُس سے ملنے دوں گا۔ شامیر اس کی بات پر استھزائیہ مسکرایا۔

شامیر دُرانی جتنا بھی بدل جائے،، مگر اُس کے لیے اس کی جنونیت پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گئی ہے۔ شامیر دُرانی اس کا ایک بال بھی تمھیں نہ دیکھنے دے اور تم اس سے ملنے کی بات کر رہے ہو۔

جس جس نے اُس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا وہ آج اِس دنیا میں نہیں ہے۔تو اس لیے زندہ ہے تیری نظروں میں اس کے لیے ہوس نہیں پاکیزگی ہے۔

مگر شامیر دُرانی کو یہ بھی قبول نہیں۔اس لیے اگر اپنی خیریت چاہتا ہے تو ایک منٹ سے پہلے یہاں سے چلے جاؤ ورنہ مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہو گا۔

شامیر! مراد خان کو سخت نظروں سے گھورتے ہوئے دھاڑا تھا۔

پتہ ہے مجھے تمھاری کوئی بات بُری نہیں لگی۔ تمھاری جگہ کوئی بھی ہوتا اُس کے لیے اتنا ہی پوزیسو ہوتا۔

مِس میرال جیسی لڑکی خوش قسمت لوگوں کو ملتی ہے اور تم بہت خوش قسمت ہو۔اچھا کیا تم نے ملنے نیہں دیا۔ورنہ شائد میں آج اُسے دیکھ کر آپنی جان سے ہی جاتا۔

چلتا ہوں۔مراد خان گلاسز لگاتا اپنی گاڑی میں بیٹھتا وہاں سے نکل گیا۔

شامیر دُرانی نے اس کے جانے کے بعد گاڑی کے بونٹ پر زور دار مکا مارا تھا۔شامیر کا بس چلتا تو اُس کے دل سے میرال کے لیے تمام جذبے نکال دیتا۔

اُس کی آنکھوں سے میرال کی شبیہ نوچ ڈالتا۔شامیر کو یہ بات کہاں گوارا تھی کوئی اس کی میرال کے بارے میں سوچ بھی۔۔

شامیر غصے سے گاڑی میں بیٹھتا اپنے آفس کے لیے نکل گیا۔

بدکردار

پانچ سال بعد

مراد خان اپنے گھر کے باہر لان میں کھڑا بالکل ہی ہر چیز سے بے نیاز چاند کو دیکھ رہا تھا۔

سکندر خان کے کافی دفعہ پکارنے پر بھی وہ ان کی طرف متوجہ نہ ہوا تھا۔

سکندر خان نے اپنے بیٹے کو دیکھ کر گہرا سانس لیا تھا۔

آج سے پانچ سال پہلے وہ بالکل ٹوٹی ہوئی بکھری حالت میں گھر آیا تھا. روتے ہوئے اُن کے گلے لگ گیا کہ وہ اس ملک میں نہیں رہنا چاہتا. وہ یہاں سے اس کی یادوں سے بہت دور جانا چاہتا ہے۔ جہاں دور دور تک اس کا سایہ بھی نہ ہو۔

سکندر خان اپنے اکلوتے بیٹے کی یہ حالت دیکھ کر بہت افسردہ ہوئے تھے. ان کا تھا ہی کون مراد خان کے علاوہ۔

اس لیے وہ پہلی فرصت میں اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر امریکہ آ گئے تھے۔

یہاں آکر انہوں نے اپنی نئی زندگی شروع کی۔ مگر مراد خان آج بھی اپنی پرانی یادوں میں زندہ تھا۔ بہت سمجھانے کے باوجود اس نے شادی نہیں کی تھی۔ بقول میرال کی یادیں ہی اُس کے لیے کافی تھیں۔۔

مراد خان ایسے ہی سارا دن اپنے آپ کو آفس کے کاموں میں مشغول رکھتا۔ رات کو آ کر یونہی دیر تک آسمان پر چاند کو تکتا رہتا۔

بدکردار

سکندر خان نے مراد خان کو پھر سے آواز دی تھی۔جی بابا جان آرہاہوں۔آپ چلیں اندر باہر کافی سردی ہے میں آرہاہوں۔مراد خان احترام سے بولا تھا۔

سکندر خان گہری سانس بھرتے اندر چلے گیٔ تھے وہ جانتے وہ نہیں آئے گا۔

مراد خان چاند کو دیوانہ وار دیکھے جارہاتھا۔ایک چہرہ اس کی آنکھوں کے آگے لہرایا تھا۔

مراد خان چاند کو دیکھتے مسکرایا۔

مراد خان پل پل میرال کی خوشیوں کے لیے دل سے دعاکرتا تھا۔

کسے پوچھوں ہے ایسا کیوں بے

زباں سایہ جہاں ہے

خوشی کے پل کہاں ڈونڈھوں

بے نشاں ساوقت بھی یہاں ہے

جانے کتنے لبوں پہ گلے ہیں،،

زندگی سے کیٔ فاصلے ہیں

بس سجتے ہیں سپنے کیوں آنکھوں میں،،

لکیریں جب چھوٹیں ان ھاتھوں سے یوں بے وجہ

جو بیجھی تھی دعا

Zubinovelszone.com
Noor Asif Novels

بدکردار

وہ جا کے آسمان سے یوں ٹکرا گیئ

کہ لوٹ آ گیئ ہے صدا

سانسوں نے کہاں رخ موڑ لیا

کوئی رہ نظر نہ آئے

دھڑکن نے کہاں دل چھوڑ دیا

کہاں چھوڑے ان جسموں کے سائے

یہی بار بار سوچتا ہوں تنہا میں یہاں

میرے ساتھ ساتھ چل رہا ہے یادوں کا دھواں

مراد خان آفس جانے کے لئے گاڑی میں ابھی نکلا ہی تھا۔ کہ اس کی گاڑی کی زوردار ٹکر ہوئی تھی۔ کسی گاڑی کے ساتھ،،،

مراد خان اِس سے پہلے گاڑی سے نکلتا۔۔

کسی نے اس کی گاڑی کا شیشہ ناک کیا تھا۔

مرادخان نے اپنا شیشہ نیچے کیا تو سامنے ہی ایک دوشیزہ کو کھڑے پایا۔ جو آنکھوں میں شرارے لیے اُسے گھور رہی تھی۔۔

باہر آؤ مسٹر۔۔۔وہ غصے سے چلاتے ہوئے بولی۔۔

مرادخان لب بھینچتا ہوا باہر نکلا۔۔

دیکھنے میں تو اچھے خاصے ہو بلکہ کافی ہینڈسم ہو۔ نظر کیا خراب ہے تمھاری۔۔۔جو میری گاڑی کی ہیڈ لائٹس توڑ دیں۔۔

وہ پھر سے چلائی تو مرادخان نے ناگواری سے اُسے دیکھا۔۔

دیکھیں مس۔۔ صرف آپ کا نقصان نہیں میرا بھی ہوا ہے۔۔

مجھے کہیں ظروری پہنچنا ہے۔۔میرا ٹائم ویسٹ مت کریں پلیز۔۔۔مرادخان کہتے ہوئے گاڑی کی طرف بڑھا۔۔

اوو۔۔۔یعنی کا آپ کا ہی ٹائم قیمتی ہے۔ مجھے بھی ضروری کہیں پہنچنا تھا۔ مگر آپ کی وجہ سے لیٹ ہوگیٔ ہوں۔

کوئی بات نہیں ایک منٹ اُس لڑکی نے اِدھر ادھر نظر دوڑائ تھی۔ اور اپنی مطلوبہ چیز ملتے ہی وہ اس کی طرف بڑھی۔ اِس سے پہلے مرادخان کچھ سمجھتا۔ وہ اس کی گاڑی کا سامنے والا شیشہ توڑ چکی تھی۔۔

مرادخان غصے سے اُس کی طرف بڑھا۔

شائد تمھیں آج تک کسی نے بتایا نہیں ہو گا تم ایک نہایت ہی بدتمیز لڑکی ہو۔۔بد دماغ لڑکی ہو۔۔مرادخان دھاڑا۔۔

اور تمھیں بھی آج تک کسی نے بتایا نہیں کہ تم ایک مغرور خود غرض، اندھے انسان ہو۔ جس نے میری گاڑی کی ہیڈلائٹس توڑ دیں۔ کتنی مشکل سے اپنی سیونگ اکھٹی کر کے لی تھیں۔ وہ روہانسی ہوتے ہوئے بولی تو مرادخان چونکا تھا۔۔اِن بھیگی آنکھوں نے کسی کی یاد دلائی تھی۔۔مرادخان نے غور سے اُسے دیکھا تو وہ کافی خوبصورت اور انوسینٹ چہرے کی مالک تھی۔۔

مرادخان سر جھٹکتا آگے بڑھ گیا۔۔

مرادخان ابھی آفس داخل ہوا تھا کہ کوئی اس سے بُری طرح ٹکرایا مرادخان نے دیکھا یہ وہی لڑکی تھی۔ جس کی گاڑی سے اِس کی گاڑی کی ٹکر ہوئی تھی۔۔

ناٹ اگین۔۔۔مرادخان بڑبڑایا۔۔

میرے بھی یہی خیالات ہیں آپ کے لیے۔۔وہ کہتے ہوئے غصے سے آگے بڑھ گیئ۔۔

مرادخان تاسف سے اُسے دیکھتا میٹنگ روم میں داخل ہوا۔۔

میٹنگ روم میں داخل ہوتے اُسے شاک لگا تھا۔ وہ لڑکی بھی وہیں تھی۔۔

جن کے ساتھ آج اُس کی ایک پروجیکٹ کے سلسلے میں میٹنگ تھی۔

وہ لڑکی جتنی بھی بد تمیز سہی کافی ٹیلنٹڈ تھی۔ یہ اُسے میٹنگ کے دوران اندازہ ہوا ۔۔جب اُس نے بہت اچھے سے اپنی پرزینٹیشن دی تھی۔۔۔مراد خان نے اُن کی کمپنی کے ساتھ ڈیل ڈن کی تو بہت خوش نظر آرہی تھی۔

مراد خان حیران ہوا۔۔ابھی باہر گاڑی کے لئے رو رہی تھی اور ابھی کتنی خوش نظر آرہی ہے۔

مراد خان کو پھر کوئی یاد آیا تھا۔

وہ مراد خان کو تھینکس کہنے اس کے پیچھے آئی تھی۔

تھینکس مراد سر،،،یہ پراجیکٹ میری جاب کے لیے بہت ضروری تھا۔مجھے تو لگا تھا باہر جو کچھ ہوا آپ یہ پراجیکٹ ہماری کمپنی کو نہیں دیں گیں۔۔وہ مسکراتے ہوئے معصومیت سے بولتے مراد خان کو پھر سے ایک چہرہ یاد کروا گیئ۔اِس سے پہلے وہ وہاں سے جاتی۔۔

مراد خان نے اسے روکا تھا۔

کیا آپ سنگل ہیں۔۔مراد خان کے پوچھنے پر وہ حیران ہوئ۔۔۔جی۔۔۔

کیا آپ سنگل ہیں۔۔

مراد۔خان نے دوبارہ پوچھا۔۔

وہ حیران ہوتی اثبات میں سر ہلا گیئ۔۔

کیا آپ مجھ سے شادی کریں گی۔۔

مراد خان کے اگلے سوال پر اُس نے آنکھیں پھاڑ کر دیکھا تھا۔۔

جی سر۔۔۔وہ بمشکل بولی

کیا آپ مجھ سے شادی کریں گی مس۔۔۔۔

میرا نام روشنی ہے۔۔۔وہ حیران ہوتے اپنا نام بتا گیئ۔۔

مراد خان اُس کا نام سن کر مسکرایا تھا۔۔

مس روشنی،،۔۔۔میں نے ایک سمپل سا کویسچن کیا ہے۔۔

آپ مجھ سے شادی کریں گی۔۔

مگر میں کیوں میرا مطلب ہے۔۔آپ مجھے کیوں۔۔آپ مجھے جانتے نیہں۔۔وہ گڑبڑاتے ہوے بولی۔۔

روشنی کے پیرنٹس آج سے 22 سال پہلے اپنا سب کچھ بیچ کر پاکستان سے امریکہ آ گی ئے تھے۔یہاں آکر وہ اپنی تہزیب روایات سب کچھ بھول گیئے۔۔

روشنی کے والد کو بزنیس میں زبردست لاس ہوا تو اپنے لاس کو کور کرنے کے لیے،،

اپنے سے بھی بڑے عمر کے آدمی سے روشنی کی شادی طے کر دی تھی۔تو روشنی نے اپنا

بدکردار

گھر اپنے پیرنٹس کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا۔۔اپنی سٹرگل کرتے کرتے آج اُس کے پاس جاب تھی۔ سیونگ کر کے اس نے ایک چھوٹی سی گاڑی بھی لے لی۔۔

کسی کے گھر پے انگ گیسٹ کے طور پر رہ رہی تھی۔۔امریکہ جیسے شہر میں کوئی بھی اِس کی طرف بڑھا تو صرف اِس کے ساتھ جسم کا ریلیشن بنانے کے لیے کے۔جو روشنی کو کسی قیمت قبول نہ تھا۔۔ آج یہ پہلا انسان تھا۔جو اِسے نکاح جیسے پاکیزہ بندھن کی آفر کر رہا تھا۔۔ویسے بھی روشنی کو مراد خان پہلی ہی نظر میں بہت آچھا لگا تھا۔اُس کی آنکھیں بہت پاکیزہ اور شفاف لگی تھیں۔۔اگر وہ اس کی آفر قبول کر لیتی ہے تو یقیناً وہ در بدر جو پھر رہی ہے۔اُسے ایک مضبوط سائبان مل جائے گا۔جہاں اُس کی عزت بھی محفوظ ہو گی۔اور پیار تو اتنے ہینڈسم بندے سے ہو ہی جائے گا۔روشنی آخری بات سوچ کر مسکرائی تھی۔

مس روشنی مجھے آپ پسند آگئی ہیں۔میرے بارے میں آپ جان چکی ہوں گی کہ میں کون ہوں۔۔اب پ مجھے بتائیں۔میں کیسا لگا آپ کو۔۔ آپ مجھ سے شادی کریں گی۔۔ مراد خان سنجیدگی سے مخاطب تھا۔

مراد خان کے مخاطب کرنے پر وہ چونکتے ہوئے اپنے خیالوں کی دنیا سے باہر آئی۔۔ روشنی نے غور سے مراد خان کو دیکھا۔

پھر مسکراتے ہوے اثبات میں سر ہلاتے ہوے شرما گیی۔ مراد خان نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوے اس کے ہاتھ کے پشت پر کس کی تھی۔۔

روشنی کے جانے کے بعد مراد خان نے اپنی آفس چیر سے ٹیک لگائے روشنی کے متلعق سوچا تو جھم سے میرال کا چہرہ اُس کی نظروں کے سامنے آیا تھا۔۔

یہ پہلی لڑکی تھی جسے دیکھ کر اُسے میرال کی یاد آئ تھی۔۔

اور وہ میرال کو کبھی بھولنا نہیں چاہتا تھا۔ کیا پتا روشنی واقعی میں اِس کے لیے روشنی ثابت ہو اس کی زندگی میں اندھیروں کو نکالنے کے لیے۔

مراد خان طمانیت سے مسکرا دیا تھا۔۔

آج وہ ایک ہفتے کے بعد اپنا شوٹ مکمل کر کے دبئ سے پاکستان پہنچی تھی۔ چند لوگوں نے اُسے پہچانتے ہوئے اس کے گرد اکٹھے ہوئے اس سے آٹوگراف لینے لگے۔ وہ مسکراتے ہوئے انھیں آٹوگراف دینے لگی۔

اسی اثناء میں کسی نے اپنا ہاتھ آگے کیا تھا۔ شمائل نے نظر اُٹھا کر دیکھا وہ درمیانے درجے کا اچھی پرسنیلٹی والا آدمی تھا۔

شمائل کے دیکھنے پر وہ مسکرایا۔ لگتا ہے آپ نے مجھے پہچانا نہیں۔ میں ابھی ابھی دبئی سے آیا ہوں۔ میں نے آپ کو فلائٹ میں ہی پہچان لیا تھا میں ایک ڈائریکٹر ہوں۔ آپ کافی اچھا چہرہ اور فگر رکھتی ہیں۔ میں آپ کو اپنی فلم میں کاسٹ کرنا چاہتا ہوں۔ وہ اسے اوپر سے نیچے تک دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولا۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ میں فی الحال ابھی فلموں میں کام نہیں کرنا چاہتی۔ دوسری بات یہ کہ آپ مجھے فلم دینے کے بہانے جو مجھ سے چاہتے ہیں وہ میں اچھی طرح سمجھتی ہوں۔ وہ میں آپ کو دے نہیں سکتی۔

وہ شمائل کی بات پر گڑبڑایا تھا۔

ویسے بھی میں اپنی محنت کے بل بوتے پر آگے جانا چاہتی ہوں آپ جیسے ٹکے ٹکے کے ڈائریکٹر اور پروڈیوسر کی مجھے ضرورت نہیں۔ شمائل ایک ایک لفظ چبا کر بولی تو اس کا چہرہ سرخ پڑا تھا۔

شمائل اس کے سرخ چہرے کو دیکھتے ہوئے طنزیہ مسکراتی آگے بڑھ گئی۔

آج وہ ایک بہت اچھی ماڈل اور ڈرامہ ہیروئن تھی۔ یہاں تک پہنچنے کے لیے اُسے اپنی عزت بھی گنوانی پڑی جو سراسر اس کا اپنا فیصلہ تھا۔

تب شمائل کو اندازہ ہوا تھا عورت کے لیے اِس کی عزت اِاس کے کردار سے بڑھ کر کچھ نہیں ہوتا۔

میرال کی ایک چھوٹی سی غلطی نے زندگی نے اس سے کیا کچھ نہیں چھینا تھا۔ اگر میرال سے وہ ایک غلطی نہ ہوئی ہوتی تو زیان کی ہمّت بھی نہیں پڑنی تھی اس کی طرف دیکھنے کی۔۔

شمائل بھی یہ بات اچھی طرح سمجھ چکی تھی عورت کو یہاں پھونک پھونک کر قدم رکھنا پڑتا ہے۔ اُسے اپنا آپ بچانا پڑتا ہے۔ وقت جتنا مرضی آگے بڑھ جائے مگر عورت کے لیے آج بھی وہی ہے۔ عورت کو ان لمٹس کو نیہں کراس کرنی چاہیے۔ جو اسلام اور معاشرے نے اس کے لیے تعین کی ہیں۔

آج شمائل کے لیے اِس کی عزت سے بڑھ کر کچھ نہیں تھا۔

ہاں اگر کبھی اُسے اچھا اور سچا سا تھی ملا تو یقیناً وہ یہ زندگی بھی چھوڑ دے گی۔ مگر ابھی تک اُسے ایسا انسان ملا نہیں تھا۔ وہ انتظار میں تھی کہ اُسے بھی سینت سینت کر رکھنے والا محبت کرنے والا انسان ملے۔ مگر وہ جانتی تھی ہر کسی کی قسمت میرال جیسی نہیں ہوتی۔

میرال شامیر کی بانہوں میں بکھری حالت میں سو رہی تھی۔ الارم بج کر خاموش ہو چکا تھا۔ کتنی دفعہ ملازمہ بھی آکر دروازہ ناک کر چکی تھی مگر دونوں دنیا جہان سے بے خبر ایک دوسرے کی بانہوں میں گم سو رہے تھے۔

الارم کی آواز پر شامیر نے بمشکل اپنی آنکھیں کھول کر میرال کو دیکھا تھا جو اس کے کندھے پر سر رکھے سو رہی تھی۔

جان،،،شامیر نے نیند سے بھری آواز میں میرال کو پکارا تھا۔

میرال ہلکا سا کسمسا کر پھر سے سو گئی تھی۔

شامیر نے کوفت سے الارم کو دیکھا جو چپ ہی نہیں ہو رہا تھا۔ وہ پڑا ابھی میرال کی طرف تھا۔

شامیر نے میرال کو پھر سے پکارا تھا۔ جو سلیولیس نائٹی میں اس کے کندھے پر سر رکھے سو رہی تھی۔ شامیر اس کی طرف رُخ پلٹتا اسے بانہوں میں لیا تھا اور گستاخ سی شرارت کی تھی۔ میرال نے پٹ سے آنکھیں کھولی تھیں۔ میرال کی نیند بھگانے کا اِس سے اچھا طریقہ نہیں تھا شامیر کے پاس۔

جانِ شامیر،،،اِس الارم کو بند کر دو پلیز۔ شامیر کہتا ہوا پھر سے آنکھیں بند کر گیا۔

میرال نے غصے سے اِس انسان کو دیکھا جو اس کی نیند کا سب سے بڑا دشمن تھا۔ ساری ساری رات اُسے سونے نہیں دیتا تھا اور اب چند گھڑی ہی اُس کی آنکھ لگی تھی پھر سے اُسے جگا دیا۔ دل تو کیا تھا یہ الارم اُٹھا کر اِس کے سر پر دے مارے۔

میرال نے غصے سے الارم بند کیا تھا اور سونے ہی لگی تھی کہ اچانک اُسے کچھ یاد آیا تھا۔

میرال نے چیخ مار کر شامیر کو اُٹھایا تھا۔

شامیر اُٹھیں پلیز،،، جلدی اُٹھیں۔

شامیر نے میرال کو چلاتے دیکھ کر اسے غصے سے گھورا۔ یہ کیا طریقہ ہے؟ میرال کیوں چلا رہی ہو۔ شامیر نے غصے سے میرال کو گھورا تو میرال منہ بناتی ہوئی بیڈ سے اُٹھنے لگی تھی۔

شامیر نے اُسے کلائی سے کھینچ کر اپنے سینے پر گرایا۔ ذرا میں نے کچھ کہا نہیں اور تم مجھ سے ناراض ہوئی نہیں۔۔۔

شامیر نے میرال کو سختی سے خود میں بھینچا تھا۔ شامیر چھوڑیں مجھے،، میرال کسمساتے ہوئے اس کے حصار سے نکلتے نروٹھے لہجے میں بولی تھی۔

ایسے تو نہیں چھوڑوں گا جب تک مسکرا کر نہیں دیکھو گی میری طرف۔۔۔ ویسے بھی تم صبح صبح اتنی خوبصورت لگتی ہو میرا بھرپور رومانس کرنے کا من ہو رہا ہے۔ شامیر نے میرال کے سراپے پر گہری نظر ڈالی تھی۔

بدکردار

شامیر آپ کا رومانس کا کب دل نہیں کرتا مجھے بس یہ بتا دیں۔ میرال نظریں جھکائے شامیر کے حصار میں دانت کچا کر بولی تھی تو شامیر نے قہقہہ لگایا۔ شامیر اسے بانہوں میں ہی لیے اپنی سائیڈ پلٹتا اس پر جُھکا ہی تھا کہ میرال نے اُس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر اُسے روکا۔

شامیر جانتے ہیں آج کیا ہے؟ میرال نے پوچھا تو شامیر نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

شامیر آج علی کا فرسٹ ڈے ہے سکول کا۔۔۔ میرال کے بتانے پر شامیر نے ایک ہی جست میں بیڈ سے چھلانگ لگائی تھی۔

ارے یار،، اتنی دیر ہو گئی پہلے کیوں نہیں بتایا۔ شامیر گھڑی کو دیکھتا جھنجھلاتا ہوا بولا۔

شامیر کب سے الارم بول رہا تھا آپ اُٹھیں تو پھر نہ۔۔ ویسے بھی رات کو سوئیں گے تو صبح جلدی اُٹھیں گے ناں۔۔۔ آخری لائن میرال خود سے بڑبڑاتے ہوئے بولی تو شامیر دُرانی نے اس کی بڑبڑاہٹ بخوبی سن لی تھی۔

جانِ شامیر اس میں بھی آپ کی غلطی ہے ساری رات تم خود ہی مجھے سونے نہیں دیتی۔

شامیر بلند آواز میں بولتا واش روم میں گھسا تھا۔

میں آپ کو نہیں سونے دیتی۔ میرال روہانسی ہوئی تھی۔

جی بالکل اب تم اتنی خوبصورت ہو۔ جس کی اتنی خوبصورت بیوی ہو تو کون کافر سو کر اتنے قیمتی پل برباد کرے گا بھلا۔ اب بتاؤ اس میں میرا کیا قصور ہے کہ تمھارا حسن مجھے ساری رات جگائے رکھتا ہے۔

شامیر واش روم کے دروازے پر کھڑا بولتے ہوئے میرال کو آنکھ مار کر واش روم میں دوبارہ سے گھس گیا۔

شامیر کی باتوں پر میرال کے ہونٹوں پر شرمیلی سی مسکان بکھری تھی۔

میرال اور شامیر تیار ہو کر نیچے آئے تو ڈائننگ ٹیبل پر علی منہ پھلا کر بیٹھا ہوا تھا۔

شامیر نے میرال کو دیکھا تھا جو کندھے اچکا کر رہ گئی۔ آپ کا بیٹا ہے۔ آپ ہی سنبھال سکتے ہیں۔ بالکل آپ پر گیا ہے۔ میری تو بالکل بھی نہیں سنتا۔ میرال نے کندھے اچکائے تھے اور خاموشی سے ڈائننگ چیئر گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔

کیا ہوا میرے بیٹے کو،، جو یوں منہ پھلایا ہوا ہے۔ شامیر بھی چیئر گھسیٹتا ہوا علی سے مخاطب تھا۔

پاپا دیٹس ناٹ فیر،،، آج میرا اسکول کا فرسٹ ڈے اور آپ لیٹ ہیں۔ علی منہ پھلا کر بولا تو شامیر مسکرایا تھا۔

توکیا ہوا آخر تم شامیر دُرانی کے بیٹے ہو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ تمھیں کوئی کچھ بھی نہیں کہے گا۔ شامیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

بس کر دیں شامیر،، اس طرح کی بات کرنا ورنہ وہ بھی بڑا ہو کر بات بات پر علی دُرانی، علی دُرانی کا راگ الاپے گا۔ میرال غصے سے منہ بنا کر بولی۔

شامیر نے میرال کے منہ میں کانٹے سے الیوڈالا تھا۔ ارے جانِ شامیر صبح صبح اتنا غصہ کیوں آرہا ہے۔ لگتا ہے میری جان کو بھوک لگی ہے۔ اس لیے آپ ناشتہ کریں۔ شامیر نے اب کانٹے سے املیٹ کا ٹکڑا اُٹھا کر میرال کے منہ میں ڈالا تھا۔

میرال نے گھور کر دیکھا تھا شامیر کو۔ شامیر گہرا مسکراتے ہوئے ڈفرنٹ چیزیں اٹھا اُٹھا کر میرال کے منہ میں ڈالنے لگا بنا اس کے گھورنے کی پرواہ کیے۔

ویسے ماما آپ نے غلط کہا میں علی دُرانی کہوں گا۔ میں بولوں گا شامیر دُرانی کا بیٹا علی دُرانی، علی چیئر سے اُٹھتا اک ادا سے بولا تو شامیر نے قہقہہ لگایا تھا۔

ویسے جانِ شامیر میری پرنسز نظر نہیں آرہی۔ شامیر نے بے تابی سے پوچھا تو وہ سامنے سے میڈ کے ساتھ آتی دکھائی دی۔

شامیر جلدی سے اُٹھتا اسے گود میں اُٹھایا تھا اور اس کے گال پر کس کی تھی۔

کہاں تھی آپ عنایہ؟ پاپا نے کتنا مِس کیا آپ کو۔ شامیر اِسے گود میں لیے چیئر پر بیٹھا تھا۔

بدکردار

رات کو عنایہ کو پاپ کی یاد آرہی تھی۔ عنایہ ٹوٹے پھوٹے لہجے میں بولی تھی

تو عنائیہ رات کو پاپا کے پاس آجاتی۔

شامیر نے مسکراتے ہوئے اس کے دوسرے گال پر کس کی۔

پاپا آپ نے خود ہی کہا تھا جو اچھے بچے ہوتے ہیں وہ ماما پاپا کے پاس نہیں سوتے۔ عنائیہ اِز آ گڈ گرل ناٹ آ بیڈ گرل۔ عنایہ آنکھیں پٹپٹاتی ہوئی معصومیت سے بولی تو شامیر دُرانی مسکراتے ہوئے میرال کی طرف جھکا تھا۔

ویسے میری جان،، میری بیٹی بہت سمجھدار ہے جو اپنے پاپا کے بارے میں اتنا سوچتی ہے۔ کیونکہ شامیر دُرانی میرال کے بغیر ایک پل نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ تم میرا جنون میری عادت بن گئی ہو۔ تمھاری قربت میرا نشہ بن چکی ہے۔ اگر تمھارے بغیر ایک پل بھی رہنا پڑے تو شامیر دُرانی کی جان ہی نکل جائے گی۔

شامیر میرال کے کانوں میں جھکتا سرگوشی کرتا ہوا بولا تو میرال کانوں تک سرخ پڑی تھی۔

میرال شامیر کو گاڑی تک سی آف کرنے آئی تھی۔ میرال کا دوپٹہ ہوا سے اس کے سر سے اترتا پھسل کر اس کے ایک کندھے پر آگیا تھا۔ میرال لاپرواہ سی مسکراتے ہوئے عنائیہ سے معصومانہ باتیں کر رہی تھی۔ جب شامیر کو سرخ آنکھوں سے گھورتے ہوئے

پاپاتومیرال نے ناسمجھی سے اُسے دیکھا تھا۔ پھر خود پر نظر پڑتے ہی میرال نے جھٹ سے اپنا دوپٹہ ٹھیک کیا تھا۔

شامیر غصے سے گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔ میرال نے روہانسے ہوتے گہری سانس لی تھی۔

شامیر دُرانی آج بی بالکل ویسا ہی تھا میرال کے لیے۔ پوزیسو، جنونی اِس پر کسی کی ایک نظر بھی برداشت نہ کرنے والا۔۔۔۔۔

ختم شد

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

Zubinovelszone.com

NOOR ASIF NOVELS